روح اور قلب پر رقت طاری کرنے والی صورت کی حقیقت پر منفرد کتاب

# اَحوَالُ المَوت

یعنی

# مَوت کا منظر

تالیف

ابو الزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری
شیخ الجامعہ جامعہ صفیہ عطاریہ
(للبنات)

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

روح اور قلب پر رقت طاری کرنے والی صورت کی حقیقت پر منفرد کتاب

# اَحوالُ المَوت

یعنی

# مَوت کا منظر

تالیف

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری
شیخ الجامعہ جامعہ صفیہ عطاریہ (للبنات)
نزد قبرستان پکی (کوٹلی) ڈسکہ روڈ سیالکوٹ

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | ـــــــ | موت کا منظر |
| مصنف | ـــــــ | ابوزین مولانا محمد اقبال قادری |
| تاریخ اشاعت | ـــــــ | جنوری ۲۰۱۴ء |
| صفحات | ـــــــ | ۶۱۶ |
| کمپوزنگ | ـــــــ | کاشف عباس |
| تعداد | ـــــــ | ۶۰۰ |
| قیمت | ـــــــ | -/350 روپے |

# فہرست


| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| تقریظ | ۲۲ |
| تقریظ | ۲۳ |
| تقریظ | ۲۵ |
| تقریظ | ۲۵ |
| تقریظ | ۲۷ |
| کچھ کتاب اور صاحبِ کتاب کے بارے میں | ۲۸ |
| تقریظ | ۳۰ |
| تقریظ | ۳۲ |
| باب نمبر 1 | ۳۴ |
| **حقیقتِ دنیا** | |
| دنیا کی حیثیت | ۳۴ |
| حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ | ۳۷ |
| دنیاوی چیزوں کی اقسام | ۳۸ |
| دنیا کی بے ثباتی پر آیات | ۳۹ |
| دنیا کی محبت کے مختلف مراحل انسان پر | ۴۵ |
| حضور ﷺ نے دنیا کو سامنے سے ہٹا دیا | ۴۹ |
| دنیا دھوکے کا گھر ہے | ۴۹ |
| دنیا کا انجام کیا ہے؟ | ۵۰ |
| دنیا کی مذمت | ۵۱ |
| دنیا اور آخرت | ۵۲ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حقیقت | ۵۶ |
| وضاحت | ۵۷ |
| تشریح | ۵۷ |
| دنیا مؤمن کا قید خانہ اور کافر کی جنت | ۵۸ |
| وضاحت | ۵۸ |
| دنیا فانی ہے اور آخرت غیر فانی، اس لیے آخرت کے طالب بنو | ۵۹ |
| تشریح | ۵۹ |
| اللہ سے تعلق کے بغیر یہ دنیا لعنتی ہے! | ۵۹ |
| تشریح | ۶۰ |
| طالبِ دنیا گناہوں سے نہیں بچ سکتا | ۶۰ |
| اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو دنیا سے بچاتا ہے | ۶۰ |
| وضاحت | ۶۱ |
| اپنے کو مسافر اور اس دنیا کو سرائے سمجھو | ۶۱ |
| دنیا اور آخرت پر رسول اللہ ﷺ کا ایک خطبہ | ۶۲ |
| وضاحت | ۶۲ |
| تنبیہ | ۶۳ |
| دنیا سے نہ لپٹو، آخرت کے طالب بنو! | ۶۳ |
| دولت کی افراط کا خطرہ اور رسول اللہ ﷺ کی آگاہی | ۶۴ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| وضاحت | ۶۴ |
| اس اُمت کا خاص فتنہ دولت ہے | ۶۵ |
| وضاحت | ۶۵ |
| حبِ مال اور حبِ جاہ' دین کیلئے قاتل ہیں | ۶۶ |
| تشریح | ۶۶ |
| مال کی اور دنیا کی محبت بڑھاپے میں بھی جوان رہتی ہے | ۶۶ |
| دولت میں اضافے کی حرص کسی حد پر ختم نہیں ہوتی | ۶۷ |
| طالبِ آخرت کا قلب مطمئن رہتا ہے اور طالبِ دنیا کا دل پراگندہ | ۶۸ |
| تشریح | ۶۹ |
| دولت میں بندے کا واقعی حصہ کیا ہے؟ | ۶۹ |
| دولت کے بندے خدا کی رحمت سے محروم | ۷۰ |
| حضور ﷺ کا ارشاد کہ مجھے تجارت اور دولت اندوزی کا حکم نہیں دیا گیا | ۷۱ |
| اللہ تعالیٰ کی طرف سے دولت وثروت کی پیشکش اور آپ ﷺ کی فقر پسندی | ۷۲ |
| سب سے زیادہ قابلِ رشک بندہ | ۷۳ |
| خوشحالی چاہنے والی بیوی کو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا جواب | ۷۴ |
| موت اور افلاس میں خیر کا پہلو | ۷۵ |
| وضاحت | ۷۶ |
| اپنی بھوک اور حاجت مندی کو لوگوں سے | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| وضاحت | ۷۶ |
| دنیا کا حرص بدبختی کی علامت ہے | ۷۷ |
| دنیا کی زندگی پر حضور ﷺ کا یقین | ۷۷ |
| لذتوں کو توڑنے والی چیز کا تذکرہ کیا کرو | ۷۷ |
| دنیا کا پرکشش جلوہ اور شبِ معراج | ۷۹ |
| سیّد کائنات ﷺ کی اپنے صحابہ کو تعلیم | ۸۰ |
| سید کائنات ﷺ کے حجرہ مبارک کی بلندی | ۸۳ |
| سید کائنات ﷺ کا بچھونا | ۸۴ |
| سید کائنات ﷺ اور مکان کا پردہ | ۸۵ |
| سید کائنات ﷺ اور درہم ودینار | ۸۵ |
| ضرورت سے زیادہ مال وبال ہے | ۸۸ |
| سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی | ۹۲ |
| حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا زہد | ۹۴ |
| تواضع | ۹۵ |
| انفاق فی سبیل اللہ | ۹۷ |
| عوام الناس کی خدمت | ۹۹ |
| آپ رضی اللہ عنہ کا لباس وغذا | ۱۰۰ |
| ذریعۂ معاش | ۱۰۱ |
| سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا زہد وقناعت | ۱۰۲ |
| آپ رضی اللہ عنہ کی تواضع | ۱۰۸ |
| سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زہد | ۱۰۹ |
| آپ رضی اللہ عنہ کی فیاضی | ۱۱۱ |
| اعزہ اور احباب کے ساتھ حسنِ سلوک | ۱۱۲ |
| سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی امانت ودیانت | ۱۱۳ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| عبادات | ۱۱۵ |
| انفاق فی سبیل اللہ | ۱۱۷ |
| آپ ﷺ کی تواضع | ۱۱۷ |
| مال وزر کے بارے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا مسلک اوران کا زُہد | ۱۱۸ |
| حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مال واپس کرنا | ۱۱۹ |
| حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی کل جائیداد | ۱۲۰ |
| پل صراط سے پھسلن والا راستہ | ۱۲۱ |
| حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی قناعت | ۱۲۲ |
| سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی | ۱۲۳ |
| حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی دنیا سے بے رغبتی | ۱۲۴ |
| سیّد کائنات ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی | ۱۲۵ |
| دنیا کی دولت حضور ﷺ کی نظر میں | ۱۲۸ |
| دنیا کی مثال | ۱۲۹ |
| حضور ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی | ۱۲۹ |
| اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ آدمی کو دنیا سے بے رغبت کر دیتا ہے | ۱۳۰ |
| حضور ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک مشترک فرمان | ۱۳۱ |
| زہد کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چند اقوال | ۱۳۱ |
| قیامت کے دن فقراء کو سفارش کی اجازت دی جائے گی | ۱۳۴ |
| فقیر کو پانچ قسم کی شرافت حاصل ہوتی ہے | ۱۳۵ |
| فقراء کی فضیلت | ۱۳۵ |
| غنا اور فقر کا موازنہ | ۱۳۷ |
| چار چیزوں کا دعویٰ چار چیزوں کے بغیر باطل ہے | ۱۳۷ |
| مال فتنہ ہے | ۱۳۸ |
| امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق | ۱۳۹ |
| تجارت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط | ۱۴۰ |
| کروڑپتی امام | ۱۴۱ |
| مصارف سے مداخل کا اندازہ | ۱۴۱ |
| حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے علماء کرام کی تنخواہیں | ۱۴۱ |
| حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا غرباء پر خرچ | ۱۴۲ |
| ایک مقروض سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ | ۱۴۲ |
| حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا زہد و تقویٰ | ۱۴۳ |
| اس دنیا کا انجام | ۱۴۴ |
| حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک حجام کا نصیحت آموز واقعہ | ۱۴۵ |
| حضرت امام شافعی کا علمی سفر اور زہد و تقویٰ | ۱۴۶ |
| حضرت امام مالک کی بے نیازی | ۱۵۲ |
| امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا روزانہ نیا جوڑا پہننا | ۱۵۳ |
| مخنث کی بخشش کا واقعہ | ۱۵۳ |
| ایک لنگڑے شخص کی دنیا سے بے رغبتی | ۱۵۴ |
| حصول ولایت کے لیے دنیا سے بے رغبت ہونا ضروری ہے | ۱۵۵ |
| حضرت جنید بغدادی کا ایمان افروز واقعہ | ۱۵۵ |

| عنوان | صفحہ |
| --- | --- |
| حضرت ابودرداءؓ کے چند واقعات | ۱۵۶ |
| اہل وعیال کی کثرت نے مجبور کر رکھا ہے | ۱۵۶ |
| میں اپنا نام فقراء کے دفتر سے نہیں کٹوانا چاہتا | ۱۵۸ |
| دنیا کی طرف مائل' شیطان کے دھوکے میں ہیں | ۱۵۸ |
| ایک بت پرست کی توبہ اور زہد وتقویٰ | ۱۶۱ |
| حضرت مالک بن دینار کا زہد | ۱۶۳ |
| ایک نوجوان کا زہد' اور جنت میں داخلہ | ۱۶۶ |
| حضرت ہارون الرشید کے بیٹے کا زہد | ۱۶۹ |
| حضرت بہلول کا ایک ایمان افروز واقعہ | ۱۷۶ |
| حضرت مالک بن دینار اور سعدون مجنون | ۱۷۸ |
| حضرت عبدالواحد بن زید اور میمونہ سوداء | ۱۷۹ |
| ایک مجنونہ کی عقل افروز داستان | ۱۸۰ |
| باب نمبر2 | ۱۸۲ |
| **فکرِ آخرت** | |
| (۱) بوقت وفات کس نے کیا کہا؟ | ۱۸۲ |
| (۲) حضور اکرم ﷺ | ۱۸۲ |
| (۳) مسواک سے محبت | ۱۸۳ |
| (۴) حضرت ابوبکر صدیقؓ | ۱۸۴ |
| (۵) بوقت وصال قرآن تھا زباں پر | ۱۸۴ |
| (۶) حضرت عمر فاروقؓ | ۱۸۵ |
| (۷) حضرت عثمانؓ | ۱۸۸ |
| (۸) حضرت علی المرتضیٰؓ | ۱۸۸ |
| (۹) حضرت امام حسنؓ | ۱۸۹ |
| حضرت امام حسینؓ | ۱۹۰ |
| حضرت امیر معاویہؓ | ۱۹۰ |
| حضرت معاذؓ | ۱۹۱ |
| حضرت بلالؓ | ۱۹۲ |
| حضرت سلمان فارسیؓ | ۱۹۲ |
| حضرت سعد بن معاذؓ | ۱۹۳ |
| حضرت مسور بن مخرمہؓ | ۱۹۴ |
| حضرت عمرو بن العاصؓ | ۱۹۴ |
| حضرت عبیدہؓ | ۱۹۵ |
| حضرت سعد بن الربیعؓ | ۱۹۶ |
| حضرت ابو عامر اشعریؓ | ۱۹۶ |
| حضرت ذوالبجادینؓ | ۱۹۸ |
| حضرت اسود راعیؓ | ۱۹۸ |
| حضرت سعید بن جبیر تابعیؓ | ۱۹۹ |
| حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ | ۲۰۱ |
| حضرت امام مالکؒ | ۲۰۲ |
| حضرت امام ابو یوسفؒ | ۲۰۳ |
| حضرت ابراہیم نخعیؒ | ۲۰۳ |
| حضرت عبداللہ بن مبارکؒ | ۲۰۴ |
| حضرت محمد بن منکدرؒ | ۲۰۴ |
| حضرت امام شافعیؒ | ۲۰۵ |
| حضرت ابوبکر بن عیاشؒ | ۲۰۶ |
| حضرت عمر بن حسین جمحیؒ | ۲۰۷ |
| حضرت زرارہ بن ابی اوفیؒ | ۲۰۷ |
| حضرت ابوزرعہؒ | ۲۰۸ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| حضرت ہیثم بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ | ۲۰۹ |
| حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ | ۲۰۹ |
| خلیفہ عبدالملک بن مروان | ۲۱۰ |
| خلیفہ ہارون الرشید | ۲۱۰ |
| خلیفہ مامون رشید | ۲۱۱ |
| خلیفہ معتصم باللہ | ۲۱۱ |
| خلیفہ مستنصر باللہ | ۲۱۱ |
| حضرت عامر بن عبدالقیس رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۲ |
| حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۲ |
| حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۳ |
| حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۳ |
| حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۴ |
| حضرت ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۴ |
| حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۵ |
| حضرت احمد بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۵ |
| حضرت احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۶ |
| ایک عاشق صادق رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۶ |
| حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۸ |
| حجاج بن یوسف ثقفی ظالم | ۲۱۸ |
| (۲) جنازہ یا قبر دیکھ کر کس نے کیا کہا؟ | ۲۱۹ |
| (۱) حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم | ۲۱۹ |
| (۲) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ | ۲۲۰ |
| (۳) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ | ۲۲۱ |
| (۴) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ | ۲۲۱ |
| (۵) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ | ۲۲۲ |
| (۶) حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۲۲ |
| (۷) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ | ۲۲۲ |
| (۸) حضرت ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ | ۲۲۳ |
| (۹) حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ | ۲۲۳ |
| (۱۰) حضرت عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ | ۲۲۴ |
| (۱۱) ایک عابد کبیر | ۲۲۴ |
| (۱۲) حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہما | ۲۲۵ |
| (۱۳) فرزدق شاعر | ۲۲۶ |
| (۳) اولاد کی موت پر کس نے کیا کہا؟ | ۲۲۷ |
| (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم | ۲۲۷ |
| (۲) حضرت داؤد علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام | ۲۲۹ |
| (۳) حضرت محمد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ | ۲۲۹ |
| (۴) حضرت ابو سنان رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۰ |
| (۵) حضرت عمر بن زر رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۰ |
| (۶) بصرہ کی ایک صابرہ عورت | ۲۳۱ |
| (۴) اموات کے لیے کس نے کیا خواب دیکھا؟ | ۲۳۱ |
| (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ | ۲۳۲ |
| (۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ | ۲۳۲ |
| (۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ | ۲۳۲ |
| (۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما | ۲۳۳ |
| (۵) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۳ |
| (۶) حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۴ |
| (۷) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۴ |
| (۸) حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۵ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| (۹) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۵ |
| (۱۰) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۶ |
| (۱۱) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۶ |
| (۱۲) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۶ |
| (۱۳) حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۷ |
| (۱۴) حضرت ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۸ |
| (۱۵) حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۹ |
| (۱۶) حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۹ |
| (۱۷) حضرت عبداللہ بن مالک رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۰ |
| (۱۸) حضرت متمم دورتی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۰ |
| (۱۹) حضرت ورقاء بن بشر حضرمی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۱ |
| (۲۰) حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۱ |
| (۲۱) حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۲ |
| (۲۲) حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۲ |
| (۲۳) حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۳ |
| (۲۴) حضرت یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۳ |
| (۲۵) حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۳ |
| (۲۶) حضرت منصور بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۳ |
| (۲۷) حضرت ابوجعفر صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۴ |
| (۲۸) حضرت عبداللہ بن عون خراز رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۵ |
| (۲۹) حضرت صالح بن مبشر رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۵ |
| (۳۰) حضرت یزید بن مذعور رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۵ |
| (۵) خطبۂ خوف میں کس نے کیا کیا؟ | ۲۴۸ |
| (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ | ۲۴۸ |
| (۲) [illegible] | [illegible] |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| (۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ | ۲۴۷ |
| (۴) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ | ۲۴۸ |
| (۵) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ | ۲۴۸ |
| (۶) حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ | ۲۴۸ |
| (۷) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ | ۲۴۹ |
| (۸) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۹ |
| (۹) حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ | ۲۵۰ |
| (۱۰) حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ | ۲۵۰ |
| (۱۱) حضرت سری سقطی وعطاء سلمی رحمہما اللہ | ۲۵۱ |
| (۱۲) حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ | ۲۵۱ |
| (۱۳) حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ | ۲۵۳ |
| (۱۴) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ | ۲۵۴ |
| (۱۵) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ | ۲۵۵ |
| (۶) قبر آدمیوں سے کیا کہتی ہے؟ | ۲۵۵ |
| (۷) قبر میں عذاب کس کس طرح ہوگا؟ | ۲۵۵ |
| حدیث ۱: | ۲۵۷ |
| حدیث ۲: | ۲۵۸ |
| حدیث ۳: | ۲۵۹ |
| حدیث ۴: | ۲۵۹ |
| حدیث ۵: | ۲۶۰ |
| (۸) اموات کو سلام وثواب کس طرح پہنچتا ہے؟ | ۲۶۰ |
| (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم | ۲۶۱ |
| (۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ | ۲۶۱ |
| (۳) [illegible] | ۲۶۲ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| (۴) حضرت نافع رضی اللہ عنہ | ۲۶۲ | ہر چیز اس سے ڈرتی ہے | ۲۸۷ |
| (۵) حضرت بشر بن منصور رحمۃ اللہ علیہ | ۲۶۲ | جہنم سے رہائی | ۲۸۷ |
| (۶) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ | ۲۶۳ | جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں | ۲۸۷ |
| (۷) حضرت محمد بن احمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۶۴ | اسے آگ سے نکالو | ۲۸۷ |
| (۸) حضرت ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ | ۲۶۴ | جس سے وہ ڈرتا ہے | ۲۸۷ |
| (۹) حضرت محمد طوسی معلم رحمۃ اللہ علیہ | ۲۶۴ | سبز موتیوں کا محل | ۲۸۸ |
| (۱۰) حضرت بشار بن غالب نجرانی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۶۵ | کامل عقل والا | ۲۸۸ |
| (۹) حسابِ خداوندی کا کیا منظر ہوگا؟ | ۲۶۵ | عرشِ الٰہی کے سائے میں | ۲۸۸ |
| (۱۰) جہنم و جنت میں داخلہ کیونکر ہوگا؟ | ۲۶۸ | بڑی گھبراہٹ کے دن امن میں | ۲۸۹ |
| جہنم کے قیدی | ۲۶۸ | بھلائی کی طرف راہنمائی | ۲۸۹ |
| جنت کے مہمان | ۲۶۹ | خوفِ خدا عزوجل کا فائدہ | ۲۸۹ |
| ضروری ہدایت برائے مریدین و متعلقین | ۲۷۲ | دل کو خالی کرلو | ۲۹۰ |
| باب: | ۲۷۵ | ان سے بہتر ساتھی کوئی نہیں | ۲۹۰ |
| **خوف خدا کے فضائل** | | (3) اپنی کمزوری کو سامنے رکھ کر جہنم کے | |
| خوفِ خدا کا مطلب | ۲۷۵ | عذابات پر غور و تفکر کرنا | ۲۹۰ |
| ان اُمور کی تفصیل | ۲۸۴ | (4) خوفِ خدا عزوجل کے حوالے سے اسلاف | |
| (1) رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرنا اور | | کے حالات کا مطالعہ کرنا | ۲۹۴ |
| اس نعمت کے حصول کی دعا کرنا | ۲۸۴ | (1) قبر کی تیاری کرو...... | ۲۹۴ |
| اور دعا اس طرح کرے | ۲۸۵ | (2) بادلوں میں کہیں عذاب نہ ہو | ۲۹۴ |
| (2) قرآن عظیم اور احادیث مبارکہ میں وارد | | (3) جہنم کی آگ آنسو ہی بجھا سکتے ہیں | ۲۹۵ |
| ہونے والے خوفِ خدا عزوجل کے فضائل | | (4) ایک میل تک آواز سنائی دیتی...... | ۲۹۶ |
| پیش نظر رکھنا | ۲۸۵ | (5) تیس ہزار لوگ انتقال کر گئے | ۲۹۶ |
| دو جنتوں کی بشارت | ۲۸۶ | (6) مسلسل بہنے والے آنسو | ۲۹۶ |
| آخرت میں کامیابی | ۲۸۶ | (7) کسی نے آنکھ کھولتے نہیں دیکھا | ۲۹۷ |
| اسے امن میں رکھوں گا | ۲۸۶ | (8) ان کے پہلو لرز رہے ہیں | ۲۹۷ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| (9) تم کیوں روتے ہو | ۲۹۸ | (32) ہوا مجھے بکھیر دے | ۳۰۵ |
| (10) کانپ رہے ہوتے | ۲۹۸ | (33) کاش! میں مینڈھا ہوتا | ۳۰۶ |
| (11) تم اسی حالت پر رہنا | ۲۹۸ | (34) آہ! میں انسان نہ ہوتا | ۳۰۶ |
| (12) دل اڑنے لگے | ۲۹۹ | (35) جگر ٹکڑے کر دیا ہے | ۳۰۶ |
| (13) جہنم میں نہ ڈال دیا جاؤں | ۲۹۹ | (36) امانت رکھوا دیتے ہیں | ۳۰۷ |
| (14) سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی گریہ وزاری | ۲۹۹ | (37) مجھے کس طرف جانے کا حکم ہوگا | ۳۰۸ |
| (15) ہنستے ہوئے نہیں دیکھا | ۳۰۰ | (38) رونے والا حبشی | ۳۰۹ |
| (!6) کاش! میں ایک پرندہ ہوتا | ۳۰۰ | (39) میں کون سی مٹھی میں ہوں گا؟ | ۳۰۹ |
| (17) افسوس تو نے مجھے ہلاک کر دیا | ۳۰۰ | (40) میں دنیا کے چھوٹنے پر نہیں روتا | ۳۱۰ |
| (18) رونے کی آواز | ۳۰۱ | (41) میں نہیں جانتا | ۳۱۰ |
| (19) سواری سے گر پڑے | ۳۰۱ | (42) ایک حبشی کا خوف خدا عزوجل | ۳۱۰ |
| (20) کوڑوں کے نشانات | ۳۰۲ | (43) کیا اللہ عزوجل کو بھی خبر نہیں | ۳۱۱ |
| (21) کاش! میری ماں نے مجھ کو نہ جنا ہوتا | ۳۰۲ | (44) چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا | ۳۱۱ |
| (22) بے ہوش ہو کر گر پڑے | ۳۰۲ | (45) پل صراط سے گزرو | ۳۱۱ |
| (23) آگے نہ پڑھ سکے | ۳۰۳ | (46) بے ہوش ہو کر گر گئے | ۳۱۲ |
| (24) اگر تو نے اللہ عزوجل کے عذاب کا خوف نہ رکھا | ۳۰۳ | (47) بے شک مجھے دو جنتیں عطا کی گئیں | ۳۱۳ |
| (25) قبر کا منظر سب مناظر سے ہولناک ہے | ۳۰۳ | (48) آنکھ نکال دی | ۳۱۴ |
| (26) مرنے کے بعد نہ اٹھایا جائے | ۳۰۴ | (49) رونے والا پتھر | ۳۱۵ |
| (27) راکھ ہونا پسند کروں گا | ۳۰۴ | (5) چٹان ہٹ گئی | ۳۱۵ |
| (28) میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں | ۳۰۴ | (51) مجھے جلا دینا | ۳۱۶ |
| (29) ان جیسا نظر نہیں آتا | ۳۰۴ | (52) دعا کے وقت چہرہ زرد ہو جاتا | ۳۱۷ |
| (30) بھولی بسری ہو جاؤں | ۳۰۵ | (53) ہوش وحواس جاتے رہے | ۳۱۷ |
| (31) کاش! میں ایک درخت ہوتا | ۳۰۵ | (54) مجھے بھوک ہی نہیں لگتی | ۳۱۸ |
| | | (55) آنکھوں کی خوبصورتی جاتی رہی | ۳۱۸ |
| | | (56) بادل سایہ فگن ہو گیا | ۳۱۸ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| (57) مجھے اپنے رب تعالیٰ کا خوف ہے | ۳۱۹ |
| (58) بوسیدہ ہڈیوں کی نصیحت | ۳۲۰ |
| (59) مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا | ۳۲۲ |
| (60) اللہ عزوجل دیکھ رہا ہے | ۳۲۳ |
| (61) میں کس گنتی میں آتا ہوں؟ | ۳۲۴ |
| (62) نیند کیسے آسکتی ہے؟ | ۳۲۴ |
| (63) میرے پاس کوئی جواب نہ ہوگا | ۳۲۵ |
| (64) صاحبزادے کا دم نکل گیا | ۳۲۵ |
| (65) آپ اسے مار ڈالیں گے | ۳۲۶ |
| (66) اے میرے رب عزوجل کیوں نہیں؟ | ۳۲۶ |
| (67) میرا کیا بنے گا؟ | ۳۲۷ |
| (68) فناء ہو جانے والی کو ترجیح نہ دو | ۳۲۸ |
| (69) پاؤں اندر داخل نہیں کیا | ۳۲۹ |
| (70) غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا خوفِ خدا عزوجل | ۳۲۹ |
| (71) جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے | ۳۳۰ |
| (72) بے ہوشی میں دُعا | ۳۳۰ |
| (73) مجھے اپنے رب عزوجل کا ڈر ہے | ۳۳۱ |
| (74) ایمان کی شمع سدا روشن رہے | ۳۳۲ |
| (75) پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے | ۳۳۳ |
| (76) دیوار سے لپٹ کر رونے لگے | ۳۳۴ |
| (77) خود احتسابی کی عادت اپنانے کی کوشش کرتے ہوئے "فکرِ مدینہ" کرنا | ۳۳۶ |
| ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا | ۳۳۹ |
| بخشش کا پروانہ؟ | ۳۳۹ |
| نجات کیا ہے؟ | ۳۳۹ |
| بلاحساب جنت میں | ۳۳۹ |
| آگ نہ چھوئے گی | ۳۴۰ |
| پسندیدہ قطرہ | ۳۴۰ |
| مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا | ۳۴۰ |
| فرشتوں کی دعا | ۳۴۰ |
| خوفِ خدا عزوجل سے رونے والا | ۳۴۱ |
| دونوں رونے لگے | ۳۴۱ |
| رونے جیسی صورت بنالے | ۳۴۱ |
| آنسو نہ پونچھو | ۳۴۲ |
| آگ نہ چھوئے گی | ۳۴۲ |
| آنسوؤں کو داڑھی سے صاف کرتے | ۳۴۲ |
| رونا نہ آئے تو | ۳۴۲ |
| اس امت کو عذاب نہیں ہوتا | ۳۴۳ |
| ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے بہتر | ۳۴۳ |
| ایک قطرے کی وجہ سے جہنم سے آزادی | ۳۴۳ |
| اشکوں کا پیالہ | ۳۴۴ |
| جہنم کے کس کونے میں ڈالے گا؟ | ۳۴۴ |
| ہنستے ہوئے جنت میں | ۳۴۶ |
| میں رحمت خداوندی کا امیدوار ہوں | ۳۴۶ |
| زمین بھر رحمت | ۳۴۶ |
| رحمت غضب پر سبقت لے گئی | ۳۴۷ |
| رحمتِ الٰہی کی مثال | ۳۴۷ |
| ہنسنے والا اعرابی | ۳۴۷ |
| بروزِ قیامت رب تعالیٰ کی رحمت | ۳۴۷ |
| اللہ عزوجل کی سو (۱۰۰) رحمتیں | ۳۴۸ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| جنتیوں کی صفوں میں | ۳۴۸ |
| بڑے گناہ نظر نہیں آرہے؟ | ۳۴۸ |
| میں تجھ پر ظلم نہیں کروں گا | ۳۴۹ |
| محبت کا عجب انداز | ۳۵۰ |
| جنت میں جانے کا حکم | ۳۵۰ |
| صاحب زادے کو نصیحت | ۳۵۱ |
| ایک شخص کے سواء | ۳۵۱ |
| راستے کا کانٹا ہٹانے نے بخشش کرادی | ۳۵۲ |
| ایسے لوگوں کی محبت اختیار کرنا جو اس صفت عظیمہ سے متصف ہوں | ۳۵۲ |
| باب نمبر 4 | ۳۵۵ |
| **آدابِ دعا و مناجات** | |
| دعا کی اہمیت کا بیان | ۳۵۵ |
| اللہ تعالیٰ نے دعا نہ مانگنے والے کو متکبر قرار دیا ہے | ۳۵۵ |
| دعا نہ مانگنے والے سے اللہ ناراض ہوجاتا ہے | ۳۵۵ |
| دُعا کی فضیلت کا بیان | ۳۵۶ |
| دُعا ہی عبادت ہے | ۳۵۶ |
| دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے | ۳۵۷ |
| اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے معزز و مکرم عمل دعا ہے | ۳۵۷ |
| دعا نازل شدہ اور نازل ہونے والی آفات و مصائب کیلئے نفع مند ہے | ۳۵۸ |
| جسے دعا کی توفیق دی گئی ہو اس کیلئے رحمت کے دروازے کھل گئے | ۳۵۸ |
| دعا کے لئے اٹھے ہوئے ہاتھ خالی واپس لوٹانے سے اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے | ۳۵۹ |
| دعا کے آداب کا بیان | ۳۵۹ |
| (1) اخلاصِ نیت | ۳۵۹ |
| (2) حرام سے اجتناب | ۳۶۱ |
| (3) دعا سے پہلے وضو کرنا | ۳۶۲ |
| (4) دعا کے لئے قبلہ رخ ہونا | ۳۶۳ |
| (5) دعا سے پہلے حمد وثناء اور درود پڑھنا | ۳۶۴ |
| (6) دعا سے پہلے گناہوں کی توبہ اور ان پر اظہار ندامت | ۳۶۵ |
| (7) دعا میں زیادتی سے اجتناب | ۳۶۶ |
| (8) جلد بازی سے اجتناب | ۳۶۸ |
| (9) معلق دعا سے اجتناب | ۳۶۹ |
| (10) کامل یکسوئی، توجہ اور قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا کرنا | ۳۷۰ |
| (11) خضوع وخشوع اور عاجزی وانکساری سے دعا کرنا | ۳۷۱ |
| (12) ہلکی آواز سے دعا کرنا | ۳۷۱ |
| (13) دعا میں تکرار اور اصرار کرنا | ۳۷۴ |
| (14) دعا کیلئے جامع کلمات استعمال کرنا | ۳۷۴ |
| (15) اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا | ۳۷۵ |
| (16) اسمائے حسنیٰ کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا | ۳۷۵ |
| (17) افضل وقت، افضل جگہ اور افضل حالت میں دعا کرنا | ۳۷۵ |
| (18) خوشحالی میں دعا کرنا | ۳۷۵ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| (19) گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرنا | ۳۷۶ |
| (20) دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا | ۳۷۶ |
| دعا کی قبولیت کا بیان | ۳۷۸ |
| اقسام قبولیت | ۳۷۸ |
| اوقاتِ قبولیت | ۳۸۰ |
| ماہِ رمضان | ۳۸۰ |
| شب قدر | ۳۸۱ |
| عرفہ کا روزہ (یعنی نو ذوالحجہ کا دن) | ۳۸۲ |
| رات کا آخری حصہ | ۳۸۲ |
| اذان و اقامت کا درمیانی وقفہ | ۳۸۳ |
| دورانِ سجدہ | ۳۸۳ |
| فرض نمازوں کے بعد | ۳۸۴ |
| کفار سے جنگ کے وقت | ۳۸۴ |
| زمزم کا پانی پیتے وقت | ۳۸۴ |
| بروزِ جمعہ ایک خاص گھڑی | ۳۸۵ |
| نزولِ بارش کے وقت | ۳۸۶ |
| تلاوتِ قرآن کے بعد | ۳۸۶ |
| جب مرغ بولے | ۳۸۶ |
| میت کی آنکھیں بند کرنے کے بعد | ۳۸۷ |
| جن اشخاص کی دعا قبول ہوتی ہے | ۳۸۷ |
| مجاہد اور حج و عمرہ کرنے والا | ۳۸۷ |
| مظلوم، مسافر اور والد جو اپنی اولاد کے حق میں دعا کرے | ۳۸۸ |
| نیک اولاد جو اپنے والدین کے حق میں دعا کرے | ۳۸۸ |
| جن اشخاص کی دعا قبول نہیں ہوتی | ۳۸۹ |
| حرام کھانے والا | ۳۸۹ |
| غفلت و بے توجہی سے دعا کرنے والا | ۳۸۹ |
| گناہ اور قطع تعلقی کی دعا کرنے والا | ۳۹۰ |
| امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا نہ کرنے والا | ۳۹۰ |
| زانی اور زبردستی ٹیکس وصول کرنے والا | ۳۹۰ |
| اندازِ مناجات الصالحین | ۳۹۱ |
| حضور ﷺ کی مناجات | ۳۹۱ |
| رسولِ اکرم ﷺ کی حمد | ۳۹۳ |
| حضرت آدم علیہ السلام کی حمد | ۳۹۴ |
| حضرت آدم علیہ السلام کی مناجات | ۳۹۵ |
| حضرت آدم علیہ السلام کی مناجات | ۳۹۵ |
| حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مناجات | ۳۹۶ |
| حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تعلیم کردہ دعا! | ۳۹۶ |
| حضرت یوسف علیہ السلام کی مناجات | ۳۹۷ |
| حضرت سلیمان علیہ السلام کی مناجات | ۳۹۷ |
| حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مناجات | ۳۹۸ |
| حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مناجات | ۳۹۸ |
| حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا | ۳۹۹ |
| حضرت خضر علیہ السلام کی مناجات | ۳۹۹ |
| حضرت خضر کی مناجات | ۴۰۱ |
| حضرت خضر علیہ السلام کی طرف سے دعائے | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| دعائے خضر علیہ السلام برائے غناء | ۴۰۲ |
| حضرت عزیر علیہ السلام کی مناجات | ۴۰۳ |
| حضرت جبرائیل علیہ السلام کی مناجات | ۴۰۴ |
| بعض ملائکہ کی تسبیحات | ۴۰۴ |
| فرشتوں کی مناجات | ۴۰۵ |
| ایک عابد کی عظیم تسبیح | ۴۰۵ |
| حمد الٰہی | ۴۰۶ |
| حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مناجات | ۴۰۷ |
| حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور دعا | ۴۰۸ |
| حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور مناجات | ۴۰۹ |
| سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور مناجات | ۴۰۹ |
| دعاء سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ | ۴۱۰ |
| حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مناجات | ۴۱۱ |
| سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مناجات | ۴۱۱ |
| حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی اور مناجات | ۴۱۳ |
| حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مناجات | ۴۱۳ |
| حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مناجات | ۴۱۳ |
| حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی صبح کی مناجات | ۴۱۴ |
| حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری مناجات | ۴۱۴ |
| حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خاص دعا | ۴۱۵ |
| حضرت ابوموسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی مناجات | ۴۱۶ |
| حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی مناجات | ۴۱۶ |
| حضرت ابوالدرداء کی اور مناجات | ۴۱۷ |
| حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مناجات | ۴۱۸ |
| سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی مناجات | ۴۱۸ |
| سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مناجات | ۴۱۹ |
| حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی مناجات | ۴۱۹ |
| حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ کی مناجات | ۴۲۰ |
| حضرت علی کی مناجات | ۴۲۰ |
| مناجات منسوب بہ علی رضی اللہ عنہ | ۴۲۰ |
| حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی مناجات | ۴۲۱ |
| امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی مناجات | ۴۲۱ |
| امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی اور مناجات | ۴۲۱ |
| آپ کی مصیبت کے وقت کی دعا | ۴۲۲ |
| امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی مناجات | ۴۲۳ |
| حضرت امام موسیٰ کاظم کا مناجات | ۴۲۵ |
| حضرت موسیٰ کاظم کی دیگر مناجات | ۴۲۵ |
| امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مناجات | ۴۲۵ |
| امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر مناجات | ۴۲۵ |
| حضرت شریح کی دعا | ۴۲۶ |
| امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی دعا | ۴۲۶ |
| امام احمد بن حنبل کی مناجات | ۴۲۶ |
| امام الحرمین ابن الجوینی کی مناجات | ۴۲۷ |
| حضرت سعید بن المسیب کی مناجات | ۴۲۷ |
| حضرت وہب بن منبہ کی دعا | ۴۲۷ |
| امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی دعا | ۴۲۸ |
| حضرت ایوب سختیانی کی مناجات | ۴۲۸ |
| امام ابوبکر بن عیاش کی مناجات | ۴۲۹ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| محدث ابو محمد الاصلی | ۴۲۹ |
| عبداللہ بن ابراہیم کی مناجات | ۴۲۹ |
| علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مناجات | ۴۳۰ |
| امام رازی کی مناجات | ۴۳۰ |
| ایک طواف کرنے والے کی مناجات | ۴۳۱ |
| غلاف کعبہ سے لپٹے والے نوجوان کو مناجات | ۴۳۱ |
| غلاف کعبہ کو پکڑ کر مناجات کرنے والا نوجوان | ۴۳۱ |
| حضرت ذوالنون مصری کی مناجات | ۴۳۲ |
| مامون الرشید کی دعا | ۴۳۲ |
| حضرت ابو مسلم خراسانی کی دعا | ۴۳۲ |
| سلطان مراد فاتح بلغاریہ کی مناجات | ۴۳۳ |
| ایک دیہاتی کی مناجات | ۴۳۴ |
| ایک تائب کی مناجات | ۴۳۴ |
| فوت شدہ بیٹے کے لئے باپ کی مناجات | ۴۳۵ |
| ایک حاجی کی رزق کے لئے مناجات | ۴۳۵ |
| ایک اعرابی کی دعا | ۴۳۵ |
| ایک اور اعرابی کی مناجات | ۴۳۶ |
| ایک ترکمانی کی دعا | ۴۳۶ |
| دیگر منسوب بہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۳۶ |
| حضرت بایزید بسطامی کی مناجات | ۴۳۷ |
| شیخ عبدالقادر جیلانی کی مناجات | ۴۳۸ |
| منسوب بہ حضرت غوث اعظم | ۴۳۸ |
| سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۳۸ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| ایک ولی کی مناجات | ۴۳۹ |
| بیت | ۴۳۹ |
| قطعہ | ۴۴۰ |
| شیخ سعدی کی مناجات | ۴۴۰ |
| شیخ سعدی کے دیگر اشعار | ۴۴۱ |
| شعر | ۴۴۲ |
| مناجات از حضرت نظامی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۴۲ |
| از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۴۳ |
| از حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ | ۴۴۴ |
| از حضرت شاہ شرف بو علی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۴۶ |
| باب نمبر 5 | ۴۴۹ |
| **اللہ والوں کے آخری لمحات** | |
| سیدنا حضرت آدم علیہ السلام | ۴۴۹ |
| حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ فرشتوں نے پڑھا | ۴۵۱ |
| حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ | ۴۵۱ |
| حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مسجد خیف میں پڑھایا | ۴۵۱ |
| سیدنا حضرت نوح علیہ السلام | ۴۵۱ |
| سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام | ۴۵۱ |
| سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام | ۴۵۱ |
| سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام | ۴۵۱ |
| حضرت سید الاولین والآخرین | ۴۵۴ |
| خاتم الانبیاء والمرسلین | ۴۵۴ |
| سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری لمحات | ۴۵۴ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم | ۴۵۷ |
| خلیفہ رسول اللہ بلافصل، امیر المومنین | |
| حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ | ۴۵۷ |
| امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن | |
| خطاب ؓ | ۴۵۸ |
| امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان بن | |
| عفان ؓ | ۴۶۱ |
| امیر المومنین حضرت سیدنا علی بن | |
| ابی طالب ؓ کی شہادت | ۴۶۲ |
| امین الامت | ۴۶۲ |
| حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح ؓ | ۴۶۲ |
| خال رسول اللہ | ۴۶۳ |
| حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ | ۴۶۳ |
| سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ | ۴۶۴ |
| ریحان رسول اللہ | ۴۶۵ |
| حضرت امام حسن بن علی ؓ | ۴۶۵ |
| مقدام العلماء | ۴۶۶ |
| سیدنا معاذ بن جبل ؓ | ۴۶۶ |
| سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ | ۴۶۸ |
| محدث صحابہ سیدنا حضرت ابوہریرہ ؓ | ۴۶۹ |
| نجیب الامت سیدنا حضرت بلال ؓ | ۴۷۰ |
| سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ | ۴۷۱ |
| زاہد الصحابہ سیدنا عثمان بن مظعون ؓ | ۴۷۱ |
| سلمان الخیر، سلمان ابن الاسلام | ۴۷۲ |
| حضرت سیدنا سلمان الفارسی ؓ | ۴۷۲ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| زاہد التابعین حضرت عامر بن عبد قیس ؒ | ۴۷۳ |
| حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر ؒ | ۴۷۴ |
| حضرت ابومسلم خولانی | ۴۷۴ |
| سید التابعین وزاہد العصر ؒ | ۴۷۴ |
| امام اعظم، امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ | |
| نعمان بن ثابت ؒ | ۴۷۵ |
| حضرت امام مالک ؒ | ۴۷۷ |
| حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی ؒ | ۴۷۷ |
| امام اہلسنّت | ۴۸۰ |
| حضرت امام احمد بن حنبل ؒ | ۴۸۰ |
| حضرت امام اوزاعی ؒ | ۴۸۲ |
| حضرت قاری جعفر بن حسن ؒ | ۴۸۲ |
| شیخ الحنابلہ امام ابویعلی | ۴۸۲ |
| حضرت محمد بن الحسین بن الفراء ؒ | ۴۸۲ |
| حضرت ابوحکیم الخبری ؒ | ۴۸۳ |
| امام الحنابلہ | ۴۸۳ |
| حضرت ابوالخطاب الکلوذانی ؒ | ۴۸۳ |
| حضرت امام یونس بن عبید ؒ | ۴۸۳ |
| حضرت حمید الطویل ؒ | ۴۸۴ |
| شیخ الاسلام | ۴۸۴ |
| حضرت ابوبکر بن عیاش ؒ | ۴۸۴ |
| امام سفیان ثوری ؒ | ۴۸۵ |
| حضرت امام عبداللہ بن مبارک ؒ | ۴۸۷ |
| حضرت آدم بن ابی ایاس العسقلانی ؒ | ۴۸۸ |
| حضرت امام محدث زکریا بن عدی ؒ | ۴۸۸ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| حضرت امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۹۰ |
| حضرت امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۹۱ |
| حافظ الحدیث محمد بن اسحاق ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ | ۴۹۲ |
| حضرت حافظ عبدالوہاب انماطی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۹۲ |
| حضرت علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۹۳ |
| حضرت ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ | ۴۹۴ |
| محدث حضرت ابوبکر غلام الخلال عبدالعزیز بن جعفر بن احمد رحمۃ اللہ علیہ | ۴۹ |
| امام حافظ ابومحمد عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۹۵ |
| وفات کے بعد کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق خواب | ۴۹۶ |
| محدث شام شیخ الاسلام حضرت امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ | ۴۹۶ |
| حضرت شیخ الاسلام محدث ابوطاہر سلفی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۹۷ |
| سلفی کی وجہ تسمیہ | ۴۹۷ |
| حضرت حافظ ابوموسیٰ المدینی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۹۸ |
| حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۹۹ |
| حضرت امام محمد بن ناصر بن محمد السلامی | ۴۹۹ |
| الفارسی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۹۹ |
| حضرت امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۰ |
| مرکز سلاسل اولیاء حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۱ |
| حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۲ |
| حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۲ |
| حضرت ضیغم بن مالک رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۲ |
| حضرت صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۴ |
| حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۴ |
| شیخ الاسلام حضرت ابوالوقت السجزی رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۵ |
| محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۶ |
| امام الائمہ | ۵۰۶ |
| حضرت مصلح الدین محمد بن احمد بن علی بن حمامی رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۶ |
| شیخ الاسلام | ۵۰۷ |
| عبداللہ بن محمد بن علی ابواسماعیل الہروی الانصاری رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۷ |
| سیدنا بشر بن الحارث الحافی رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۷ |
| سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۸ |
| سیدنا کنانی رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۹ |
| حضرت حکم بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۹ |
| سیدنا رویم رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۹ |
| حضرت صالح بن مسمار رحمۃ اللہ علیہ | ۵۰۹ |
| سیدنا ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ | ۵۱۰ |
| سیدنا ابوبکر الواسطی رحمۃ اللہ علیہ | ۵۱۰ |
| حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال کے وقت رونا اور ہنسنا | ۵۱۰ |
| حضرت داؤد طائی کی توبہ | ۵۱۱ |
| عبرت آموز حکایت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| کے وعظ کی حالت | ۵۱۱ |
| حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی کرامات | ۵۱۴ |
| اللہ کے ایک محب کی موت | ۵۱۸ |
| اللہ کے ایک ولی کی موت | ۵۱۹ |
| مدینہ کے ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی موت | ۵۱۹ |
| ایک بزرگ کی وفات | ۵۱۹ |
| اللہ کا شوق رکھنے والے ایک صالح | ۵۲۰ |
| ایک جوان کی رحلت کی حالت | ۵۲۰ |
| ایک دیہاتی کا اپنے رب سے حسن ظن | ۵۲۱ |
| ایک نیک شخص کی موت | ۵۲۱ |
| ایک اور عابد کی وفات | ۵۲۳ |
| ایک اور عابد کی وفات | ۵۲۴ |
| ایک اور عابد کی وفات | ۵۲۴ |
| بت پرستی سے توبہ کرنے والا عابد | ۵۲۵ |
| نوجوان عابد کی وفات | ۵۲۷ |
| عجیب واقعہ | ۵۲۷ |
| ایک خوفزدہ کی موت | ۵۳۰ |
| ایک نوجوان کی وفات | ۵۳۰ |
| ایک بزرگ کی حالت | ۵۳۲ |
| موت کے وقت خدا کیلئے رسوائی پر انعام کی ایک کافر کی موت کے وقت ایمان لانے کی عجیب حکایات | ۵۳۴ |
| ایک ولی کی موت کے عجیب حالات | ۵۳۵ |
| تین بزرگوں کی عبادتوں کے مختلف تین | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| انعامات | ۵۳۹ |
| ایک بزرگ کی کیفیت اور ماں کی تڑپ | ۵۴۰ |
| باب نمبر 6 | ۵۴۲ |
| **اسلاف کی وصیتیں** | |
| اقوال صحابہ کا مقام | ۵۴۲ |
| وصیت کا مفہوم | ۵۴۳ |
| وصیت کا مقام | ۵۴۵ |
| حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیتیں | ۵۴۵ |
| کل کا انتظار نہ کرنا | ۵۴۵ |
| مجھے انہی ہاتھوں سے غسل دینا | ۵۴۵ |
| میرے لباس میں مجھے کفن دیں | ۵۴۷ |
| مجھے محبوبِ خدا کے پہلو میں دفن کرنا | ۵۴۷ |
| تیری دوسری ہمشیرہ بھی پیدا ہوگی | ۵۴۹ |
| پانچواں حصہ مال صدقہ کر دینا | ۵۴۹ |
| آپ نے بعد میں آنے والوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے | ۵۴۹ |
| میرے طبیب نے دیکھ لیا ہے | ۵۴۹ |
| حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت | ۵۵۰ |
| وصال کے وقت مجھے زمین پر حالتِ سجدہ میں ڈال دینا شاید اللہ رحم فرما دے | ۵۵۰ |
| خلافت کا فیصلہ | ۵۵۱ |
| خلیفہ بننے والے کو وصیت | ۵۵۱ |
| میرے نزدیک سب سے اہم امر حضور کے پہلو میں دفن ہونا ہے | ۵۵۱ |
| مجھے اپنے حبیب ﷺ کے شہر میں موت | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| عطا فرما | ۵۵۲ |
| میرا جنازہ حضرت صہیب پڑھائیں | ۵۵۳ |
| میرے کفن کو خوشبو نہ لگانا | ۵۵۳ |
| میرے کفن میں اعتدال سے کام لینا | ۵۵۳ |
| میری قبر میں معتدل بنانا | ۵۵۳ |
| جو وصف میرے اندر نہیں وہ بیان نہ کرنا | ۵۵۳ |
| مجھے جلدی لے کر چلنا | ۵۵۴ |
| میرے رخسار اور زمین کے درمیان کوئی شے نہ ہو | ۵۵۴ |
| مجھ پر نوحہ نہ کرنا | ۵۵۴ |
| حضرت علی ؓ کی وصیتیں | ۵۵۴ |
| رسول اللہ ﷺ کی زیارت | ۵۵۴ |
| انہیں چھوڑ دو یہ | ۵۵۵ |
| اگر میں زندہ رہا تو | ۵۵۵ |
| صرف میرے قاتل یہ کو قتل کیا جائے | ۵۵۵ |
| اسے مثلہ نہ کرنا | ۵۵۵ |
| میرے کفن و جسم کو یہ خوشبو نہ لگانا | ۵۵۵ |
| حضرات حسنین کریمین ؓ کو وصیت | ۵۵۶ |
| صلح کروانا نماز اور روزہ سے افضل ہے | ۵۵۷ |
| میرا جنازہ حضرت زبیر پڑھائیں | ۵۵۷ |
| سیدہ عالم حضرت فاطمۃ الزہرہ کی وصیتیں | ۵۵۷ |
| میرا لباس نہ اتارنا | ۵۵۸ |
| مجھے پالکی میں لے جانا | ۵۵۸ |
| مجھے آپ اور علی غسل دیں | ۵۵۹ |
| آپ کی وصیت اور سیدنا ابوبکر صدیق ؓ | ۵۵۹ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| مجھے رات کو دفن کرنا | ۵۵۹ |
| امام حسن ؓ کی وصیتیں | ۵۶۰ |
| معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا | ۵۶۰ |
| مجھے رسول اللہ کے پہلو میں دفن کرنا | ۵۶۰ |
| اُم المومنین کی اجازت، مگر مروان کا انکار | ۵۶۱ |
| مجھے دادی صاحبہ کے پاس دفن کرنا | ۵۶۲ |
| مسجد نبوی کی چھت پر حضرت ابو ہریرہ ؓ کا اعلان | ۵۶۲ |
| ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کی وصیتیں | ۵۶۲ |
| اب مجھے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن نہ کرنا | ۵۶۲ |
| میرے نیچے سرخ چادر نہ بچھانا | ۵۶۳ |
| مجھے رات کو ہی دفن کر دیا جائے | ۵۶۳ |
| رسول اللہ ﷺ کا قمیص اور عذاب قبر سے نجات | ۵۶۳ |
| حضرت اسماء کی وصیت | ۵۶۳ |
| ام المومنین حضرت زینب بنت جحش ؓ کی وصیتیں | ۵۶۴ |
| ایک کفن صدقہ کر دینا | ۵۶۴ |
| میری چادر صدقہ کر دینا | ۵۶۴ |
| مجھے رسول اللہ ﷺ کی چارپائی پر باپردہ لے جانا | ۵۶۵ |
| میرے جنازہ کے ساتھ آگ نہ لے جانا | ۵۶۵ |
| ام المومنین سیدہ صفیہ ؓ کی غریب یہودی | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| بھانجے کیلئے وصیت | ۵۶۵ |
| میرا جنازہ سعید بن زید پڑھیں | ۵۶۵ |
| حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کی وصیت | ۵۶۶ |
| دیکھنے والا مجنون سمجھتا | ۵۶۶ |
| ان درختوں کو پانی دیتا ہوں تاکہ محبوب کی یادیں تازہ رہیں | ۵۶۶ |
| مجھے حرم سے باہر دفن کرنا | ۵۶۷ |
| اب میں اولاد کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرسکتا | ۵۶۷ |
| تین حسرتیں لے جا رہا ہوں | ۵۶۸ |
| خادم رسول حضرت انس بن مالک ؓ کی وصیتیں | ۵۶۸ |
| موئے محبوب خدا میری زبان کے نیچے رکھ کر دفن کرنا | ۵۶۸ |
| پسینۂ محبوب سے کفن کو معطر کرنا | ۵۶۹ |
| مصطفیٰ کے پسینہ کی کیا بات ہے | ۵۶۹ |
| امام محمد بن سیرین تابعی کا کفن بھی اسی پسینہ سے معطر ہوا | ۵۷۰ |
| حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھڑی مبارک میرے ساتھ دفن کرنا | ۵۷۰ |
| مجھے کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا | ۵۷۰ |
| مجھے محمد بن سیرین غسل دیں اور میرا جنازہ پڑھائیں | ۵۷۰ |
| حضرت عمرو بن العاص ؓ کی وصیتیں | ۵۷۰ |
| نماز عید سے پہلے میرا جنازہ پڑھ لینا | ۵۷۱ |
| مٹی ڈالنے میں میرے دائیں بائیں کا خیال نہ کرنا | ۵۷۲ |
| میری قبر میں لکڑی اور پتھر نہ رکھنا | ۵۷۲ |
| میری قبر پر ٹھہرنا تاکہ میں جواب دے سکوں | ۵۷۲ |
| رازدانِ رسول حذیفہ ؓ کی وصیتیں | ۵۷۲ |
| اگر حذیفہ ؓ جنازہ میں شریک ہوتے تو | ۵۷۲ |
| حضرت معاویہ ؓ کی وصیتیں | ۵۷۳ |
| یہ بال مبارک میرے منہ اور ناک میں رکھ دینا | ۵۷۳ |
| یہ ناخن مبارک میری آنکھوں پر رکھ دینا | ۵۷۳ |
| ناخن پیس کر انہیں میری آنکھوں کا سرمہ بنا دینا | ۵۷۳ |
| ناخن مبارک رکھ کر مجھے سپرد خدا کر دینا | ۵۷۴ |
| یہ قمیص رسول کفن کے نیچے جسم پر رکھ دینا | ۵۷۴ |
| اگر بنی تو ان سے بنے گی | ۵۷۵ |
| میرا نصف مال بیت المال کو دیا جائے | ۵۷۵ |
| معلم امت حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی وصیتیں | ۵۷۵ |
| میرا جنازہ حضرت زبیر پڑھائیں | ۵۷۵ |
| مجھے دو سو درہم کا کفن دیا جائے | ۵۷۶ |
| کیا خواہشیں ہیں رحمت ربّ کی | ۵۷۶ |
| فارغ اوقات اپنے گھر رہو اور اپنے گناہوں پر رویا کرو | ۵۷۷ |
| مجھے عثمان بن مظعون کے پہلو میں دفن کرنا | ۵۷۸ |
| حضرت ابوذر غفاری ؓ کی وصیت | ۵۷۷ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| کوئی کھانا کھائے بغیر نہ جائے | ۵۷۸ |
| میرے کفن دفن میں کوئی صاحب منصب شریک نہ ہو | ۵۷۸ |
| غسل وکفن کے بعد جنازہ پڑھانے والے کا انتظار | ۵۷۹ |
| میرے مرنے پر نوحہ نہ کرنا | ۵۷۹ |
| یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنے جسم کے ساتھ مس کرنے والے کپڑے میں کفن دیجئے | ۵۸۰ |
| باب نمبر 7 | ۵۸۱ |
| **حقیقت موت وفضیلت موت** | |
| تخلیقِ موت | ۵۸۱ |
| ذکر موت | ۵۸۴ |
| ذکر موت کا درجہ | ۵۸۴ |
| جانور موت کے حال سے واقف نہیں | ۵۸۴ |
| نفس پر قابو پانے کا طریقہ | ۵۸۷ |
| موت ایک واعظ ہے | ۵۸۸ |
| موت کی یاد دل کی سختی کو دور کرتی ہے | ۵۸۸ |
| موت کی تیاری | ۵۸۸ |
| موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے | ۵۹۰ |
| باب نمبر 8 | ۵۹۲ |
| **وقت موت** | |
| کراما کاتبین کا آنا | ۵۹۳ |
| دنیا کے حال کا ظاہر ہونا | ۵۹۳ |
| شیطان کا دھوکہ | ۵۹۵ |
| قریب الموت کی تلقین | ۵۹۷ |
| سورۂ یٰسین کی تلاوت | ۵۹۸ |
| مسئلہ 1 | ۶۰۰ |
| مسئلہ 2 | ۶۰۰ |
| مسئلہ 3 | ۶۰۰ |
| مسئلہ 4: | ۶۰۰ |
| مسئلہ 5 | ۶۰۱ |
| مسئلہ 6: | ۶۰۱ |
| باب نمبر 9 | ۶۰۲ |
| **ملک الموت** | |
| ملک الموت کے نزدیک دنیا کی حیثیت | ۶۰۲ |
| ملک موت کی شکل | ۶۰۴ |
| اجل دسیدہ سے گفتگو | ۶۰۵ |
| باب نمبر 10 | ۶۰۸ |
| **سکرۃ الموت** | |
| ملک الموت پر سختی | ۶۰۹ |
| مومن کی روح کی اہل حدیث ارواح سے ملاقات | ۶۱۲ |
| کافر کی روح کا نکالنا | ۶۱۳ |
| کافر کی روح کے ساتھ سلوک | ۶۱۴ |

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

# تقریظ

موت ایک اٹل حقیقت ہے' کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے کے لیے اس سے انکار کی کوئی سبیل نہیں۔ قرآن وحدیث اور مشاہداتِ عالم اس پر شاہد عادل ہیں۔ لیکن پھر بھی انسان دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر بعض اوقات اس کے تصور کو اپنے ذہن سے نکال دیتا ہے اور زندگی اس طرح گزارنا شروع کر دیتا ہے کہ شاید اس نے مرنا ہی نہیں۔

خدا بھلا کرے ہمارے فاضل دوست' تصنیف وتالیف کے نیر تاباں محترم علامہ محمد اقبال قادری مدظلہ العالی کا کہ انہوں نے ایسے لوگوں کی رہنمائی اور انہیں موت کی یاد دلانے کی غرض سے ''موت کا منظر'' نامی کتاب تصنیف فرمادی' اگرچہ اس سے پہلے بھی مارکیٹ میں کچھ مؤلفوں کی لکھی ہوئی اس نام کی کتب موجود ہیں' لیکن الحمد للہ حضرت علامہ کی یہ تصنیف ان سب پہ بھاری ہے۔

اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا یقیناً اپنے من میں تبدیلی محسوس کرے گا۔

میں بارگاہِ خداوندی میں دعا گو ہوں کہ وہ ہمارے محترم دوست کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازے اور انہیں دین متین کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین! بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خیر اندیش

محمد تنویر قادری وٹالوی

صدر تحریک صوت الاسلام انٹرنیشنل/

خطیب آستانہ عالیہ قادریہ قاسمیہ ڈھوڈا شریف' ضلع گجرات

29-02-2012

# تقریظ

## صاحبزادہ مولانا حافظ آفتاب مجددی نقشبندی

خطیب مرکزی جامع مسجد رحمت الٰہی' سیالکوٹ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ۔

آج کے اس پُرفتن دور میں جہاں دیگر خرابیوں نے جنم لیا' وہاں ایک اہم خرابی کہ انسان نے دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے اور دن رات اس کے حصول کے لیے کوشاں ہے' اور اس بات کو فراموش کر دیا ہے کہ یہ دنیا فانی ہے' یہ زندگی عارضی ہے' یہ دارالعمل ہے' اصل زندگی آخرت کی ہے' جس میں کامیابی کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہنا چاہیے اور وہاں کی کامیابی اصل کامیابی ہے۔ اور حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء کرام کے حالات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ان نفوسِ قدسیہ نے کبھی موت اور آخرت کو فراموش نہیں کیا' بلکہ اس کے لیے تیار رہے۔

ہمارے دور میں اُمت کی خوش بختی ہے کہ بے شمار علماء کرام اس کی اصلاح کے لیے کمربستہ ہیں۔ منجملہ ان کے علامہ محمد اقبال قادری مدظلہ ہیں' کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فن تحریر میں آپ کو ملکہ عطاء فرمایا ہے' آپ کی تصنیف ''موت کا منظر'' میرے سامنے ہے' مختلف مقامات سے مطالعہ کیا' تو محسوس ہوا کہ اس کے مطالعہ سے ایک کیفیت طاری ہوتی ہے اور انسان کا ذہن فوراً موت اور آخرت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے' یہ کتاب نہ صرف عوام کے لیے مفید ثابت ہوگی بلکہ علماء کرام کے لیے بھی کام کی چیز

ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل حبیب کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل علامہ موصوف الصدر کی کاوش قبول فرما کر ان کے لیے آخرت کا توشہ اور عوام اور خواص کے لیے مشعل راہ بنائے۔ آمین

محمد آفتاب مجددی
جامع مسجد حنفیہ نقشبندیہ (رحمت الٰہی)
سیالکوٹ

# تقریظ

## حضرت علامہ مولانا حافظ نصر اللہ مدنی

فاضل مدینہ یونیورسٹی مدینہ شریف' امام جامع ابوحنیفہ' مرے کالج روڈ' سیالکوٹ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

**الحمد للّٰہ والصلوٰۃ والسلام علٰی رسول اللّٰہ ۔ امابعد!**

دِلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
بغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے
اجل کے روز کو یاد کر' سامان چلنے کا
زمین کے فرش پر سونا جو اینٹوں کا سرہانہ ہے
عزیز! یاد کر وہ دن جو ملک الموت آئے گا
نہ جاوے ساتھ تیرے کوئی اکیلا تو نے جانا ہے
نہ بیلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا' باپ تے مائی
کیوں پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے

آج کے پُرفتن دور میں لوگ گناہوں پر بڑے دلیر ہیں' معمولی رقم حاصل کرنے کے عوض قتل کر دیتے ہیں' شرابیں پیتے ہیں' زنا کرتے ہیں' اپنے بھائیوں کی جائیداد پر قبضہ کر لیتے ہیں' سود کھاتے ہیں' رشوتیں لینا' اغوا برائے تاوان' کم تولنا' گندی فلمیں دیکھنا' نمازوں کا خیال نہ رکھنا' غرضیکہ ہر طرح کی گناہوں کی بیماری میں مبتلا ہیں' اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ دلوں سے خوفِ خدا نکل گیا ہے اور موت یاد نہیں رہی' جس کو موت یاد ہو وہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور خود گناہوں سے بچے گا' اسی لیے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کو کثرت سے یاد رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد فرمایا: ''اکثروا ذکر ھادم اللذات ''لذتوں کو توڑنے والی موت کو یاد کرو۔ (ترمذی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح لوہا پانی لگنے سے زنگ آلود ہو جاتا ہے' عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! ان کو روشن کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: کثرت کے ساتھ موت کا ذکر کرنا اور تلاوتِ قرآن کرنا۔ (مشکوٰۃ' کتاب فضائل القرآن)

انسان قبر کو بھول چکا ہے لیکن قبر اس کو نہیں بھولی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک زمین روزانہ ستر مرتبہ پکارتی ہے: اے ابن آدم! تمہارا جو دل چاہے کھاؤ پیو' خدا کی قسم! میں ضرور تمہارے جسموں اور گوشت کو کھاؤں گی''۔ (جامع صغیر)

اللہ تعالیٰ نے موت کا نہ وقت بتایا ہے اور نہ جگہ بتائی ہے' اس میں یہ حکمت ہو سکتی ہے کہ انسان ہمہ وقت موت کی تیاری میں لگا رہے' اس لیے فرمایا: ''اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ''ترجمہ: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔ (النساء: ۷۸) ہاں! تمام انبیاء کرام کو موت کا علم دے کر پھر انہیں موت اور زندگی میں اختیار دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم) بلکہ بعض اولیاء کرام کو بھی اپنی اور دوسروں کی موت کا علم دے دیا جاتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت کے تحت حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ایک عورت کے گھر بچی پیدا ہوئی تو اس نے نوکر کو آگ لینے کے لیے بھیجا' جب وہ باہر نکلا تو دیکھا کہ دروازے پر ایک آدمی کھڑا تھا' اس نے پوچھا: کیا پیدا ہوا؟ نوکر نے بتایا کہ بچی پیدا ہوئی' تو اس نے کہا: میری تین باتیں یاد رکھ کہ یہ لڑکی ایک سو آدمیوں کے ساتھ بدکاری کرے گی' اس کا نکاح گھر کے نوکر کے ساتھ ہوگا اور اس کی موت کا سبب مکڑی ہوگی' پھر جیسا اس نے کہا تھا ویسا ہو کر رہا' جب ولی کے علم کا یہ عالم ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کیا کہنا۔

قبر ہمیں روزانہ یاد کرتی ہے' ہمیں بھی قبر اور موت کو یاد رکھنا چاہیے' نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: جو روزانہ ۲۵ بار یہ دعا پڑھتا ہے اسے شہادت کا ثواب ملتا ہے:
''اللّٰھم بارك فی الموت وفیما بعد الموت ''مؤمن موت سے گھبراتا نہیں کیونکہ موت تو ایک پل ہے جو محبوب کو محبوب سے ملا دیتا ہے' جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے' اللہ بھی اس سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم) جو اللہ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے' وہ ہر وقت اس کی تیاری میں لگا رہتا ہے کہ کب محبوب کا بلاوا آ جائے اور جسے دنیا کے مال سے محبت ہو' وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور اس کی تیاری بھی نہیں کرتا' وہ دنیا کی لذتوں میں کھویا رہتا ہے اور پھر اچانک اس کا آخری وقت آ جاتا ہے اور اس کو توبہ کا موقع بھی نہیں ملتا' ایسے غافل لوگوں کی بیداری کے لیے یہ حکایت بڑی نصیحت آموز ہے: ایک شخص نے خواب دیکھا کہ وہ کسی جنگل میں چلا جاتا ہے' اس نے دیکھا کہ میرے پیچھے ایک شیر آ رہا ہے' یہ بھاگا جب تھک گیا' تو دیکھا کہ آگے ایک بڑا گہرا گڑھا ہے' اس نے جان بچانے کے لیے گڑھے میں کودنا چاہا مگر گڑھے کے اندر جھانکا تو اس میں ایک اژدھا منہ کھولے بیٹھا تھا' اب یہ گھبرایا کہ کیا کرے' پیچھے شیر ہے اور آگے اژدھا۔ اچانک اسے ایک درخت کی ٹہنی نظر آئی' یہ اس سے لٹک گیا مگر جب ہاتھ ٹہنی کو ڈال چکا تو اس نے دیکھا کہ اس ٹہنی کو دو سیاہ اور سفید چوہے جڑ سے کاٹ رہے ہیں' اب تو یہ بہت ڈرا کہ تھوڑی دیر میں یہ ٹہنی کٹ جائے گی اور میں گر جاؤں گا اور شیر و اژدھا کا لقمہ بن جاؤں گا۔ اتفاقاً درخت پر اسے شہد کا ایک چھتا نظر آیا اور یہ اس شہد کے پینے میں مشغول ہو گیا' نہ شیر کا خیال رہا نہ اژدھا کا اور نہ چوہوں کا ڈر' اچانک وہ ٹہنی جڑ سے کٹ گئی اور یہ گر پڑا اور شیر نے پھاڑ کر گڑھے میں گرا دیا اور اژدھے نے نگل لیا۔

سبق: جنگل سے مراد دنیا ہے اور شیر موت ہے جو پیچھے لگی ہوئی ہے اور گڑھا قبر ہے جو آگے ہے اور اژدھا بُرے عمل ہیں جو قبر میں ڈسیں گے اور دو چوہے سفید اور سیاہ دن اور رات ہیں اور درخت عمر ہے جسے وہ کاٹ رہے ہیں اور شہد کا چھتا دنیا کی فانی

لذات ہیں، جن میں مشغول ہو کر انسان موت، قبر اور سزائے اعمالِ بد سے غافل ہو جاتا ہے، پھر اچانک موت آ جاتی ہے اور بجز ندامت و حسرت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

## کچھ کتاب اور صاحبِ کتاب کے بارے میں

حضرت علامہ محمد اقبال عطاری صاحب سلمہ اللہ کا غائبانہ تعارف کافی عرصہ مارکیٹ میں ان کی کتابیں دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی تھی اور ان سے ملنے کو جی چاہتا تھا، اسی دوران میں مدرسہ حنفیہ غوثیہ یاسمینہ للبنات، دو برجی آرائیاں، سیالکوٹ کے بانی و مہتمم و جامع مسجد عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خطیب حضرت علامہ قاری رفاقت سے ملاقات کے لیے گیا، تو میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ لڑکیوں کو کون سی کتاب پڑھا رہے ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہم سنی تحفہ خواتین پڑھا رہے ہیں، میں نے وہ کتاب دیکھی تو بڑی پسند آئی، کیونکہ وہ بڑی جامع اور مدلل تھی، مصنف کا نام محمد اقبال عطاری لکھا ہوا تھا اور ارادہ کیا کہ میں بھی اپنے مدرسہ میں یہی کتاب نصاب میں شامل کروں گا۔ حضرت سے ملنے کا اشتیاق اور زیادہ بڑھ گیا، لیکن حضرت کا گھر معلوم نہیں تھا، ایک دن میں مدرسہ نور الایمان، محلہ چاہ ترکھاناں، جناح پارک، کالونی نمبر ۲، سیالکوٹ میں پڑھا رہا تھا کہ نور الایمان کے پرنسپل صاحبزادہ قاری صوفی صاحب نے بلا کر فرمایا کہ حضرت صاحب سے کوئی تعارف ہے؟ میں نے نفی میں جواب دیا، تو فرمایا کہ یہ مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ محمد اقبال عطاری صاحب ہیں، تو خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی، آپ سے مل کر مزید محبت میں اضافہ اور میں حضرت کے حسنِ اخلاق سے بہت متاثر ہوا، آپ کی مذکورہ کتاب ''موت کا منظر'' نہایت دلکش دلائل سے مزین اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس میں حضرت صاحب نے اس میں مستند کتب کے واقعات کو ایسے آسان اور سہل انداز میں پیش کیا ہے، جس سے ایک طرف تو یہ کتاب اتنی دلچسپ ہوگئی ہے کہ ایک بار شروع کرنے کے بعد مکمل کیے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اور دوسری طرف انسان میں خوفِ خدا، فکرِ آخرت، جہنم کا ڈر اور جنت کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ الغرض! یہ کتاب طلباء

وخطباء اور عوام وخواص کے لیے یکساں مفید ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کے علم وعمل میں برکتیں عطاء فرمائے! اور کتاب کو قبولیت عطاء فرما کر صدقہ جاریہ بنائے اور ہم سب کو دین کی سمجھ عطاء فرما کر دین اور علماءِ اہلِ سنت کا خادم بنائے۔ آمین

حافظ محمد نصر اللہ مدنی

خادم جامع مسجد امام ابوحنیفہ' سیالکوٹ

08-12-2011

۱۲ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ' بروز جمعرات

# تقریظ

## حضرت علامہ مولانا قاری نذیر احمد قادری

بانی: جامعہ شریفیہ' بٹرڈ سکہ روڈ' سیالکوٹ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمده ونصلى ونسلم علىٰ رسوله الكريم!

بندۂ ناچیز نے عزیزم حضرت مولانا محمد اقبال قادری عطاری کی کتاب ''موت کا منظر'' کا مطالعہ کیا' جس میں کہ زندگی کی حقیقت سے لے کر موت اور موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں مکمل رہنمائی مہیا کی گئی ہے۔ اس موضوع پر یقیناً پہلے بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے' لیکن عزیزم مولانا محمد اقبال قادری عطاری صاحب کا انداز منفرد ہے۔ جس سے ہر خاص و عام مستفیض ہوسکتا ہے' یہ کتاب غافل دلوں کے لیے دستک ہے۔ دنیا کی زندگی کو ہمیشگی کی زندگی سمجھنے والوں کو اس کتاب کے مطالعے سے علم ہوگا کہ انسان کی حیثیت تو اس دنیا میں ایک مسافر کی طرح ہے جسے یقیناً لوٹ کر اپنی منزل کی طرف جانا ہے۔ اس کتاب میں موت اور موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں سلف صالحین کے اقوال کو نہایت مؤثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس جیسی کتاب کی طویل عرصہ سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو کہ بحمد اللہ اب پوری ہوگئی ہے۔ یہ کتاب یقیناً اپنی مثال آپ ثابت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اُمتِ مسلمہ کے لیے سامانِ ہدایت بنائے اور اللہ جل شانہٗ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے موصوف فاضل جلیل کے قلم میں مزید قوت عطاء فرمائے اور ان کی اس مساعیٔ جمیلہ کو شرفِ قبولیت عطاء فرما کر توشۂ آخرت

بنائے۔ اور اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کے تمام علماء کرام جو بھی بالتقریر یا بالتحریر' دینِ متین کی اشاعت و تبلیغ میں کوشاں ہیں' سب کو عمر خضری عطاء فرمائے۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین طٰہٰ یٰسٓ

بندۂ عاجز:

**قاری نذیر احمد قادری اشرفی**

نائب امیر بزم قادریہ اشرفیہ' سیالکوٹ

امیر جماعت اہل سنت تحصیل سیالکوٹ

# تقریظ

## از: سیّد عارف بہاؤ الحق شاہ

پرنسپل دار العلوم محمدیہ غوثیہ، سیالکوٹ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آج کل مادیت کا دور ہے، ہر انسان مال ودولت کی ہوس کا شکار نظر آرہا ہے، بدعقیدگی کی ایک بہت بڑی لہر لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے، دین سے دوری کا یہ عالم ہے کہ ہمارے اکثر دینی بھائی اپنے بنیادی عقائد اور اسلاف کرام کے روشن کارناموں سے ناواقف نظر آتے ہیں، غیر مسلم قومیں آج عروج پر اس وجہ سے نظر آتی ہیں کہ انہوں نے اپنی تاریخ کو نہیں بھلایا اور ایک ہم ہیں کہ اپنے بزرگانِ دین، صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی روشن زندگیوں سے بالکل لاعلم ہیں۔

لیکن ان تمام حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ پر ایسے افراد کی وجہ سے کرم فرماتا ہے جو لوگوں کی راہنمائی اور ان کو صحیح عقائد سے آگاہ کرتے ہیں اور اس چیز کو اپنی زندگی کا مشن سمجھتے ہیں۔

الحمدللہ! ''مولانا محمد اقبال صاحب عطاری'' نے اس سلسلہ میں ایک عظیم کاوش کی ہے، اس سے پہلے مولانا موصوف ''سنی تحفہ خواتین، تحفہ دُلہن اور تحفہ دُلہا'' کے نام سے ایک شاندار لٹریچر پیش کر چکے ہیں لیکن اس کتاب میں مولانا محمد اقبال صاحب عطاری نے اپنے اسلاف کرام کی زندگیوں کے مختلف روشن پہلوؤں کا ذکر کیا ہے، میں نے اس کتاب ''موت کا منظر'' کو اجمالاً پڑھا، طبیعت بڑی خوش ہوئی۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا صاحب کے علم وعمل میں برکت عطاء

فرمائے۔(آمین)

اور مزید وہ جو لوگوں کی بھلائی کے لیے نیک جذبات رکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ اُس میں آسانیاں پیدا فرمائے۔(آمین)

والسلام
سید عارف بہاؤالحق شاہ
پرنسپل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ' سیالکوٹ
0300-9611503

باب نمبر ۱:

# حقیقتِ دنیا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۔
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرُ ۔(صدق اللّٰہ العظیم)
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرِ سَبِيْلٍ ۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

☆☆☆

مبادا دل آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

آج میں آپ حضرات کے سامنے ''دنیا کی حقیقت'' کے موضوع پر قلم اُٹھانے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین محترم! دنیا دار الفناء ہے' آخرت دار البقاء ہے' دنیا دار الغرور ہے' آخرت دار السرور ہے' دنیا دار العمل ہے' آخرت دار الجزاء ہے' دنیا متاع قلیل ہے' آخرت عطائے جلیل ہے' یہ دنیا بظاہر خوبصورت اور دلکش ہے' جو بھی اس کو محبت بھری نظروں سے دیکھتا ہے' یہ دنیا اس کو اپنی محبت میں پھنسا لیتی ہے اور جیسے جیسے محبت و اُلفت بڑھتی جاتی

ہے' دنیا اس سے دور ہوتی جاتی ہے اور دنیا اس کے ساتھ کھیلتی ہے اور اس کو عبد الدینار و الدراھم بنا کر رکھ دیتی ہے اور اس کے دل و دماغ سے دین اسلام کی محبت فراموش کر کے رکھ دیتی ہے۔

ربِ کائنات کا ارشاد ہے: "وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ" یعنی دنیا کی یہ خوشنما زندگی سراسر دھوکے کا ایک سامان ہے' جس کی حیثیت عند اللہ لنگڑے مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوتی ہے۔

سامعین گرامی! دنیا تو دار الامتحان ہے اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ امتحان ہال میں ایک مخصوص وقت تک رہنا پڑتا ہے' اس کے بعد ہال سے نکال دیا جاتا ہے' اگر ہال میں آپ نے پرچا ٹھیک اور درست حل کیا تو آپ کو کامیابی کا پروانہ ملتا ہے اور اگر پرچہ درست حل نہیں کیا ہے تو ناکامی سے دوچار ہوتے ہیں' دنیا کی مثال بھی اسی طرح ہے' اگر اس میں ایمان اور اعمال والی زندگی کو اپنایا تو کامیابی کا پروانہ ملے گا ورنہ ناکامی آپ کا مقدر ہو گی۔

حضور مختارِ کل کائنات' سرورِ کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اپنی اُمت کو دنیا کی محبت کو دل میں جگہ دینے سے منع فرمایا ہے اور دنیا کے ظاہری سرور و حسن و زیبائی کو کفار کے لیے قرار دیا اور مؤمنین کے لیے اللہ تعالیٰ نے سکون و راحت کی جگہ جنت بنائی ہے۔

حضور مختارِ کل کائنات' مدینے کے سلطان' سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر" یعنی دنیا کفار کے لیے جنت ہے اور مؤمن کے لیے قید خانہ' کفار دنیا میں جس طرح چاہیں کر سکتے ہیں' جس طرح جنت میں مؤمن جیسا چاہیں کریں گے' لیکن یہ دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے' یعنی مسلمان شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند ہیں' اپنا مرضی چلا نہیں سکتے' ان کی مرضی تو جنت میں چلے گی۔

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل ''یعنی دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی مسافر یا راہ چلنے والا رہتا ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا: ''حب الدنیا رأس کل خطیئة ''یعنی دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔

ارے نادان انسان! تو ہوش میں آ! دنیا پرستی اور زر پرستی سے باز آ! دنیا اور اہل دنیا سے تعلق کو توڑ اور خلاقِ عالم سے واسطہ جوڑ۔

شاعر کہتا ہے:

دنیا سے دل لگا کر دنیا سے کیا ملے گا
یادِ خدا کیے جا تجھ کو خدا ملے گا

## دنیا کی حیثیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

(آل عمران:۱۴تا۱۷)

''آراستہ کر دی گئی لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت (مثلاً) عورتیں اور بیٹے اور ڈھیر لگے ہوئے سونے اور چاندی کے اور نشان لگے ہوئے (یعنی

عمدہ اور اعلیٰ) گھوڑے اور دوسرے مویشی اوو زراعت (لیکن یہ سب چیزیں) دنیوی زندگی کی استعمال کی چیزیں ہیں اور انجام کار کی خوبی (اور کام آنے والی چیز تو) اللہ ہی کے پاس ہے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) تم ان سے کہہ دو کہ کیا میں تم کو ایسی چیز بتا دوں جو (بدر جہا) بہتر ہو' ان سب چیزوں سے (وہ کیا ہے غور سے سنو!) ایسے لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں' ان کے رب کے پاس ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں' ان میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے اور (ان کے لیے وہاں) ایسی بیویاں ہیں جو ہر طرح پاک صاف ستھری ہیں اور (ان سب سے بڑھ کر چیز) اللہ کی خوشنودی ہے اور اللہ تعالیٰ بندوں (کے احوال) کو خوب دیکھنے والا ہے (یہ لوگ جن کے لیے یہ آخرت کی چیزیں ہیں' ایسے لوگ ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں' پس ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا لے' یہ لوگ صبر کرنے والے ہیں' سچ بولنے والے ہیں' عاجزی کرنے والے ہیں اور مال خرچ کرنے والے ہیں اور پچھلی رات میں گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں''۔

### حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کا تبصرہ

حضرات محترم! حق تعالیٰ شانہ' نے ان سب چیزوں کی محبت کو شہوتوں کی محبت سے تعبیر کیا ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شہوت کی افراط ہی کا نام عشق ہے' جو بیماری ہے ایسے دل کی جو تفکرات سے خالی ہو' اس کا علاج ابتداء ہی سے کرنا ضروری ہے کہ اس کی طرف نظر کم کردے' اس کی طرف التفات کم کردے' ورنہ جب التفات بڑھ جائے گا' تو ہٹانا مشکل ہو جائے گا اور ابتداء میں بہت آسان ہے۔ یہی حال ہے ہر چیز کے عشق کا' مال ہو' جاہ ہو' جائیداد ہو' اولاد ہو' حتیٰ کہ پرندوں (کبوتر وغیرہ) سے کھیلنے کا اور شطرنج وغیرہ سے کھیلنے کا بھی یہی حال ہے کہ یہ سب چیزیں جب آدمی پر مسلط ہو جاتی

ہیں تو اس کے دین اور دنیا دونوں کو برباد کر دیتی ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص سواری پر سوار ہے اگر وہ جانور کی باگ اسی وقت دوسری طرف پھیر دے جب وہ بے جگہ جانے کا رخ کر رہا ہو تو اس وقت بہت آسانی سے وہ ایسا کر سکتا ہے لیکن جب وہ جانور کسی دروازے میں گھس جائے اور سوار پھر دُم پکڑ کر پیچھے کو کھینچنا چاہے تو پھر بڑی سخت دشواری ہو جاتی ہے اس لیے ان سب چیزوں کی محبت کو ابتداء ہی سے نگاہ میں رکھے کہ اعتدال سے نہ بڑھنے دے۔ (احیاء)

## دنیاوی چیزوں کی اقسام

حضرات علماء کرام نے فرمایا کہ دنیا کی جتنی بھی چیزیں ہیں وہ تین قسم میں داخل ہیں: معدنیات، نباتات، حیوانات۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے ان آیات میں تینوں کی مثال ذکر فرما کر دنیا کی ساری ہی چیزوں پر متنبہ فرما دیا۔ بیویوں اور بیٹیوں کو ذکر فرما کر آل و اولاد و عزیز و اقارب غرض انسانی محبوبوں پر تنبیہ فرما دی اور سونے چاندی کو ذکر فرما کر ساری معدنیات پر اور گھوڑے مویشی کو ذکر فرما کر ہر قسم کے جانوروں پر اور کھیتی سے ہر قسم کی پیداوار پر اور یہی چیزیں ساری کائنات ہیں۔ (احیاء)

اور ان سب کو گنوا کر اور ان پر تنبیہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ سب کی سب اس چند روزہ زندگی کے گزران کی چیزیں ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی محبت کے قابل نہیں، دل لگانے کے قابل نہیں، دل لگانے کی چیزیں صرف وہی ہیں جو پائیدار ہیں ہمیشہ رہنے والی ہیں ہمیشہ کام آنے والی ہیں اور ان میں سے سب سے بڑھ کر اللہ کی رضا ہے اس کی خوشنودی ہے وہ دنیا اور آخرت کی ہر چیز پر فائق ہے ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔

دوسری جگہ جنت کی نعمتوں کو ذکر فرما کر ارشاد فرمایا ہے:

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (التوبہ ۷۲)

''اللہ تعالیٰ کی رضامندی ان سب چیزوں سے بڑھی ہوئی ہے اور وہی چیز ہے جو بڑی کامیابی ہے''۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی برابری نہ دنیا کی کوئی چیز کر سکتی ہے نہ آخرت کی کوئی نعمت اس کے برابر ہے۔ آیاتِ بالا میں دنیا کی ساری مرغوبات کو تفصیل سے ذکر فرما کر اس پر متنبہ کر دیا کہ یہ سب محض دنیوی زندگی کے اسباب ہیں' اور پھر بار بار قرآن پاک میں اس چیز پر تنبیہ فرمائی گئی' مختلف عنوانات سے نصیحت کی گئی' کہیں دنیا طلبی کی مذمت کی گئی' کہیں دنیا کو ترجیح دینے والوں کی قباحت بیان کی گئی' کہیں اس کی بے ثباتی پر تنبیہ کی گئی' کہیں اس کو محض دھوکا بتا دیا گیا تا کہ اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے کہ دنیا اور دنیا کی ہر چیز محض عارضی' محض ضروریات پوری کرنے کی چیز ہے' نہ یہ دائمی' نہ دل لگانے کی چیز ہے۔

## دنیا کی بے ثباتی پر آیات

اسی سلسلہ کی چند مزید آیات ملاحظہ ہوں:

(۱) أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ (البقرہ: ع ۱۰)

"یہی لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے میں خرید لیا' پس نہ تو ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی نہ ان کی کسی قسم کی مدد کی جائے گی"۔

(۲) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ۝ (لقمان: ع ۱۴)

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو' اور اُس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنی اولاد کی طرف سے کوئی مطالبہ پورا کر سکتا ہے نہ کوئی اولاد اپنے باپ کی طرف سے ہی کوئی چیز ادا کر سکتی ہے' بے شک اللہ کا وعدہ (جو آخرت کے

متعلق ہے) سچا ہے، پس تم کو دنیا کی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالے (کہ تم اُس میں لگ کر آخرت کے دن کو بھول جاؤ) اور نہ تم کو دھوکا باز (شیطان) اللہ تعالیٰ سے دھوکے میں ڈال دے (کہ تم اُس کے بہکاوے میں آ کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے فکر ہو جاؤ اور یہ سمجھنے لگو کہ ہمیں عذاب نہ ہوگا)''۔

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ ''تم کو شیطان اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکہ میں نہ ڈالے'' کا مطلب یہ ہے کہ تم گناہ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی آرزو کرتے رہو۔ (درمنثور)

یعنی حق تعالیٰ شانہٗ سے مغفرت طلب کرنے کا منہ جب ہے جب پختہ طور پر گناہوں سے توبہ کرو، گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرو۔ پھر اللہ سے گزشتہ گناہوں کی مغفرت چاہو اور یہ حماقت ہے کہ دن بھر گناہوں سے منہ کالا کرتے رہو اور زبان سے کہتے رہو کہ یا اللہ! تو معاف کر! جیسا کہ اس مضمون کی آیت دوسری بھی آ رہی ہے۔

(۳) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (الاحزاب: ۲۸، ۲۹)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم اپنی بیویوں سے (بھی دوٹوک صاف صاف بات) کہہ دو کہ اگر تم کو دنیوی زندگی اور اس کی زیب وزینت چاہیے تو آؤ میں تم کو کچھ دنیاوی مال ومتاع (مہر نفقہ وغیرہ) دے دوں اور تم کو خوبی (اور خوش دلی) کے ساتھ (طلاق دے کر) رخصت کر دوں، اور اگر تم اللہ کی رضا کو اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تنگی اور فقر وفاقہ کے ساتھ رہنے) کو اور آخرت (کے عالی درجات) کو چاہتی ہو، تو (یہ دل نشین کر لو) تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا

اجر و ثواب تیار رکھا ہے (جو جتنی زیادہ نیکی کرے گی اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب پائے گی)''۔

(۴) یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (فاطر:ع ۱)

''اے لوگو! (اچھی طرح سمجھ لو خوب دل میں جما لو کہ) بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے ایسا نہ ہو کہ یہ دنیوی زندگی تم کو دھوکہ میں ڈال دے اور ایسا نہ ہو کہ دھوکہ باز (شیطان) تم کو اللہ تعالیٰ سے دھوکہ میں ڈال دے (کہ اس کے دھوکہ میں آ کر تم اللہ سے بے فکر ہو جاؤ)''۔

حضرت سعید بن جبیر اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ دنیا کا دھوکا میں ڈالنا یہ ہے کہ اس میں مشغول ہو کر آخرت کی تیاری سے غافل ہو جاؤ' اور شیطان کا دھوکہ یہ ہے کہ گناہ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی تمنا کرتے رہو۔ (درمنثور)

(۵) یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ (المؤمن:ع ۵)

''(فرعون کے خاندان کے اُس مؤمن شخص نے جس نے اپنے ایمان کو مخفی کر رکھا تھا' اپنی برادری کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:) اے قوم! یہ دنیوی زندگی محض چند روزہ ہے اور اصل ٹھہرنے کی جگہ تو آخرت ہی ہے''۔

(۶) مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ

(الشوریٰ:ع ۳)

''جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو (یعنی جیسا کھیتی کے لیے بیج بویا جاتا ہے' پھر اس کو پانی دیا جاتا ہے تاکہ پھل پیدا ہو' اسی طرح وہ آخرت کی کھیتی کرنا چاہتا ہے' اس کے لیے بیج ڈال کر اس کی پرورش کرتا ہے' ایمان سے

اور اعمالِ صالحہ سے) ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں ترقی کر دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو (کہ ساری کوشش اسی زندگی پر خرچ کر دے) تو ہم اس کو دنیا میں سے کچھ دیں گے اور ایسے شخص کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے''۔

(۷) فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ (الشوریٰ: ع۴)

''پس جو کچھ تم کو (اس دنیا میں) دیا گیا وہ محض چند روزہ زندگی کے برتنے کے لیے ہے (بہت جلد فنا ہونے والا ہے اور آخرت میں) جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے' وہ ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں اور جو کبیرہ گناہ سے اور بے حیائی کی باتوں سے احتراز کرتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اور (یہ وہ لوگ ہیں) جنھوں نے اپنے رب کا کہنا مانا اور نماز کو قائم کیا اور ان کا (ہر مہتم بالشان) کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور (وہ لوگ ہیں) ہم نے جو کچھ اُن کو دیا ہے' اُس میں سے (خوب) خرچ کرتے ہیں اور جو ایسے (منصف مزاج ہیں) کہ اگر اُن پر ظلم ہو (اور ان کو بدلہ لینے کی ضرورت پڑے) تو برابر کا بدلہ لیتے ہیں (یہ نہیں کہ ایک کے بدلے میں دو اور کسی کا بدلہ کسی سے لے)''۔

علماء نے لکھا ہے کہ ان آیات میں بعض اُمور اور خصوصی اوصاف کے ساتھ اشارہ

کرتے ہوئے چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی طرف ترتیبِ خلافت سے نمبروار اشارہ ہے۔

(۸) وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ (الزخرف:ع ۳)

"اور آپ کے رب کی رحمت اس سے بدرجہا بہتر ہے جس (دنیا) کو یہ لوگ جمع کرتے ہیں"۔

(اس کے بعد دنیوی زیب وزینت کی چند اشیاء ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہے)

وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ (الزخرف:ع ۳)

"(اور پر سونے چاندی کی چھتوں اور دروازوں وغیرہ کے ذکر کے بعد ارشاد ہے:) اور یہ سب صرف دنیوی زندگی کی چند روزہ کامرانی ہے (دو چار دن کی بہار ہے) اور آپ کے رب کے یہاں آخرت تو متقی لوگوں کے لیے ہے"۔

(۹) وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ○ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○ (الذاریات:ع ۳)

"اور میں نے جن وانس کو صرف اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں، میں اُن سے رزق رسانی نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلایا کریں، حق تعالیٰ شانہٗ تو خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا، قوی، نہایت قوت والا ہے"۔

(۱۰) اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌ ۢ بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَفِي

الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ط وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ط ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ○ (الحدید: ع ۳)

''تم خوب جان لو کہ دنیوی زندگی (ہرگز ہرگز اس قابل نہیں کہ آدمی اسی میں لگ جائے' یہ تو) محض لھو ولعب اور ظاہری زیب وزینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے اور اموال واولاد میں ایک دوسرے پر بڑھوتری ہے' اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ مینہ برسا کہ اس کی وجہ سے پیداوار (ایسی بڑھی کہ وہ) کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہونے لگی' پھر وہ کھیتی خشک ہو جاتی ہے کہ تو اس کو زرد دیکھتا ہے' پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے (یہی حالت دنیا کی زیب وزینت اور بہار کی ہے کہ آج زوروں پر ہے پھر اضمحلال ہے' پھر زوال ہے) اور آخرت کی یہ حالت ہے کہ اس میں سخت عذاب ہے (جس سے بچنے کی انتہائی کوشش ہونا چاہیے) اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے) جس کے حاصل کرنے کی کوشش اس کی شان کے مناسب ہونا چاہیے' اور یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ) دنیا کی زندگی دھوکہ کا سامان ہے (جب دنیا کی یہ حالت ہے اور آخرت کی یہ کیفیت' تو سعادت کی بات یہ ہے کہ) تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو (اور اس کی شان کے مناسب کوشش کرو اور نہایت اہتمام سے دوڑو) ایسی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے' جو ایسے لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل واحسان ہے' وہ جس کو چاہتا

ہے اپنے فضل سے نواز دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ شانہٗ بہت زیادہ فضل والا ہے (مگر کوئی اس کے فضل سے حصہ لینا بھی چاہے)''۔

## دنیا کی محبت کے مختلف مراحل انسان پر

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچہ جب اس کو کچھ بھی سمجھ شروع ہوتی ہے تو وہ لہو ولعب کی طرف مشغول ہوتا ہے اور اس کے اندر اس کا ایسا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جس کے مقابلہ میں اس کو کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ پھر اس کے بعد جب وہ ذرا بڑا ہوتا ہے تو اس میں زیب وزینت، اچھے کپڑوں کو پہننا، گھوڑے وغیرہ کی سواری کا شوق پیدا ہوتا ہے جس کے سامنے لہو ولعب کی لذت بھی لغو ہو جاتی ہے، اس کے بعد اس میں جوانی کی لذتوں کا زور ہوتا ہے، شہوت پوری کرنے کے مقابلے میں اس کی نگاہ میں کوئی چیز نہیں رہتی، نہ مال ومتاع کی وقعت رہتی ہے نہ عزت وآبرو کی۔ اس کے بعد پھر اس میں بڑائی اور تفاخر اور ریاست کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جو پہلے جذبوں پر غالب آ جاتا ہے، یہ سب دنیاوی لذات ہیں۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی معرفت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جس کے مقابلے میں ہر چیز لغو بن جاتی ہے، یہی اصل جذبہ ہے جو سب سے زیادہ قوی ہے۔ پس ابتدائی زمانہ میں کھیل کود کی رغبت ہوتی ہے اور بلوغ کے شروع میں شہوت کا زور ہوتا ہے، بیس سال کی عمر کے بعد ریاست کا جذبہ شروع ہوتا ہے اور چالیس سال کی عمر کے قریب سے علوم اور معرفت کا جذبہ شروع ہوتا ہے جیسا کہ بچپن میں بچہ کھیل کے مقابلہ میں عورتوں کے اختلاط اور ریاست کو لغو سمجھتا ہے، اسی طرح یہ دنیا داران لوگوں پر ہنستے ہیں جو اللہ کی معرفت میں مشغول ہوتے ہیں اور یہ اللہ والے سمجھتے ہیں کہ یہ بچے ہیں، بلوغ کے لطف کو جانتے ہی نہیں۔ (احیاء)

اس آیتِ شریفہ میں دنیوی لذات کے سب انواع کو ذکر فرما کر اس پر تنبیہ فرمائی کہ ساری ہی لذتیں دھوکہ ہیں اور کام آنے والی صرف آخرت اور آخرت کی زندگی ہے، دنیا کی ساری لذتیں اس کھیتی کی طرح ہیں جو لہلہا کر خشک ہو جائے، پھر اُس کو ہوا اُڑا کر فنا

کر دے۔

(۱۱) اِنَّ هٰٓـؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَ هُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا۝

(الدھر: ع۲)

''یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے آنے والے ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھتے ہیں (یعنی قیامت کے دن کی نہ تو کوئی فکر ہے نہ اس کی کوئی تیاری ہے' دنیا کی محبت نے ایسا اندھا کر رکھا ہے کہ ذرا بھی تو اس انتہائی مصیبت کے دن کی پروا نہیں ہے)''۔

(۱۲) فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى۝ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى۝ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى۝ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۝

(النازعات: ۳۴ تا ۴۱)

''پس جس دن وہ بہت بڑا ہنگامہ (مصیبت کا دن یعنی قیامت کا دن) آ جائے گا جس دن آدمی یاد کرے گا کہ (دنیا میں) کس کام کے لیے کوشش کی تھی' اور دوزخ اس دن آنکھوں کے سامنے ہو گی (اس دن کا قانون یہ ہے) کہ جس شخص نے (دنیا) میں سرکشی کی ہو گی اور دنیاوی زندگی کو (آخرت پر) ترجیح دی ہو گی' اس کا ٹھکانہ تو جہنم ہو گا اور جو شخص (دنیا میں) اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا ہو گا' اور نفس کو (حرام) خواہشات سے روکا ہو' پس جنت اس کا ٹھکانہ ہو گا''۔

(۱۳) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۝ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى۝ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى۝ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى۝ (الاعلیٰ: ۱۴ تا ۱۹)

''بے شک بامراد ہو گیا وہ شخص جو (برائیوں سے) پاک ہوا اور اپنے رب کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا (مگر تم لوگ قرآن پاک کی نصیحتوں پر عمل ہی نہیں کرتے) بلکہ تم تو دنیاوی زندگی کو (آخرت کی زندگی پر) ترجیح دیتے ہو' حالانکہ آخرت (دنیا سے کہیں زیادہ) بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے' یہی مضمون اگلے صحیفوں میں ہے یعنی ابراہیم اور موسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام) کے صحیفوں میں''۔

حضرت عرفجہ ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سبح اسم پڑھنے کی درخواست کی' انہوں نے پڑھنا شروع کیا اور جب:

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا○ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى○

پر پہنچے' جس کا ترجمہ یہ ہے:

''تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو' حالانکہ آخرت زیادہ بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے''۔

تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تلاوت کو بند کر کے فرمایا کہ بے شک ہم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے دی ہے' سب حاضرین خاموش تھے' پھر دوبارہ فرمایا کہ ہم نے دنیا کو ترجیح دے دی۔ اس لیے کہ ہم نے اس کی زیب و زینت کو دیکھا' اُس کی عورتوں کو دیکھا' اس کے کھانے پینے کو دیکھا اور آخرت کی یہ سب چیزیں ہم سے مخفی تھیں' اس لیے دنیا کو ترجیح دے بیٹھے اور آخرت کو چھوڑ دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ کا کلمہ اللہ کی ناراضی سے بندوں کو محفوظ رکھتا ہے' جب تک کہ دنیا کی تجارت کو آخرت کی تجارت پر ترجیح نہ دیں' اور جب دنیا کی تجارت کو آخرت کی تجارت پر ترجیح دینے لگیں' پھر لا الٰہ الا اللہ کہیں تو وہ کلمہ اُن پر یہ کہہ کر لوٹا دیا جاتا ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو (یعنی تمہارا اقرار جھوٹا ہے' محض زبانی جمع خرچ ہے)

ایک حدیث میں حضور مختارِ کل کائنات، مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشا
ہے کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کی گواہی کے ساتھ اللہ جل جلالہ سے ملتا ہے
وہ (سیدھا) جنت میں داخل ہوتا ہے، جب تک کہ اس کے ساتھ دوسری چیز کو خلط نہ کر
دے، تین مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا یہ ارشاد فرمایا۔ مجمع میں سے ایک شخص نے
عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! دوسری چیز خلط کرنے کا کیا مطلب ہے؟
حضور سرورِ کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی محبت اور اس کی
ترجیح اور اس کے لیے مال کا جمع کرنا، اور دنیا کی چیزوں سے خوش ہونا اور متکبر لوگوں کا
سا عمل۔

ایک حدیث میں حضور مختارِ کل کائنات، فخر موجودات کا ارشاد ہے کہ دنیا اس شخص کا
گھر ہے جس کا (آخرت میں) گھر نہیں اور دنیا اس شخص کا مال ہے جس کا (آخرت میں)
مال نہیں اور دنیا کے لیے وہ شخص مال جمع کرتا ہے جس کو بالکل عقل نہیں ہے۔ (درمنثور)

حضور مختارِ کل کائنات، فخر بنی آدم، نورِ مجسم، شفیع معظم، شافعِ روزِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد ہے کہ دنیا خود ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب ملعون ہے، بجز اس کے کہ
جو حق تعالیٰ شانہٗ کے لیے ہو۔ (جامع الصغیر)

قرآن پاک کی آیت کریمہ اور احادیث شریفہ میں کثرت سے دنیا کی مذمت
وارد ہوئی ہے، بلکہ تمام انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اسی پر تنبیہ کے لیے
ہوئی ہے کہ اس سے دل نہ لگایا جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک مردہ
بکری کے پاس سے گزرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے خطاب فرما کر ارشاد
فرمایا: کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اس مری ہوئی بکری کی کوئی وقعت اس کے مالک کے
یہاں ہوگی؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اس کی بے وقعتی اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ اس کو
پھینک دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی
زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہے، جتنی یہ مردہ بکری اپنے مالک کے نزدیک ہے، اگر اللہ

تعالیٰ شانہٗ کے نزدیک دنیا کی وقعت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ ملتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا کی محبت ہر خطا کی اساس اور بنیاد ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو سامنے سے ہٹا دیا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے' آپ نے کچھ پینے کو مانگا' تو شہد کا شربت خدمت میں پیش کیا گیا' اس کو منہ کے قریب فرما کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور اتنا روئے کہ پاس بیٹھنے والے بھی متاثر ہو کر رونے لگے اور خوب روئے' اس کے بعد پھر دوبارہ منہ کے قریب کیا اور پھر رونے لگے۔ اس کے بعد اپنی آنکھوں کے آنسو پونچھے' اور ارشاد فرمایا کہ میں ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں سے کسی چیز کو دفع فرما رہے ہیں اور کوئی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجھے نظر نہ آئی تو میں نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور کس چیز کو اپنے سے ہٹا رہے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میرے سامنے حاضر ہوئی تھی' میں نے اس کو پانے سے ہٹا دیا' اس کے بعد پھر دوبارہ دنیا میرے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے) پاس آئی اور کہنے لگی کہ اگر آپ مجھ سے بچ گئے تو (کچھ قلق نہیں' اس لیے کہ) آپ کے بعد آنے والے مجھ سے نہیں بچ سکتے۔

## دنیا دھوکے کا گھر ہے

ایک حدیث میں سرکار ابد قرار' ہم بے کسوں کے مددگار' باذنِ پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ بہت زیادہ تعجب اس شخص پر ہے جو اس پر ایمان رکھتا ہے کہ آخرت دائمی اور ہمیشہ رہنے والی ہے اور اس کے بعد بھی وہ اس دھوکے کے گھر دنیا کے لیے کوشش کرتا ہے۔

## دنیا کا انجام کیا ہے؟

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک کوڑے پر سے گزرے، جہاں کچھ بوسیدہ ہڈیاں، پاخانہ اور پرانے پھٹے ہوئے چیتھڑے پڑے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا کہ آؤ لو دیکھو! یہ ہے دنیا کا منتہیٰ اور اس کی ساری زیب و زینت۔

ایک اور حدیث میں اس مجمل ارشاد کی تفصیل بھی آئی ہے، لیکن علامہ عراقی وغیرہ حضرات محدثین فرماتے ہیں کہ ہمیں وہ روایت نہیں ملی کہ کہاں ہے؟ تاہم امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نقل کیا ہے اور صاحب قوت نے اس کو حضرت حسن بصری سے مرسلاً نقل کیا ہے، وہ یہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں دنیا کی حقیقت دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا: ضرور۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ساتھ لے کر مدینہ منورہ سے باہر ایک کوڑی پر تشریف لے گئے، جہاں آدمیوں کی کھوپڑیاں، پاخانے اور پھٹے ہوئے چیتھڑے اور ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابو ہریرہ! یہ آدمیوں کی کھوپڑیاں ہیں، یہ دماغ اسی طرح دنیا کی حرص کرتے تھے جس طرح تم سب زندہ آج کل کر رہے ہو، یہ بھی اسی طرح اُمیدیں باندھا کرتے تھے جس طرح تم لوگ اُمیدیں لگائے ہوئے ہو، آج یہ بغیر کھال کے پڑی ہوئی ہیں اور چند روز اور گزر جانے کے بعد مٹی ہو جائیں گی۔ یہ پاخانے وہ رنگ برنگ کے کھانے ہیں جن کو بڑی محنت سے کمایا، حاصل کیا، پھر ان کو تیار کیا اور کھایا۔ اب یہ اس حال میں پڑے ہیں کہ لوگ اس سے (نفرت کر کے) بھاگتے ہیں (وہ لذیذ کھانا جس کی خوشبو دور سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھی، آج اس کا منتہیٰ یہ ہے کہ اس کی بدبو دور سے لوگوں کو اپنے سے متنفر کرتی ہے)۔

یہ چیتھڑے وہ زینت کا لباس ہے کہ ہوائیں اس کو اِدھر سے اُدھر پھینکتی ہیں، یہ

ہڈیاں ان جانوروں کی ہڈیاں ہیں جن پر لوگ سواریاں کیا کرتے تھے (گھوڑوں پر بیٹھ کر نکلتے تھے) اور دنیا میں گھومتے تھے، بس جسے ان احوال پر (اور اُن کے عبرت ناک انجام پر) رونا ہو، وہ ان کو دیکھ کر روئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سب بہت روئے۔

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا (ظاہر کے اعتبار سے) میٹھی اور سرسبز ہے اور حق شانہ، نے تم کو اس میں اپنے اسلاف کا جانشین اس لیے بنایا ہے تاکہ وہ یہ دیکھے کہ تم اس میں کیا عمل کرتے ہو، بنی اسرائیل پر جب دنیا کی فتوحات ہونے لگیں تو وہ اس کی زیب وزینت اور عورتوں اور زیوروں کے چکر میں پڑ گئے۔

## دنیا کی مذمت

رقاق کے سلسلہ میں جو احادیث آگے درج کی جا رہی ہیں، ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی تحقیر اور مذمت کی ہے، اور بتلایا ہے کہ اللہ کے نزدیک اور آخرت کے مقابلہ میں یہ دنیا کس قدر حقیر اور بے قیمت ہے، چونکہ ہمارے اس زمانہ میں دنیا کے ساتھ لوگوں کا تعلق، اور شغف وانہماک حد سے بڑھ گیا ہے اور خالص دنیوی اور مادی ترقی کے مسئلہ کو اتنی اہمیت حاصل ہو چکی ہے کہ غالباً اس سے پہلے کبھی بھی اس کو اہمیت کا یہ مقام حاصل نہ ہوا ہو گا، اس لیے اب حالت یہ ہے کہ دنیا کی تحقیر اور مذمت کی بات بہت سے مسلمانوں کے دلوں میں بھی آسانی سے نہیں اترتی، بلکہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ بعض وہ لوگ بھی جو مسلمانوں کے رہنما اور مصلح سمجھے جاتے ہیں اور دین کے لحاظ سے ان کا شمار عوام میں نہیں بلکہ خواص میں ہوتا ہے، دنیا کی بے ثباتی اور بے وقعتی کے تذکرہ کو بے تکلف "رہبانیت اور غلط تصوف کی تبلیغ" کہہ دیتے ہیں اور جب ان کے سامنے اس موضوع کی حدیثیں ذکر کی جائیں تو منکرین حدیث کی طرح ان حدیثوں ہی کے بارے میں وہ شکوک کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ اسی لیے اس سلسلہ کی حدیثیں درج

کرنے سے پہلے ہم بطور تمہید' ایمانی مسلمات اور قرآن مجید کی روشنی میں اس مسئلہ پر کچھ اصولی گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔(واللہ الی التوفیق)

## دنیا اور آخرت

(۱) یہ دنیا جس میں ہم اپنی زندگی گزار رہے ہیں اور جس کو اپنی آنکھوں' کانوں وغیرہ حواس سے محسوس کرتے ہیں جس طرح یہ ایک واقعی حقیقت ہے' اسی طرح آخرت بھی جس کی خبر اللہ کے سب پیغمبروں نے دی ہے' وہ بھی ایک قطعی اور یقینی حقیقت ہے اور اپنی زندگی کے اس دور میں ہمارا اس کو نہ دیکھنا اور نہ محسوس کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ میں ہونے کے زمانے میں ہم اس دنیا کو نہیں دیکھ سکتے تھے اور نہیں محسوس کرتے تھے۔ پھر جس طرح ہم نے یہاں آکر اس دنیا کو دیکھ لیا اور زمین و آسمان کی وہ ہزاروں لاکھوں چیزیں یہاں ہمارے مشاہدے میں آگئیں' جن کا ہم ماں کے پیٹ میں تصور بھی نہیں کر سکتے تھے' اسی طرح مرنے کے بعد عالم آخرت میں پہنچ کر جنت و دوزخ کو اور اس عالم کی ان تمام چیزوں کو دیکھ لیں گے اور پالیں گے جن کی خبر اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کی کتابوں نے دی ہے۔ الغرض! ہماری یہ دنیا جس طرح ایک حقیقی عالم ہے' اسی طرح آخرت بھی مرنے کے بعد سامنے آجانے والا ایک حقیقی اور بالکل واقعی عالم ہے۔ ہمارا اس پر ایمان ہے اور نقل و عقل کی روشنی میں ہم کو اس کے بارے میں الحمدللہ پورا وثوق اور اطمینان ہے۔

(۲) پھر دنیا کے بارے میں ہم کو یقین ہے کہ یہ اور اس کی ہر چیز فانی ہے' یہ خلاف آخرت کے کہ وہ غیر فانی اور جاودانی ہے اور وہاں جانے کے بعد انسان بھی غیر فانی بنا دیا جائے گا' یعنی اس کو بھی ختم نہ ہونے والی زندگی عطاء فرمادی جاوے گی۔ اسی طرح وہاں اللہ کے سعید اور خوش نصیب بندوں کو جو نعمتیں عطاء ہوں گی' ان کا سلسلہ بھی ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا اور کبھی منقطع نہ ہوگا' اسی کو قرآن مجید میں فرمایا

گیا ہے: ''عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ'' (وہ عطاءِ خداوندی جس کا سلسلہ کبھی بھی منقطع نہ ہوگا) اور اسی طرح جن اشقیاء کی بغاوت اور سرکشی اور کفر وشرک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب اُن پر ہوگا' ان کی تکلیفوں اور ان کے عذاب کا سلسلہ بھی کبھی ختم نہ ہوگا' جیسا کہ جہنمیوں کے بارے میں جا بجا فرمایا گیا ہے: ''خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا'' (وہ ہمیشہ اسی جہنم میں پڑے رہیں گے) اور ''وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ'' (وہ دوزخی کبھی بھی دوزخ سے نکل نہ سکیں گے) اور

لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا......

''اور دوزخیوں کو موت بھی نہ آئے گی کہ مر کر ہی عذاب سے چھوٹ سکیں اوران کے عذاب میں تخفیف بھی نہ کی جائے گی''۔

اسی طرح اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کی کتابوں کی بتلائی ہوئی اس حقیقت پر بھی ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نعمتوں اور لذتوں کے مقابلہ میں آخرت کی لذتیں اور نعمتیں بے انتہاء فائق ہیں' بلکہ اصلی اذیتیں اور نعمتیں آخرت ہی کی ہیں اور دنیا کی چیزوں کو اُن سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ ان سب باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کی فکر وسعی بس آخرت ہی کے لیے ہو اور دنیا سے اُس کا تعلق صرف ناگزیر ضرورت کے بقدر ہو۔

(۳) لیکن انسانوں کا عام حال یہ ہے کہ دنیا چونکہ ہر وقت ان کے سامنے ہے اور آخرت سراسر غیب اور آنکھوں سے اوجھل ہے' اس لیے اکثر وبیشتر ان حقیقتوں کے ماننے والوں پر بھی دنیا ہی کی فکر وطلب غالب رہتی ہے' گویا یہ انسانوں کی ایک قسم کی فطری کمزوری ہے' ان کا حال اس معاملہ میں بالکل ان چھوٹے بچوں کا سا ہے جن کو بچپن میں اپنے کھیل کھلونوں سے دلچسپی ہوتی ہے اور مستقبل کی زندگی کو خوشگوار اور شاندار بنانے والے تعلیمی تربیتی مشاغل ان کے لیے سب چیزوں سے زیادہ غیر دلچسپ بلکہ انتہائی شاق ہوتے ہیں' البتہ جن بچوں کے شفیق ماں باپ

ان کو سمجھا بجھا کر اچھے کاموں کی طرف راغب کرتے رہتے ہیں، جن میں مشغول ہو کر وہ کامیاب انسان بن سکتے ہیں اور عزت و عافیت کی زندگی حاصل کر سکتے ہیں وہی سعادت مند ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے پیغمبروں اور اُس کی نازل کی ہوئی کتابوں کے ذریعے ہمیشہ انسانوں کی اس غلطی اور کمزوری کی اصلاح کی کوشش ہوتی رہی اور آخرت کے مقابلے میں دنیا کا جو درجہ ہے اور دنیا کے مقابلہ میں آخرت کا جو مقام ہے، وہ واضح کیا جاتا رہا ہے مگر انسانوں سے اس بارے میں غالباً ہمیشہ بچوں والی غلطی ہوتی رہی ہے۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ○ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ○ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ○

''تمہارا حال یہ ہے کہ تم (آخرت سے بدرجہا) دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو، حالانکہ آخرت (دنیا سے) بہتر ہے اور بہت زیادہ پائیدار ہے، یہ بات اگلی کتابوں میں بھی بیان ہوئی ہے، یعنی ابراہیم اور موسیٰ (علیہما السلام) کے صحیفوں میں''۔

(۵) قرآن پاک چونکہ اللہ کی طرف سے روئے زمین کے انسانوں کے لیے آخری ہدایت نامہ ہے، اس لیے اس میں اور بھی زیادہ زور اور اہمیت کے ساتھ جابجا مختلف عنوانات سے دنیا کی بے وقعتی اور ناپائیداری کو اور آخرت کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے، کہیں پر فرمایا گیا ہے:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى (النساء: ۷)

''اے حبیب! آپ ان لوگوں کو بتلا دیجئے کہ دنیا کا سرمایہ تو بہت ہی قلیل ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیزگاروں کے لیے''۔

کہیں ارشاد فرمایا گیا ہے:

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

''اور دنیا کی زندگانی کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس (چند دنوں کا) کھیل تماشا ہے اور آخرت کا گھر ہی بہتر ہے' ان لوگوں کے لیے جو پرہیز گاری کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں (افسوس تم پر) کیا تم اس بات کو سمجھتے نہیں؟''۔

کہیں اور ارشاد ہے:

اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ز وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ (المؤمن:۳۹)

''یہ دنیوی زندگانی (اور یہاں کا سازوسامان) تو بس چند دنوں کے استعمال کے لیے ہے اور آخرت ہی اصل رہنے کی جگہ ہے''۔

کہیں فرمایا گیا:

وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (الحدید:۲۰)

''اور آخرت میں (مجرموں اور باغیوں کے لیے) سخت ترین عذاب ہے' اور (جو بندے رضا اور مغفرت کے لائق ہیں) اُن کے لیے اللہ کی طرف سے بخشش اور رضا ہے اور دنیوی زندگی تو بس دھوکا کا سرمایہ ہے''۔

(٦) الغرض اللہ کی طرف سے آنے والے پیغمبروں اور اس کی نازل کی ہوئی کتابوں نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اور آخرت کی کبھی بھی نہ ختم ہونے والی زندگی میں ان کو کامل فلاح و بہبود کے مقام تک پہنچانے کے لیے جن چند خاص نکتوں پر بہت زیادہ زور دیا ہے' ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان دنیا کو بالکل حقیر اور بے قیمت سمجھے اور اس سے زیادہ جی نہ لگائے اور اس کو اپنا مقصود و مطلوب

نہ بنائے۔

(۷) یہ بھی ملحوظ رکھے کہ قرآن وحدیث میں جس دنیا کی مذمت کی گئی ہے' وہ آخرت کے مقابل والی دنیا ہے' اس لیے دنیا کے کاموں کی جو مشغولیت اور دنیا سے جو تمتع فکر آخرت کے تحت ہو اور آخرت کا راستہ اس سے کھوٹا نہ ہوتا ہو' وہ مذموم اور ممنوع نہیں ہے بلکہ وہ تو جنت تک پہنچنے کا زینہ ہے۔

## آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حقیقت

(۱) مستورد بن شداد سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی دریا میں ڈال کر نکالے اور پھر دیکھے کہ پانی کی کتنی مقدار اس میں لگ آئی ہے۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ دنیا آخرت کے مقابلے میں اتنی ہی بے حقیقت اور بے حیثیت ہے جتنا کہ دریا کے مقابلہ میں انگلی پر لگا ہوا پانی۔ اور دراصل یہ مثال بھی صرف سمجھانے کے لیے دی گئی ہے ورنہ فی الحقیقت دنیا کو آخرت کے مقابلہ میں یہ نسبت بھی نہیں ہے۔ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب محدود اور متناہی ہے اور آخرت لامحدود اور لامتناہی ہے اور ریاضی کا مسلم مسئلہ ہے کہ محدود و متناہی اور لامحدود و لامتناہی کے درمیان کوئی نسبت نہیں ہوتی' جب حقیقت یہ ہے تو وہ شخص بڑا ہی محروم اور بہت ہی گھاٹے میں رہنے والا ہے' جو دنیا کو حاصل کرنے کے لیے خوب جدوجہد کرتا ہے' مگر آخرت کی تیاری کی طرف سے بے فکر اور بے پرواہ ہے۔

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بکری کے ایک بوچے (بغیر کان کے) مردہ بچے پر ہوا' جو راستے میں مرا پڑا تھا' اس وقت آپ کے ساتھ جو لوگ تھے' اُن سے آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس

مرے ہوئے بچے کو صرف ایک درہم میں خرید نا پسند کرے گا؟ انہوں نے عرض کیا: ہم تو اس کو کسی قیمت پر بھی خرید نا پسند نہیں کریں گے‘ آپ نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی کہ دنیا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ ذلیل اور بے قیمت ہے جتنا ذلیل اور بے قیمت تمہارے نزدیک یہ مردار بچہ ہے۔ (صحیح مسلم)

## وضاحت

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک میں بندوں کی ہدایت اور تربیت کا جو بے پناہ جذبہ رکھ دیا تھا‘ اس حدیث سے اس کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے‘ آپ راستہ چل رہے ہیں‘ بکری کے ایک مردار بچے پر آپ کی نظر پڑتی ہے‘ گھن سے منہ پھیر کر نکل جانے کی بجائے آپ صحابہ کو متوجہ کر کے اُس کی اس حالت سے ایک اہم سبق دیتے ہیں اور ان کو بتلاتے ہیں کہ یہ مردار بچہ تمہارے نزدیک جس قدر حقیر و ذلیل ہے‘ اسی قدر اللہ کے نزدیک دنیا حقیر و ذلیل ہے‘ اس لیے اپنی طلب و فکر کا مرکز اس کو نہ بناؤ بلکہ آخرت کے طالب بنو۔

(۳) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی قدر و قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر منکر کو وہ ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔ (مسند احمد‘ جامع ترمذی‘ سنن ابن ماجہ)

## تشریح

یعنی خدا اور رسول کے ماننے والوں‘ کافروں‘ منکروں کو دنیا سے جو کچھ مل رہا ہے (اور جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے‘ خوب مل رہا ہے) اس کی وجہ یہی ہے کہ اللہ کے نزدیک دنیا نہایت ہی حقیر اور بے قیمت چیز ہے‘ اگر اس کی کچھ بھی قدر و قیمت ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان باغیوں کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا‘ چنانچہ آخرت جس کی اللہ کے نزدیک قدر و قیمت ہے‘ وہاں کسی دشمنِ خدا کو ٹھنڈے اور خوشگوار پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیا جائے گا۔

## دنیا مؤمن کا قید خانہ اور کافر کی جنت

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مؤمن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ (مسلم)

### وضاحت

قید خانہ کی زندگی کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قیدی اپنی زندگی میں آزاد نہیں ہوتا' بلکہ ہر چیز میں دوسروں کے حکم کی پابندی کرنے پر مجبور ہوتا ہے' جب کھانے کو دیا گیا اور جو کچھ دیا گیا تھا کھالیا' جو پینے کو دیا گیا پی لیا' جہاں بیٹھنے کا حکم دیا گیا بیٹھ گیا' جہاں کھڑے ہونے کو کہا گیا بے چارہ کھڑا ہو گیا۔ الغرض! قید خانہ میں اپنی مرضی بالکل نہیں چلتی بلکہ چاروناچار ہر معاملے میں دوسروں کے حکم کی پابندی کرنی پڑتی ہے' اسی طرح ایک دوسری خصوصیت قید خانہ کی یہ ہے کہ قیدی اس سے جی نہیں لگاتا' اور اس کو اپنا گھر نہیں سمجھتا بلکہ ہر وقت اس سے نکلنے کا خواہش مند رہتا ہے اور اس کے برعکس جنت کی خصوصیت یہ ہے کہ وہاں جنتیوں کے لیے کوئی قانونی پابندی نہیں رہے گی اور ہر جنتی اپنی مرضی کی زندگی گزارے گا' اور اس کی ہر خواہش اور ہر آرزو پوری ہوگی۔ نیز لاکھوں برس گزرنے پر بھی کسی جنتی کا دل جنت سے اور جنت کی نعمتوں سے نہیں اُکتائے گا اور نہ کسی کے دل میں جنت سے نکلنے کی خواہش پیدا ہوگی۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(الزخرف: ۷۱)

"جنت میں وہ سب کچھ ہے جس کو تمہارے دل چاہیں اور جس کے نظارے سے تمہاری آنکھوں کو لذت وسرور حاصل ہو اور تم اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے"۔

اور سورۂ کہف میں فرمایا گیا:

"لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ...... "جنتی جنت سے کہیں اور منتقل ہونا نہ چاہیں گے۔

پس اس عاجز کے نزدیک اس حدیث میں ایمان والوں کو خاص سبق دیا گیا ہے کہ وہ دنیا میں حکم وقانون کی پابندی کی، قید خانہ والی زندگی گزاریں اور دنیا سے جی نہ لگائیں اور یہ حقیقت پیشِ نظر رکھیں کہ اس دنیا کو اپنی جنت سمجھنا اور اس سے اپنا دل لگانا اور اس کے عیش کو اپنا اصل مقصود و مطلوب بنانا کافرانہ طریقہ ہے، پس یہ حدیث گویا ایک آئینہ بھی ہے، جس میں ہر مؤمن اپنا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔

اگر اس کے دل کا تعلق اس دنیا کے ساتھ وہ ہے جو قید خانے کے ساتھ قیدی کا ہوتا ہے تو وہ پورا مؤمن ہے اور اگر اُس نے اس دنیا سے اپنا دل ایسا لگا لیا ہے کہ اس کو اپنا مقصود و مطلوب بنا لیا ہے تو یہ حدیث بتاتی ہے کہ اس کا یہ حال کافرانہ ہے۔

## دنیا فانی ہے اور آخرت غیر فانی، اس لیے آخرت کے طالب بنو

(۵) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا کو اپنا محبوب و مطلوب بنائے گا، وہ اپنی آخرت کا ضرور نقصان کرے گا، پس (جب دنیا و آخرت میں سے ایک کو محبوب بنانے سے دوسرے کا نقصان برداشت کرنا لازم اور ناگزیر ہے، تو عقل و دانش کا تقاضا یہی ہے کہ) فنا ہو جانے والی دنیا کے مقابلے میں باقی رہنے والی آخرت اختیار کرو۔

(مسند احمد، شعب الایمان للبیہقی)

## تشریح

ظاہر ہے کہ جو شخص دنیا کو اپنا محبوب و مطلوب بنائے گا، تو اس کی اصل فکر و سعی دنیا ہی کے واسطے ہوگی اور آخرت کو یا تو وہ بالکل ہی پسِ پشت ڈال دے گا یا اس کے لیے بہت کم جد و جہد کرے گا، جس کا نتیجہ بہر حال آخرت کا خسارہ ہوگا۔

## اللہ سے تعلق کے بغیر یہ دنیا لعنتی ہے

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، اس پر خدا کی پھٹکار ہے اور اس کے لیے

رحمت سے محرومی ہے، سوائے خدا کی یاد کے اور ان چیزوں سے جن کا خدا سے کوئی تعلق اور واسطہ ہے اور سوائے عالم اور متعلم کے۔ (جامع صغیر، سنن ابن ماجہ)

## تشریح

مطلب یہ ہے کہ خدا سے غافل کرنے والی یہ دنیا جس کی طلب اور چاہت میں بہت سے نادان انسان خدا کو اور آخرت کو بھول جاتے ہیں، اپنی حقیقت اور اپنے انجام کے لحاظ سے ایسی ذلیل اور ایسی مردار ہے کہ اللہ کی وسیع رحمت میں بھی اس کے لیے کوئی حصہ نہیں، البتہ اس دنیا میں اللہ کی یاد اور جن چیزوں کا اس سے تعلق ہے، خاص کر علمِ دین کے علماء اور متعلمین، سو اُن پر اللہ کی رحمت ہے۔

## طالبِ دنیا گناہوں سے نہیں بچ سکتا

(۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: کیا کوئی ایسا ہے کہ پانی پر چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں؟ عرض کیا گیا: حضور! ایسا تو نہیں ہو سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح دنیا دار گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ (شعب الایمان للبیہقی)

صاحب الدنیا (دنیا دار) سے مراد وہی شخص ہے جو دنیا کو مقصود و مطلوب بنا کر اس میں لگے، ایسا آدمی گناہوں سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے، لیکن اگر بندہ کا حال یہ ہو کہ مقصود و مطلوب اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت ہو، اور دنیا کی مشغولی کو بھی وہ اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کا ذریعہ بنائے تو وہ شخص دنیا دار نہ ہوگا اور دنیا میں بظاہر پوری مشغولی کے باوجود گناہوں سے محفوظ بھی رہ سکے گا۔ یہ مضمون بعض حدیثوں میں آگے صراحت سے آ جائے گا۔

## اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو دنیا سے بچاتا ہے

(۸) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو دنیا سے اس کو اس طرح پرہیز کراتا ہے

جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنے مریض کو پانی سے پرہیز کراتا ہے (جبکہ اس کو پانی سے نقصان پہنچتا ہو)''۔ (مسند احمد' جامع ترمذی)

## وضاحت

جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ دنیا دراصل وہی ہے جو اللہ سے غافل کرے اور جس میں مشغول ہونے سے آخرت کا راستہ کھوتا ہو پس اللہ عزوجل جن بندوں سے محبت کرتا ہے اور اپنے خاص انعامات سے اُن کو نوازنا چاہتا ہے' اُن کو اس مردار دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح کہ ہم لوگ اپنے مریضوں کو پانی سے پرہیز کراتے ہیں کہ جن کے لئے پانی ضرر رساں ہو۔

## اپنے کو مسافر اور اس دنیا کو سرائے سمجھو

(۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں مونڈھے پکڑ کر مجھ سے ارشاد فرمایا: دنیا میں ایسے رہ جیسے کہ تو پردیسی ہے' یا راستہ پر چلتا مسافر۔ (صحیح بخاری)

یعنی جس طرح کوئی مسافر پردیس کو اور رہ گزر کو اپنا اصلی وطن نہیں سمجھتا اور وہاں اپنے لیے لمبے چوڑے انتظامات نہیں کرتا' اسی طرح مؤمن کو چاہیے کہ اس دنیا کو اپنا اصلی وطن نہ سمجھے اور یہاں کی ایسی فکر نہ کرے جیسے کہ یہاں ہی اس کو ہمیشہ رہنا ہے' بلکہ اس کو ایک پردیس اور رہ گزر سمجھے۔

واقعہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام انسانوں کو جیسا انسان بنانا چاہتے ہیں اور اپنی تعلیم و تربیت سے ان کی جو سیرت بنانا چاہتے ہیں' اُس کی اساس و بنیاد یہی ہے کہ آدمی اس دنیوی زندگی کو بالکل عارضی اور چند روزہ زندگی سمجھے اور موت کے بعد والی زندگی کو اصلی اور مستقل زندگی یقین کرتے ہوئے اس کی فکر اور تیاری میں اس طرح لگا رہے کہ وہ زندگی اس کی آنکھوں کے سامنے اور گویا وہ اسی دنیا میں ہے' جن لوگوں نے یہ بات جس درجے میں اپنے اندر پیدا کر لی' ان کی زندگی اور اُن

کی سیرت اُسی درجے میں انبیاء علیہم السلام کی تعلیم اور ان کی منشاء کے مطابق ہو گی اور جو لوگ اپنے میں یہ بات پیدا نہیں کر سکے' اُن کی زندگی بھی وہ نہیں بن سکی۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبات اور مواعظ میں اس بات پر بہت زیادہ زور دیتے تھے۔

## دنیا اور آخرت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ

(۱۰) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور اپنے اُس خطبے میں ارشاد فرمایا: سن لو اور یاد رکھو کہ دنیا ایک عارضی اور وقتی سودا ہے' جو فی الوقت حاضر اور نقد ہے' اس میں ہر نیک و بد کا حصہ ہے اور سب اُس سے کھاتے ہیں اور یقین کرو کہ آخرت مقرر وقت پر آنے والی ایک سچی اٹل حقیقت ہے اور سب کچھ قدرت رکھنے والا شہنشاہ اسی میں فیصلہ کرے گا' یاد رکھو کہ ساری خیر اور خوشگواری اور اس کی تمام قسمیں جنت میں ہیں اور سارا شر اور دُکھ اس کی تمام قسمیں دوزخ میں ہیں' پس خبردار! خبردار! (جو کچھ کرو) اللہ سے ڈرتے ہوئے کرو (اور ہر عمل کے وقت آخرت کے انجام کو پیشِ نظر رکھو) اور یقین کرو کہ تم اپنے اپنے اعمال کے ساتھ اللہ کے حضور میں پیش کیے جاؤ گے' پس جس شخص نے ذرہ برابر کوئی نیکی کی ہوگی' وہ اُس کو بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر کوئی بُرائی کی ہوگی' وہ اس کو بھی پالے گا۔ (مسند امام شافعی)

### وضاحت

انسان کی سب سے بڑی بدبختی اور سینکڑوں قسم کی بدکاریوں کی جڑ اور بنیاد یہ ہے کہ وہ اللہ کے احکام اور آخرت کے انجام سے بے فکر اور بے پرواہ ہو کر زندگی گزارے اور اپنی نفسانی خواہشات اور اس دنیا کی فانی لذتوں کو اپنا مقصد اور مطمح نظر بنا لے اور یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہے' وہ آنکھوں کے سامنے ہے' خدا اور آخرت آنکھوں سے اوجھل ہے' اسی لیے انسانوں کو اس بربادی سے بچانے کا راستہ یہی ہے کہ

ان کے سامنے دنیا کی بے حقیقی کو آخرت کی اہمیت اور برتری کو قوت کے ساتھ پیش کیا جائے اور قیامت میں خدا کے سامنے پیشی اور اعمال کی جزا وسزا کا اور جنت ودوزخ کے ثواب وعذاب کا یقین اُن کے دلوں میں اتارنے کی کوشش کی جائے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کا حاصل اور موضوع یہی ہے۔

**تنبیہ**

یہ بات بڑی خطرناک اور بہت تشویش ناک ہے کہ دینی دعوت اور دینی وعظ ونصیحت میں دنیا کی بے ثباتی اور بے حقیقی اور آخرت کی اہمیت کا بیان اور جنت ودوزخ کا تذکرہ جس طرح اور جس ایمان ویقین اور جس قوت کے ساتھ ہونا چاہیے' ہمارے اس زمانے میں اس کا رواج بہت کم ہو گیا ہے' گویا نہیں رہا ہے اور دین کی تبلیغ ودعوت میں بھی اُسی طرح کی باتیں کرنے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے' جس قسم کی باتیں مادی تحریکوں اور دنیوی نظاموں کی دعوت وتبلیغ میں کی جاتی ہیں۔

**دنیا سے نہ لپٹو' آخرت کے طالب بنو**

(۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اپنی اُمت پر جن بلاؤں کے آنے سے ڈرتا ہوں' ان میں سب سے زیادہ ڈر کی چیزیں ہوئی اور طولِ امل ہے' (ہوئی سے مراد یہاں یہ ہے کہ دین ومذہب کے بارے میں اپنے نفس کے رجحانات اور خیالات کی پیروی کی جائے اور طولِ امل یہ ہے کہ دنیوی زندگی کے بارے میں لمبی لمبی آرزوئیں دل میں پرورش کی جائیں) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو بیماریوں کو بہت خطرناک بتلایا۔

**وضاحت**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اُمت کے بارے میں دو بڑی بیماریوں کا خوف اور خطرہ ظاہر فرمایا ہے اور اُمت کو ان سے ڈرایا اور خبردار کیا ہے'

ایک ہویٰ اور دوسرے طولِ امل۔ غور سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی دو بیماریوں نے اُمت کے بہت بڑے حصے کو برباد کیا ہے' جن لوگوں میں خیالات اور نظریات کی گمراہیاں ہیں' وہ ہویٰ کے مریض ہیں اور جن کے اعمال خراب ہیں وہ طولِ امل اور حبِ دنیا کے مرض میں گرفتار اور آخرت کی فکر اور تیاری سے غافل ہیں اور علاج یہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے آخر میں ارشاد فرمایا' یعنی ان کے دلوں میں یہ یقین پیدا ہو کہ یہ دنیوی زندگی فانی اور صرف چندروزہ ہے اور آخرت ہی کی زندگی اصلی زندگی ہے اور یہی ہمارا اصل ہے' جب یہ یقین دلوں میں پیدا ہو جائے گا' تو خیالات و امل (امید) مال دونوں کی اصلاح آسان ہو جائے گی۔

## دولت کی افراط کا خطرہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آگاہی

(۱۲) حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم پر فقر و ناداری آنے سے نہیں ڈرتا لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ ڈر ضرور ہے کہ دنیا تم پر زیادہ وسیع کر دی جائے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر وسیع کی گئی تھی' پھر تم اس کو بہت زیادہ چاہنے لگو' جیسے کہ انہوں نے اس کو بہت زیادہ چاہا تھا (اور اسی کے دیوانے اور متوالے ہو گئے تھے) اور پھر وہ تم کو برباد کر دے جیسے کہ اس نے ان اگلوں کو برباد کیا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

## وضاحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بعض اگلی قوموں اور اُمتوں کا یہ تجربہ تھا کہ جب اُن کے پاس دنیا کی دولت بہت زیادہ آئی تو ان میں دنیوی حرص اور دولت کی رغبت اور زیادہ بڑھ گئی اور وہ دنیا ہی کے دیوانے اور متوالے ہو گئے اور اصل مقصد زندگی کو بھلا دیا' پھر اس کی وجہ سے ان میں باہم حسد و بغض بھی پیدا ہوا اور بالآخر ان کی اس حسد و دنیا پرستی نے اُن کو برباد کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت کے بارے

میں اسی کا زیادہ ڈر تھا۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ شفقت اُمت کو اس خطرے سے آگاہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم پر فقر و ناداری کے حملے کا مجھے زیادہ ڈر نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس تم میں بہت زیادہ دولت مندی آ جانے سے دنیا پرستی میں مبتلا ہو کر تمہارے ہلاک و برباد ہونے کا مجھے زیادہ خوف اور ڈر ہے۔

آپ علیہ السلام کے اس ارشاد کا مقصد و مدعا اس خوشنما فتنہ کی خطرناکی سے اُمت کو خبردار کرنا ہے تاکہ ایسا وقت آنے پر اس کے بُرے اثرات سے اپنا بچاؤ کرنے کی وہ فکر کریں۔

## اس اُمت کا خاص فتنہ دولت ہے

(۱۴) کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ ارشاد فرماتے تھے کہ ہر اُمت کے لیے کوئی خاص آزمائش ہوتی ہے اور میری اُمت کی خاص آزمائش مال ہے۔ (ترمذی)

## وضاحت

مطلب یہ ہے کہ میری پیغمبری کے دور میں (جواب سے لے کر قیامت تک کا زمانہ ہے) مال و دولت کو ایسی اہمیت حاصل ہو گی اور اس کی ہوس اتنی بڑھ جائے گی کہ وہی اس اُمت کے لیے سب سے بڑا فتنہ ہو گا (قرآن مجید میں بھی مال کو فتنہ کہا گیا ہے) اور واقعہ یہ ہے کہ عہد نبوی سے لے کر ہمارے اس زمانے تک کی تاریخ پر جو شخص بھی نظر ڈالے گا اُسے صاف محسوس ہو گا کہ مال کے مسئلہ کی اہمیت اور دولت کی ہوس برابر بڑھتی رہی ہے اور بڑھتی ہی جا رہی ہے اور بلاشبہ یہ ہی اس کا سب سے بڑا فتنہ ہے جس نے بے شمار بندوں کو خدا کی بغاوت و نافرمانی کے راستے پر ڈال کر اصل سعادت سے محروم کر دیا ہے بلکہ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ خدا بیزاری اور خدا دشمنی کے علمبردار بھی دولت و معاش ہی کے مسئلہ کی پیٹھ پر سوار ہو کر اپنے دجالی خیالات دنیا میں پھیلاتے ہیں۔

## حبِ مال اور حبِ جاہ' دین کے لیے قاتل ہیں

(۱۴) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہوں' اُن بکریوں کو اس سے زیادہ تباہ نہیں کر سکتے جتنا تباہ آدمی کے دین کو مال کی اور عزت وجاہ کی حرص کرتی ہے۔ (جامع ترمذی' مسند دارمی)

### تشریح

مطلب یہ ہے کہ حبِ مال اور حبِ جاہ آدمی کے دین کو اور اللہ کے ساتھ اس کے تعلق کو اس سے زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں' جتنا کہ بکریوں کے کسی ریوڑ میں چھوڑے ہوئے بھوکے بھیڑیے ان بکریوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

## مال کی اور دنیا کی محبت بڑھاپے میں بھی جوان رہتی ہے

(۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے (اور بڑھاپے کے اثر سے اس کی ساری قوتیں مضمحل ہو کر کمزور پڑ جاتی ہیں) مگر اس کے نفس کی دو خصلتیں اور زیادہ جوان اور طاقتور ہوتی رہتی ہیں' ایک دولت کی حرص اور دوسری زیادتی عمر کی حرص۔ (بخاری و مسلم)

### تشریح

تجربہ اور مشاہدہ شاہد ہے کہ انسانوں کا عام حال یہی ہے اور اس کی وجہ بھی ظاہر ہے' بات یہ ہے کہ انسان کے نفس میں بہت سی ایسی غلط خواہشیں پیدا ہوتی ہیں جو اسی وقت پوری ہوتی ہیں جبکہ اس کے ہاتھ میں دولت ہو' زندگی ہو اور توانائی بھی ہو' اور ان خواہشوں کی مضرتوں اور بربادیوں سے انسان کو بچانا ''پاسبانِ عقل'' کا کام ہے' مگر بڑھاپے کے اثر سے جب بے چاری یہ عقل بھی مضمحل اور کمزور پڑ جاتی ہے تو ان خواہشات پر اپنا قابو اور کنٹرول رکھنے سے مجبور ہو جاتی ہے' جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر عمر میں بہت سی خواہشیں ''ہوس'' کا درجہ اختیار کر لیتی ہیں اور اس کی وجہ سے عمر کی

زیادتی کے ساتھ مال و دولت کی اور دنیا میں زیادہ سے زیادہ رہنے کی حرص اور چاہت اور زیادہ ترقی کرتی رہتی ہے۔ کہنے والے نے صحیح کہا ہے:

بلیہائے خوئے بد محکم شدہ
وقت برکندنِ آں کم شدہ

لیکن یہ حال عوام کا ہے' اللہ کے جن بندوں نے دنیا اور اس کی خواہشوں کی حقیقت اور اس کے انجام کو سمجھ لیا ہے اور اپنے نفسوں کی تربیت کر لی ہے' وہ اس سے مستثنٰی ہیں۔

(۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے' ایک تو دنیا کی محبت اور دوسری لمبی لمبی تمنائیں۔

جیسا کہ پہلی حدیث کی تشریح میں ذکر کیا گیا' عام انسانوں کا حال یہی ہے' لیکن جن بندگانِ خدا کو خود شناسی اور خدا شناسی اور دنیا و آخرت کے بارے میں صحیح علم و یقین نصیب ہو' اُن کا حال یہ ہوتا ہے کہ بجائے حبِ دنیا کے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس فانی دنیا کی آرزوؤں کی جگہ' رضائے الٰہی اور نعمائے اُخروی کا اشتیاق اور اس کی تمنا بڑھاپے میں بھی ان کے دل میں مسلسل بڑھتی اور ترقی کرتی رہتی ہے اور ان کی عمر کا ہر اگلا دن پہلے دن کے مقابلے میں اس پہلو سے بھی ترقی کا دن ہوتا ہے۔

## دولت میں اضافے کی حرص کسی حد پر ختم نہیں ہوتی

(۱۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر آدمی کے پاس مال کے بھرے ہوئے دو میدان یا دو جنگل ہوں تو وہ تیسرا اور چاہے گا اور آدمی کا پیٹ تو بس مٹی سے بھرے گا (یعنی مال و دولت کی اس نہ ختم ہونے والی ہوس اور بھوک کا خاتمہ بس قبر میں جا کر ہوگا) اور اللہ اس بندے پر عنایت اور مہربانی کرتا ہے جو اللہ کی طرف رخ اور اپنی توجہ اس کی طرف کر لے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

## شرح

مطلب یہ ہے کہ مال و دولت کی زیادہ حرص عام انسانوں کی گویا فطرت ہے' اگر دولت سے ان کا گھر بھی بھرا ہوا اور جنگل اور میدان کے میدان بھی بھرے پڑے ہوں' تب بھی ان کا دل قانع نہیں ہوتا اور وہ اس میں اور زیادتی اور اضافہ ہی چاہتے ہیں' اور زندگی کی آخری سانس تک اُن کی ہوس کا یہی حال رہتا ہے اور بس قبر ہی میں جا کر اس بھوک اور ننانوے کے اس پھیر سے ان کو چھٹکارا ملتا ہے' البتہ جو بندے دنیا اور دنیا کی دولت کے بجائے اپنے دل کا رُخ اللہ کی طرف کر لیں اور اس سے تعلق جوڑ لیں' ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہوتی ہے اور اُن کو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اطمینانِ قلب اور غنائے نفس نصیب فرما دیتا ہے اور پھر اس دنیا میں بھی اُن کی زندگی بڑے مزے کی اور بڑے سکون سے گزرتی ہے۔

## طالبِ آخرت کا قلب مطمئن رہتا ہے اور طالبِ دنیا کا دل پراگندہ

(۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کی نیت اور اُس کا مقصدِ اصلی اپنی سعی و عمل سے آخرت کی طلب ہو' تو اللہ تعالیٰ غنا (قلبی اطمینان اور مخلوق کی نامحتاجی کی کیفیت) اُس کے دل کو نصیب فرما دیں گے اور اس کے پراگندہ حال کو درست فرما دیں گے اور دنیا اس کے پاس خود بخود ذلیل ہو کر آئے گی اور جس شخص کی نیت اور اپنی سعی و عمل سے جس کا خاص مقصد دنیا طلب کرنا ہو گا' اللہ تعالیٰ محتاجی کے آثار اُس کی بیچ پیشانی میں' اس کے چہرے پر پیدا کر دیں گے اور اس کے حال کو پراگندہ کر دیں گے (جس کی وجہ سے اُس کو خاطر جمعی کی راحت کبھی نصیب نہ ہو گی) اور (ساری تگ و دو کے بعد بھی) یہ دنیا اُس کو بس اسی قدر ملے گی جس قدر اُس کے واسطے پہلے سے مقدر ہو چکی ہو گی۔ (اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور امام احمد اور دارمی نے اس حدیث کو ابان کی روایت سے حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

سے روایت کیا ہے)

## تشریح

مطلب یہ ہے کہ جو بندہ آخرت پر یقین رکھتے ہوئے آخرت کی فلاح ہی کو اپنا اصل مطلوب ومقصود بنالیتا ہے تو اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کے بارے میں اس کو قناعت نصیب فرما کر اُس کے دل کو طمانیت اور جمعیت خاطر نصیب فرما دی جاتی ہے اور دنیا میں سے جو کچھ اُس کے لیے مقدر ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی راستہ سے خود اُس کے پاس آ جاتا ہے اور اس کے برعکس جو شخص دنیا کو اپنا اصل مقصود ومطلوب بنالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ محتاجی اور پریشان حالی اس پر اس طرح مسلط کر دیتا ہے کہ دیکھنے والوں کو اس کے چہرے پر اور اس کی بیچ پیشانی میں اُس کے آثار نظر آتے ہیں اور دنیا کی طلب میں خون پسینہ ایک کر دینے کے بعد اس طالبِ دنیا کو بس وہی ملتا ہے جو پہلے ہی اس کے لیے مقدر ہے، پس جب واقعہ اور حقیقت یہ ہے تو بندہ کو چاہیے کہ آخرت ہی کو اپنا مقصود ومطلوب بنائے اور دنیا کو بس ایک عارضی اور وقتی ضرورت سمجھ کر اس کی طرف اتنی ہی فکر کرے جتنی کہ کسی عارضی وقتی چیز کی فکر ہونی چاہیے۔

## دولت میں بندے کا واقعی حصہ کیا ہے؟

(۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، حالانکہ اُس کے مال میں سے جو واقعی اس کا ہے وہ بس تین مدیں ہیں: ایک وہ جو اُس نے کھا کر ختم کر دیا، دوسرے وہ جو پہن کر پرانا کر ڈالا اور تیسرے وہ جو اس نے راہِ خدا میں دیا اور اپنی آخرت کے واسطے ذخیرہ کر لیا اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ بندہ دوسرے لوگوں کے لیے چھوڑ جانے والا ہے اور خود یہاں سے ایک دن رخصت ہو جانے والا ہے۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ آدمی کے کمائے ہوئے اور جوڑے ہوئے مال میں سے واقعۃً اور حقیقۃً اس کا بس وہی ہے جو اس نے کھانے پینے کی ضروریات میں یہاں اپنے اوپر خرچ

کر دیا، اپنی زندگی میں جو لباس پہنتا رہا یا راہِ خدا میں دے کر آخرت کے واسطے اللہ کے ہاں جمع کر دیا۔ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ درحقیقت اس کا نہیں ہے، بلکہ ان وارثوں کا ہے جن کے لیے وہ اس کو چھوڑ جانے والا ہے۔

(۲۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون ایسا ہے جس کو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال محبوب ہو؟ (یعنی اپنے ہاتھ میں مال آنے سے زیادہ محبوب اپنے وارثوں کے ہاتھ میں مال کا آنا پسند ہو) لوگوں نے عرض کیا: ہم میں سے تو ہر ایک کا حال یہ ہے کہ اس کو اپنے وارثوں کے مال سے زیادہ محبوب اپنا ہی مال ہے (یعنی ہم میں کوئی ایسا نہیں جس کی یہ چاہت ہو کہ مال اُس کو نہ ملے، بلکہ اس کے وارثوں کو ملے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب یہ بات ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ آدمی کا مال بس وہی ہے جس کو اُس نے آگے چلتا کر دیا اور جس قدر اس نے بعد کے لیے رکھا وہ اس کا نہیں بلکہ اُس کے وارثوں کا مال ہے (لہٰذا دانش مند آدمی کو چاہیے کہ وارثوں کے لیے چھوڑنے سے زیادہ فکر، اپنی آخرت کے لیے سرمایہ محفوظ کر دینے کی کرے، جس کی صورت یہی ہے کہ بینت بینت کے گھر میں رکھنے کے بجائے خیر کے مصارف میں صرف بھی کرتا رہے)۔ (صحیح بخاری)

(۲۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب مرنے والا مرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس نے اپنے واسطے آگے کیا بھیجا؟ (یعنی کیا اعمال کیے اور اپنی آخرت کے لیے اللہ کے خزانے میں کیا سرمایہ جمع کیا ہے؟) اور عام انسان آپس میں کہتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس نے کتنا مال چھوڑا؟ (شعب الایمان للبیہقی)

## دولت کے بندے خدا کی رحمت سے محروم

(۲۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ بندۂ دینار خدا کی رحمت سے محروم ہو اور بندۂ درہم خدا کی رحمت سے دور رہے۔ (ترمذی)

## تشریح

جو لوگ مال و دولت اور دنانیر و دراہم کے پرستار ہیں اور انہوں نے دولت ہی کو اپنا معبود اور محبوب بنا لیا ہے' اس حدیث میں اُن سے بیزاری کا اعلان اور اُن کے حق میں بددعا ہے کہ وہ خدا کی رحمت سے محروم اور دور رہیں۔

مال و دولت کی پرستش اور بندگی یہ ہے کہ اُس کی چاہت اور طلب میں بندہ ایسا گرفتار ہو کہ اللہ کے احکام اور حلال و حرام کی حدود کا بھی پابند نہ رہے

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ مجھے تجارت اور دولت اندوزی کا حکم نہیں دیا گیا

(۴۳) حضرت جبیر بن نضیر تابعی سے روایت ہے' وہ بطریق ارسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ کی طرف سے اس کی وحی نہیں کی گئی اور یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں مال و دولت جمع کروں اور تجارت وسوداگری کو اپنا پیشہ اور مشغلہ بناؤں' بلکہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے اور میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہ اور ہو جا اللہ کے حضور میں جھکنے والوں اور گرنے والوں میں سے اور کیے جا بندگی اپنے پروردگار کی موت آنے تک۔ (شرح السنہ)

## تشریح

جن کو شریعت کے اصول و احکام کا کچھ علم ہے' وہ جانتے ہیں کہ تجارت اور اس کے ذریعہ دولت کمانا ناجائز نہیں ہے اور شریعت کے احکام کا ایک بڑا حصہ تجارت وغیرہ مالی معاملات سے بھی تعلق ہے' بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اُن تاجروں کی بڑی بڑی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں: جو امانت داری' راست بازی اور دیانت داری کے ساتھ

تجارت کرتے ہوں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو خاص مقام تھا، وہ جو کام اللہ تعالیٰ کو آپ سے لینا تھا، اس میں تجارت جیسے کسی جائز معاشی مشغلے میں بھی مشغول ہونے کی گنجائش نہ تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو قناعت اور توکل کا وافر سرمایہ دے کر اس فکر سے فارغ بھی فرما دیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ مجھے تو اُن ہی کاموں میں اپنے کو لگانا ہے جن کا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر اور حکم ہے، میرا کام تجارت اور دولت اندوزی نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیوں میں بھی اللہ کے بندے خالص متوکلانہ طرزِ زندگی کو اپنے لیے پسند کریں اور اس راستے کے شدائد و مصائب پر صبر کی ہمت رکھتے ہوں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کی دولت ان کو میسر ہو، تو اُن کے لیے بھی بلاشبہ یہی افضل ہے لیکن جن کا یہ حال نہ ہو، اُن کو کسی جائز معاشی مشغلہ کا اختیار کرنا خاص کر ہمارے اس زمانہ میں ضروری ہے۔

## اللہ تعالیٰ کی طرف سے دولت و ثروت کی پیشکش اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقر پسندی

(۲۴) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے یہ بات رکھی کہ میرے لیے وہ مکہ کی وادی کو (یا اس کے سنگریزوں کو) سونا بنا دے، اور سونے سے بھر دے (یعنی اللہ کی طرف سے میرے سامنے یہ بات رکھی گئی کہ اگر تم دولت مند بننا چاہو تو تمہارے لیے مکہ کی وادی کو ہم سونے سے بھر سکتے ہیں) تو میں نے عرض کیا کہ میرے پروردگار! میں اپنے لیے یہ نہیں مانگتا، بلکہ میں (ایسی ناداری اور غریبی کی حالت میں رہنا پسند کرتا ہوں کہ) ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں؟ تو جب مجھے بھوک لگے تو آپ کو یاد کروں۔ آپ کے سامنے عاجزی اور گریہ وزاری

کروں اور جب آپ کی طرف سے مجھے کھانا ملے اور میرا پیٹ بھرے تو میں آپ کی حمد اور آپ کا شکر کروں۔ (مسند احمد، جامع ترمذی)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر و فاقہ کی جس حالت میں زندگی گزاری، وہ اپنے لیے خود آپ نے پسند کی تھی اور اپنے اللہ سے آپ نے اس کو خود مانگا تھا۔

## سب سے زیادہ قابلِ رشک بندہ

(۲۵) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دوستوں میں بہت زیادہ قابلِ رشک میرے نزدیک وہ مؤمن ہے جو سبک بار (یعنی دنیا کے ساز و سامان اور مال و عیال کے لحاظ سے بہت ہلکا پھلکا) ہو، نماز اُس کا بڑا حصہ ہو اور اپنے رب کی عبادت خوبی کے ساتھ اور صفتِ احسان کے ساتھ کرتا ہو، اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری اس کا شعار ہو، اور یہ سب کچھ اخفا کے ساتھ اور خلوت میں کرتا ہو، اور وہ چھپا ہوا اور گمنامی کی حالت میں ہو، اور اس کی طرف انگلیوں سے اشارے نہ کیے جاتے ہوں اور اس کی روزی بھی بقدرِ کفاف ہو اور وہ اس پر صابر و قانع ہو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی چٹکی بجائی (جیسے کہ کسی چیز کے ہو جانے پر اظہارِ تعجب یا اظہارِ حیرت کے لیے چٹکی بجاتے ہیں) اور فرمایا: جلدی آ گئی اس کو موت، اور اس پر رونے والیاں بھی کم ہیں، اس کا ترکہ بھی بہت تھوڑا ہے۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

## تشریح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ میرے دوستوں اور اللہ کے مقبول بندوں کے الوان و احوال مختلف ہیں، لیکن ان میں سے بہت زیادہ قابلِ رشک زندگی ان اہلِ ایمان کی ہے جن کا حال یہ ہے کہ دنیا کے ساز و سامان اور مال و عیال کے لحاظ سے وہ بہت ہلکے، مگر نماز اور عبادات میں ان کا خاص حصہ اور اس کے

باوجود ایسے نامعروف اور گمنام کہ آتے جاتے کوئی ان کی طرف انگلی اُٹھا کر نہیں کہتا کہ یہ فلاں بزرگ اور فلاں صاحب ہیں' اور ان کی روزی بس بقدرِ کفاف' لیکن وہ اس پر دل سے صابر و قانع۔ جب موت کا وقت آیا' تو ایک دم رخصت' نہ پیچھے زیادہ مال و دولت اور نہ جائیداد و مکانات اور باغات کی تقسیم کے جھگڑے اور نہ زیادہ اُن پر رونے والیاں۔

بلاشبہ بڑی قابلِ رشک ہے' اللہ کے ایسے بندوں کی زندگی اور الحمدللہ کہ اس قسم کی زندگی والوں سے ہماری یہ دنیا اب بھی خالی نہیں ہے۔

## خوشحالی چاہنے والی بیوی کو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا جواب

(۲۶) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی بیوی اُم الدرداء سے روایت ہے کہ میں نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا بات ہے تم مال و منصب کیوں نہیں طلب کرتے جس طرح کہ فلاں فلاں اور فلاں طلب کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تمہارے آگے ایک بڑی دشوار گزار گھاٹی ہے' اُس کو گراں بار اور زیادہ بوجھ والے آسانی سے پار نہ کرسکیں گے' اس لیے میں یہی پسند کرتا ہوں کہ اُس گھاٹی کو عبور کرنے کے لیے ہلکا پھلکا رہوں (اس وجہ سے میں اپنے لیے مال و منصب طلب نہیں کرتا)۔ (شعب الایمان للبیہقی)

## تشریح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر دورِ حیات میں اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کے زمانہ میں ایسی صورتیں پیدا ہوگئی تھیں کہ مختلف راہوں سے اموال آتے تھے اور طالبین اور اہل حاجت کو تقسیم کیے جاتے تھے' اسی طرح بہت سے لوگوں کو خاص خدمات اور مناصب پر مقرر کیا جاتا تھا اور اُن کو اس خدمت اور کارکردگی پر وظیفہ ملتا تھا' جس سے اُن کا گزارہ آسان ہو جاتا تھا۔

لیکن بعض صحابہ کرام اس زمانہ میں بھی فقر و فاقہ کی زندگی ہی کو اپنے لیے پسند کرتے تھے' ان ہی میں سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بھی تھے' وہ آخرت کے محاسبہ

اور محشر کی تکلیفوں اور سختیوں سے امن اسی میں سمجھتے تھے کہ دنیا سے کم سے کم حصہ لیا جائے اور بس کسی طرح زندگی بسر ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتلایا تھا کہ آخرت کی دشوار گزار گھاٹیوں کو وہ ہی لوگ آسانی سے عبور کر سکتے ہیں جو دنیا میں ہلکے پھلکے رہیں گے اور جو دنیا میں اپنے اوپر زیادہ بوجھ لادلیں گے، وہ آسانی سے ان گھاٹیوں کو پار نہ کر سکیں گے۔

## موت اور افلاس میں خیر کا پہلو

(۲۷) حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو چیزیں ایسی ہیں جن کو آدمی ناپسند ہی کرتا ہے (حالانکہ ان میں اس کے لیے بڑی بہتری ہوتی ہے) ایک تو وہ موت کو پسند نہیں کرتا حالانکہ موت اس کے لیے فتنہ سے بہتر ہے اور دوسرے وہ مال کی کمی اور ناداری کو پسند نہیں کرتا حالانکہ مال کی کمی آخرت کے حساب کو بہت مختصر اور ہلکا کرنے والی ہے۔

(مسند احمد)

## تشریح

واقعہ یہی ہے کہ ہر آدمی موت سے اور ناداری سے گھبراتا ہے اور ان سے بچنا چاہتا ہے حالانکہ موت اس لحاظ سے بڑی نعمت ہے کہ مرنے کے بعد آدمی دنیا کے دین سوز فتنوں سے مامون و محفوظ ہو جاتا ہے اور مال و دولت کی کمی اس لحاظ سے بڑی نعمت ہے کہ ناداروں اور مفلسوں کو آخرت میں بہت مختصر حساب دینا ہوگا اور وہ اس سخت مرحلہ سے بڑی جلدی اور آسانی سے فارغ ہو جائیں گے، جب انسان افلاس و ناداری کی مصیبت میں گرفتار ہو یا کسی عزیز و اقارب کی موت کا صدمہ اُس کو پہنچا ہو، تو اس وقت وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح کے ارشادات سے بڑی تسکین اور تسلی حاصل کر سکتا ہے۔

(۲۸) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اپنا وہ مومن بندہ بہت پیارا اور محبوب ہے جو غریب و نادار اور

عیال دار ہو اور اس کے باوجود باعفت ہو (یعنی ناجائز طریقے سے پیسہ حاصل کرنے سے اور کسی کے سامنے اپنی ضروریات ظاہر کرنے سے بھی پرہیز کرتا ہو)

### وضاحت

بلاشبہ جو شخص افلاس اور فقر و فاقہ کی حالت میں بھی محرمات و مشتبہات سے اپنی حفاظت کرے اور اپنی تنگ حالی کا اظہار بھی نہ کرے وہ بڑا باہمت اور اللہ کا پیارا بندہ ہے۔

جو بندگانِ خدا اس دنیا میں تنگ حالی اور ناداری میں مبتلا کیے گئے ہیں غریبی اور فقر وفاقہ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ کاش وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان حدیثوں سے تسلی اور سبق حاصل کریں اور اللہ نے اُن کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم والی فقرانہ اور غریبانہ زندگی نصیب فرمائی ہے اس کو اپنے حق میں نعمت سمجھ کر صابر و شاکر رہیں تو فقر و فاقہ کی تکلیفیں ہی ان کے لیے سامانِ راحت و لذت بن جائیں۔

### اپنی بھوک اور حاجت مندی کو لوگوں سے چھپانے والے کے لیے اللہ کا وعدہ

(۲۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھوکا ہو یا اس کو کوئی اور خاص حاجت ہو اور وہ اپنی اس بھوک اور حاجت کو لوگوں سے چھپائے (یعنی اُن کے سامنے ظاہر کر کے اُن سے سوال نہ کرے) تو اللہ عزوجل کے ذمہ ہے کہ اُس کو حلال طریقے سے ایک سال کا رزق عطاء فرمائے۔ (شعب الایمان للبیہقی)

### وضاحت

اللہ کے ذمہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اپنا یہ دستور مقرر فرما لیا ہے اور جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ پر اور اس کی شانِ کریمی پر دل کے پورے یقین کے ساتھ اس کا تجربہ کرے گا ان شاء اللہ وہ اس کا ظہور اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔

## دنیا کی حرص بدبختی کی علامت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں: (۱) آنکھ کا خشک ہونا (کہ اپنے گناہ اور آخرت کی کسی بات پر رونا نہ آئے) (۲) دل کا سخت ہونا (۳) اور اُمیدوں کا طویل ہونا (۴) اور دنیا کی حرص۔

## دنیا کی زندگی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یقین

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ایک باندی قرض خریدی اور ایک مہینہ کا وعدہ قیمت ادا کرنے کا کرلیا' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ کس قدر تعجب ہے کہ اُسامہ نے ایک مہینہ کے وعدے پر قرض خریدا۔ اسامہ کو بھی (اپنی زندگی کی) بڑی لمبی اُمید ہے (گویا اس کو یہ یقین ہوگیا کہ ایک مہینہ تو وہ زندہ ہی رہے گا) اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! مجھے آنکھ کے پلک جھپکنے تک بھی اپنی زندگی کا یقین نہیں ہوتا' اور پانی پینے کا پیالہ جب میں اُٹھاتا ہوں تو اس کے رکھنے تک بھی مجھے اپنی زندگی کا یقین نہیں رہا اور جب کوئی لقمہ کھاتا ہوں تو اس کے نگلنے کا بھی موت سے پہلے یقین نہیں ہوتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے (موت' قیامت' حساب وغیرہ) سب چیزیں ضرور آنے والی ہیں اور تم لوگ حق تعالیٰ شانہٗ کو عاجز نہیں کرسکتے (کہ وہ کسی کام کا ارادہ فرمائے اور کوئی اس میں رکاوٹ ڈال دے) (احیاء العلوم)

## لذتوں کو توڑنے والی چیز کا تذکرہ کیا کرو

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ لذتوں کے توڑنے والی چیز یعنی موت کا تذکرہ کثرت سے کیا کرو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ کرام ہنس رہے تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لذتوں کے

توڑنے والی چیز کو کثرت سے یاد کیا کرو اس کو جو شخص فراخی میں یاد کرتا ہے اس پر یہ تنگی کرتی ہے اور جو تنگی میں اس کو یاد کرتا ہے اس پر فراخی کرتی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو بعض لوگوں کے ہنسی کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لذتوں کے توڑنے والی موت کو کثرت سے یاد کرتے تو وہ ان چیزوں میں مشغول ہونے سے روک دیتی، جن سے ہنسی آتی ہے، ہر شخص کی قبر روزانہ اعلان کرتی ہے کہ میں بالکل تنہائی کا گھر ہوں، میں سب سے علیحدہ رہنے کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں، جب نیک مؤمن دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے کہ تیرا آنا بڑا مبارک ہے، تیرے آنے سے بڑی خوشی ہوئی جتنے لوگ میری پشت پر چلتے تھے ان میں تو مجھے بہت پسند تھا آج تو میری ماتحتی میں آیا ہے تو میں اپنا طرزِ عمل تجھے بتاؤں، اس کے بعد وہ اتنی وسیع ہو جاتی ہے کہ جہاں تک مردے کی نظر جائے وہاں تک زمین وسیع ہو جاتی ہے اور ایک کھڑکی جنت میں کھل جاتی ہے (جس سے وہاں کی خوشبوئیں، ہوائیں وغیرہ آتی رہتی ہیں)۔

اور جب کوئی بدکار کافر دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے کہ تیرا آنا بڑا نامبارک ہے، تیرے آنے سے بہت جی بُرا ہوا، جتنے لوگ میری پشت پر چلتے تھے تو ان میں بہت ہی بُرا لگتا تھا، آج تو میری ماتحتی میں آیا ہے، میں اپنا طرزِ عمل تجھے دکھاؤں گی، یہ کہہ کر وہ ایسی ملتی ہے کہ مردہ کی ہڈیاں پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈال کر بتایا کہ اس طرح پسلیاں گھس جاتی ہیں اور ستر اژدھا اس کو ڈسنا شروع کر دیتے ہیں اور وہ ایسے زہریلے ہوتے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی زمین کے اوپر پھونک مار دے تو قیامت تک گھاس اُگنا بند ہو جائے، یہ سب کے سب قیامت تک اس کو کاٹتے رہیں گے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے

گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! سب سے زیادہ سمجھدار اور سب سے زیادہ محتاط آدمی کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سب سے زیادہ موت کو یاد رکھتا ہو اور موت کے لیے ہر وقت تیاری میں مشغول رہتا ہو' یہی لوگ ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کا آرام حاصل کرنے والے ہیں۔ (ترغیب)

## دنیا کا پرکشش جلوہ اور شبِ معراج

معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کی حالت دکھائی گئی' یعنی دنیا اور اس کی رنگا رنگ دلچسپیوں کو مثالی شکل میں دکھایا گیا' چنانچہ آپ نے ایک حسین وجمیل عورت کو دیکھا جو اپنے بازو کھولے ہوئے کھڑی ہے اور گویا وہ باتیں کرنا چاہتی ہے' یہ عورت دنیا کی وہ تمام زینتیں اور بناؤ سنگھار کیے ہوئے تھی جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں۔

غرض اُس عورت نے آپ کو دیکھ کر آپ سے کہا:

اے محمد! میری طرف دیکھئے! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف توجہ نہیں دی بلکہ جبریل سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

انہوں نے کہا:

یہ دنیا ہے اگر آپ اس کی طرف توجہ دیتے تو آپ کی اُمت آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو اختیار کر لیتی۔

اسی طرح آپ نے راستہ کے کنارے ایک بڑھیا کو دیکھا' اس نے بھی آپ سے یہی کہا کہ اے محمد! میری طرف دیکھئے! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں' مگر آپ نے اس کی طرف توجہ نہیں دی' بلکہ جبریل علیہ السلام ہی سے اس کے بارے میں پوچھا۔

جبریل علیہ السلام نے کہا:

اس کی عمر کا اتنا ہی حصہ باقی ہے جتنا اس بڑھیا کا ہو سکتا ہے' اس لیے دنیا کی زینت اور دلکشی اس لائق نہیں کہ اس کی طرف توجہ دی جائے کیونکہ اس پر بڑھاپا طاری ہو چکا ہے اور اس کی عمر میں سے اب تھوڑا سا ہی حصہ باقی رہ گیا ہے' یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ جبریل علیہ السلام نے یہ لفظ نہیں کہے کہ یہ دنیا ہے اور اس کی عمر میں سے وغیرہ وغیرہ۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ دنیا کو جوان بھی کہا جاتا ہے اور بوڑھی بھی۔ بوڑھی تو اس کی ذات کے لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ دنیا اپنی عمر کے لحاظ سے بوڑھی ہے اور جوان دوسری چیزوں اور اس کی رنگارنگ رعنائیوں کی وجہ سے کہا جاتا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ انسانی نسل کی ابتداء کے وقت سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور تک اس دنیا کو جوان کہا گیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور تک ادھیڑ عمر کی کہلائی اور پھر اس دور سے قیامت تک کے لیے یہ بوڑھی کہلاتی ہے۔

اس تقسیم اور ان ناموں پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ جوانی اور بڑھاپا جاندار چیزوں پر طاری ہوتا ہے' بے جان چیزوں کو جوان اور بوڑھا کیسے کہا جا سکتا ہے' اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ دنیا کی جوانی اور اس کے بڑھاپے سے غرض صرف مثال دینا ہے' ورنہ ظاہر ہے حقیقت میں دنیا کو جوان اور بوڑھی کہنا صحیح نہیں ہو سکتا۔

## سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے صحابہ کو تعلیم

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک بالا خانہ کو اونچا کیا تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا کہ گرا دیں' حضور پرنور' مختار کل کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونچی گٹی پر گزرے' پوچھا کہ یہ کس کی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں شخص کی' جب وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر پیشتر کی طرح کبھی اس سے مخاطب نہ ہوئے' اس شخص نے لوگوں سے حضور پرنور' مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی کا پوچھا' انہوں نے بیان کر دیا' اس نے جا کر گٹی کو گرا

دیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے دوبارہ گزرے تو اس کو وہاں نہ دیکھا اور معلوم ہوا کہ اس شخص نے اس کو ڈھا دیا' آپ نے اس کے لیے دعائے خیر کی۔

اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور' فخر بنی آدم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات شریف تک نہ کوئی اینٹ اینٹ پر رکھی یعنی کسی قسم کا مکان نہیں بنوایا اور ایک حدیث میں مروی ہے کہ جب اللہ کسی بندے کی بُرائی چاہتا ہے تو اس کا مال گارے اور پانی میں تلف کرتا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ایک چھپر کی مرمت کر رہے تھے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا کرتے ہو؟ ہم نے کہا کہ ہمارا چھپر ٹوٹ گیا ہے اس کو درست کرتے ہیں' آپ نے فرمایا کہ میں اس سے جلد امر کو دیکھتا ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے ایک گھر بنایا' ان سے کسی نے عرض کیا کہ اگر پختہ مکان بنوالیں تو بہتر ہو' آپ نے فرمایا کہ مرنے والے کے لیے یہی بہت ہے۔

اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صفوان بن محیریز کی خدمت میں گئے' وہ ایک نرکل کے مکان میں تھے جو جھکا ہوا تھا' کسی نے ان سے کہا کہ اگر آپ اس کو درست کرلیں تو بہتر ہے' تو انہوں نے کہا کہ بہت سے آدمی اس میں مر چکے ہیں اور یہ بدستور موجود ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

من بنی فوق ما یکفیه کلف ان یحمله یوم القیامة ۔

''جو عمارت بنادے زیادہ اس قدر سے کہ اس کو کافی ہو' قیامت کے روز تکلیف دیا جائے گا کہ اس کو اٹھائے''۔ (جامع صغیر ص ۵۲۱)

اور ایک حدیث میں ہے کہ ہر خرچ پر آدمی کو ثواب ملتا ہے مگر جو پانی اور گارے میں خرچ ہو' اس پر ثواب نہیں ہوتا اور اس آیت کی تفسیر میں:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ

وَلَا فَسَادًا ؕ (۲۸:۸۳)

''وہ گھر پچھلا ہے ہم دیں گے وہ ان کو جو نہیں چاہتے چڑھنا ملک میں اور نہ بگاڑ ڈالنا''۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ مراد ریاست اور اونچے مکان بنوانے سے ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ

**کل بناء وبال علی صاحبه یوم القیمة الا ما امکن من حر وبرد ۔**

''ہر ایک عمارت میں قیامت کے روز اپنے مالک کے حق میں وبال ہوگا' مگر جو بچاوے گرمی اور سردی سے''۔ (جامع صغیر'الفاظ مختلف'ص ۳۹۲)

اور ایک شخص نے مختارِ کل کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت اپنے مکان کی کی' آپ نے فرمایا: ''**التسع فی السماء** ''یعنی جنت میں مکان واسع طلب کرنا چاہیے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کو تشریف لے جاتے ہوئے ایک محل دیکھا کہ چونے اور اینٹ کا بنا تھا' آپ نے اللہ اکبر کہہ کر فرمایا کہ مجھے گمان نہ تھا کہ اس امت میں ایسے شخص ہوں گے جو ہامان کی سی عمارت بناویں گے' یعنی فرعون نے جو ہامان کو حکم دیا تھا کہ:

**او قولی یا هامان علی الطین ۔**

اس سے غرض پختہ عمارت کی تھی اور سلاطین نے کہا اور یہ سب زینت اور ملمع ہے اور بعض اکابر نے ایک جامع مسجد کسی شہر میں دیکھی اور فرمایا کہ اس مسجد کو ایک شخص خرما سے بنی دیکھی' پھر کچے ردے کی' پھر اینٹ کی بنی دیکھی' جنھوں نے اوّل بنائی تھی' وہ دوسرے فرقے سے بہتر تھے اور دوسری دفعہ کے بنانے والے' تیسری بار کے لوگوں سے اچھے تھے۔

اور سلف میں بعض لوگ ایسے تھے کہ اپنا مکان زندگی بھر میں کئی کئی بار بناتے تھے اس لیے کہ وہ مکان بہت کمزور ہوتا تھا اور خود امل کو تازہ رکھتے تھے اور مکان کے باب میں زاہد تھے اور بعض کا دستور یہ تھا کہ حج یا جہاد کو تشریف لے جاتے تو مکان گرا جاتے یا ہمسایہ کو دے جاتے، جب وہاں سے پھر کر آتے تو اور بنا لیتے اور ان کے مکان گھاس کے اور چمڑے کے ہوا کرتے تھے، جیسے عرب کے لوگ اب تک اسی کے عادی ہیں اور بلندی ان کے مکان کی قد آدم اور ایک بالشت ہوتی تھی۔

## سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کی بلندی

اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب شہنشاہِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانات میں جاتا تھا تو اپنا ہاتھ چھت میں لگا دیتا تھا اور عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص عمارت چھ ہاتھ سے اونچی بناتا ہے تو ایک فرشتہ اس کو پکارتا ہے کہ اے بدکاروں کے بدکار! کہاں تک اونچا کرے گا اور حضرت سفیان ثوری نے مضبوط عمارت کے دیکھنے سے منع فرمایا اور وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ اگر لوگ نہ دیکھتے تو ایسے کیوں بنتے۔ پس جو کوئی تاکتا ہے تو بنانے والے کی گویا مدد کرتا ہے۔

اور حضرت فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص پر تعجب نہیں کہ اس نے عمارت بنائی اور چھوڑ گیا، مجھے تعجب اس سے ہے کہ جو اس عمارت کو دیکھ کر غیرت نہیں پکڑتا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم ایسی آئے گی جو مٹی کو اونچا کرے گی اور دین کو پست اور برذون گھوڑوں کو کام میں لائے گی۔ نماز تمہارے ہی قبلہ کی طرف کو پڑھے گا، مگر تمہارے دین کے سواء پر مرے گی، چوتھی ضرورت اسبابِ خانہ ہے۔

اس میں بھی زہد کے بہت سے درجے ہیں، سب میں اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال ہے کہ آپ اپنے ساتھ ایک کنگھی، ایک کوزہ رکھتے تھے، پس ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہر میں پانی پی رہا تھا، آپ نے کوزہ کی بھی حاجت نہ سمجھی اس کو بھی پھینک دیا، اسی طرح

سب اسباب کو سمجھنا چاہیے کیونکہ ہر ایک چیز کسی مقصود کے لیے مطلوب ہوتی ہے' جب اس سے کوئی حاجت نہ ہو' تو دونوں جہاں میں آدمی پر وبال ہے اور جس چیز سے اکتفاء کرے' مثلاً جس بات کے لیے مٹی کا برتن کافی ہو' اس میں بھی اسی پر اکتفاء کرے اور اس کی پرواہ نہ کرے کہ اس برتن کا کنارہ ٹوٹا ہوا ہے' بشرطیکہ مقصود اس سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اوسط درجہ یہ ہے کہ آدمی کے پاس اسباب بقدر حاجت ثابت ہوں' مگر ایک چیز سے بہت کام لے' مثلاً اگر پیالہ ہو' تو اس میں کھالیوے' اس میں پانی پی لے' اسی میں اپنی چیز رکھ لے' بزرگانِ سلف ایک برتن کو کئی مطالب میں استعمال کرنا تخفیف کی نظر سے اچھا جانتے تھے اور زیادہ یہ ہے کہ ہر مطلب کے واسطے ایک چیز ادنیٰ جنس کی رکھتا ہو' پس اگر گنتی میں چیز زیادہ ہو گئی تو زہد کے کسی درجے میں نہ رہے گا اور طلب فضول کی طرف مائل ہو گا۔ اور اسباب میں بھی سیرتِ رسولِ مقبول اور ان کے اصحاب کی مدنظر رکھنی چاہیے۔

## سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جس بستر پر سوتے تھے' وہ چمڑے کا گدا تھا' جس کے اندر خرما کے پیڑ کا پوست بھرا ہوتا اور حضرت فضیل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا یا دوہرا کمل ہوتا تھا یا چمڑے کا گدا' جس میں خرما کا پوست بھرا ہوا تھا۔

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور سرور کائنات' فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ اس وقت ایک چارپائی پر جو خرما کے پوست کے بانوں کی بنی ہوئی تھی' لیٹے تھے' جب اُٹھ کر بیٹھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر نشان بانوں کے دیکھے اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے خطاب کے بیٹے! کیا بات ہے جو روتے

ہو؟ عرض کیا کہ میں نے فارس اور روم کے بادشاہوں کو خیال کیا کہ ان کے پاس کیا کچھ ملک ہے اور آپ کو خیال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حبیب اور برگزیدہ ہیں' آپ اس موٹے بانوں کی چارپائی پر لیٹے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو یہ بات پسند نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے واسطے آخرت۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں ہی ہے۔

اور ایک شخص حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے گھر گیا اور ہر طرف دیکھنے لگا' پھر عرض کیا کہ اے ابوذر! آپ کے مکان میں کچھ سامان وغیرہ نہیں نظر آتا' آپ نے فرمایا کہ ہمارا ایک اور دوسرا مکان ہے' اچھی چیزیں ہم وہاں بھیج دیتے ہیں' اُس نے عرض کیا کہ جب تک آپ اس مکان میں رہیں تب تک کچھ اسباب یہاں بھی چاہیے' آپ نے فرمایا کہ گھر کا مالک (اللہ تعالیٰ) ہم کو اس گھر میں رہنے دے گا۔

جب حضرت عمیر بن سعد جو امیر حمص تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ نے پوچھا کہ تیرے پاس دنیا سے کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک لاٹھی ہے' جس پر میں تکیہ کرتا ہوں اور اگر سانپ مل جائے تو مار ڈالتا ہوں اور ایک توشہ دان ساتھ ہے' جس میں کھانا رہتا ہے اور ایک پیالہ ہے جس میں کھاتا ہوں اور سر دھوتا ہوں اور ایک لوٹا ہے جس میں پینے اور وضو کرنے کے لیے پانی رکھتا ہوں' اس کے سوا دنیا میں جتنی چیزیں ہیں' وہ انہی کے تابع ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ تو نے درست کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کا قصد کیا' ان کے گھر کے دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا اور ان کے ہاتھ میں دو چاندی کے کنگن دیکھے' ویسے ہی پھر گئے' اس وقت ابورافع' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے' آپ رو رہی تھیں' ان سے حال حضرت کے واپس تشریف لے جانے کا بیان کیا۔ انہوں نے

حضور مکی مدنی سرکار آمنہ کے لال' شہنشاہِ ابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سبب واپس تشریف لے جانے کا پوچھا' آپ نے فرمایا کہ پردہ اور کنگنوں کی وجہ سے چلا آیا' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دونوں کنگن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آپ کی خدمت میں بھیج دیئے کہ میں نے ان کو خدا کی راہ میں صدقہ کیا' آپ جہاں مناسب ہو وہاں خرچ کیجئے' آپ نے فرمایا کہ ان کو فروخت کر واور ان کی قیمت اصحابِ صفہ کو دے دو' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اڑھائی درہم کو فروخت کیا اور رقم اصحابِ صفہ کو بانٹ دی' تب آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ جان پدر نے خوب کیا۔

## سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور مکان کا پردہ

اور ایک بار حضور مکی مدنی سرکار' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر ایک پردہ دیکھا' اس کو آپ نے اُٹھا ڈالا اور فرمایا کہ جب میں اسے دیکھتا ہوں' دنیا یاد آتی ہے' اس کو فلاں شخص کے پاس بھیج دو' اور ایک رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے لیے نیا فرش بچھایا اور پیشتر آپ دوہرے کمبل پر استراحت فرمایا کرتے تھے' اس رات کو صبح تک کروٹیں لیتے رہے جب صبح ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ اس بستر کو علیحدہ کرو اور پرانا کمبل بچھا دو' اس نے تمام رات مجھے سونے نہیں دیا مگر رات بھر جاگتے رہے۔

## سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور درہم و دینار

اسی طرح آپ کے پاس پانچ یا چھ درہم رات کو آئے تو آپ نے رہنے دیئے مگر رات بھر جاگتے رہے یہاں تک کہ آخر شب میں ان کو تقسیم کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت آپ کو نیند آئی' حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی' پھر فرمایا کہ اگر یہ درہم میرے پاس رہ جاتے اور میری وفات ہو جاتی تو میرا گمان اپنے پروردگار پر کیا ہوتا اور حضرت حسن فرماتے ہیں کہ میں

نے ستر نیک بندے ایسے دیکھے' ان کے پاس بجز ایک کپڑے کے اور کچھ نہ تھا' ان میں سے کسی نے زمین پر کوئی کپڑا نہیں بچھایا' جب سونا چاہا زمین ہی پر اپنا جسم لگا کر کپڑا اپنے اوپر ڈھانک لیا' پانچویں ضرورت نکاح ہے' اس باب میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اصل نکاح اور کثرتِ نکاح میں زُہد کے کچھ معنی نہیں اور یہی قول سہل تستری کا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب سیّد الزاہدین صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتیں پسند تھیں تو ہم ان میں زہد کیسے کر سکتے ہیں اور اس قول پر ان کی موافقت ابن عیینہ نے کی ہے اور فرمایا کہ صحابہ میں سے زاہد تر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تھے' ان کی چار بیبیاں اور کچھ اوپر دس لونڈیاں تھیں اور صحیح اس باب میں قول سلیمان دارانی کا ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ سے روکے خواہ بی بی ہو یا مال یا اولاد' وہ آدمی کے لیے بیری ہے اور کبھی عورت بھی خدائے تعالیٰ سے روکا کرتی ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ بعض احوال میں مجرد رہنا افضل ہے۔

تو اس صورت میں نکاح نہ کرنا داخل زہد ہے اور جس جگہ زور شہوت کے دفع کے لیے نکاح افضل ہے تو ایسا نکاح واجب ہے' اس کو ترک کرنا زہد میں کیسے ہو سکتا ہے' ہاں اگر نکاح نہ کرنے سے کوئی آفت نہ ہوتی ہو' نہ اس کے کرنے سے کچھ قباحت ہو' مگر ترک اس لیے کرے کہ دل کا میل عورتوں کی طرف نہ ہو جائے اور ایسا مانوس نہ ہو جس میں انس الٰہی میں خلل پڑے تو البتہ چھوڑنا نکاح کا زہد میں سے ہے۔ پس اگر یہ معلوم ہو کہ عورت خدا تعالیٰ سے نہ روکے مگر ترک نکاح صرف لذتِ نظر اور ہم بستری اور مباشرت سے بچنے کے لیے ہو' تو یہ زہد نہیں ہے۔

اس واسطے کہ مقصود نکاح اولاد ہے جو بقائے نسل اور اُمتِ محمدی کے بڑھانے میں موجب ثواب ہے اور جو لذت کہ انسان کو ایسی چیز میں حاصل ہو جو وجود میں ضروریات سے ہے' وہ اگر مقصود بالذات نہ ہو' تو کچھ ضرر نہیں کرتی' اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی روٹی کھانا اور پانی پینا اس وجہ سے چھوڑ دے کہ کھانے اور پینے کی لذت سے بچا رہوں گا' تو یہ زہد میں داخل نہیں' اس واسطے کہ اس میں اپنے بدن کا ہلاک کرنا ہے' ایسا ہی ترک

نکاح میں اپنی نسل کو کاٹ ڈالنا ہے تو صرف لذت کے بچاؤ کی جہت سے نکاح چھوڑنا نہ چاہیے، جب تک کہ کسی اور آفت کا خوف نہ ہو۔

اور یہی مراد حضرت سہل تستری کی ہے اور یہی وجہ حضور صاحبِ معراج، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کی تھی اور جب یہ امر ثابت ہوا تو جس شخص کا حال صاحبِ معراج، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کا سا ہوا، اس باب میں کثرت عورتوں کی مانع شغل قلبی نہ ہو اور دل کو ان کے اصلاح میں لگائے رکھے تو ایسا شخص اگر صرف لذتِ صحبت سے بچنے کے لیے نکاح نہ کرے تو اس کا زہد کسی کام کا نہیں، مگر یہ بات بدونِ انبیاء علیہم السلام کے دوسرے کو کہاں میسر ہے، اب تو اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ عورتوں کی کثرت ان کے دل کو مشغول کر دیتی ہے، تو اس وقت میں یہی مناسب ہے کہ سرے سے نکاح ہی نہ کرے اور اگر خوف دل کے مشغول ہونے کا نہ ہو، لیکن یہ خوف ہو کہ ایک سے زیادہ ہوں گی یا خوبصورت ہوں گی تو دل نہیں مانے گا، اسی کی طرف ہو رہے گا، تو چاہیے کہ ایک عورت سے نکاح کرے جو خوبصورت نہ ہو اور اپنے دل کی رعایت اس میں ضرور کرے۔

اور حضرت سلیمان دارانی فرماتے ہیں کہ عورتوں میں زہد یہ ہے کہ جو عورت حقیر ہو یا یتیم، اس کو خوبصورت اور شریف عورتوں پر ترجیح دے اور اسی سے نکاح کرے اور حضرت جنید فرماتے ہیں کہ میں مرید مبتدی کے لیے یہ پسند کرتا ہوں کہ اپنا دل تین چیزوں میں نہ لگائے ورنہ اس کا حال بدل جائے گا، اوّل پیشہ کرنا، دوم طلب حدیث، سوم نکاح کرنا اور فرمایا کہ صوفی کے لیے میں پسند کرتا ہوں کہ نہ لکھے نہ پڑھے، اس لیے کہ اس سے ہمت بٹتی ہے، غرض کہ جب معلوم ہوا کہ نکاح کی لذت مثل غذا کی لذت کے ہے تو ثابت ہوا کہ ان دونوں لذتوں میں سے جو بھی خدا کے روکنے والی ہو گی وہ ممنوع اور پرحذر ہے۔

## ضرورت سے زیادہ مال وبال ہے

اور اس امر کی تائید پر روایت بھی دلالت ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حال

میں منقول ہے کہ آپ کو ایک بار کچھ حاجت پیش ہوئی' آپ اپنے ایک دوست کے پاس تشریف لے گئے تاکہ اس سے کچھ قرض لیں' مگر اس نے کچھ قرض نہ دیا' آپ نہایت مغموم پھرے' اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اگر اپنے خلیل سے یعنی خدائے تعالیٰ سے مانگتے تو تم کو ضرور ملتا' عرض کیا کہ الٰہی مجھے معلوم تھا کہ تجھے دنیا ناپسند ہے' اس لیے میں اس میں سے مانگتے ہوئے ڈرا۔ معلوم ہوا کہ حاجت یعنی مقدارِ ضرورت دنیا میں سے نہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدارِ ضرورت داخلِ دین ہے اور جو اس کے سوا ہو' وہ آخرت میں وبال ہے اور دنیا میں بھی وبال۔ جو شخص اغنیاء کا حال دیکھتا ہے کہ کس قدر محنت وتردد مال کے حاصل کرنے اور اس کو جوڑنے اور حفاظت کرنے اور ذلت اُٹھانے میں پڑتی ہے' وہ جانتا ہے کہ مال کا دنیا میں وبال ہونا درست بات نہیں ہے' نہایت درجہ فلاں کا مال سے یہ ہے کہ وہ مالدار کے وارثوں کو پہنچے اور وہ اس کو کھائیں مگر وہ بعض اوقات مورث کے دشمن ہوا کرتے ہیں اور کبھی اس مال کو گناہ میں صرف کیا کرتے ہیں' تو گویا مورث ہی ان کا مددگار اس گناہ پر ہوگا' مال دنیا کا جمع کرنے والا اور شہوت کا طالب ایسا ہے جیسے ریشم کا کیڑا کہ اوّل اپنے اوپر ریشم تنتا ہے پھر اس میں سے نکلنا چاہتا ہے' مگر بچاؤ کی صورت نہیں پاتا اور وہاں ہی مرجاتا ہے۔

اور باعث اپنی موت کا آپ ہی ہوتا ہے ''خود کردہ را علاجِ نیست'' اسی طرح جو شخص شہواتِ دنیا کا تابع ہوتا ہے' وہ اپنے دل پر زنجیریں جکڑتا ہے اور جتنے شہوات ہیں' مال وجاہ اور زن وفرزند اور اعداء کو بُرا کہنا اور دوستوں سے ریا کرنا وغیرہ' یہ سب جدا جدا بیڑیاں ہیں کہ دل پر پڑ جاتی ہیں' اب اگر اس شخص کو اپنی غلطی معلوم ہو اور دل میں خطرہ رجوع کا آئے اور نکلنا چاہے تو نہیں نکل سکے گا' دل پر وہ بیڑیاں اور طوق دیکھے گا کہ ان کا کاٹنا مشکل ہے اور اگر بالفرض ایک محبوب چیز اپنی خواہش کی چیزوں میں سے اپنے اختیار سے چھوڑ دے گا' تو گویا اپنی جان کو تلف کرے گا اور خود اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارے گا اور اسی حال میں رہے گا یہاں تک کہ ملک الموت یکبارگی سب محبوب

چیزوں میں سے دم کے دم میں علیحدہ کر دے گا اور اس وقت عجب صورت پیش آئے گی کہ دل تو دنیا کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوگا جو چھوٹنے کو ہے اور ملک الموت کے پنجے دل کی رگوں میں گھسے ہوئے' اس کو آخرت کی طرف کھینچیں گے اور زنجیریں دنیاوی اس کو دنیا کی طرف کشش کریں گی۔

تو اس شخص کا ادنیٰ حال مرنے کے وقت ایسا جاننا چاہیے جیسے کسی شخص کے نصف جسم کو آرہ سے چیر کر دو طرف سے دو آدمی پکڑ کر کھینچیں اور علیحدہ کریں اور اس میں بھی یہ ہے کہ جو شخص آرے سے چیرا جائے گا' تو ایذاء اس کے دل کو ہوگی اور یہ ایذاء دل میں بطریق سرایت پہنچے گی اور بدن کے ذریعے سے دل کو بھی درد معلوم ہوگا' بخلاف اس صورتِ موت کے کہ اس میں تکلیف خاص دل ہی پر ہوگی' کسی غیر چیز سے سرایت کر کے نہیں آتی تو ایسے رنج کا کیا ٹھکانا ہے۔ غرض کہ یہ اوّل عذاب ہے کہ آدمی کو ملے گا اعلیٰ علیین اور قرب رب العالمین کا فوت ہو جانا' اس کی حسرت رہنی یہ بعد کو ہوگی' بس دنیا کی طرف میل کرنے سے خدائے تعالیٰ کے دیدار سے محروم رہے گا اور جو وہاں سے محجوب ہوتا ہے' اس پر آگ دوزخ کی مسلط ہوتی ہے کیونکہ وہ صرف محجوب پر ہی مسلط ہوا کرتی ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ٥ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ٥ (۸۳:۱۵)

''کوئی نہیں وہ اپنے رب سے رو کے جائیں گے پھر وہ مقرر بیٹھنے والے ہیں دوزخ کے''۔

اس آیت میں عذابِ دوزخ کو بعد تکلیف حجاب کے فرمایا اور اگر صرف حجاب کا ہی عذاب دیا جائے اور دوزخ کا عذاب نہ ہو' تو یہی ایک کافی ہے اور جب دونوں ایک ساتھ ہی ہوں تو کیا حال ہو' ہم خدائے تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ ہمارے کانوں میں وہی (بات) جمادے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس مبارک میں پھونک دی تھی'

یعنی آپ سے فرمایا گیا تھا:

احب من احببت فانك مغلقه .

"دوست رکھ جس کو تو چاہے تجھ کو اس سے جدا ہونا ضروری ہے"۔

وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ٥(۱۰:۷)

"اور راضی ہوئے دنیا کی زندگی پر اور اسی پر چلن پکڑا اور جو ہماری قدرتوں سے خبر نہیں رکھتے"۔

جن لوگوں کو دنیا کی محبت نے مردہ کر دیا ہے یہ ان کے بارے میں ہے' ایک اور جگہ فرمایا:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا٥(۱۸:۲۸)

"اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے لگا یا ہے اپنے چاؤ کے اور اس کا کام ہے اپنی حد پر نہ رہنا"۔

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا٥ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ط(۵۳:۲۹)

"سو تو منہ پھیر لے اس سے جو منہ موڑے ہماری یاد سے اور کچھ نہ چاہے مگر دنیا کا جینا یہاں ہی تک پہنچی ان کی سمجھ"۔

ان آیتوں میں ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کی سب باتیں غفلت اور نادانستگی کی وجہ سے ہیں اور بایں لحاظ ایک شخص نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ مجھ کو اپنے سفر میں ساتھ رکھئے' انہوں نے فرمایا کہ اپنا مال دے کر میرے ساتھ ہو جانا' اُس نے عرض کیا کہ یہ تو مجھ سے نہیں ہو سکتا' آپ نے فرمایا کہ غنی جنت میں تعجب ہے کہ داخل ہو اور ایک روایت میں یوں ہے: غنی جنت میں بڑی مشکل سے داخل ہوگا۔

اور بعض اکابر نے فرمایا کہ ہر روز جب آفتاب نکلتا ہے چار فرشتے اطرافِ د
میں چار آوازیں دیتے ہیں' دو فرشتے مشرق میں اور دو مغرب میں' مشرق کا ایک فرشتہ کہ
ہے کہ اے طالبِ خیر! قدم بڑھا اور اے طالبِ شر! بس کر! اور دوسرا کہتا ہے کہ الٰہی دے
والے کو عمدہ خوش خیر فرما اور بخیل کو بربادی مرحمت فرما! اور مغرب کا ایک فرشتہ کہتا ہے ک
موت کے واسطے پیدا ہو اور اُجڑنے کے لیے عمارت بناؤ' اور دوسرا کہتا ہے کہ لمبے حساب
کے لیے کھاؤ اور نفع اُٹھاؤ۔

## سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی کے واقعات میں اس کثرت سے اس چیز کی مثالیں ہیں کہ ان کا احاطہ بھی دشوار ہے' غزوۂ تبوک کے وقت جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ کی تحریک فرمائی' اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس وقت جو کچھ گھر میں تھا سب کچھ جمع کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دینا مشہور واقعہ ہے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ابوبکر! گھر میں کیا چھوڑا؟ تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول گھر میں موجود ہے۔ حکایاتِ صحابہ میں یہ قصہ مفصل ذکر کیا گیا ہے اور اس نوع کے دوسرے حضرات کے متعدد واقعات حکایاتِ صحابہ میں بھی لکھ چکا ہوں' وہاں دیکھا جائے تو معلوم ہو کہ ایثار' ہمدردی اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا انہیں حضرات کا حصہ ہے کہ اس کا کچھ ہی شائبہ ہم لوگوں کو مل جائے تو نہ معلوم ہم اس کو کیا سمجھیں' لیکن ان حضرات کے یہاں یہ روزمرہ کے معمولی واقعات تھے' بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق اس سے کیا وضاحت ہو سکتی ہے کہ خود حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآن پاک میں تعریف کے موقع پر فرمایا: ''وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى'' ''اور اس آگ سے وہ شخص دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے'' جو اپنے مال اس غرض سے دیتا ہے کہ پاک ہو جائے اور بجز اپنے عالی شان پروردگار کی رضاجوئی کے کسی کا اس کے ذمہ کوئی احسان نہ تھا کہ اس کا بدلا اتارنا ہو (اس میں نہایت ہی مبالغہ اخلاص کا ہے کیونکہ کسی کے

احسان کا بدلہ اتارنا بھی مطلوب ہے مگر فضیلت میں احسان ابتدائی کے برابر نہیں)۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت شریفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر ابوبکر رونے لگے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں اور میرا مال آپ کے سوا اور کس کا ہے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد صحابہ کرام سے بہت سی روایت میں نقل کیا گیا۔

حضرت سعید بن میتب کی روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال میں اسی طرح تصرف فرماتے تھے جس طرح اپنے مال میں فرماتے ہیں۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر خرچ کر دیئے (یعنی حضور کی خوشنودی میں)۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اسلام لانے کے وقت چالیس ہزار درہم تھے اور ہجرت کے وقت پانچ ہزار رہ گئے تھے' یہ ساری رقم غلاموں کے آزاد کرنے میں اور اسلام کے دوسرے کاموں میں خرچ کیے گئے۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت ابوعبداللہ بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ضعیف ضعیف غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کرتے تھے' ان کے والد ابوقحافہ نے فرمایا کہ اگر تمہیں غلام ہی آزاد کرنے ہیں تو قوی قوی غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کرو کہ وہ تمہاری مدد بھی کر سکیں' وقت پر کام بھی آ سکیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے آزاد کرتا ہوں۔ (درمنثور)

اور حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں ضعیف کمزور کی مدد کا جتنا اجر ہے وہ قوی کی مدد سے بہت زیادہ ہے' ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص ایسا

نہیں ہے جس کا مجھ پر احسان ہو اور میں نے اس کے احسان کا بدلہ نہ دیا ہو' مگر ابوبکر
احسان میرے ذمہ ہے (جس کا بدلہ میں نہیں دے سکا) حق تعالیٰ خود ہی قیامت کے د
اس کے احسان کا بدلہ عطاء فرمائے گا' مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا کہ ابو
کے مال نے دیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

## حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا زہد

امارت' دنیا طلبی اور جاہ پسندی سے قطعی نفرت تھی' خلافت کا بارِ گراں بھی محض اُمت
مرحومہ کو تفریق و اختلاف سے محفوظ رکھنے کے لیے اُٹھا لیا تھا' ورنہ دل سے اس ذمہ دار
کے متمنی نہ تھے' انہوں نے بارہا اپنے خطبوں میں اس حقیقت کی تصریح فرما دی تھی او
اعلان کر دیا تھا کہ کوئی اس بار کو اُٹھانے کے لیے تیار ہو جائے تو وہ نہایت خوشی کے ساتھ
سبکدوش ہو جائیں گے۔

حضرت رافع طائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے کہا کہ آپ سن
رسیدہ بزرگ ہیں' مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ بولے: خدا تم پر رحمت و برکت نازل
فرمائے! نمازیں پڑھو' روزے رکھو' زکوٰۃ دو' حج کرو اور سب سے بڑی نصیحت یہ ہے کہ کبھی
امارت و سیادت نہ قبول کرو' دنیا میں امر کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے' نیز قیامت کے روز
اس کا محاسبہ نہایت سخت ہو گا اور فردِ عمل زیادہ طویل ہو گی۔

ایک مرتبہ انہوں نے پینے کے لیے پانی مانگا' لوگوں نے پانی اور شہد لا کر پیش کیا
لیکن جیسے ہی منہ کے قریب لے گئے' بے اختیار آنکھوں میں آنسو بھر گئے اور اس قدر
روئے کہ تمام حاضرین پر رقت طاری ہو گئی' جب کسی قدر سکون ہوا تو لوگوں نے گریہ
وزاری کی وجہ پوچھی' بولے: ایک روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا' آپ
کسی چیز کو دور دور کہہ رہے تھے' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا چیز ہے جس کو دور فرما
رہے ہیں؟ میں تو کچھ نہیں دیکھتا۔ ارشاد ہوا کہ ظاہر فریب دنیا مجسم ہو کر میرے سامنے
آئی تھی' میں نے اس کو دور کر دیا۔

اس وقت یکا یک یہ واقعہ مجھے یاد آیا اور ڈرا کہ شاید اس کے دامِ تزویر میں پھنس جاؤں۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۷)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام دولت راہِ خدا میں لٹا دی یہاں تک کہ زمانہ خلافت میں اُن پر بیت المال کا چھ ہزار روپیہ قرض چڑھ گیا لیکن بے نیازی دیکھو کہ مسلمانوں کا ایک درہم بھی اپنی ذات پر صرف کرنا یا اولاد کے لیے چھوڑ جانا گوارہ نہ ہوا' وفات کے وقت وصیت فرمائی تو سب سے پہلے یہ فرمایا کہ میرا فلاں باغ بیچ کر بیت المال کا قرض ادا کر دیا جائے اور میرے مال میں جو چیز فاضل نظر آئے وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وفات کے بعد جائزہ لیا گیا تو صرف یہ چیزیں زیادہ نکلیں: ایک غلام' ایک لونڈی اور دو اونٹنیاں' چنانچہ یہ تمام چیزیں اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی گئیں' خلیفہ دوم کی آنکھوں سے عبرت کے آنسو نکل آئے' رو کر بولے: ابوبکر! خدا تم پر رحم کرے! تم نے پس از مرگ بھی زہد کا دامن نہ چھوڑا اور کسی کو نکتہ چینی کا موقع نہ دیا۔

(طبقات ابن سعد' قسم اوّل' جز ثالث' ص ۱۳۷)

## تواضع

نہایت متواضع اور خاکسار تھے اور کسی کام سے ان کو عار نہ تھا۔ اکثر بھیڑ بکریاں تک خود ہی چرا لیتے اور محلّہ والوں کی بکریاں دوہ دیتے تھے۔ چنانچہ منصب خلافت کے لیے جب ان کا انتخاب ہوا تو سب سے زیادہ محلّہ کی ایک لڑکی کو فکر لاحق ہوئی اور اُس نے تاسف آمیز لہجے میں کہا: اب ہماری بکریاں کون دوہے گا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا: خدا کی قسم! میں بکریاں دوہوں گا' امید ہے کہ خلافت مجھے مخلوق کی خدمت گزاری سے باز نہ رکھے گی۔ (طبقات ابن سعد' قسم اوّل' جز ثالث' ص ۱۳۷)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے' خلیفہ ہونے کے بعد بھی حسب معمول کندھے پر کپڑوں کے تھان رکھ کر بازار کی طرف روانہ ہوئے' راہ میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی' انہوں نے کہا: یا خلیفۂ رسول اللہ! کہاں؟ بولے: بازار! انہوں نے کہا: اب آپ مسلمانوں کے حاکم ہیں' چلیئے ہم آپ کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کر دیں گے۔ (ایضا)

لیکن بخاری کی روائیت ہے کہ جب خلافت کی ذمہ داریوں کی وجہ سے آپ اپنا ذاتی کام نہ کر سکے تو صحابہ سے فرمایا کہ میری قوم جانتی ہے کہ میرا پیشہ' میرے اہل وعیال کا بھار اُٹھانے سے قاصر نہ تھا اور اب میں مسلمانوں کے کام میں مصروف ہو گیا ہوں' اس بناء پر آل ابوبکر اس مال میں سے کھائیں گے اور مسلمانوں کے لیے تجارت کریں گے' صحابہ نے اسے منظور کر لیا۔ (بخاری)

دارالخلافہ سے کوئی فوجی مہم روانہ ہوتی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ضعف و کبر سنی کے باوجود دور تک پا پیادہ ساتھ جاتے تھے' اگر کوئی افسر تعظیماً گھوڑے سے اترنا چاہتا تو روک کر فرماتے: اس میں کیا مضائقہ ہے' اگر میں تھوڑی دور تک راہِ خدا میں اپنا پاؤں غبار آلود کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو پاؤں راہِ خدا میں غبار آلود ہوتے ہیں' خدا ان پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

عجز و تواضع کی انتہا یہ تھی کہ لوگ جانشینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے تعظیم و توقیر کرتے تھے تو آپ کو تکلیف ہوتی اور فرماتے: مجھے لوگوں نے بہت بڑھا دیا ہے۔ کوئی مدح و ستائش کرتا تو فرماتے: اے خدا! تو میرا حال مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور میں اپنی کیفیت ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں' خدایا! تو ان کے حسن ظن سے مجھے بہتر ثابت کر' میرے گناہوں کو بخش دے اور لوگوں کی بے جا تعریف کا مجھ سے مواخذہ نہ کر۔

غایت تواضع سے تکبر و غرور کی علامات سے بھی خوف زدہ ہو جاتے۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تکبر سے اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے چلتا ہے' قیامت کے روز خدا اس کی طرف نگاہ نہ کرے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرا دامن بھی کبھی کبھی لٹک جاتا ہے' ارشاد ہوا: تم تکبر سے ایسا نہیں کرتے۔ (بخاری' کتاب المناسب' مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ)

## انفاق فی سبیل اللہ

مال و دولت اگر صحیح مصرف اور مناسب موقع پر صرف ہو' تو اس کی قدر و قیمت غیر متناہی ہو جاتی ہے' روٹی کا ایک خشک ٹکڑا شدت گرسنگی میں خوانِ نعمت ہے' لیکن آسودگی میں الوانِ زحمت بھی ہے' حقیقت شے ہے' یہی وجہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے جن لوگوں نے اپنی جان و مال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کی ہے' ان کو قرآن نے مخصوص عظمت و فضیلت کا مستحق قرار دیا ہے:

لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ (الحدید:۱۰)

''تم میں وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خدا کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا' وہ دوسرے مسلمانوں کے برابر نہیں ہو سکتے بلکہ یہ اُن لوگوں سے درجہ میں بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح مکہ خرچ کیا اور لڑے''۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس قبولِ اسلام کے وقت چالیس ہزار درہم نقد موجود تھے' انہوں نے یہ تمام دولت راہِ خدا میں صرف کر دی۔

(ابن سعد جز ۳' قسم اول' ص ۱۲۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اس فیاضی کے برمحل ہونے کا اعتراف فرمایا:

ما نفعنى مال احد قط ما نفعنى مال ابى بكر رضى الله عنه ۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۳۱۶)

''ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے زیادہ کوئی مال میرے لیے مفید نہ ہوا''۔

اس فیاض کے ساتھ اخلاص کا یہ عالم تھا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جب بطور تشکر و امتنان فرماتے:

''جان و مال کے لحاظ سے مجھ پر ابو بکر سے زیادہ کسی کا احسان نہیں''۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۳۱۶)

تو آبدیدہ ہو کر عرض کرتے: یارسول اللہ! جان و مال سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے ہے۔

آغازِ اسلام میں جن لوگوں نے دعوئ توحید کو لبیک کہا تھا' ان میں ایک بڑی تعداد غلاموں اور لونڈیوں کی تھی جو اپنے مشرک آقاؤں کے پنجۂ ستم میں گرفتار تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اکثروں کو آزاد کر دیا' جن میں بعض کے نام یہ ہیں: بلال' عامر بن فہیرہ' نذیر' جاریہ بن موبل' نہدیہ' بنت نہدیہ رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صدقات و خیرات میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارہا مسابقت کی کوشش کی لیکن وہ کبھی بھی ان کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہوئے' ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صدقہ نکالنے کا حکم دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس معمول سے زیادہ سرمایہ موجود تھا' انہوں نے خیال کیا کہ آج حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جانے کا موقع ہے' چنانچہ وہ اپنا نصف مال لے کر آستانۂ نبوت پر حاضر ہوئے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم نے اہل و عیال کے لیے کس قدر رہنے دیا ہے؟ بولے: اسی قدر' لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا کل سرمایہ لائے تھے' ان سے جب سوال کیا تو انہوں نے عرض کی: ان کے لیے خدا اور اس کا رسول ہے۔ اس ایثار و قربانی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھل گئیں' بولے: اب میں کبھی ان سے سبقت نہیں لے سکتا۔ (ترمذی' مناقب ابی بکر)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فیاضی کا سلسلہ آخری لمحۂ حیات تک جاری رہا' یہاں تک کہ وفات کے وقت بھی آپ نے فقراء و مساکین کو فراموش نہ کیا اور اپنے مال میں ان کے لیے ایک خمس کی وصیت فرما دی۔ (ایضاً ص ۳۲۴)

## عوام الناس کی خدمت

خلق اللہ کی نفع رسانی اور خدمت گزاری میں ان کو خاص لطف حاصل ہوتا تھا' اکثر محلہ والوں کا کام کر دیتے تھے' بیماروں کی تیمارداری فرماتے اور اپنے ہاتھ سے ضعیف وناتواں اشخاص کی خدمت سرانجام دینے میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ اطرافِ مدینہ میں ایک نابینا عورت تھی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روز علی الصبح اس کے جھونپڑے میں جا کر ضروری خدمات انجام دیتے تھے' کچھ دنوں بعد انہوں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص ان سے بھی پہلے اس کارِ ثواب سے بہرہ یاب ہو جاتا ہے' ایک روز بہ نظرِ تفتیش کچھ رات رہتے ہوئے آئے تو دیکھا خلیفہٴ اوّل یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس ضعیفہ کی خدمت گزاری سے فارغ ہو کر جھونپڑے سے باہر نکل رہے ہیں۔ بولے:

انت العمری یا خلیفه رسول اللّٰه!

"قسم ہے! کیا روز آپ ہی سبقت کر جاتے ہیں؟"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات رات بھر نمازیں پڑھتے تھے' دن کو اکثر روزے رکھتے' خصوصاً موسم گرما روزوں ہی میں بسر ہوتا' خضوع وخشوع کا یہ عالم تھا کہ نماز میں لکڑی کی طرح بے حس وحرکت نظر آتے' رقت اس قدر طاری ہوتی کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی تھیں۔ خوفِ محشر اور عبرت پذیری سے دنیا کا ذرہ ذرہ ان کے لیے سرمایہٴ عبرت تھا' کوئی سرسبز درخت دیکھتے تو کہتے: کاش! میں درخت ہی ہوتا کہ عاقبت کے جھگڑوں سے چھوٹ جاتا' کسی باغ کی طرف گزرتے اور چڑیوں کو چہچہاتے دیکھتے تو آہ سرد کھینچ کر فرماتے: پرندو! تمہیں مبارک ہو کہ دنیا میں چرتے چگتے ہو' درخت کے سایہ میں بیٹھتے ہو اور قیامت کے روز تمہارا کوئی حساب کتاب نہیں' کاش! ابوبکر بھی تمہاری طرح ہوتا۔ (کنز العمال ج۶ ص ۳۱۶)

قرآن شریف کی تلاوت فرماتے تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے اور اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتے کہ آس پاس کے تمام لوگ جمع ہو جاتے' نرم دلی اور

رقتِ قلب کے باعث بات بات پر آہ سرد کھینچتے یہاں کہ ''اَوَّاہٌ مُّنِیبٌ'' ان کا نام ہو گیا تھا۔

نیکوکاری وحصولِ ثواب کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے' ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا:

آج تم میں سے روزہ سے کون ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں ہوں۔

پھر فرمایا: آج کسی نے جنازہ کی مشایعت کی ہے؟ کسی نے مسکین کو کھانا دیا ہے؟ اور کسی نے مریض کی عیادت کی ہے؟

ان سوالوں کے جواب میں جو زبان گویا ہوئی وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تھی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ایک دن میں اس قدر نیکیاں جمع کی ہوں وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔ (مسلم' فضائل ابی بکر)

## آپ رضی اللہ عنہ کا لباس وغذا

زندگی نہایت سادہ تھی' موٹے جھوٹے کپڑے استعمال کرتے تھے' دستر خوان بھی پُر تکلف نہ تھا۔ خلافت کے بعد یہ سادگی اور ترقی کر گئی تھی۔ چنانچہ وفات کے وقت انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جب سے خلافت کا بار میرے سر پر آیا ہے' میں نے معمولی سے معمولی غذا اور موٹے جھوٹے پر قناعت کی ہے' مسلمانوں کے مال میں سے میرے پاس ایک حبشی غلام' ایک اونٹ اور اس پرانی چادر کے سوا اور کچھ نہیں ہے' میرے بعد یہ تمام چیزیں عمر بن خطاب کو واپس دے کر ان سے بری ہو جانا۔

(طبقات ابن سعد' قسم اول' ج ۳ ص ۱۳۹)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چونکہ اپنی تمام دولت اسلام پر نثار کر دی تھی' اس لیے عسرت وناداری کے باعث بارہا دو دو' تین تین وقت فاقے سے گزر جاتے تھے' ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں بھوک

سے بے قرار دیکھا' فرمایا: میں بھی تمہاری طرح سخت بھوکا ہوں' حضرت ابوالہیثم انصاری رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے گھر پر کھانے کی دعوت دی۔

(مؤطا امام مالک ص ۳۷۱)

## ذریعۂ معاش

تجارت اصلی ذریعۂ معاش تھی' فرماتے ہیں کہ میں قریش میں سب سے بڑا اور متمول تاجر تھا۔ عہد اسلام میں بھی یہی مشغلہ جاری رہا اور مالِ تجارت لے کر دور دراز ممالک کا سفر اختیار فرمایا' چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک سال پہلے' تجارت کے خیال سے بصریٰ تشریف لے گئے۔

خلافت کا بار جب سر پر آیا' تو قدرۃً ان کا تمام وقت مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے وقف ہو گیا' اس بناء پر صحابہ نے مشورہ کر کے روزانہ آدھی بکری کا گوشت اور ان کے اہل و عیال کے کپڑے اور کھانا مقرر کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو منظور کر کے فرمایا:

قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار میرے اہل و عیال کی حاجت روائی سے قاصر نہ تھا' لیکن اب جبکہ مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوں تو ابوبکر کا خاندان حسبِ ضرورت ان کے مال سے کھائے گا اور ان کا کام کرے گا۔

(بخاری' کتاب البیوع' باب کسب الرجل وعملہ بیدہ ج ا ص ۲۷۸)

ابن سعد نے وظیفہ کی تفصیل یہ بیان کی ہے کہ ان کو دو چادریں ملتی تھیں جب وہ پرانی ہو جاتی تھیں تو انہیں واپس کر کے دوسری لیتے تھے' سفر کے موقع پر سواری اور خلافت سے پہلے جو خرچ تھا' اسی کے موافق اپنے اور اپنے متعلقین کے لیے خرچ لیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خیبر میں ایک جاگیر مرحمت فرمائی تھی' اس کے علاوہ انہوں نے اطراف مدینہ اور بحرین میں دوسری جاگیریں بھی حاصل کی تھیں۔

## سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا زہد وقناعت

دنیا طلبی اور حرص تمام بداخلاقیوں کی بنیاد ہے‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے طبعی نفرت تھی‘ یہاں تک کہ خود اُن کے ہم مرتبہ معاصرین کو اعتراف تھا کہ وہ زہد وقناعت کے میدان میں سب سے آگے ہیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قدامتِ اسلام اور ہجرت کے لحاظ سے بہت سے لوگوں کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر فوقیت حاصل ہے لیکن زہد وقناعت میں وہ سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ دینا چاہتے تو وہ عرض کرتے کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند لوگ موجود ہیں جو اس عطیہ کے زیادہ مستحق ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے کہ اس کو لے لو‘ پھر تمہیں اختیار ہے کہ اپنے پاس رکھو یا صدقہ کرو‘ انسان کو اگر بے طلب مل جائے تو لے لینا چاہیے۔

(ابوداؤد‘ کتاب الزکوٰۃ‘ باب فی الاستنفاف)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جسم کبھی نرم اور ملائم کپڑے سے مس نہیں ہوا‘ ان پر بارہ بارہ پیوند کا کرتہ‘ سر پر پھٹا ہوا عمامہ اور پاؤں میں پھٹی ہوئی جوتیاں ہوتی تھیں۔ اسی حالت میں وہ قیصر وکسریٰ کے سفیروں سے ملتے تھے اور وفود کو باریاب کرتے تھے‘ مسلمانوں کو شرم آتی تھی مگر اقلیم زہد کے شہنشاہ کے آگے کون زبان کھولتا‘ ایک دفعہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے کہا: امیر المؤمنین! اب خدا نے مرفہ الحال کیا ہے‘ بادشاہوں کے سفراء اور عرب کے وفود آتے رہتے ہیں‘ اس لیے آپ کو اپنے طرزِ معاشرت میں تغیر کرنا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: افسوس! تم دونوں اُمہات المؤمنین ہو کر دنیا طلبی کی ترغیب دیتی ہو‘ عائشہ! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کو بھول گئیں کہ تمہارے گھر صرف ایک کپڑا تھا جس کو دن کو بچھاتے تھے اور رات کو اوڑھتے تھے‘ حفصہ! تم کو یاد نہیں کہ ایک دفعہ تم نے فرش کو دوہرا کر کے بچھا دیا تھا‘ اس کی نرمی کے باعث حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر سوتے رہے‘ بلال رضی اللہ عنہ نے

اذان دی تو آنکھ کھلی' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حفصہ! تم نے یہ کیا کیا' فرش کو دہرا کر دیا کہ میں صبح تک سوتا رہا' مجھے دنیاوی راحت سے کیا تعلق ہے؟ اور فرش کی نرمی کی وجہ سے تو نے مجھے غافل کر دیا''۔ (کنزالعمال ج ٦)

ایک دفعہ گزی (موٹا سوتی کپڑا) کا کرتہ ایک شخص کو دھونے اور پیوند لگانے کے لیے دیا' اُس نے اس کے ساتھ ایک نرم کپڑے کا کرتہ پیش کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو واپس کر دیا اور اپنا کرتہ لے کر کہا: اس میں پسینہ خوب جذب ہوتا ہے۔

(ایضاً ص ۳۴٦)

کپڑا عموماً گرمی میں بنواتے تھے اور پھٹ جاتا تو پیوند لگاتے چلے جاتے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق گفتگو کی تو فرمایا: مسلمانوں کے مال میں اس سے زیادہ تصرف نہیں کر سکتا' ایک دفعہ دیر تک گھر میں رہے' باہر آئے تو لوگ انتظار کر رہے تھے' معلوم ہوا کہ پہننے کو کپڑے نہ تھے' اس لیے ان ہی کپڑوں کو دھو کر سوکھنے کو ڈال دیا تھا' خشک ہوتے ہی وہی پہن کر باہر نکلے۔

غذا بھی عموماً بہت سادہ ہوتی تھی' معمولی روٹی اور روغنِ زیتون دسترخوان پر ہوتا تھا' روٹی اگرچہ گیہوں کی ہوتی تھی لیکن آٹا چھانا نہیں جاتا تھا۔ مہمان یا سفراء آتے تھے تو کھانے کی ان کو تکلیف ہوتی تھی کیونکہ وہ ایسی سادی اور معمولی غذا کے عادی نہیں تھے۔ حفص بن ابی العاص رضی اللہ عنہ اکثر کھانے کے وقت موجود ہوتے تھے لیکن شریک نہیں ہوتے تھے' ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی تو کہا کہ آپ کے دسترخوان پر سادہ اور معمولی غذا ہوتی ہے کہ ہم لوگ اپنے لذیذ کھانوں پر اس کو ترجیح نہیں دے سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں قیمتی اور لذیذ کھانا کھانے کی مقدرت نہیں رکھتا؟ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر قیامت کا خوف نہ ہوتا تو میں بھی تم لوگوں کی طرح دنیاوی عیش و عشرت کا دلدادہ ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر شخص کو اپنی طرح زہد اور سادگی کی حالت میں دیکھنا چاہتے تھے' وقتاً فوقتاً اپنے عمال اور حکام کو ہدایت کرتے رہتے تھے کہ رومیوں اور عجمیوں کی طرزِ معاشرت نہ اختیار کریں' سفر شام میں جب انہوں نے افسروں کو اس وضع میں دیکھا کہ بدن پر حریر و دیباج کے حلّے اور پُرتکلف قبائیں ہیں اور وہ اپنی زرق برق پوشاک اور ظاہری شان و شوکت سے عجمی معلوم ہوتے ہیں تو آپ کو اس قدر غصہ آیا کہ گھوڑے سے اتر پڑے اور سنگریزے اُٹھا کر پھینکے اور فرمایا کہ اس قدر جلد تم نے عجمی عادتیں اختیار کرلیں۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص جس کو انہوں نے یمن کا عامل مقرر کیا تھا' اس صورت سے ملنے آیا کہ لباسِ فاخرہ زیب تن کیے ہوئے تھے اور بالوں میں خوب تیل پڑا ہوا تھا' اس وضع کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے اور وہ کپڑے اتروا کر موٹا جھوٹا کپڑا پہنایا۔

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ عراق کی ایک مہم پر روانہ کیے گئے' وہ وہاں سے کامیاب ہوکر تزک و احتشام کے ساتھ واپس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے زرق برق پوشاک دیکھ کر منہ پھیر لیا' وہ لوگ امیر المؤمنین کو برہم دیکھ کر دربار سے اُٹھ آئے اور عرب سے سادہ پوشاک زیب تن کر کے پھر حاضر ہوئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس لباس میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرداً فرداً ہر ایک سے بغلگیر ہوئے۔

قناعت کا یہ حال تھا کہ اپنے زمانۂ خلافت میں چند برس تک مسلمانوں کے مال سے ایک ذرّہ نہیں لیا حالانکہ فقر و فاقہ سے حالت تباہ تھی' صحابہ نے ان کی عسرت اور تنگدستی کو دیکھ کر اس قدر تنخواہ مقرر کر دی جو معمولی خوراک اور لباس کے لیے کافی ہو' لیکن شہنشاہِ قناعت نے اس شرط پر قبول کیا کہ جب تک ضرورت ہے لوں گا اور جب میری مالی حالت درست ہو جائے گی کچھ نہ لوں گا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میرا حق مسلمانوں کے مال میں اسی قدر ہے جس قدر یتیم کے مال میں ولی کا ہوتا ہے۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۳۳۰)

فرماتے: میں اپنی ذات پر اس سے زیادہ نہیں صرف کر سکتا جس قدر خلافت سے پہلے اپنے مال میں سے صرف کرتا تھا۔ ایک دفعہ ربیع بن زیاد حارثی نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کو خدا نے جو مرتبہ بخشا ہے اس کے لحاظ سے آپ دنیا میں سب سے زیادہ عیش و نشاط کی زندگی کے مستحق ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت خفا ہوئے اور فرمایا: میں قوم کا امین ہوں امانت میں خیانت کب جائز ہے؟ (کنز العمال ج۶ ص ۳۴۶)

ایک دفعہ عتبہ بن فرقد شریک طعام تھے اور اُبلا ہوا گوشت اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے زبردستی حلق سے فرو (نیچے) کر رہے تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سے نہیں کھایا جاتا تو نہ کھاؤ' عتبہ سے رہا نہ گیا اور کہنے لگے: امیر المؤمنین! اگر آپ اپنے کھانے پہننے میں کچھ زیادہ صرف کریں گے تو اس سے مسلمان کا مال کچھ کم نہ ہو جائے گا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: افسوس! تم مجھے دنیاوی عیش و تنعیم کی ترغیب دیتے ہو۔

(کنز العمال ج۶ ص ۳۴۸)

اپنے وسیع کنبہ کے لیے بیت المال سے صرف دو درہم روزانہ لیتے تھے اور تکلیف وعسرت کے ساتھ بسر کرتے تھے' ایک دفعہ حج میں اسّی درہم صرف ہو گئے تو اس کا افسوس ہوا اور اسے اسراف تصور کیا۔ کپڑے پھٹ جاتے تھے' لیکن اس خیال سے کہ بیت المال پر بار نہ پڑے' اسی میں پیوند پر پیوند لگاتے جاتے تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے' میں نے شمار کیا تو ان کے تہبند پر بارہ پیوند لگے تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے زمانۂ خلافت میں دیکھا کہ اُن کے کرتہ کے مونڈھے پر تہہ بہ تہہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ غرض عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے زہد وقناعت کا جو نمونہ پیش کیا' دنیا کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کی عظمت وشان کے تاج پر زہد وقناعت ہی کا طرہ زیب دیتا ہے۔

خلافت کے بارِگراں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ محتاط بنا دیا

تھا' کیونکہ اس وقت ان کی معمولی بے احتیاطی اور فروگزاشت قوم کے لیے صدہا خرابیوں کا باعث ہو سکتی تھی اور مشکوک طبائع ان کی ذرا سی لغزش سے طرح طرح کے افسانے اختراع کر سکتے تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو کبھی ملکی عہدے نہیں دیئے کہ اس میں جانبداری پائی جاتی تھی' عمال و حکام کے تحائف واپس کر دیتے اور اس سختی سے چشم نمائی کرتے کہ پھر کسی کو جرأت نہ ہوتی۔ ایک دفعہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے آپ کی زوجہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا کے پاس ہدیۃً ایک نفیس چادر بھیجی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ابوموسیٰ اشعری کو بلا کر کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۳۵۰)

اسی طرح ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیت المال کا جائزہ لیا تو وہاں ایک درہم موجود تھا' انہوں نے اس خیال سے کہ یہ یہاں کیوں پڑا رہے' اُٹھا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو دے دیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے درہم واپس لے کر بیت المال میں داخل کر دیا اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ افسوس! تم کو مدینہ میں آل عمر کے سوا اور کوئی کمزور نظر نہ آیا' تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن تمام اُمت محمدیہ کا مطالبہ میری گردن پر ہو۔

فتح شام کے بعد قیصر روم سے دوستانہ مراسم ہو گئے تھے اور خط و کتابت رہتی تھی' ایک دفعہ اُم کلثوم (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ) نے قیصر روم کے پاس تحفہ کے طور پر عطر کی چند شیشیاں بھیجیں' اس نے اس کے جواب میں شیشیوں کو جواہرات سے بھر کر بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ گو عطر تمہارا تھا' لیکن قاصد جو لے کر گیا تھا وہ سرکاری تھا اور اس کے مصارف عام آمدنی سے ادا کیے گئے تھے' چنانچہ جواہرات لے کر بیت المال میں داخل کر دیئے اور ان کو کچھ معاوضہ دے دیا۔ اسی طرح ایک بازار میں ایک فربہ اونٹ فروخت ہوتے دیکھا' دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ کے صاحبزادے عبداللہ کا ہے' اس سے پوچھا کہ یہ اونٹ کیسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے

اس کو خرید کر سرکاری چراگاہ میں بھیج دیا تھا اور اب کچھ فربہ ہو گیا ہے تو بیچنا چاہتا ہوں۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چونکہ یہ سرکاری چراگاہ میں فربہ ہوا ہے' اسی لیے تم صرف رأس المال کے مستحق ہو اور بقیہ قیمت لے کر بیت المال میں داخل کر دی۔

(ایضاً ص ۳۵۷)

خلافت سے پہلے آپ تجارت کرتے تھے' بیت المال سے وظیفہ مقرر ہونے سے پیشتر تک کچھ دنوں زمانۂ خلافت میں بھی یہ مشغلہ جاری تھا' ایک دفعہ شام کی طرف مال بھیجنا چاہا' روپیہ کی ضرورت ہوئی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے قرض طلب کیا' انہوں نے کہا: آپ امیر المؤمنین ہیں' بیت المال سے اس قدر رقم قرض لے سکتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیت المال سے نہیں لوں گا کیونکہ اگر ادا کرنے سے پہلے مر جاؤں گا' تو تم لوگ میرے ورثاء سے مطالبہ نہ کرو گے اور یہ بار میرے سر رہ جائے گا' اس لیے چاہتا ہوں کہ کسی ایسے شخص سے لوں جو میرے متروکہ سے وصول کرنے پر مجبور ہو۔ (طبقات ابن سعد جلد ثالث' قسم اوّل' ص ۱۹۹)

ایک دفعہ بیمار ہوئے' طبیبوں نے شہد تجویز کیا' بیت المال میں شہد موجود تھا لیکن قلبِ متقی بغیر مسلمانوں کی اجازت کے لینے پر راضی نہ تھا۔ چنانچہ اسی حالت میں مسجد میں تشریف لائے اور مسلمانوں کو جمع کر کے اجازت طلب کی' جب لوگوں نے اجازت دے دی تو استعمال فرمایا۔ (ایضاً ص ۱۹۸)

بحرین سے مالِ غنیمت میں مشک وعنبر آیا' اس کو مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے لیے ایسے شخص کی تلاش ہوئی جس کو عطریات کے وزن میں دستگاہ ہو' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس کام کو کر سکتی ہوں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم سے یہ کام نہیں لوں گا کیونکہ مجھے خوف ہے کہ تمہاری انگلیوں میں جو کچھ لگ جائے گا' اسے اپنے جسم پر لگاؤ گی اور اس طرح عام مسلمانوں سے زیادہ میرے حصہ میں آ جائے گا۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۳۵۰)

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عراق سے زیورات بھیجے اس وقت آپ کی گود میں آپ کی سب سے محبوب یتیم بھتیجی اسماء بنت زید کھیل رہی تھی، اس نے ایک انگوٹھی ہاتھ میں لے لی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بالطائف الحیل (حیلے بہانے سے) اس سے لے کر زیورات میں ملا دی اور لوگوں سے کہا کہ اس لڑکی کو میرے پاس سے لے جاؤ۔ اسی طرح عبداللہ بن ارقم نے معرکہ جلولا کے بعد زیورات بھیجے تو آپ کے ایک صاحبزادے نے ایک انگوٹھی کی درخواست کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سوال پر خفا ہوئے اور کچھ نہ دیا۔ (ایضا)

ایک دفعہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر کہ مالِ غنیمت آیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور کہا: امیر المؤمنین! اس میں میرا حق مجھ کو عنایت فرمائیں، میں ذوالقربیٰ میں سے ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نورِ نظر! تیرا حق میرے خاص مال میں ہے، یہ تو غنیمت کا مال ہے، افسوس ہے کہ تو نے اپنے باپ کو دھوکا دینا چاہا، وہ بے چاری خفیف ہو کر چلی گئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمنا تھی کہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی تھی مگر خیال یہ تھا کہ شاید خلافت کے رعب نے انہیں مجبور کیا ہو اس لیے اپنے صاحبزادے کو وصیت فرمائی کہ مرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر اجازت لی جائے، اگر اذن ہو تو خیر ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ اسی طرح وفات کے بعد بھی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ورع وتقویٰ کا بدیع المثال نمونہ پیش کیا۔

## آپ رضی اللہ عنہ کی تواضع

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان اور رعب وداب کا ایک طرف تو یہ حال تھا کہ محض نام سے قیصر وکسریٰ کے ایوانِ حکومت میں لرزہ پیدا ہو جاتا تھا، دوسری طرف تواضع اور خاکساری کا یہ عالم تھا کہ کاندھے پر مشک رکھ کر بیوہ عورتوں کے لیے پانی

بھرتے تھے' مجاہدین کی بیویوں کا بازار سے سودا سلف خرید کر لا دیتے تھے' پھر اس حالت میں تھک کر مسجد کے گوشے میں فرشِ خاک پر لیٹ جاتے تھے۔

ایک دفعہ اپنے ایامِ خلافت میں سر پر چادر ڈال کر باہر نکلے' ایک غلام کو گدھے پر سوار جاتے دیکھا' چونکہ تھک گئے تھے' اس لیے اپنے ساتھ بٹھا لینے کی درخواست کی' اس کے لیے اس سے زیادہ کیا شرف ہو سکتا تھا' فوراً اتر پڑا اور سواری کے لیے اپنا گدھا پیش کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنی وجہ سے تمہیں تکلیف نہیں دے سکتا' تم جس طرح سوار تھے سوار رہو' میں تمہارے پیچھے بیٹھ لوں گا' غرض اسی حالت میں مدینہ کی گلیوں میں داخل ہوئے' لوگ امیر المؤمنین کو ایک غلام کے پیچھے دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔

آپ کو بارہا سفر کا اتفاق ہوا لیکن خیمہ وخرگاہ (سلاطین وامراء کا خیمہ) کبھی ساتھ نہیں رہا' درخت کا سایہ شامیانہ اور فرشِ خاک بستر تھا۔ سفر شام کے موقع پر مسلمانوں نے اس خیال سے کہ عیسائی امیر المؤمنین کے معمولی لباس اور بے سروسامانی کو دیکھ کر اپنے دل میں کیا کہیں گے؟ سواری کے لیے ترکی گھوڑا اور پہننے کے لیے قیمتی لباس پیش کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا نے ہم کو جو عزت دی ہے' وہ اسلام کی عزت ہے اور ہمارے لیے بس یہی ہے۔

ایک دن صدقہ کے اونٹوں کے بدن پر تیل مل رہے تھے' ایک شخص نے کہا: امیر المؤمنین! یہ کام کسی غلام سے لیا ہوتا؟ بولے: مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے؟ جو شخص مسلمانوں کا والی ہے' وہ ان کا غلام بھی ہے۔ (سیر الصحابہ' حصہ اول)

## سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زہد

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اگرچہ کچھ اپنی خلقی ناتوانی اور ضعف پیری کے باعث اور کسی قدر اس سبب سے کہ انہوں نے ناز و نعمت میں پرورش پائی تھی' ہلکی غذا اور نرم پوشاک استعمال کرنے پر مجبور تھے' اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح موٹا جھوٹا

کپڑا اور روکھا پھیکا نہیں کھا سکتے تھے' لیکن اس سے یہ قیاس نہیں کرنا چاہیے کہ آپ عیش وتنعم کے گرویدہ تھے' بلکہ انہوں نے باوجود غیر معمولی دولت وثروت کے کبھی امیرانہ زندگی اختیار نہیں فرمائی اور نہ کبھی صرف زیب وزینت کی چیزیں استعمال کیں۔ قز ایک خوش وضع رومی کپڑا تھا جو عرب کا مطبوع عام لباس تھا' امراء تو امراء متوسط درجہ کے لوگ بھی اس کو پہننے لگے تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کبھی اس کو استعمال نہ فرمایا' اور نہ اپنی بیویوں کو استعمال کرنے دیا۔

تواضع اور سادگی کا یہ حال تھا کہ گھر میں بیسیوں لونڈی اور غلام موجود تھے لیکن اپنا کام آپ ہی کر لیتے تھے اور کسی کو تکلیف نہ دیتے' رات کو تہجد کے لیے اُٹھتے اور کوئی بیدار نہ ہوتا تو خود ہی وضو کا سامان کر لیتے اور کسی کو جگا کر نیند خراب نہ فرماتے۔ اگر کوئی درشت کلامی کرتا تو آپ نرمی سے جواب دیتے۔ ایک دفعہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اثنائے گفتگو میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے والد کی شرافت پر طعنہ زنی کی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نرمی سے جواب دیا کہ عہدِ اسلام میں زمانۂ جاہلیت کا کیا تذکرہ ہے۔ (طبری ص ۲۹۶۹)

اسی طرح ایک دفعہ جمعہ کے روز منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی: عثمان! توبہ کر اور اپنی بے اعتدالیوں سے باز آ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اُٹھایا اور کہا:

اللّٰھم انی اوّل تائب تاب الیك ۔ (ایضاً ص ۲۹۷۲)

''اے خدا! میں پہلے توبہ کرنے والا ہوں' جس نے تیری درگاہ میں رجوع کیا''۔

آپ نے مسلمانوں کے مال میں ہمیشہ ایثار سے کام لیا' چنانچہ آپ نے زمانۂ خلافت میں ذاتی مصارف کے لیے بیت المال سے ایک حبہ نہیں لیا اور اس طرح گویا اپنا مقررہ وظیفہ عام مسلمانوں کے لیے چھوڑ دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سالانہ وظیفہ پانچ ہزار درہم تھا۔ اس حساب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بارہ سالہ مدتِ خلافت میں ساٹھ ہزار درہم کی گراں قدر رقم مسلمانوں کے لیے چھوڑ دی جو درحقیقت ایثارِ نفس کا نمونہ ہے۔

## آپ رضی اللہ عنہ کی فیاضی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عرب میں سب سے زیادہ دولت مند تھے' اس کے ساتھ خدا نے فیاض طبع بھی بنایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی فیاضی' اپنے مال و دولت سے اس وقت اسلام کو فائدہ پہنچایا' جب اس اُمت میں کوئی دوسرا ان کا ہمسر موجود نہ تھا۔

مدینہ میں تمام کنوئیں کھاری تھے' صرف بئر رومہ جو ایک یہودی کی ملکیت میں تھا' شیریں تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رفاہِ عامہ کے خیال سے اس کو بیس ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ اسی طرح جب مسلمانوں کی کثرت ہوئی اور مسجد نبوی میں جگہ کی تنگی کے باعث نمازیوں کو تکلیف ہونے لگی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک گراں قدر رقم صرف کر کے اس کی توسیع کرائی۔

آپ کی فیاضی کا سب سے زیادہ نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ہزاروں روپے کے صرف سے مجاہدین کو آراستہ کیا۔ یہ فیاضی ایسے وقت میں ظاہر ہوئی جبکہ عام طور پر مسلمانوں کی عسرت اور تنگی نے پریشان کر رکھا تھا اور دوسری طرف قیصر روم کی جنگی تیاریوں سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشویش دامن گیر تھی۔

مذکورہ بالا فیاضیوں کے علاوہ روزانہ جود و کرم اور صدقات و خیرات کا سلسلہ جاری رہتا تھا' ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے تھے۔ (نزہۃ الابرار قلمی' ص ۱۴۱' کتب خانہ حبیب گنج)

بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کرتے تھے' مسلمانوں کی عسرت و تنگ حالی سے ان کو دلی صدمہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایک جہاد میں ناداری و مفلسی کے باعث مسلمانوں کے چہرے اداس تھے اور اہلِ نفاق ہشاش ہر طرف اکڑتے پھرتے تھے۔ اسی وقت چودہ اونٹوں پر سامانِ خورد و نوش بار کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ اس کو

مسلمانوں میں تقسیم کرا دیں۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۳۷۴)

## اعزہ اور احباب کے ساتھ حسنِ سلوک

اعزہ اور احباب کے ساتھ بہترین حسنِ سلوک ہوتا تھا' ان کی پرورش فرماتے تھے۔ آپ کے چچا حکم بن العاص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کو جلاوطن کر دیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوت میں کوشش کر کے ان کی خطا معاف کرائی اور اپنے عہد میں مدینہ بلوایا اور حبیبِ خاص ﷺ ان کی اولاد کو ایک لاکھ درہم عطاء فرمائے۔ (طبری ص ۲۹۵۴)

اور ان کے لڑکے مروان سے اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح کر کے جہیز میں ایک لاکھ درہم عطاء فرمائے۔

عبداللہ بن عامر' عبداللہ بن ابی سرح' عثمان بن ابی العاص' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ' عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نہایت قریبی رشتہ دار تھے اور ان کے عہدِ خلافت میں ممتاز عہدوں پر متعین رہے۔

احباب کے ساتھ بھی یہی سلوک تھا' ان کی ضرورت پوری کرنے کے لئے بڑی بڑی رقمیں قرض دیتے تھے اور بسا اوقات واپس نہیں لیتے تھے' ایک دفعہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک بڑی رقم قرض لی۔ کچھ دنوں بعد واپس دینے آئے تو لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ یہ تمہاری مروّت کا صلہ ہے۔ (طبری ص ۳۰۳۷)

معاش کا اصلی ذریعہ تجارت تھا' عرب میں کوئی ان سے بڑا دولت مند نہ تھا' اس غیر معمولی دولت وثروت کے باعث ان کو غنی کا خطاب دیا گیا تھا۔

فتح خیبر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو جو اس معرکہ میں شریک تھے' جاگیریں عطا کی تھیں' عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں بھی ایک قطعہ زمین آیا تھا' اس کے علاوہ انہوں نے مختلف مقامات میں جائیدادیں خریدی تھیں۔ مدینہ سے قرب مقامِ بقیع میں بھی ایک نہایت وسیع قطعہ خریدا تھا' جس کو انہوں نے قبرستان کے لیے

وقف فرما دیا تھا۔

جہاں تک معلوم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خود زراعت نہیں فرماتے تھے۔ البتہ اپنی زمین کو بٹائی پر دیتے تھے کہ پیداوار میں سے دو ثلث کاشت کار کو ملتا تھا اور صرف ایک ثلث آپ کا حق ہوتا تھا۔

ضعف اور پیری کے باعث غذا عموماً نرم' ہلکی اور زود ہضم تناول فرماتے تھے' دستر خوان پر عموماً اعزہ واحباب کا مجمع رہتا تھا۔

آپ صبر وتحمل کا پیکر تھے' مصائب وآلام کو نہایت صبر وسکون کے ساتھ برداشت کرتے تھے' شہادت کے موقع پر چالیس دن تک جس بردباری' ضبط اور تحمل کا اظہار آپ کی ذات سے ہوا' وہ اپنی آپ نظیر ہے۔ سینکڑوں وفا شعار غلام اور ہزاروں معاون وانصار سرفروشی کے لیے تیار تھے' مگر اس ایوبِ وقت نے خون ریزی کی اجازت نہ دی اور اپنے اخلاقِ کریمانہ کا آخری منظر دکھا کر ہمیشہ کے لیے دنیا سے روپوش ہو گیا۔

## سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی امانت ودیانت

آپ ایک امین (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے تربیت یافتہ تھے' اس لیے ابتداء ہی سے امین تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی امانتیں جمع رہتی تھیں۔ جب آپ نے ہجرت فرمائی تو ان امانتوں کی واپسی کی خدمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی' اپنے عہدِ خلافت میں آپ نے مسلمانوں کی امانت بیت المال کی جیسی امانت داری فرمائی۔ اس کا اندازہ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے اس بیان سے ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ نارنگیاں آئیں' امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما نے ایک نارنگی اُٹھا لی۔ جناب امیر المؤمنین نے دیکھا تو چھین کر لوگوں میں تقسیم کر دی۔

(ازالۃ الخفاء بحوالہ ابن ابی شیبہ)

مالِ غنیمت تقسیم فرماتے تھے تو برابر حصے لگا کر غایت احتیاط میں قرعہ ڈالتے تھے کہ اگر کچھ کمی بیشی رہ گئی ہو' تو آپ اس سے بری ہو جائیں' ایک دفعہ اصفہان سے مال آیا'

اس میں ایک روٹی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام مال کے ساتھ اس روٹی کے بھی سات ٹکڑے کیے اور قرعہ ڈال کر تقسیم فرمایا۔ ایک دفعہ بیت المال کا تمام اندوختہ تقسیم کر کے اس میں جھاڑو دی اور دو رکعت نماز ادا فرمائی کہ وہ قیامت میں ان کی امانت و دیانت کی شاہد رہے۔

## آپ رضی اللہ عنہ کا زُہد

آپ کی ذاتِ گرامی زہد فی الدنیا کا نمونہ تھی بلکہ حق یہ ہے کہ آپ کی ذات پر زُہد کا خاتمہ ہو گیا، آپ رضی اللہ عنہ کے کاشانۂ فقر میں دنیاوی شان وشکوہ کا درگزر تھا، کوفہ تشریف لائے تو دارالامارت کے بجائے ایک میدان میں فروکش ہوئے اور فرمایا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ ہی ان عالی شان محلات کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا، مجھے بھی اس کی حاجت نہیں، میدان ہی میرے لیے بس ہے۔

بچپن سے پچیس چھبیس برس کی عمر تک حضور پُرنور، شافع یوم نشور، مختارِ کل کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور شہنشاہِ اقلیم زہد وقناعت کے یہاں دنیاوی عیش کا کیا ذکر تھا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی ہوئی تو علیحدہ مکان میں رہنے لگے، اس نئی زندگی کے سازوسامان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ سیّدۂ جنت جو سازوسامان اپنے میکہ سے لائی تھیں، اس میں ایک چیز کا بھی اضافہ نہ ہو سکا۔ چکی پیستے پیستے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے تھے، گھر میں اوڑھنے کی صرف ایک چادر تھی، وہ بھی اس قدر مختصر کہ پاؤں چھپاتے تو سر برہنہ ہو جاتا تھا، سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے۔

معاش کی یہ حالت تھی کہ ہفتوں گھر سے دھواں نہیں اُٹھتا تھا۔ بھوک کی شدت ہوتی تو پیٹ سے پتھر باندھتے، ایک دفعہ شدتِ گرسنگی میں کاشانۂ اقدس سے باہر نکلے کہ مزدوری کر کے کچھ کما لائیں، عوالی مدینہ میں دیکھا کہ ایک ضعیفہ کچھ اینٹ پتھر جمع کر رہی ہے، خیال ہوا کہ شاید اپنا باغ سیراب کرنا چاہتی ہے، اس کے پاس پہنچ کر اُجرت طے کی

اور پانی پہنچانے لگے یہاں تک کہ ہاتھوں میں آبلے پڑھ گئے' غرض اس محنت و مشقت کے بعد ایک مٹھی کھجوریں اُجرت میں ملیں' لیکن تنہا خوری کی عادت نہ تھی' بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے' سرکار دو عالم' نورِ مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کیفیت سن کر نہایت شوق کے ساتھ کھانے میں ساتھ دیا۔ (مسند احمد بن حنبل ص ۱۳۵)

درِ دولت پر کوئی حاجب نہ تھا نہ دربان' نہ امیرانہ کرّ وفر نہ شاہانہ تزک و احتشام اور عین اس وقت جب قیصر و کسریٰ کی شہنشاہی مسلمانوں کے لیے زر و جواہر اُگل رہی تھی' اسلام کا خلیفہ ایک معمولی غریب کی طرح زندگی بسر کرتا تھا اور اس پر فیاضی کا یہ حال تھا کہ داد و دہش کی بدولت کبھی فقر و فاقہ کی حالت بھی آ جاتی تھی' ایک دفعہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میری تلوار کا کون خریدار ہے؟ خدا کی قسم! اگر میرے پاس ایک تہبند کی قیمت ہوتی تو اس کو فروخت نہ کرتا' ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: اے امیر المومنین! میں تہبند کی قیمت قرض دیتا ہوں۔

گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی' شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی گھر کا سارا کام اپنے ہاتھوں سے انجام دیتی تھیں' ایک مرتبہ شفیق باپ کے پاس اپنی مصیبت بیان کرنے گئیں۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ تھے' اس لیے واپس آ کر سو رہیں' تھوڑی دیر کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اطلاع پر حضور مدنی سرکار' آمنہ کے لال' سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم کو ایک ایسی بات نہ بتاؤں جو ایک خادم سے کہیں زیادہ تمہارے لیے مفید ہو' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح کی تعلیم دی۔ (بخاری' کتاب الدعوات' باب التکبیر والتسبیح عند المنام)

## عبادات

حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا کے نہایت عبادت گزار بندے تھے' عبادات ان کا مشغلۂ حیات تھا جس کا شاہد خود قرآن ہے' کلام پاک کی اس آیت:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ

بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا (الفتح)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں' باہم رحم دل ہیں' تم ان کو دیکھتے ہو کہ بہت رکوع اور بہت سجدہ کر کہ خدا کا فضل اور اس کی رضامندی کی جستجو کرتے ہیں''۔

کے تفسیر میں مفسرین نے نکتہ لکھا ہے کہ ''وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ '' سے ابوبکر رضی اللہ عنہ ''اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ '' سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ''رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ '' سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ''رُكَّعًا سُجَّدًا '' سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ''يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا '' سے بقیہ صحابہ مراد ہیں۔

اس سے عبادات میں تمام صحابہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے' کیونکہ رکوع وسجود تمام صحابہ کا مشترک وصف تھا' پھر اس اشتراک میں تخصیص سے معلوم ہوا کہ اس اشتراک کے باوجود ان کو اس باب میں کچھ مزید امتیاز بھی حاصل تھا۔

قرآن مجید کے اس اشارہ کے علاوہ خود صحابہ رضی اللہ عنہم کی زبان سے ان کے اس امتیازی وصف کی شہادت مذکور ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان ما علمت صوامًا قوامًا ۔(ترمذی' کتاب المناقب' فضل فاطمہ)

''جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ بڑے روزہ دار اور عبادت گزار تھے''۔

زہیر بن سعید قریشی کہتے ہیں:

كم ار هاشميًا قط كان اعبد الله منه ۔(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۰۸)

''میں نے کسی ہاشمی کو نہیں دیکھا جو اُن سے زیادہ خدا کا عبادت گزار ہو''۔

ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عبادات میں جس چیز کا التزام کر لیتے تھے' اس پر ہمیشہ قائم رہتے تھے' ایک موقع پر حضور شہنشاہِ مدینہ' راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم دونوں ہر نماز کے بعد دس بار تسبیح' دس بار تحمید اور دس بار تکبیر پڑھ لیا کرو اور جب سوؤ تو ۳۳ بار تسبیح' ۳۳ بار تحمید' ۳۴ بار تکبیر

پڑھ لیا کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس کی تلقین کی ہے میں نے اس کو چھوڑا نہیں۔ کیا صفین کی شب میں بھی نہیں؟ فرمایا: صفین کی شب میں بھی نہیں۔ (مسند ابن حنبل ج ۱ ص ۱۰۷)

## انفاق فی سبیل اللہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ گو دنیاوی دولت سے تہی دامن تھے لیکن دل غنی تھا' کبھی کوئی سائل آپ کے در سے ناکام واپس نہیں ہوا' حتیٰ کہ قوت لایموت (صرف اس قدر خوراک جو زندگی قائم رکھنے کے لئے ضروری ہو) تک دے دیتے۔

ایک بار حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے تو حضرت علی حضرت فاطمۃ الزہرا اور ان کی کنیز فضہ (رضی اللہ عنہم) نے شہزادوں کی صحت پر تین روزوں کی نذر فرمائی' اللہ تعالیٰ نے صحت دی نذر کی وفا کا وقت آیا سب صاحبوں نے روزے رکھے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے تین صاع (ایک پیمانہ) جو لائے حضرت خاتون جنت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین ایک روز یتیم ایک روز اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا۔ خدائے پاک کو یہ ایثار ایسا بھایا کہ بطور ستائش اس کے صلہ میں:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۔

کی آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

## آپ رضی اللہ عنہ کی تواضع

سادگی اور تواضع حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دستارِ فضیلت کا سب سے خوشنما طرہ ہے' اپنے ہاتھ سے محنت مزدوری کرنے میں کوئی عار نہ تھا' لوگ مسائل پوچھنے آتے تھے' آپ کبھی جوتا ٹانکتے' کبھی اونٹ چراتے اور کبھی زمین کھودتے ہوئے پائے جاتے تھے' مزاج میں بے تکلفی اتنی تھی کہ فرشِ خالی پر بے تکلف سو جاتے۔ حضور شہنشاہِ مدینہ' راحتِ

قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ڈھونڈتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے' دیکھا کہ بے تکلفی کے ساتھ زمین پر سو رہے ہیں' چادر پیٹھ کے نیچے سے سرک گئی ہے اور جسم انور گرد وغبار کے اندر کندن کی طرح دمک رہا ہے' سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سادگی نہایت پسند آئی' خود دستِ مبارک سے ان کا بدن صاف کر کے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا: ''اجبس یا ابا تراب'' (اے مٹی والے اب اُٹھ بیٹھ) زبانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عطاء کی ہوئی کنیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس قدر محبوب تھی کہ جب کوئی اس سے مخاطب کرتا تو خوشی سے ہونٹوں پہ تبسم کی لہر دوڑ جاتی۔

ایامِ خلافت میں بھی یہ سادگی قائم رہی' عموماً چھوٹی آستین اور اونچے دامن کا کرتہ پہنتے اور معمولی کپڑے کا تہبند باندھتے' بازار میں گشت کرتے پھرتے' اگر کوئی تعظیماً پیچھے ہولیتا تو منع فرماتے کہ اس میں ولی کے لیے فتنہ اور مؤمن کے لیے ذلت ہے۔

(تاریخ طبری ص ۳۳۴۸)

## مال وزر کے بارے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا مسلک اور ان کا زُہد

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ (ایک مرتبہ) انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حاضری کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دے دی' جب وہ حاضر ہوئے تو اس وقت ان کے ہاتھ میں عصا تھا (اسی موقع پر) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے جو اُس وقت موجود تھے) فرمایا کہ کعب! حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور انہوں نے بہت زیادہ مال چھوڑا ہے' آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ان کے مال کی بے انتہا کثرت وزیادتی' ان کے کمالِ ایمان کے لیے مضر تھی یا نہیں؟ حضرت کعب نے فرمایا: اگر حضرت عبدالرحمٰن اس مال میں سے اللہ کا حق یعنی زکوٰۃ صدقات وغیرہ ادا کرتے تھے تو ان کے بارے میں کسی خوف کی گنجائش نہیں۔ (یہ سنتے ہی) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا عصا اُٹھا کر حضرت کعب کو مارا اور کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اگر میرے پاس سونے کا یہ پہاڑ ہو اور میں اسے خدا کی راہ میں خرچ کروں تو باوجودیکہ وہ مقبول بھی ہو جائے میں اسے پسند نہیں کروں گا۔ پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ عثمان! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے یہ ارشادِ گرامی نہیں سنا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہ تین مرتبہ فرمایا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں! میں نے یہ ارشاد گرامی سنا ہے۔ (احمد)

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ صحابہ کی اس جماعت میں سے تھے جس کا فقر وزہد امتیازی شان رکھتا تھا' بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی فقر وزہد اور استغناء کے بارے میں پوری اُمت میں ایک مثالی حیثیت رکھتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا یہ رجحان ونظریہ تھا کہ اپنے مال وزر کا ادنیٰ ترین حصہ بھی جمع نہ کیا جائے بلکہ جو کچھ بھی اپنے قبضے وقدرت میں آئے' سب خدا کی راہ میں خرچ کر دیا جائے' چنانچہ اس موقع پر بھی ان کا یہ جذبہ ان پر غالب آ گیا اور جب انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے اپنے مزاج اور رجحان کے خلاف بات سنی تو انہیں مار بیٹھے۔

اس بارے میں جہاں تک مسئلے کا تعلق ہے' وہ پہلے ہی بتایا جا چکا ہے کہ علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر مال کی زکوٰۃ ادا ہوتی ہے تو اس کو جمع کرنے میں مضائقہ نہیں خواہ وہ مال کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی میں جملہ "ویتقبل منی" بطور مبالغہ استعمال فرمایا گیا ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا زیادہ مال وزر خدا کی راہ میں خرچ کروں' اس کے باوجود کاش یہ قبول ہو جائے۔

### حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مال واپس کرنا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچا (ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ) کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ

عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' میرے چچا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے ربذہ بستی میں رہنے کی اجازت دے دیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے اجازت ہے اور ہم آپ کے لیے صدقہ کے کچھ اونٹ مقرر کر دیتے ہیں جو صبح وشام آپ کے پاس آجایا کریں گے (آپ ان کا دودھ استعمال کرلیا کریں)۔ میرے چچا نے کہا: مجھے ان کی ضرورت نہیں' ابوذر کو اونٹوں کا چھوٹا سا گلہ ہی کافی ہے' پھر کھڑے ہو گئے اور یہ کہا: تم اپنی دنیا میں خوب لگے رہو اور ہمیں اپنے رب اور دین کے لیے چھوڑ دو۔ اس وقت یہ لوگ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی میراث تقسیم کر رہے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے اتنا مال جمع کیا؟ (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) اس میں سے زکوٰۃ بھی دیا کرتے تھے اور نیکی کے تمام کاموں میں بھی خرچ کیا کرتے تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تو اس آدمی کے بارے میں خیر ہی کی اُمید ہے' یہ سنتے ہی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ پر لاٹھی اُٹھا کر کہا: او یہودی عورت کے بیٹے! تجھے کیا خبر؟ اس مال والا قیامت کے دن اس بات کی ضرور تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں بچھو اس کے نازک ترین حصہ کو ڈنک مار لیتے (اور وہ اتنا مال چھوڑ کر نہ مرتا بلکہ سارا مال صدقہ کر دیتا)۔ (اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ص ۱۶۰)

## حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی کل جائیداد

حضرت ابوشعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں کچھ خرچہ دینا چاہا' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے پاس کچھ بکریاں ہیں' جن کا ہم دودھ نکال کر استعمال کر لیتے ہیں اور سواری اور مال برداری کے لیے کچھ گدھے ہیں اور ایک آزاد کردہ باندی ہے جو ہماری خدمت کرتی ہے اور

کپڑوں میں ضرورت سے زائد ایک چوغہ بھی ہے' مجھے ڈر ہے کہ ضرورت سے زائد رکھنے پر کہیں مجھ سے اس کا حساب نہ لیا جائے۔

شام کے گورنر حضرت خبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تین سو دینار بھیجے اور یوں کہا کہ انہیں اپنی ضرورت میں خرچ کر لیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے لانے والے سے کہا: یہ ان ہی کے پاس واپس لے جاؤ' کیا انہیں ہمارے علاوہ کوئی اور نہ ملا جو اللہ کے بارے میں ہم سے زیادہ دھوکہ میں پڑا ہوا ہو (جو اللہ کے حکموں کو چھوڑ کر اس کے عذاب سے بے خوف ہو کر اس کی نافرمانیوں میں لگا ہوا ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ضرورت سے زیادہ مال رکھنے کو بھی غلط سمجھتے تھے) ہمارے پاس سایہ میں بیٹھنے کے لیے ایک مکان ہے اور بکریوں کا ایک ریوڑ ہے جو شام کو آ جاتا ہے اور ایک آزاد کردہ باندی ہے جو مفت میں ہماری خدمت کر دیتی ہے' پس یہی چیزیں ہمارے پاس ہیں اور کچھ نہیں ہے' لیکن پھر بھی مجھے ضرورت سے زائد رکھنے کا ڈر لگا رہتا ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت حارث جو کہ شام میں رہا کرتے تھے' ان کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بڑی تنگ دستی میں ہیں تو انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تین سو دینار بھیج دیے' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے کوئی ایسا اللہ کا بندہ نہیں ملا جو اس کے نزدیک مجھ سے زیادہ بے قیمت ہوتا؟ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کے پاس چالیس درہم ہیں اور پھر وہ مانگے تو وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال کرنے والا ہے (اور اس سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے) اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس درہم اور چالیس بکریاں اور دو خادم ہیں۔

## پل صراط سے پھسلن والا راستہ

حضرت ابو اسماء رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے

پاس گیا' اس وقت وہ ربذہ بستی میں تھے' ان کے پاس ایک کالی عورت بیٹھی تھی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے' اس پر نہ خوبصورتی کا کوئی اثر تھا اور نہ ہی خوشبو کا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم لوگ دیکھتے نہیں ہو کہ یہ کالی کلوٹی مجھے کیا کہہ رہی ہے؟ مجھے یہ کہہ رہی ہے کہ میں عراق چلا جاؤں (اور وہاں رہا کروں) میں جب عراق چلا جاؤں گا' تو وہاں کے لوگ اپنی دنیا لے کر مجھ پر ٹوٹ پڑیں گے (کیونکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہوں' اس لیے وہاں والے مجھے خوب ہدیے دیں گے اور یوں میرے پاس دنیا زیادہ ہو جائے گی اور ان کے کام بھی کرنے پڑیں گے' جس کی وجہ سے عبادت اور اعمال کا وقت کم ہو جائے گا) اور میرے گہرے دوست (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے یہ عہد لیا ہے کہ پل صراط سے پہلے ایک پھسلن والا راستہ ہے' جب ہم اس سے گزریں تو ہمارا بوجھ اتنا ہلکا ہوا اور اتنا سمٹا ہوا ہو کہ ہم اسے اُٹھا سکیں۔ یہ ہماری نجات کے لیے زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم اس راستہ پر گزریں اور ہمارا بوجھ بہت زیادہ ہو۔

## حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی قناعت

حضرت عبداللہ بن خراش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو ربذہ بستی میں دیکھا کہ وہ اپنے ایک کالے چھپر کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور اسی چھپر کے نیچے ان کی کالی عورت بیٹھی ہوئی ہے اور وہ بوری کے ایک ٹکڑے پر بیٹھے ہوئے تھے' ان سے عرض کیا گیا کہ آپ کی اولاد زندہ نہیں رہتی' انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ وہ انہیں اس فانی گھر سے لے لیتا ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والے گھر میں بوقتِ ضرورت ہمیں واپس کر دے گا' وہ بچے وہاں کام آئیں گے' پھر ساتھیوں نے عرض کیا: آپ اس عورت کے علاوہ کوئی اور (خوبصورت) عورت لے لیتے تو اچھا تھا' انہوں نے کہا: میں ایسی عورت سے شادی کروں جس سے مجھ میں تواضع پیدا ہو' یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایسی عورت سے شادی کروں جس سے مجھ میں بڑائی پیدا ہو۔ پھر ساتھیوں نے

کہا: آپ اس سے زیادہ نرم بستر لے لیتے‘ فرمایا: اے اللہ! مغفرت فرما اور جو تو نے دیا ہے اس میں جتنا جی چاہے لے لے۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کہتے ہیں کہ حضرت ابوذر سے کسی نے کہا: جیسے فلاں آدمیوں نے جائیداد بنائی ہے آپ بھی اسی طرح جائیداد کیوں نہیں بنا لیتے ہو؟ فرمایا: میں امیر بن کر کیا کروں گا‘ مجھے تو روزانہ پانی یا دودھ کا ایک گھونٹ اور ہر ہفتہ گندم ایک قفیز (ایک پیمانہ کا نام ہے جس کی مقدار ہر علاقہ میں مختلف ہوتی ہے‘ مصر میں قفیز سولہ کلوگرام کا ہوتا ہے) کافی ہے۔ ابونعیم کی ایک روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری روزی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک ساع تھی‘ میں مرتے دم تک اس سے زیادہ نہیں کرسکتا۔

## سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اپنی حاجت پیش کر کے کچھ مدد چاہی اور سوال کیا‘ آپ نے فرمایا کہ تیرے سوال کی وجہ سے مجھ پر جو حق قائم ہو گیا ہے وہ میری نگاہ میں بہت اونچا ہے اور مجھے تیری مدد کرنا چاہیے‘ وہ میرے نزدیک بہت زیادہ مقدار ہے اور میری مالی حالت اس مقدار کے پیش کرنے سے عاجز ہے جو تیری شان کے مناسب ہو اور اللہ کے راستہ میں تو آدمی جتنا بھی خرچ کرے وہ کم ہی ہے‘ لیکن میں کیا کروں‘ میرے پاس اتنی مقدار نہیں ہے جو تیرے سوال کے شکر کے مناسب ہو اگر تو اس کے لیے تیار ہو کہ جو میرے پاس موجود ہے اس کو تو خوشی سے قبول کر لے اور مجھے اس پر مجبور نہ کرے کہ میں اس مقدار کو کہیں سے حاصل کروں جو تیرے مرتبہ کے مناسب ہو اور تیرا جو حق مجھ پر واجب ہو گیا ہے اس کو پورا کر سکے تو میں بخوشی حاضر ہوں۔ اس سائل نے کہا: اے رسول اللہ کے بیٹے! مجھے جو کچھ آپ دیں اسی کو قبول کرلوں گا اور اس پر شکر گزار ہوں گا اور اس سے زیادہ نہ کرنے میں آپ کو معذور سمجھوں گا۔ اس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے خزانچی سے فرمایا کہ ان تین لاکھ درہموں

میں سے جو (جو تمہارے پاس رکھوائے تھے) جو بچے ہوں لے آؤ' وہ پچاس ہزار درہم لائے (کہ اس کے علاوہ سب خرچ کر چکے تھے) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پانچ سو دینار (اشرفیاں) اور بھی تو کہیں تھے۔ خزانچی نے عرض کیا کہ وہ بھی موجود ہیں' آپ نے فرمایا: وہ بھی لے آؤ' جب یہ سب کچھ آ گیا تو اس سائل سے کہا کہ کوئی مزدور لے آؤ جوان کو تمہارے گھر تک پہنچا دے' وہ دو مزدور لے کے آئے' حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے وہ سب کچھ ان کے حوالے کر دیا اور اپنے بدن مبارک سے چادر اتار کر مرحمت فرمائی کہ ان مزدوروں کی مزدوری بھی تمہارے گھر تک پہنچانے کی میری ہی ذمہ داری ہے' لہٰذا یہ چادر فروخت کر کے ان کی مزدوری میں دے دینا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے غلاموں نے عرض کی کہ ہمارے پاس تو اب کھانے کے لیے ایک درہم بھی باقی نہیں رہا' آپ نے سب کا سب ہی دے دیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ شانہٗ کی ذات سے اس کی قوی اُمید ہے کہ وہ مجھے اپنے فضل سے اس کا بہت ثواب دے گا۔ (احیاء) سب کچھ دے دینے کے بعد جبکہ اپنے پاس کچھ بھی نہ رہا اور مقدار بھی اتنی زیادہ تھی' پھر اس کا قلق اور اس کی ندامت بھی کہ سائل کا حق ادا نہ ہو سکا۔

## حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی دنیا سے بے رغبتی

بصرہ کے چند قاری حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا ایک پڑوسی ہے جو بہت کثرت سے روزے رکھنے والا ہے' بہت زیادہ تہجد پڑھنے والا ہے' اس کی عبادت کو دیکھ کر ہم میں سے ہر شخص رشک کرتا ہے اور اس کی تمنا کرتا ہے کہ اس جیسی عبادت ہم بھی کیا کریں' اس نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے لیکن غریب کے پاس کوئی چیز جہیز کے لیے نہیں ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان حضرات کو لے کر اپنے گھر تشریف لے گئے اور ایک صندوق کھولا جس میں سے چھ توڑے (روپیہ یا اشرفی کی تھیلی توڑا کہلاتی ہے) نکالے اور ان حضرات

کے حوالے کر دیئے کہ اس کو دے دیں۔ یہ لے کر چلنے لگے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا کہ ہم لوگوں نے اس کے ساتھ انصاف کا برتاؤ نہیں کیا' یہ مال اس کے حوالہ اگر کر دیا جائے تو اس غریب کو بڑی دقت ہوگی وہ اس جہیز کے انتظام کے جھگڑے میں لگ جائے گا' جس سے اس کی مشغولی بڑھ جائے گی' اس کی عبادت میں حرج ہوگا۔ اس دنیا کم بخت کا ایسا درجہ نہیں ہے' اس کی وجہ سے ایک عبادت گزار مؤمن کا حرج کیا جائے' ہماری اس میں کیا شان گھٹ جائے گی کہ ایک دین دار کی خدمت ہم ہی کر دیں۔ لہٰذا اس مال سے شادی کا سارا انتظام ہم سب مل کر کر دیں اور سامان تیار کر کے اس کے حوالے کر دیں' وہ حضرات بھی اس پر راضی ہو گئے اور سارا سامان اس رقم سے مکمل تیار کر کے اس فقیر کے حوالہ کر دیا۔ (احیاء)

## سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی

اور روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسی اونٹنیوں پر گزرے کہ وہ بہت دودھ دیتی تھیں اور ایسی اونٹنیوں کو عرب کے لوگ بہت محبوب نفیس مال جانتے تھے کیونکہ ان سے سب طرح کے فائدے تھے کہ بار بردار اور گوشت اور دودھ اور اُون کے لیے مفید تھیں اور سب اس وجہ سے کہ اس مال کی عظمت ان کے دلوں میں تھی۔ کلام مجید میں ارشاد فرمایا:

"وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ" (التکویر) اور جب گابھن اونٹنیاں چھوٹی پھریں۔

غرضیکہ حضور مختارِ کل کائنات' مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اونٹنیوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو ہم لوگوں کا بڑا عمدہ مال ہے۔ اس کو آپ کیوں نہیں دیکھتے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مومنوں کو منع فرمایا ہے' پھر یہ آیت پڑھی:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ (طٰہٰ: ۱۳۱)

''اور اے سننے والے! اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کے لئے دی ہے جیتی دنیا کی تازگی کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں''۔

اور مسروق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں: میں نے حضور مختارِ کل کائنات، مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ خدائے تعالیٰ سے غذا طلب کیوں نہیں فرماتے کہ آپ کو کھانا کھلا دے اور آپ کی بھوک کی حالت دیکھ کر میں رو پڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! کہ اگر میں اپنے پروردگار سے دعا کرتا کہ میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں تو اللہ ان کو جہاں میں چاہتا زمین پر میرے ساتھ کر دیتا، لیکن میں نے دنیا کی بھوک کو میری سیری پر اور یہاں کے فقر کو غنا پر اور یہاں کے رنج کو خوشی پر اختیار کر لیا۔ اے عائشہ! دنیا محمد اور آلِ محمد کے لیے مناسب نہیں: اے عائشہ! اللہ نے رسولوں میں سے اولوالعزموں کے لیے اور یہی میرے لیے پسند کیا کہ جس بات کا حکم کیا وہی میرے لیے پسندیدہ فرمایا، جیسا کہ کلامِ مجید میں ارشاد ہے: ۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ ۔(محمد:۳۵)

''تو تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا''۔

قسم بخدا! میں اس کی فرمانبرداری سے مفر نہیں رکھتا اور جیسا انہوں نے صبر کیا ویسا ہی میں اپنے لیے حتی الوسع کروں اور بدوں خدا کی توفیق کے دقت بھی اس کام کی نہیں۔

اور حضرت عمر کی بیٹی حضرت حفصہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ جب اور جگہ کے لوگ اطراف سے آپ کے پاس آیا کریں تو آپ نرم و باریک کپڑا پہنا کیجئے اور آپ بھی اچھا کھانا سیر ہو کر کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حفصہ! تم کو معلوم ہے کہ مرد کا حال اس کی بی بی کو

زیادہ معلوم ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ درست و بجا ہے' آپ نے فرمایا کہ میں تم سے بقسم پوچھتا ہوں کہ بھلا تم کو معلوم ہے کہ حضور مختارِ کل کائنات مکی مدنی سرکار' رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اتنے برس نبی رہے اور کبھی آپ نے اور ان کے گھر والوں نے دن کا کھانا شکم سیر ہو کر نہ کھایا مگر یہ کہ رات کو بھوکے رہے اور رات کو کھایا تو دن کو بھوکے رہے اور تمہیں معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے برسوں پیغمبر تھے مگر خرما سے بھی کبھی انہوں نے یا ان کے گھر والوں نے شکم سیر نہ کیا کہ یہاں تک کہ آپ نے خیبر کو مفتوح فرمایا اور تم جانتی ہو کہ ایک روز تم نے حضور مختارِ کل کائنات' شہنشاہِ ابرار' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دسترخوان بچھایا کہ وہ کچھ نیچے خواہ زمین پر رکھا گیا اور تم جانتی ہے کہ حضور مختارِ کل کائنات' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم ایک کمبل کو دوتہہ کر کے اس پر سویا کرتے تھے' ایک رات کسی نے اس کو چار تہہ کر دیا تو آپ نے اس پر خوابِ استراحت فرمائی' جب آپ جاگے تو ارشاد فرمایا کہ تم نے مجھے رات کے جاگنے سے روک دیا' اس کمبل کو بدستور دوتہہ کر کے بچھایا کرو اور تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے دھونے کے لیے اتارتے اور دھو کر پھیلاتے' اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ آ کر نماز کی اطلاع کرتے تو آپ کے پاس دوسرا کپڑا نہیں ہوتا تھا کہ اس کو پہن کر نماز کے واسطے نکلتے' جب وہی کپڑے سوکھتے تو ان کو پہن کر نکلتے اور تم کو معلوم ہے کہ سرکارِ ابد قرار' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک عورت نے بنی ظفر میں سے دو چادریں ایک تہبند اور ایک دوپٹہ بنایا تھا اور ان میں ایک پہلے بھیج دی تھی کہ دوسری جب تک تیار نہ تھی' آپ اسی ایک چادر کو بدن پر لپیٹے ہوئے نماز کو نکلے اور دوسرا کپڑا بدن پر کوئی نہ تھا' اسی کے دونوں کناروں کی گردن کے پاس گرہ لگی تھی اور اسی طرح نماز پڑھی۔

غرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور سرورِ کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا حال بیان کیا کہ حضرت اُم المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور خود بھی

روئے اور ایسی دھاڑ ماری کہ لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ کی جان نکل جائے گی اور بعض روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اتنا اور زیادہ آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے دو ساتھی تھے جو ایک راہ پر چلے' اب میں اگر ان کے طریقے کے سوا چلوں گا' تو مجھے دوسرا ہی بے راہ طے کرایا جائے گا اور میں بخدا کہ انہی کی زندگی پر صبر کروں گا تا کہ ان دونوں کے ساتھ ویسا ہی عیش واسع پاؤں۔

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے انبیاء فقر میں مبتلا کیے جاتے' وہ کمبل کے سوا اور کچھ نہ پہنتے اور جو پھر جوؤں سے ان کا امتحان ہوتا تھا کہ اتنی جوئیں ہو جاتی تھیں کہ قریب تھا کہ ان کو مار ڈالیں' مگر یہ حالت ان لوگوں کو زیادہ محبوب تھی' بہ نسبت اس کے کہ تم عطاء کو پسند کرتے ہو۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور مکی مدنی سرکار' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کے پانی پر پہنچے تو ساگ کی سبزی ان کی لاغری کی جہت سے پیٹ سے معلوم ہوتی تھی' غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسول جو خلق کی نسبت کے خدائے تعالیٰ کو زیادہ جانتے ہیں اور آخرت کی فلاح سے زیادہ واقف تھے' ان کا زہد میں یہ حال تھا۔

## دنیا کی دولت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں وارد ہے کہ جب یہ آیت اتری:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(التوبہ:۳۴)

''اور جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ پر''۔

تو رسول مکرم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرابی ہے دنیا کی اور خرابی ہے

دینار و درہم، یعنی روپیہ اشرفی کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سب نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم کو خدائے تعالیٰ نے سونے اور چاندی کے ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا، اب ہم کون سی چیز جوڑیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو یہ باتیں حاصل کرنی چاہیے: زبانِ ذاکر اور دلِ شاکر اور بی بی نیک بخت کہ خاوند کو امرِ آخرت پر اس کی مدد کرے۔

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے:

جو شخص آخرت پر دنیا کو اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو تین باتوں میں مبتلا کرتا ہے، اوّل فکر کہ اس کے دل سے جدا نہ ہو، دوم مفلسی کہ کبھی تونگری نہ ہو، سوم حرص کہ کبھی پیٹ نہ بھرے۔

اور ایک حدیث میں مروی ہے کہ ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ نہ مشہور ہونا مشہور ہونے کی نسبت محبوب نہ ہو اور جب تک کہ شے کی قلت کثرت کی نسبت پسند نہ ہو۔

## دنیا کی مثال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا ایک پل ہے، اس پر سے اُتر جاؤ، اس پر عمارت مت بناؤ، ان سے لوگوں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ! اگر آپ اجازت دیں تو ہم ایک گھر بنا دیں جس میں آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، آپ نے فرمایا کہ جاؤ! پانی پر عمارت کیسے ٹھہرے گی؟ آپ نے فرمایا کہ عبادت کی محبت دنیا کے ساتھ کیسے بنے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھ پر یہ معاملہ پیش کیا کہ اگر تم چاہو تو سارا ریگستان مکہ کو تمہارے لیے سونا کر دیا جائے، میں نے عرض کیا کہ الٰہی! مجھ کو منظور نہیں بلکہ میں ایک روز بھوکا رہوں اور ایک روز شکم سیر ہوں، تاکہ جس روز میں بھوکا رہوں تو تیری درگاہ میں تضرع اور دعا کروں اور جس دن شکم سیر ہوں، اس میں تیری حمد وثناء کروں۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز حضور مختارِ کل

کائنات' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم باہر جاتے تھے اور حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے' آپ صفہ پر چڑھے' حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبریل! قسم ہے اس ذات کی جس نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ شام کو آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نہ مٹھی ستو کی ہوتی نہ آٹے کی۔ یہ کلام آپ کہنے نہ پائے تھے کہ ایک دفعہ ہی آسمان سے کڑک کی آواز سنی' جس سے آپ کو خوف معلوم ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا قیامت کو حکم برپا ہونے کا ہوا؟ حضرت جبریل نے عرض کیا کہ نہیں! بلکہ یہ اسرافیل علیہ السلام ہیں کہ جب آپ کا کلام سنا تو نیچے اترے ہیں' حضرت اسرافیل علیہ السلام نے عرض کیا آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ نے کہا تھا وہ سنا' اب مجھ کو زمین کی کنجیاں دے کر بھیجا ہے اور حکم ہے کہ آپ سے عرض کروں کہ اگر آپ کی مرضی ہو' تو تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد اور یاقوت اور سونے چاندی کا کر کے آپ ساتھ پھراؤں اور اگر چاہو تو پیغمبر اور بادشاہ ہیں' چاہیں تو نبی اور بندہ ہوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کی طرف اشارہ کیا کہ اللہ کے لیے تواضع کیجئے۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں رسول اور بندہ رہوں گا۔

## اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ آدمی کو دنیا سے بے رغبت کر دیتا ہے

اور ایک حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بہتری چاہتا ہے تو اس کو دنیا میں زاہد کر دیتا ہے اور آخرت کا راغب اور اپنے عیبوں کا بینا بنا دیتا ہے اور ایک شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں زہد پر خدا تعالیٰ تجھ کو محبوب جانے گا اور لوگوں کے ہاتھ کی چیز میں زہد سے لوگ تجھ کو محبوب جانیں گے۔ اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

جو شخص چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو علم بے رہنمائی کے دیوے تو اس کو چاہیے کہ دنیا میں زہد کرے۔

اور ایک حدیث شریف میں فرمایا کہ:

جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے' وہ خیرات کی طرف دوڑتا ہے اور جو دوزخ سے ڈرتا ہے وہ شہوت کو بھول جاتا ہے اور جو موت کا منتظر ہوتا ہے وہ لذت کو چھوڑ دیتا ہے اور جو دنیا میں زہد کرتا ہے اس پر مصیبتیں آسان ہو جاتی ہیں۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک مشترک فرمان

اور حضور مختار کل کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ بدون مشقت نہیں ملتیں: اوّل سکون جو عبادت کا آغاز ہے' دوم تواضع' سوم کثرتِ ذکر' چہارم شے کی قلت اور انجام کہ انبیاء علیہم السلام خلق کو ان سے پھیرنے کے ہی لیے مبعوث ہوئے تھے کہ اس سے پھیر کر متوجہ آخرت کر دیں اور انہوں نے جو خلق سے کلام کیے تو اکثر متضمن دنیا کی برائی اور اس کی مذمت پر تھے' اس جہت سے بعض دنیا کے سبب احادیث کا بیان کرنا غیر ممکن ہے' مگر جو کچھ بیان کیا گیا' اسی قدر کافی ہے اور آثار بھی اس باب میں بہت ہیں' چنانچہ روایت ہے کہ لا الٰہ الا اللہ ہمیشہ بندوں کی طرف سے خدا تعالیٰ کے غصے کو ٹالتا رہتا ہے' جب تک کہ بندے وہ چیز نہ مانگیں جو ان کی دنیا میں سے کم ہو گئی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک دنیا کے معاملے کو دین کے معاملے میں ترجیح نہ دیں اور ایسا کریں گے اور پھر کہیں گے: لا الٰہ الا اللہ۔ اللہ تعالیٰ فرمادے گا کہ تم جھوٹے ہو' اس کلمہ کے کہنے میں سچے نہیں ہو۔

## زہد کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چند اقوال

اور ایک روایت میں بعض صحابہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے سب اعمال کو کیا مگر امر آخرت کے باب میں دنیا کے زہد سے بڑھ کر کوئی عمل نہ پایا اور بعض صحابہ نے ایک تابعی سے فرمایا کہ تم عمل اور کوشش اصحاب کی نسبت زیادہ کرتے ہو' حالانکہ وہ تم سے بہتر تھے۔ کسی نے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ تمہاری نسبت دنیا میں زہد بہت کرتے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ دنیا

میں زہد کرنا دل اور بدن کی راحت ہے' اور بلال بن سعد رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہمارا گناہ یہی کافی ہے کہ خدا ہم کو دنیا میں زہد کرنے کو فرماتا ہے اور ہم اس میں رغبت نہیں کرتے ہیں' اور ایک شخص نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میری تمنا یہ ہے کہ کسی عالم زاہد کو دیکھوں۔ آپ نے فرمایا کہ کم بخت یہ تو کھوئی ہوئی چیز ہے جو ملتی نہیں۔

اور وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں' جب جنت والے ان کی طرف جائیں گے تو ان کے دربان اُن سے کہیں گے کہ قسم ہے اپنے رب کی عزت کی! کہ ان دروازوں میں زاہدوں سے پہلے کوئی نہ جائے گا جو جنت کے عاشق اور دنیا کے تارک تھے۔ اور یوسف بن اسباط نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے تین باتیں چاہتا ہوں' اوّل یہ کہ جب میں مروں تو میرے پاس ایک درہم بھی نہ ہو' دوم یہ کہ مجھ پر کسی کا قرض نہ ہو' سوم یہ کہ میری ہڈی پر گوشت نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تینوں باتیں ان کو عطاء فرمائیں۔ روایت ہے کہ بادشاہ نے فقہاء کے پاس کچھ انعام بھیجا' انہوں نے اس کو قبول کر لیا اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو دس ہزار درہم بھیجے تو انہوں نے قبول نہ کیے' ان کے بیٹوں نے ان سے عرض کیا: اور فقہاء نے تو قبول کر لیے اور آپ باوجود افلاس کے پھیرے دیتے ہیں؟ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے اور فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ میری مثال اور تمہاری ایسی ہے جیسے کچھ لوگوں کے پاس ایک بیل تھا' اس سے کھیتی کرتے تھے' جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس کو ذبح کر ڈالا' قبل اس کے کہ اس کے چمڑے سے متمتع ہوں' ایسے ہی تم بھی میرا ذبح کرنا چاہتے ہو کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ بیٹو! تم کو بھوک سے مر رہنا اس بات سے بہتر ہے کہ تم اپنے پدر پیر کو ذبح کرو۔ اور حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُون پہنتے اور درختوں کے پتے کھاتے' نہ ان کے کوئی لڑکا جو مرے نہ گھر جو خراب ہو' کل کے واسطے کچھ نہ رکھتے تھے' جہاں شام ہوئی' وہاں ہی سو رہے۔

اور حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی نے ان سے کہا کہ اب موسم سرما سر پر آ گیا ہے، ہم کو غصہ اور کپڑے اور لکڑی کی ضرورت ہے کہ اس کے بدون چارہ نہیں، انہوں نے فرمایا کہ ان سب چیزوں سے چارہ اس سے نہیں کہ مریں گے اور اس کے بعد اُٹھائے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ پھر جنت بپا ہوگی یا دوزخ۔ اور حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ آپ اپنے کپڑوں کو کیوں نہیں دھوتے؟ آپ نے فرمایا کہ مرگ اس سے بھی جلد تر ہے یعنی بہت موت بہت قریب ہے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر تین پردے ہیں، جب تک وہ دور نہیں ہوتے، تب تک بندے پر یقین ظاہر نہیں ہوتا۔ ایک موجود چیز سے خوش ہوتا ہے تو وہ حریص ہے اور جب مفقود پر رنج کرتا ہے تو غصہ کرنے والا ہے اور غصہ کرنے والے کو عذاب ہوتا ہے اور جب تعریف سے خوش ہوتا ہے تو عُجب (غرور) کرتا ہے اور عجب عمل کو باطل کر دیتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کا دل زاہد ہے، اس کی دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی کوشش سے عبادت کرنے والوں کی تمام عمر کی نسبت محبوب اور بہتر ہے اور بعض اکابر کا قول ہے کہ جو چیزیں خدا تعالیٰ نے ہم سے پھیر دیں اور ہم کو نہیں دیں، ان میں اس کا انعام ہمارے اوپر زیادہ ہے، بہ نسبت ان اشیاء کے جو ہم کو دی ہیں اور گویا اس میں اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے:

ان اللّٰـه یحمی عبده المؤمن من الدنیا وهو یحبه کما تحبون مریضکم الطعام والشراب تخافون علیه .

"اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کو دنیا سے بچاتا حالانکہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے، جیسے تم اپنے بیمار کو کھانے اور پینے سے بچاتے ہو کہ اس پر ڈرتے ہو"۔

پس اگر مریض اس بات کو سمجھے تو جانے کہ لوگوں کا سلوک کھانے کے لیے نہ دینے میں جس کا انجام صحت ہے، دینے کی نسبت زیادہ ہے، جس کا ثمرہ مرض ہے اور حضرت

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا دارِ فانی ہے نہ کہ باقی اور خانۂ مصیبت ہے نہ کہ خانۂ راحت جو اس کو پہچان لیتا ہے' وہ اس کی وسعت پر خوش نہیں ہوتا ہے' نہ ہی تنگی پر رنج کرتا ہے اور حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی عابد کا عمل خالص نہیں ہوتا جبکہ چار چیزوں سے فارغ نہ ہو: بھوک' اور برہنگی اور فقر اور ذلت۔

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے اور ایسوں کے ساتھ رہا ہوں کہ دنیا کی کسی بات سے بھی خوش نہ ہوتے تھے' کوئی شے ان پر آئے اور کسی چیز پر رنج نہ کرتے تھے جو چلی جائے' اور دنیا ان کے نزدیک خاک سے بھی ذلیل تر ہے' بعضے پچاس برس اور ساٹھ برس زندگی بسر کرتے تھے' اس طرح کہ نہ کبھی ان کا کپڑا تہہ ہوا نہ ان کے لیے ہنڈیا چڑھائی نہ زمین پر کچھ بچھا اور نہ اپنے گھر میں کبھی کھانے کو کھایا' جب رات ہو جاتی تو کھڑے ہو جاتے' سجدہ کرتے' آنسو رخساروں پر بہاتے' اللہ تعالیٰ سے اپنی آزادی کے لیے سرگوشی کرتے رہتے' جب نیکی کرتے تو اس کے شکر میں مشغول ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ سے اس کو قبول کرنے کی درخواست کرتے تو رنج کرتے اور درخواست مغفرت کرتے' ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے تھے مگر بخدا کہ گناہوں سے نہیں بچے اور نہ بدون مغفرت اور رحمت الٰہی کے ساحل نجات پر پہنچے۔

(احیاء العلوم اُردو' جلد چہارم' ص ۳۵۶_۳۶۹)

## قیامت کے دن فقراء کو سفارش کی اجازت دی جائے گی

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ یوں معذرت کرے گا جیسے کوئی آدمی دنیا میں کسی آدمی کے ساتھ کرتا ہے' حق تعالیٰ سبحانہٗ فرمائے گا: مجھے اپنے جلال کی قسم! میں نے دنیا کو تجھ سے اس لیے دور نہیں رکھا تھا کہ تیری توہین ہو' بلکہ اس اعزاز و کرام کی خاطر جو تیرے لیے تیار کیا گیا ہے' میرے بندے ذرا ان لوگوں کی صفوں کی طرف جا کر دیکھو' کون کون لوگ ہیں جنہوں نے میری رضا کے لیے تجھے

کھانا کھلایا یا کپڑا پہنایا تھا؟ اس کا ہاتھ پکڑ لے پس وہ تیرے فیصلے پر ہوگا اور لوگوں کا اس دن یہ حال ہوگا کہ پسینہ ان کے منہ تک پہنچا ہوا ہوگا' یہ شخص صفوں میں گھس جائے گا اور اس قسم کے لوگوں کو تلاش کر کے ہاتھ سے پکڑ کر ان کو جنت میں لے جائے گا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فقراء کی دیکھ بھال بکثرت کرتے رہو' ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرتے رہو کہ ایک دن ان کی بھی باری آئے گی' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کی باری کا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ان کو حکم ہوگا کہ ان لوگوں کو دیکھو! تلاش کرو جنہوں نے تمہیں روٹی کا ٹکڑا کھلایا ہے یا پانی کا گھونٹ پلایا ہے یا کوئی کپڑا پہنایا ہے' انہیں ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔

## فقیر کو پانچ قسم کی شرافت حاصل ہوتی ہے

اوّل یہ کہ نماز یا صدقہ وغیرہ اعمال میں اس کا اجر و ثواب غنی سے بڑھا ہوا ہوتا ہے' دوسری یہ کہ اسے جب کسی شے کی ضرورت اور خواہش ہوتی ہے اور وہ اسے نہ پا سکے تو اس کے لیے اجر لکھ دیا جاتا ہے۔ تیسری یہ کہ وہ جنت میں پہلے جائیں گے' چوتھی یہ کہ ان کا حساب آخرت میں قلیل ہوگا۔ پانچویں یہ کہ ان کو ندامت بھی نہ ہوگی کیونکہ آخرت میں تو غنی لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ فقیر ہوتے مگر فقیر کو یہ حسرت کبھی نہ ہوگی کہ کاش! وہ غنی ہوتا۔

اس سلسلہ میں متعدد روایات وارد ہیں۔

## فقراء کی فضیلت

(۱) فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقراء کی فضیلت کی دلیل اللہ عزوجل کے اس ارشاد میں ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. (۲۴:۵۶)

''اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کیا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

**فائدہ**

حاصل یہ کہ نماز میرے لیے قائم کرو اور زکوٰۃ فقراء کو ادا کرو' گویا اللہ تعالیٰ نے فقراء کے حق کو اپنے حق کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا۔

(۲) مشہور مقولہ ہے کہ فقیر غنی آدمی کا طبیب ہے' اس کا دھوبی ہے' اس کا قاصد ہے' اس کا نگران ہے' اس کا سفارشی ہے' طبیب تو اس لیے کہ غنی بیمار پڑ جائے تو فقیر ہر صدقہ کرنے سے شفا پاتا ہے' دھوبی اس طرح کہ غنی جب صدقہ کرتا ہے تو فقیر اس کے لیے دعا کرتا ہے جس سے وہ خود بھی گناہوں کی آرائش سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کا مال بھی پاک ہو جاتا ہے' قاصد اس طرح کہ غنی اپنے والدین کی طرف سے یا کسی رشتہ دار کی طرف سے صدقہ کرے تو اس کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے تو گویا فقیر مردہ تک ثواب پہنچانے میں واسطہ اور قاصد بن گیا' نگران اس طرح کہ صدقہ کرنے پر فقیر غنی کے مال کی حفاظت کی دعا کرتا ہے' سفارشی اس طرح کہ فقیر کی دعا کی برکت سے اس کے مال کی حفاظت ہوتی ہے۔

(۳) حضور مختار کل کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں جنت کے بادشاہوں کی خبر نہ دوں؟ عرض کیا گیا: ضرور! ارشاد فرمائیے۔ ارشاد فرمایا: جنت کے بادشاہ مظلوم اور ضعفاء لوگ ہیں جو ناز ونعمت والیوں سے نکاح نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کی حاجات کے دروازے کھلتے ہیں' اپنی حاجتوں کو سینوں میں لیے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں' ایسے لوگ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو وہ اسے پورا کر دیتا ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ وہ شخص ملعون ہے جو غنا کی وجہ سے کسی کی عزت کرتا ہے اور فقر کی وجہ سے توہین کرتا ہے۔

## غنا اور فقر کا موازنہ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے غنی بھائی ہمارے ساتھ انصاف نہیں کرتے' وہ کھاتے ہیں ہم بھی کھاتے ہیں' وہ پیتے ہیں ہم بھی پیتے ہیں' وہ پہنتے ہیں ہم بھی پہنتے ہیں' ان کے پاس کچھ زائد مال ہے جنہیں وہ دیکھتے ہیں ہم بھی دیکھ لیتے ہیں اور وہ ایسے لوگ ہیں ان کا حساب ہوگا اور ہم اس سے بَری ہوں گے۔

شفیق زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں فقراء نے اختیار کی ہیں اور تین اغنیاء نے: فقراء نے نفس کی راحت' دل کا فراغ اور حساب کا ہلکا ہونا اختیار کیا ہے' اور اغنیاء نے نفس کی مشقت' دل کی اُلجھنیں اور حساب کی سختی کو اختیار کیا ہے۔

## چار چیزوں کا دعویٰ چار چیزوں کے بغیر باطل ہے

حضرت حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو شخص چار چیزوں کا چار چیزوں کے بغیر دعویٰ کرتا ہے' وہ جھوٹا ہے: جو اپنے مولا کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کے حرام سے نہیں بچتا' دوسرا وہ شخص جو جنت کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اللہ کی اطاعت میں مال نہیں خرچ کرتا' تیسرا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر سنت کی اتباع نہیں کرتا' چوتھا وہ شخص جو اعلیٰ درجات کی محبت کا دعویدار ہے' مگر فقراء اور مساکین سے ہم نشینی نہیں رکھتا۔

کسی حکیم کا قول ہے کہ جس شخص میں چار چیزیں ہوں گی وہ ہر قسم کی بھلائی سے خالی ہوگا۔

(۱) اپنے ماتحتوں پر دست درازی کرنے والا۔

(۲) اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔

(۳) جو شخص غرباء کو حقیر جانتا ہو۔

(۴) جو شخص مساکین کو ان کی ناداری کی وجہ سے شرمندہ کرتا ہے۔

حضور مختارِ کل کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے مجھے یہ وحی نہیں فرمائی کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بنوں بلکہ یہ وحی فرمائی ہے:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (۱۵:۹۹)

''سو آپ اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کرتے رہئے اور نمازیں پڑھنے والوں میں رہئے اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہئے یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے''۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تنگدستی اور فاقہ مندی تمہیں تلاشِ رزق میں ناجائز ذرائع پر نہ لگا دے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! مجھے وفات فقیری میں ہو' تونگری میں نہ ہو اور قیامت کے دن میرا محشر مساکین کے ساتھ ہو۔ سب سے بڑا بدبخت وہ شخص ہے جس پر دنیا کا فقر اور آخرت کا عذاب دونوں جمع ہو گئے۔

## مال فتنہ ہے

کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قادسیہ کی غنیموں میں سے مالِ غنیمت آیا' تو اسے اُلٹنے پلٹنے لگے اور دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: امیرالمؤمنین! آج تو خوشی کا دن ہے اور آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا: یہ تو ٹھیک ہے مگر جس قوم میں یہ مال جاتا ہے تو ان میں باہم عداوت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک نقل کرتے ہیں کہ ہر اُمت کے لیے کوئی نہ کوئی فتنہ رہا اور میری اُمت کا فتنہ مال ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضور مختارِ کل کائنات' شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ مبارک نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب فقراء ہیں' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو انبیاء علیہم السلام تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو فقر میں مبتلا کر رکھا ہے۔

## امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق

حضرت ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: تم اس نورباف زادہ یعنی امام ابوحنیفہ کوفی کو دیکھتے ہو کہ جس سلسلہ میں ہم فتویٰ دیتے ہیں، اس کو رد کر دیتے ہیں۔

حضرت ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: مجھے معلوم نہیں کہ وہ نورباف کے بیٹے ہیں یا کیا ہیں، اتنا جانتا ہوں کہ دنیا ان کے پاس آئی اور وہ اس سے بھاگے اور ہم سے دنیا بھاگی تو ہم نے اس کی طلب میں کوشش کی۔ یعنی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود قدرت کے دنیا میں زہد کیا، یہ کتنا بڑا فضل ہے۔ (احیاء العلوم)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خوش اخلاق، خوش اطوار، حلیم الطبع اور خوش مذاق تھے، آپ کے پاس بیٹھنے والا سعادت حاصل کرتا، آپ کا مخالف بھی غیر حاضری میں آپ کو اچھے الفاظ سے یاد کرتا۔

آپ کے ایک قریبی ساتھی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات کہتے ہوئے سنا:

اے ابوعبداللہ! امام ابوحنیفہ غیبت سے بہت نفرت کرتے تھے، میں نے ان کو کبھی اپنے دشمن کے خلاف برا بھلا کہتے ہوئے نہیں سنا۔

امام سفیان ثوری نے کہا:

امام ابوحنیفہ بڑے دانش مند تھے، وہ کسی ایسی چیز کو اپنی نیکیوں پر غالب نہیں آنے دیتے تھے، جو ان پر پانی پھیر دے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں کی محبت اور اُلفت کا شکار کرنے کا بہت شوق تھا اور وہ ہمیشہ ان سے خوشگوار تعلقات کے خواہاں رہتے، آپ کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ جب کوئی اجنبی آدمی آپ کے پاس آ کر بیٹھ جاتا، جب وہ اُٹھ کر جانے لگتا تو آپ اس سے آمد کا مقصد ضرور دریافت کرتے، اگر وہ فقیر ہوتا تو آپ اس کی مالی

مدد کرتے' اگر وہ بیمار ہوتا تو اس کی تیمارداری کرتے' اگر وہ ضرورت مند ہوتا تو آپ اس کی ضرورت کو پورا کرتے' یہاں تک کہ اس کا دل جیت لیتے اور وہ دعائیں دیتا جاتا۔

## تجارت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط

بایں ہمہ کمانا بھی انتہائی حلال کا تھا' چنانچہ ان کے واقعات میں موجود ہے کہ امام صاحب نے ایک شخص کو تجارت کے لیے وکیل بنا کر بھیجا اور فرمایا: مصر میں جا کر اس مال کو بیچو۔ اوّل تو اس شخص نے یہ کیا کہ بیچنے میں کچھ تاخیر کی کہ ذرا مانگ کچھ بڑھ جائے اور مال کچھ گراں ہو' تب بیچوں۔ چنانچہ مہینہ بھر روزے رکھے' مہینہ بھر کے بعد قیمت چڑھ گئی تو ایک لاکھ کمایا' کافی نفع ملا۔

دوسرا اس نے یہ کیا: جب مانگ بڑھی تو اس نے ایک روپیہ فی روپیہ اس کی قیمت بڑھا دی۔ گاہک زیادہ تھے تو دو لاکھ کے اڑھائی لاکھ وصول ہوئے' یہ رقم لا کر امام صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ امام صاحب کے اندازہ یہ تھا کہ ستر' اسی ہزار روپیہ نفع ہوگا' وہاں اڑھائی لاکھ نفع سامنے آیا۔ فرمایا: اتنا نفع کیسے ہوا؟ اس نے کہا: اوّل تو میں نے بیچنے میں تقریباً ایک ماہ کی تاخیر کی' تا کہ کچھ مانگ بڑھ جائے' کچھ گرانی ہو جائے اور اس کے ساتھ میں نے ایک روپیہ فی روپیہ بڑھا دیا۔

نعوذ باللہ! پہلی صورت "احتکار" کی تھی جس کے معنی یہ ہیں کہ تاخیر کرو' تا کہ گاہک مجبور ہو کر خریدے تو گاہک کی مجبوری سے فائدہ اُٹھانا یہ حرام خوری ہے' غرض احتکار کیا جو شریعت میں ممنوع ہے کہ مال بیچنے میں اس لیے تاخیر کرو کہ اس کی زیادہ قیمت اُٹھے بلکہ اپنے وقت پر بیچو۔ عام طور سے جتنی قیمت ہے' اس پر فروخت کر دو۔

مال کا انتظار میں رکھنا کہ قیمت چوگنی ہو جائے گی' شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک روپیہ فی روپیہ بڑھا کر تم نے غبن فاش کیا۔ شریعت اس کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ فرمایا: اب تو مشکل ہے کہ تمہیں اڑھائی لاکھ روپے دے کر بھیجوں کہ

لوگوں کو واپس کرو، خدا جانے کونسی گاہک کہاں کا ہوگا، کوئی کہاں کا؟ لہٰذا ایک پائی بھی میرے خزانے میں داخل نہ کی جائے، ابھی اس مال کو غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

تو اڑھائی لاکھ روپیہ اسی وقت غریبوں میں تقسیم کر دیا، یہ کمائی کی صورت تھی کہ انتہائی احتیاط کے ساتھ مال کمایا جاتا۔

## کروڑ پتی امام

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی فقہ پر آپ چل رہے ہیں، کے ہاں ریشمی کپڑے کی تجارت تھی اور یہ نہیں کہ کوئی ایک آدھ دکان لگی ہوئی ہو کہ ریشمی کپڑا فروخت ہوگا بلکہ کپڑا بنانے کے کارخانے تھے اور ملکوں میں کپڑا اسلائی ہوتا تھا، جس کی وجہ سے امام صاحب گویا کروڑ پتی تھے، حتیٰ کہ وفات ہوئی تو مؤرخین لکھتے ہیں: ان کے خزانے کے اندر کروڑوں روپیہ جمع تھا جس میں کچھ وصیتیں تھیں، ان میں سے کچھ اولاد پر تقسیم ہوا۔

## مصارف سے مداخل کا اندازہ

جب جائز طریق پر مال آتا تھا تو اس کے بعد جائز ہی طریق پر خرچ بھی ہوتا تھا۔ جیسے سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں:

میں مال کے مصارف کو دیکھ کر مداخل کا پتہ چلا لیتا ہوں؛ جس جگہ صرف ہوتا سمجھ لیتا ہوں کہ اگر یہ اچھی جگہ ہے تو آیا بھی اچھے طریقے سے ہے، اگر حرام جگہ صرف ہو رہا ہے تو سمجھ لیتا ہوں کہ حرام ہی کی کمائی ہے۔ غرض مصرف دیکھ کر اس کے مدخل کو پہچان لیتا ہوں کہ یہ کس طرح سے آیا ہوگا۔

غرض امام صاحب کا مال پاک اور انتہائی پاکیزہ طریق پر آتا تھا تو خرچ بھی ایسے ہی راستوں میں ہوتا۔

## حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے علماء کرام کی تنخواہیں

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس بنائی، جس میں تقریباً چار، پانچ

سو علماء کرام اور محض علماء نہیں بلکہ اپنے اپنے فن کے امام اس میں جمع کیے' کوئی تفسیر کا امام کوئی حدیث کا امام' کوئی لغت کا امام' کوئی فقہ کا امام۔

ان سب پر مشتمل مجلس بنائی اور فقہ کے مسائل مرتب ہونا شروع ہو گئے' اجتہاد اور استنباط سے مسائل نکالے گئے۔ ایک مسئلہ اس مجلس میں پیش ہوتا اور ہفتوں اس پر بحث ہوتی' نکھرا نکھرا جو اخیر میں نکھری ہوئی بات نکلتی' وہ مرتب کر کے لکھی جاتی کہ یہ قرآن وحدیث سے قریب تر ثابت ہے' یہی آپ کا فقہ حنفی ہے۔تو ان چار' پانچ سو علماء کرام کی تنخواہ امام صاحب کے خزانے سے دی جاتی۔ کسی کے ایک ہزار ماہوار مقرر' کسی کے دو ہزار اور کسی کے تین ہزار' اس طرح لاکھوں روپے ماہوار کا خرچ اس پر ہوتا تھا۔

## حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا غرباء پر خرچ

پھر یہ الگ تھا کہ صدقات وخیرات کے اندر کوفے کے جتنے گھرانے تھے' ان کی فہرستیں امام صاحب کے ہاں لکھی ہوتی تھیں کہ فلاں گھر میں اتنے بڑے ہیں' اتنی عورتیں ہیں اور اتنے مرد اور غریب ہیں' بس روز روز کا کھا پی لیتے ہیں اور پس انداز اور پیچھے کچھ چھوٹا ہوا نہیں' ہر گھر میں جتنے افراد اور کوفے کے اندر جتنے غریبوں کے گھر ہوتے' سب کے لیے لباس ان کی قد وقامت کے مناسب رمضان میں تیار ہوتے' عید کا چاند دیکھا گیا اور فجر کی نماز سے پہلے ہر گھر میں گھر کے افراد کی تعداد کے مطابق لباس پہنچ جاتا تھا تو غرباء کہتے کہ ہم غریب نہیں' ہماری عید بھی امیروں کی سی ہے۔ ابھی ابو حنیفہ سلامت ہے۔

غرض یہ خرچ الگ تھا کہ کوئی غریب گھرانہ خالی نہ رہتا تھا کہ ان کی عید نہ ہو' اعلیٰ ترین لباس جتنا اس کے مناسب حال ہے' پہنچتا تھا تو علماء پر لاکھوں کا یہ خرچ اور غرباء پر یہ خرچ تھا۔

## ایک مقروض سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ

پھر اوپر سے قرض کے دروازے کھلے ہوئے تھے' ہزاروں کی تعداد میں لوگ قرض

لیتے تھے، کسی کو پچاس ہزار کی ضرورت ہے تو امام صاحب دے دیتے ہیں، تیس ہزار کی ضرورت ہے تو دے دیتے تھے۔

اس میں بعض لوگ ایسے بھی تھے کہ لینے کے بعد ان کی نیت بدل گئی، دینے کو جی نہ چاہا۔ چنانچہ ایک شخص نے پچاس ہزار روپیہ کا قرض کیا، اب یا تو یہ کہہ دینے کی قوت نہیں رہی تھی یا یہ کہ اتنی رقم کس لیے واپس کردوں تو کترانا شروع کیا، دیکھا کہ امام صاحب آرہے تھے تو کسی گلی میں گھس گیا۔ پھر دیکھا کہ ادھر سے آرہے ہیں تو دوسری گلی میں گھس گیا، سامنے ہوتا تھا تو شرمندہ ہوتا۔

امام صاحب سمجھ گئے کہ اس کی نیت کچھ بدل گئی ہے۔

امام صاحب آرہے ہیں، وہ دیکھ کر دوسری گلی میں گھسا تو امام صاحب لپک کر اس گلی میں گھسے اور جاکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: بھائی! ہم نے کیا قصور کیا جو ہم سے کترانے لگے؟ ہم کوئی اچھوت اقوام میں سے ہیں کہ ہم سے کنارے کنارے چلو؟ آخر کیا وجہ ہے؟ اب وہ چپ، کیا کہے، دل میں چور تھا ہی۔ فرمایا: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیسہ واپس کرنے کو جی نہیں چاہتا۔

یہ نہیں فرمایا کہ پاس نہیں، وہ خود مال دار آدمی تھا۔ یہ فرمایا کہ قرض ادا کرنے کو جی نہیں چاہتا، کترانے کی وجہ یہ ہے۔

فرمایا: مال بھی ایسی چیز ہے کہ اس کی وجہ سے تعلقات خراب کیے جائیں؟ پچاس کا پچاس ہزار روپیہ بالکل معاف۔ مگر تعلقات پہ پانی نہیں پھرنا چاہیے۔ آمد و رفت ویسی ہی جاری رکھنی چاہیے یہ قرض بالکل معاف ہے تمہیں ایک پائی بھی نہیں دینی پڑے گی۔

سینکڑوں واقعات ہیں کہ ہزاروں، لاکھوں کی مقدار میں قرضے معاف کر دیئے۔ یہ سخاوت کا دریا جاری تھا تو کمانا بھی انتہائی احتیاط کا اور خرچ کرنا بھی انتہائی احتیاط کا تھا۔

## حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا زہد و تقویٰ

ایک بار آپ (امام احمد بن حنبل) مکہ تشریف لے گئے تا کہ حضرت سفیان رحمۃ

اللہ علیہ سے احادیث سنیں' آپ ہر روز ان کے ہاں تشریف لے جاتے' ایک دن نہ گئے' نہوں نے آدمی بھیجا کہ معلوم ہو آپ کس وجہ سے تشریف نہیں لائے' جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اپنے کپڑے دھوبی کو دیئے ہوئے ہیں اور آپ برہنہ بیٹھے ہیں۔ اس شخص نے کہا: میں چند دینار آپ کو دیتا ہوں' تا کہ آپ انہیں اپنے مصرف میں لائیں' آپ نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا: میں واپس نہ جاؤں گا' جب تک آپ اس کی کوئی تدبیر نہ کریں۔ آپ نے فرمایا: میں ایک کتاب لکھتا ہوں' اس کو فروخت کر کے کپڑا خرید لاؤ' اس نے کہا: کتنا خرید لاؤں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دس گز ٹاٹ خرید لاؤ' پانچ گز کا کرتہ بنالوں گا اور پانچ گز کا تہبند۔

## اس دنیا کا انجام

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی حق گوئی کے لیے مشہور تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے ایک دینی بھائی کو نصیحت کی اور اسے یہ کہہ کر اللہ کے عذاب سے ڈرایا کہ دنیا لغزشوں کی جگہ ہے' یہاں ذلت کے سوا کچھ نہیں ہے' اس کی آبادی ایک دن بربادی سے ہمکنار ہوگی' اس کے رہنے والوں کا ٹھکانہ قبر ہے' جتنے لوگ جمع ہیں' وہ سب ایک نہ ایک دن جدا ضرور ہوں گے' اس کی مالداری بالآخر فقر میں بدل جائے گی۔ اس کی نفرت تنگ دستی کا باعث ہے اور تنگ دستی فراخی کا سبب ہے' اس لیے ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ رہو' جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس پر قناعت کرو۔ اس دار فانی کو دار بقاء پر ترجیح مت دو' تمہاری زندگی ڈھلتا سایہ اور گرتی ہوئی دیوار ہے' عمل زیادہ کرو' اُمید کم رکھو' حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے پوچھا: تمہیں نیند میں چاندی کا سکہ ملے' یہ اچھا ہے یا جاگنے کی حالت میں سونے کا سکہ ملے یہ زیادہ بہتر ہے؟ ابراہیم بن ادھم نے فرمایا: یہ بات تم نے جھوٹ کہی ہے' اس لیے کہ تم دنیا میں جن چیزوں سے محبت کرتے ہو' وہ گویا خواب کی بات ہے اور آخرت کی جن چیزوں سے محبت نہیں کرتے تو گویا بیداری کی چیزوں سے محبت نہیں کرتے۔

## حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک حجام کا نصیحت آموز واقعہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ نائی کے پاس اپنے بالوں کی اصلاح کرانے تشریف لے گئے، نائی نے دیکھا کہ ایسے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہیں، یہ ہم کو کیا دیں گے۔ اس نے بالوں کی اصلاح کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ بالوں کی اصلاح کی اُجرت زیادہ لینے کا عادی تھا، وہ تو بادشاہوں اور امیروں کے بالوں کی اصلاح کیا کرتا تھا، ان کو کیا خاطر میں لاتا۔ حضرت امام صاحب اس بات کو تاڑ گئے، آخر امام تھے، مجتہد، ذکی اور فطین تھے، غلام سے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ اُس نے کہا: دس اُشرفیاں ہیں، فرمایا: اس نائی کو دے دو، چنانچہ دے دیں اور چلے گئے اور بالوں کی اصلاح نہیں کرائی، وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ کیا دیں گے، حضرت نے دے دیا اور یہ اشعار پڑھتے ہوئے چلے گئے۔

وہ اشعار مع ترجمہ کے یہ ہیں:

علی ثیاب لو یباع جمیعھا
بفلس لکان الفلس منھن اکثرا

''میرے بدن پر ایسے کپڑے ہیں کہ اگر ان کو فروخت کیا جائے تو ایک فلوس کے برابر بھی قیمت نہ ملے''۔

وفیھن نفس لو یقاس بمثلھا
جمیع الوری کانت احل واخطرا

''لیکن اس کے اندر ایسا نفس ہے کہ اگر تمام مخلوق کا اس حصے سے موازنہ کیا جائے تو اس کا مرتبہ بڑا رہے گا''۔

وما ضر جد السیف اخلاق غمدہ
اذا کان عضبا حیث انفذتہ یری

''کوتاہ نظر اور حقیقت ناشناس لوگ ہمیشہ ظاہری طمطراق اور مادی طاقت کی طرف مائل ہوتے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ اخلاق کی پاکیزگی اور نفوس کی

تقدیس وتطہیر اصل چیز ہے"۔

ظاہر بین حضرات لباس کی زینت سے جلالتِ قدر اور رفعتِ شان کا اندازہ کرتے ہیں اور حقیقت الامر اس کے بالکل مخالف ہے۔ ظاہر بات ہے کہ امام شافعی مجتہد مطلق ہیں اور اپنے وقت کے فرید امام ہیں، خلیفۂ وقت بھی ان کی تعظیم کرتا ہے، مگر نائی نے کپڑوں کو دیکھ کر نفرت کا اظہار کیا اور ان کے پاس اخلاق واوصاف کا اس کو اندازہ نہ ہوا اور اس کو یہ خبر نہ تھی کہ بوسیدہ کپڑوں میں بسا اوقات قلوب کے شہنشاہ بھی آ جایا کرتے ہیں۔ جن کا لحاظ بادشاہ تو بادشاہ دونوں جہان کے شہنشاہ بھی کرتے ہیں۔

## حضرت امام شافعی کا علمی سفر اور زہد وتقویٰ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں مکہ سے روانہ ہوا تو میری عمر چودہ برس تھی، میرے جسم پر صرف یمنی چادریں تھیں۔ "ذی طویٰ" پہنچا تو ایک پڑاؤ دیکھائی دیا، میں نے وہاں جا کر صاحب سلامت کی تو ایک ضعیف العمر شخص میری طرف بڑھا اور مجھے کھانے کی دعوت دی، میں نے بے تکلفی سے وہ دعوت قبول کر لی، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کا اور اس بوڑھے شخص کا شکریہ ادا کیا۔

میری باتیں سن کر میزبان نے سوال کیا: کیا تم مکی ہو؟

میں نے اثبات میں جواب دیا۔

پھر اس نے پوچھا: کیا تم قریشی ہو؟

میں نے جواب میں ہاں کہہ کر ان سے پوچھا: اچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں مکی اور قریشی ہوں۔

انہوں نے جواب دیا کہ شہری ہونا تمہارے لباس سے ظاہر ہے اور قریشی ہونا تمہارے کھانے سے معلوم ہوا، جو شخص دوسروں کا کھانا بے تکلفی سے قبول کر لیتا ہے، وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس کا کھانا دل کھول کر کھائیں اور یہ خصلت صرف قریش میں ہے۔

پھر میں نے پوچھا: آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟

جواب ملا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مدینہ میرا وطن ہے۔

میں نے پوچھا: مدینے میں کتاب وسنت کا سب سے بڑا عالم و مفتی کون ہے؟

اس بزرگ نے جواب دیا: قبیلہ بنی اصبح کا سردار مالک بن انس (امام مالک)۔

میں نے عرض کیا: خدا جانتا ہے کہ مجھے امام مالک سے ملنے کا کتنا شوق ہے۔

انہوں نے کہا: خوش ہو جاؤ! خدا نے تمہارا شوق پورا کر دیا' اس بھورے اونٹ کو دیکھو' یہ ہمارا سب سے اچھا اونٹ ہے' تم اسی پر سوار ہو جاؤ۔

قافلہ روانہ ہوا' دورانِ سفر میں نے قرآن پاک کے سولہ "ختم" کیے' آٹھویں دن عصر کے وقت ہمارا قافلہ مدینہ میں داخل ہوا' مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نماز پڑھی' پھر مزار مبارک کے قریب حاضر ہوا' درود وسلام بھیجا' امام مالک دکھائی دیئے' ایک چادر کی تہبند باندھے تھے' دوسری چادر اوڑھے ہوئے تھے اور بلند آواز سے حدیث کی روایت کر رہے تھے' روایت یوں کرتے تھے:

مجھ سے نافع نے ابن عمر کے واسطے سے اس قبر کے مکین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا...... یہ کہہ کر اپنا ہاتھ پھیلا کر قبر کی طرف اشارہ کرتے۔

یہ انداز دیکھ کر میرے دل پر امام مالک کی ہیبت چھا گئی اور درس میں جہاں جگہ ملی وہیں بیٹھ گیا' میں نے جلدی سے ایک تنکا اٹھالیا۔ امام صاحب جب کوئی حدیث بیان کرتے' میں تنکے کو لعاب دہن میں تر کر کے اپنی ہتھیلی پر لکھ لیتا۔ امام صاحب میری یہ حرکت دیکھ رہے تھے' مگر مجھے اس کی خبر نہ تھی۔ آخر مجلس ختم ہو گئی' میں اپنی جگہ بیٹھا رہا' امام مالک نے مجھے اشارے سے بلایا' میں قریب گیا تو کچھ دیر بڑے غور سے مجھے دیکھتے رہے' پھر فرمایا: تم حرم کے رہنے والے ہو؟

میں نے عرض کی: جی ہاں

پوچھا: مکی ہو؟

میں نے کہا: جی ہاں!

فرمایا: سب اوصاف پورے ہیں، مگر تم میں ایک بے ادبی بھی ہے، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلماتِ طیبہ سنا رہا تھا اور تم تنکا لیے اپنے ہاتھ سے کھیل رہے تھے۔

میں نے عرض کیا: کاغذ پاس نہیں تھا، اس لیے جو کچھ سنتا رہا، ہاتھ پر لکھتا تھا۔

اس پر امام مالک نے میرا ہاتھ کھینچ کر دیکھا اور فرمایا: ہاتھ پر تو کچھ بھی نہیں لکھا ہوا ہے۔

میں نے عرض کیا: لعاب تو باقی نہیں رہتا لیکن آپ نے جتنی حدیثیں سنائی تھیں، مجھے سب یاد ہو چکی ہیں۔

امام صاحب کو تعجب ہوا، فرمایا: سب نہیں تو ایک سنا دو۔

میں نے امام صاحب کے انداز میں اور ہاتھ کے اشارے سے ایک نہیں پوری پچیس حدیثیں مبارکہ جو اس محفل میں بیان ہوئی تھیں، سنا دیں۔ سورج غروب ہو چکا تھا، امام مالک نے نماز پڑھی، پھر میری طرف اشارہ کر کے اپنے خادم سے کہا: آقا کو گھر لے جاؤ۔

تھوڑی دیر کے بعد امام صاحب بھی گھر آ گئے، میرے ساتھ کھانا کھایا اور جب رات زیادہ ہوگئی اور فرمایا: اب تم آرام کرو، رات کے پچھلے پہر دروازے پر دستک ہوئی، میں نے اُٹھ کر دیکھا تو امام صاحب کو پانی کا لوٹا لیے موجود پایا، مجھے بڑی شرمندگی ہوئی، کہنے لگے: کچھ خیال نہ کرو، مہمان کی خدمت فرض ہے، نماز مسجد نبوی میں ادا کی، جب روشنی ہوئی تو آج بھی اسی جگہ جا بیٹھے جہاں کل بیٹھے تھے۔ اپنی کتاب مؤطا میرے ہاتھ میں دے دی، میں نے کتاب سنانی شروع کی، لوگ سن کر لکھنے لگ گئے، میں امام مالک کے ہاں آٹھ مہینے رہا، پوری ''مؤطا'' مجھے یاد ہوگئی، مجھ میں اور امام صاحب میں اس قدر بے تکلفی پیدا ہوگئی کہ کوئی ناواقف ہمیں دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ مہمان کون ہے اور میزبان کون۔

عراق سے کچھ لوگ زیارت کے لیے اور موطا سننے کے لیے آئے' انہیں کی زبانی مجھے "ابو یوسف" اور "محمد بن حسن" (جو کہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں) کے متعلق پتہ چلا' چنانچہ مجھے عراق جانے کا شوق پیدا ہو گیا اور امام صاحب سے اذنِ سفر مانگا' انہوں نے میرے حصولِ علم کے شوق کی ہمت افزائی کی اور مجھے زادِ راہ دے کر فرمانے لگے: رات عبدالرحمٰن قاسم ہدیہ لائے اور منت کر کے سو دینار کی ایک تھیلی دے گئے' پچاس دینار میں نے اپنے اہلِ خانہ کے لیے رکھ لیے اور بقیہ پچاس دینار تمہارے لیے ہیں۔ پھر امام مالک نے چار دینار میں ایک اونٹ طے کر کے باقی رقم میرے حوالے کر دی اور خدا حافظ کہا۔

حاجیوں کے ایک قافلے کے ساتھ بیسویں دن کوفہ پہنچ گئے' وہاں کی مسجد میں عصر کے وقت محمد بن حسن اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی' میری باتوں سے انہیں میرے صاحبِ علم ہونے کا گمان ہوا' مجھے پوچھا کہ امام مالک کو تم نے دیکھا ہے؟

میں نے عرض کی: جی ہاں! انہی کے پاس سے آ رہا ہوں۔

یہ سن کر پوچھا: "موطا" بھی دیکھی ہے؟

میں نے کہا: پوری حفظ کر چکا ہوں۔

حضرت محمد بن حسن متعجب ہوئے' اسی وقت لکھنے کا سامان منگوایا اور "فقہ" کے مسائل لکھ کر نیچے جگہ خالی چھوڑ دی' میں نے "موطا" کے مطابق جواب لکھ دیئے' اس کے بعد امام صاحب نے مجھے اپنے گھر بھجوایا' کچھ دیر کے بعد امام محمد بھی آ گئے' میرے بوسیدہ کپڑے دیکھ کر ایک ہزار درہم کا قیمتی جوڑا مجھے پہنایا اور اپنے کتب خانہ سے امام ابوحنیفہ کی کتاب "الاوسط" نکال کر دی' میں نے صبح تک اسے حفظ کر لیا' کچھ دن کے بعد میں نے ان سے سفر کی اجازت مانگی' وہ کہنے لگے: میں اپنے کسی مہمان کو جانے کی اجازت نہیں دیتا' بہرحال جو مال و دولت میرے پاس موجود ہے' اس میں سے آدھا تم لے لو' پھر انہوں نے ساری نقدی منگوائی' تین ہزار درہم نکلے' آدھے میرے حوالے کیے اور

میں عراق کی سیاحت لے کر نکل کھڑا ہوا۔

اب میری عمر اکیس برس کی ہو گئی تھی' یہ امیر المؤمنین ہارون الرشید کا زمانہ تھا۔ جب میں بغداد میں آیا' تو دروازے پر میرا نام اور کوائف قلمبند کیے گئے' میں ایک مسجد میں جا کر قیام پذیر ہوا' آدھی رات کو چھاپہ پڑا' اور ہر شخص کو روشنی میں دیکھنا شروع کیا گیا' آخر میری باری آئی تو انہوں نے پکار کر کہا: ڈرنے کی کوئی بات نہیں' جس کی تلاش تھی وہ مل گیا' پھر مجھے شاہی محل میں لے گئے' امیر المؤمنین کو میری باتیں پسند آئیں اور انہوں نے کہا: کیا تم پسند کرو گے کہ کتاب وسنت کے مطابق حکم سنانے کے لیے قاضی بنا دیئے جاؤ؟

میں نے جواب دیا: سلطنت میں شرکت تو مجھے ایک دن کے لیے بھی منظور نہیں۔ یہ سن کر امیر المؤمنین رو پڑے' اب مجھے تین سال اور ہو چکے تھے' اس دوران کچھ حاجی حجاز سے لوٹے' میں نے ان سے امام مالک کی خیریت دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ امام صاحب تندرست اور بہت دولت مند ہو چکے ہیں' یہ سن کر مجھے شوق ہوا کہ ان کو غربت میں دیکھ چکا ہوں' اب دولت مندی میں بھی دیکھنا چاہیے۔

ایک دولت مند شخص نے مجھے اصرار کر کے چالیس ہزار دینار پیش کیے' چنانچہ میں روانہ ہو پڑا' راستے میں مجھے "احمد بن حنبل' سفیان بن عیینہ اور اوزاعی" اصحاب حدیث ملے' میں نے ان تمام اصحاب کو اپنے پاس سے اتنا کچھ دیا جتنا ان کا مقدر تھا' میرے پاس صرف دس دینار رہ گئے' بالآخر ستائیسویں دن مدینہ منورہ پہنچ گیا۔

مسجد نبوی میں نماز پڑھی' اب کیا دیکھتا ہوں کہ لوہے کی ایک کرسی مسجد میں رکھی ہے' کرسی پر قباطی مصر کا تکیہ رکھا ہے' میں حیرت سے ابھی یہ دیکھ رہا تھا کہ امام مالک آ گئے اور پوری مسجد عطر کی خوشبو سے مہک اٹھی' ان کے جلو میں چار سو یا اس سے زیادہ کا مجمع تھا' سب لوگ ان کے احترام میں کھڑے ہو گئے' امام صاحب کرسی پر بیٹھ گئے اور اپنے شاگردوں کے سامنے عمداً زخم لگانے کا مسئلہ پیش کیا' میں نے اپنے ساتھ بیٹھے ایک جاہل

آدمی کو اس کا جواب لکھ دیا' اس نے بلند آواز سے یہ جواب بتا دیا' باقی تمام شاگردوں کے جواب غلط تھے' دو تین بار ایسا ہوا تو امام صاحب اس جاہل آدمی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یہاں آ جاؤ! وہ جگہ تمہاری نہیں ہے۔

اس آدمی نے جواب دیا کہ میرے ساتھ ایک نوجوان بیٹھا ہے' جو مجھے یہ جواب لکھوا رہا ہے۔

امام صاحب نے میری طرف گردن گھمائی' قریب بلایا اور غور سے دیکھ کر پوچھا: شافعی ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں!

انہوں نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور اپنی کرسی سے اتر کر مجھ سے کہا: جو باب ہم شروع کر چکے ہیں' اس کو تم پورا کرو' میں نے تعمیل کی لیکن میرے سوالوں کا کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔

امام صاحب نے میری پیٹھ تھپکی' میری تعریف کی اور نمازِ مغرب کے بعد مجھے اپنے گھر لے گئے' پرانی عمارت کی جگہ اب نئی عمارت کھڑی تھی' میں یہ دیکھ کر بے اختیار رو دیا۔

یہ دیکھ کر امام صاحب نے کہا: کیوں روتے ہو؟ شاید سمجھ رہے ہو کہ میں نے دنیا کے لیے آخرت چھوڑ دی ہے' تم مطمئن رہو' تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں' یہ سب ہدیہ اور تحفہ ہے خراسان سے' مصر سے' دنیا کے دور دراز گوشوں سے ہدیے چلے آ رہے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرما لیتے تھے اور صدقہ ردّ فرما دیتے تھے' میرے پاس اس وقت خراسان اور مصر کے اعلیٰ ترین کپڑوں کے تین سو خلعت موجود ہیں' اب یہ سب تمہارے لیے ہدیہ ہیں' صندوق میں پانچ ہزار دینار ہیں' ان کی زکوٰۃ نکلی ہوئی ہے' اس کی آدھی رقم اب تمہاری ہے۔

صبح نمازِ فجر ادا کرنے نکلے تو ہم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے' دروازے

پر خراسانی گھوڑے اور مصری خچر کھڑے تھے' میرے منہ سے نکل گیا: ایسے خوبصورت گھوڑے تو میں نے آج تک نہیں دیکھے۔

امام صاحب نے فرمایا: یہ تمام سواریاں اب تمہارے لیے ہدیہ ہیں۔

میں نے عرض کیا: کم از کم ایک جانور تو اپنے لیے رکھ لیجئے۔

فرمانے لگے: مجھے خدا سے شرم آتی ہے اس زمین کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندوں' جس کے نیچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔

تین دن بعد میں اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی خیر و برکت اور مال و متاع کے ساتھ مکہ روانہ ہو گیا۔ حدودِ حرم کے قریب مجھے اپنی والدہ مکرمہ چند عورتوں کے ساتھ ملیں' انہوں نے مجھے گلے سے لگا لیا' لیکن میرا مال و متاع دیکھ کر فرمایا: کل تو مکہ سے فقیر کی صورت نکلا تھا' آج امیر بن کر لوٹا ہے تاکہ اپنے چچیرے بھائی بندوں پر گھمنڈ کرے۔

میں نے عرض کیا: پھر کیا کروں؟

فرمانے لگیں: منادی کرا دو بھوکے آئیں اور کھائیں' پیدل آئیں اور سواری لے جائیں' ننگے آئیں اور کپڑے پہن لیں' اس طرح دنیا میں تیری آبرو بڑھے گی اور آخرت میں اجر بھی محفوظ رہے گا۔

چنانچہ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی' یہ خبر امام مالک نے بھی سنی تو کہلا بھیجا: جتنا دے چکا ہوں' اتنا ہر سال بھیجتا رہوں گا۔ (بروایت ربیع بن سلیمان' بذریعہ آئین)

## حضرت امام مالک کی بے نیازی

ایک مرتبہ ہارون الرشید اپنے شہزادوں امین و مامون کو ساتھ لے کر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ میں حاضر ہوا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ آپ کچھ احادیث سنائیں۔ امام صاحب نے فرمایا: میں نے کچھ دنوں سے قراءت کا طریقہ چھوڑ دیا ہے' لوگ مجھ کو احادیث سناتے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا: لوگ مجھ کو احادیث سناتے ہیں اور میں سن لیتا ہوں۔ خلیفہ نے کہا کہ خیر میں پڑھتا ہوں' آپ سن لیجئے۔ مگر شرط یہ ہے کہ

عام آدمیوں کو درسگاہ سے باہر نکال دیں اور صرف خواص کو اپنے حلقۂ درس میں شامل رکھیں۔

امام صاحب نے فرمایا: ایسا کرنے سے خواص کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا' یہ علم نبوت ہے' اس میں شاہ وگدا سب برابر کے حقدار ہیں' یہ فرمایا اور اپنے شاگرد ابن عیسیٰ کو فوراً سبق شروع کر دینے کو ارشاد فرمایا' چنانچہ ابن عیسیٰ نے قراءت شروع کر دی' خلیفہ ہارون الرشید اور اس کے دونوں شہزادے حیرت سے امام مالک کا منہ تکتے رہ گئے۔

## امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا روزانہ نیا جوڑا پہننا

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ روزانہ کپڑوں کا ایک نیا جوڑا پہنا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو دنیا عطاء فرمائی' لیکن اس سے محبت نہ ہوئی اور نہ اس کے اندر انہماک ہوا' اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ! حبِ ضرورت دنیا عطاء فرما بلکہ میں تو اور آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ اے اللہ! حبِ خواہش دنیا عطاء فرما! جائز خواہشات کی حد تک عطاء فرما اور فراغت کے ساتھ عطاء فرما' لیکن اس کی محبت اور وقعت میں دل کو مبتلا نہ فرما۔ آمین

## مخنث کی بخشش کا واقعہ

حضرت عبدالوہاب بن عبدالحمید ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے ایک جنازہ دیکھا' جس کو تین مرد اور ایک عورت لے جا رہے ہیں اور کوئی آدمی جنازہ کے ساتھ نہیں تھا' میں ساتھ ہولیا اور عورت کی جانب کا حصہ میں نے لے لیا۔ قبرستان لے گئے' وہاں اس کا جنازہ پڑھا اور اس کو دفن کر کے میں نے پوچھا: یہ کس کا جنازہ تھا' عورت نے کہا: یہ میرا بیٹا تھا' میں نے پوچھا: تیرے محلہ میں اور کوئی مرد نہ تھا جو تیری جگہ جنازہ کا چوتھا پایا پکڑ لیتا' اس نے کہا: آدمی تو بہت تھے لیکن اس کو ذلیل سمجھ کر کوئی ساتھ نہ آیا' میں نے پوچھا: کیا بات تھی جس سے ذلیل سمجھتے تھے' کہنے لگی: یہ مخنث تھا (ہیجڑا یا عورتوں جیسی حرکات کرنے والا) مجھے اس عورت پر ترس آیا' میں اس کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور

اس کو کچھ درہم اور کپڑے اور گیہوں دیئے۔ میں نے ان کو رات میں دیکھا کہ ایک شخص اس قدر حسین گویا چودھویں رات کا چاند نہایت سفید عمدہ لباس پہنے ہوئے آیا اور میرا شکریہ ادا کرنے لگے' میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہنے لگا: میں وہی مخنث ہوں' جس کو تم نے آج دفن کیا' مجھ پر حق تعالیٰ نے اس وجہ سے رحمت فرمادی کہ لوگ مجھے ذلیل سمجھتے تھے۔ (اتحاف)

## ایک لنگڑے شخص کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت محمد بن سہل بخاری کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ کے راستے میں جا رہا تھا' میں نے دیکھا کہ ایک مغربی شخص ایک خچر پر سوار ہے اور اس کے آگے ایک شخص یہ اعلان کرتا جاتا ہے کہ (ایک ہمیانی کھوئی گئی) جو شخص ہمیانی کا پتہ بتا دے' اس کو سو اشرفیاں میں اپنے پاس سے دوں گا' اس لیے کہ اُس ہمیانی میں امانتیں تھیں (ہمیانی روپیہ اشرفیاں رکھنے کی تھیلی ہوتی ہے جو کمر سے باندھی جاتی ہے) اس اعلان پر ایک لنگڑا شخص جس کے اوپر بہت پھٹے پرانے کپڑے تھے' اس مغربی کے پاس آیا اور اس سے اُس ہمیانی کی علامتیں پوچھیں کہ کیسی تھی؟ مغربی نے اس کی علامتیں بتائی اور کہا کہ اس میں بہت سے آدمیوں کی امانتیں رکھی ہوئی ہیں' لنگڑے نے پوچھا کہ کوئی شخص ایسا ہے کہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو' محمد بن سہل نے کہا: میں جانتا ہوں' وہ لنگڑا ہمیں تینوں کو الگ ایک ساتھ ایک طرف لے گیا اور ایک ہمیانی نکال کر دکھائی۔ وہ مغربی اس کے اندر کی چیزیں بتاتا رہا کہ دو دانہ فلاں عورت فلاں بیٹی کے پانچ سو اشرفی کے بدلے رکھے ہیں اور ایک دانہ (عدد) فلاں شخص کا سو اشرفی میں رکھا ہے' اسی طرح ایک ایک چیز وہ گنواتا رہا اور میں اس کے اندر رکھی ہوئی چیزوں کو بتاتا رہا کہ وہ یہ ہے' یہ ہے' اس مغربی نے اس ہمیانی کی سب چیزیں شمار کرا دیں اور وہ سب کی سب اس میں سے پوری نکلیں۔ جب سب کچھ نکل آیا' تو اس لنگڑے نے ہمیانی مغربی کے حوالے کر دی' اس نے اپنے وعدے کے موافق اپنے پاس سے سو دینار نکال کر اس لنگڑے کو دیئے'

اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر اس ہمیانی کی قدر میری نگاہیں دو مینگنیوں کے برابر بھی ہوتی تو شاید تم اس کو نہ پا سکتے' ایسی چیز پر کیا معاوضہ لوں' جس کی قیمت میرے نزدیک دو مینگنیاں بھی نہیں اور یہ کہہ کر وہ لنگڑا چلا گیا اور ان سو اشرفیوں کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھا۔ (مسامرات)

## حصولِ ولایت کے لیے دنیا سے بے رغبت ہونا ضروری ہے

حضرت ابراہیم بن ادھم نے ایک مرتبہ ایک شخص سے دریافت کیا کہ تو اللہ کا ولی بننا چاہتا ہے' اس نے کہا: ضرور چاہتا ہوں' آپ نے فرمایا: دنیا اور آخرت کی کسی چیز میں رغبت نہ رکھ اور اپنے آپ کو بس حق تعالیٰ کے لیے خاص کر لے۔ اور تو ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو جا تا کہ وہ بھی ہمہ تن تیری طرف متوجہ ہو جائے اور تجھے اپنا ولی بنا لے۔

(روض)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں حق تعالیٰ کا یہاں ارشاد وارد ہوا کہ جو شخص میری طرف چل کر آتا ہے' میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں اور جو میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے' میں اس کی طرف ایک باع (یعنی دو ہاتھ) قریب ہوتا ہے۔

## حضرت جنید بغدادی کا ایمان افروز واقعہ

حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں ایک شخص نے پانچ سو درہم پیش کیے اور عرض کیا کہ یہ اپنے خدام پر تقسیم فرما دیں' حضرت نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس ان کے علاوہ اور بھی کچھ ہے' انہوں نے عرض کیا کہ حضرت میرے پاس بہت سے دینار (اشرفیاں) ہیں' حضرت نے دریافت فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ اُن میں اور اضافہ ہو جائے' یا نہیں چاہتے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ خواہش تو ضرور ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر تو تم ہم سے زیادہ محتاج ہو (اس لیے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے' ہم اس پر اضافہ نہیں چاہتے) اس لیے یہ تم اپنے ہی پاس رکھو' یہ کہہ کر وہ درہم واپس کر دیئے اور قبول نہ

فرمائے۔(روض)

## حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے چند واقعات

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ (شاگردوں کے مجمع میں) تشریف رکھتے تھے، ان کی بیوی آئیں اور کہنے لگی کہ تم تو ان کو لیے بیٹھے ہو اور گھر میں آٹے کی ایک چٹکی بھی نہیں ہے، وہ فرمانے لگے: ارے اللہ کی بندی! ہمارے سامنے ایک نہایت سخت گھاٹی بڑی دشوار گزار آ رہی ہے، اس سے صرف وہی لوگ نجات پاسکیں گے جو بہت ہلکے پھلکے ہوں گے، بیوی یہ بات سن کر ہنسی خوشی سے واپس چلی گئی، ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ دنیا دار بھی کھاتے ہیں اور ہم بھی کھاتے ہیں، وہ بھی کپڑا پہنتے ہیں اور ہم بھی پہنتے ہیں اور ان کے پاس جو ضرورت سے زائد مال ہے، وہ اس کو کام میں تو لاتے نہیں۔ صرف دیکھتے ہیں کہ ہاں یہ مال ہے، مال کو دیکھ ہم بھی لیتے ہیں (جو دوسروں کے پاس ہوتا ہے، لہٰذا دیکھنے میں ہم اور وہ بھی برابر ہیں، کام میں وہ بھی نہیں لائے، ہم بھی نہیں لائے) لیکن ان کو اپنے مال کا حساب دینا پڑے گا اور ہم حساب سے بری ہیں کہ ہمارے پاس ہے نہیں۔
ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ ہمارے بھائی ہمارے ساتھ انصاف کا برتاؤ نہیں کرتے، ہم سے محبت تو اللہ کے واسطے کرتے ہیں اور دنیا میں ہم سے الگ الگ رہتے ہیں، عنقریب وہ دن آنے والا ہے کہ وہ تو اس کی تمنا کریں گے کہ اے کاش! وہ ہم جیسے ہوتے اور ہم اس کی تمنا نہیں کریں گے کہ ہم ان جیسے ہوتے۔ (روض)

## اہل وعیال کی کثرت نے مجبور کر رکھا ہے

ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے لیے دعا کر دیجئے، مجھے اہل وعیال کی کثرت نے بہت مجبور کر رکھا ہے، انہوں نے فرمایا کہ جب تیرے گھر والے تجھ سے یہ کہیں کہ ہمارے پاس نہ آٹا ہے نہ روٹی ہے، اس وقت کی تیری دعا حق تعالیٰ کے یہاں میرے اس وقت کی دعا سے زیادہ قابل قبول ہے۔ (روض)

حضرت شیخ نے بالکل صحیح فرمایا، لوگوں کو آقا سے مانگنے کی قدر نہیں ہے، نہ اس کی

وقعت قلوب میں ہے' اس کریم کے یہاں تڑپ کے مانگنے کی بڑی قدر ہے اور مضطر کی دعا خصوصیت سے قبول ہوتی ہے' حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ ۔ (النحل:ع۴)

''کیا وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے' جب وہ اس کو پکارتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے''۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اللہ وحدہٗ کی طرف کہ اگر تجھے کوئی مضرت پہنچے تو پھر اس کو پکارے تو وہ تیری مصیبت کو زائل کر دے' اور وہ اللہ وحدہٗ کہ اگر تو کہیں راستہ میں سواری کو گم کر دے' پھر اس کو پکارے تو وہ تیری سواری کو تجھ پر لوٹا دے' اور اگر تجھے قحط سے سابقہ پڑے' پھر تو اس کو پکارے تو تیرے لیے روزی اتار دے۔ حکیم کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ کے پاس بیٹھے تھے' آپ کے گھوڑے کو نظر نے کھالیا' وہ گھوڑا حیران سرگردان گھومتا پھر رہا ہے' کسی جھاڑ پھونک کرنے والے کو ڈھونڈ کر لایئے' حضرت عبداللہ نے فرمایا: کسی جھاڑنے والے کی ضرورت نہیں' اُس کے ناک کے داہنے سوراخ میں چار مرتبہ' بائیں میں تین مرتبہ یہ دعا پڑھ کر پھونک دو:

لا باس اذهب البأس رب الناس اشف انت الشافى لايكشف الضر الاانت ۔

''کوئی خوف کی بات نہیں۔ اے آدمیوں کے رب! تو اس کی تکلیف کو زائل کر دے اور اس کو شفاء عطاء کر دے تو ہی شفاء دینے والا ہے' تیرے سوا کوئی شخص نقصان کو ہٹانے والا نہیں ہے''۔

وہ شخص گیا اور تھوڑی دیر میں واپس آ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کے کہنے کے موافق کیا' وہ بالکل اچھا ہو گیا' وہ کھانے بھی لگا اور پیشاب پاخانہ بھی کیا۔ (درمنثور)

یہ بات خوب اچھی طرح دل میں جمالینا چاہیے کہ نفع ونقصان صرف اسی پاک ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کے قبضہ میں ہے' اُسی سے اپنی حاجات طلب کرنا چاہیے۔ اسی کی طرف ہر مصیبت میں متوجہ ہونا چاہیے' ساری دنیا کے قلوب اسی کے تابع ہیں۔

## میں اپنا نام فقراء کے دفتر سے نہیں کٹوانا چاہتا

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص نے دس ہزار درہم نذرانہ پیش کیا' انہوں نے اس کے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ دس ہزار درہم کی وجہ سے میرا نام فقراء کے دفتر سے کٹ جائے' خدا کی قسم! میں اس کو ہر گز گوارا نہیں کرتا۔ ان کا یہ ارشاد ہے کہ دنیا دار دنیا میں راحت تلاش کرتے ہیں' اس وجہ سے دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں (بھلا دنیا میں راحت کہاں) اگر ان لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ بادشاہت ہمارے پاس ہے تو یہ لوگ تلواروں سے ہم سے لڑیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حقیقی آدمی کون لوگ ہیں؟ فرمایا: علماء' اس نے پوچھا: بے وقوف احمق کون لوگ ہیں؟ فرمایا: جو دین کے ذریعہ سے دنیا کماتے ہیں۔ حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ زاہد لوگ آخرت کے بادشاہ ہیں اور وہ فقراء عارفین ہیں۔ حضرت شیخ ابو مدین فرماتے ہیں کہ بادشاہت دو طرح کی ہوتی ہے' ایک شہروں کی دوسری دلوں کی۔ حقیقی بادشاہ زاہد ہی ہوتے ہیں (جو دلوں کے بادشاہ ہوتے ہیں) ایک جماعت کا مذہب جن میں حضرت امام شافعی بھی ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ وصیت کر کے مر جائے کہ میرے مال سے اتنا مال ایسے لوگوں کو دے دیا جائے جو سب سے زیادہ سمجھدار ہوں تو وہ مال وصیت کا زاہدوں کو دیا جائے گا (اس لیے کہ حقیقی سمجھدار وہی ہیں)۔ (روض)

## دنیا کی طرف مائل' شیطان کے دھوکے میں ہیں

امام کبیر عارف شہیر شیخ ابو عبداللہ حارث بن اسد محاسبی نے ایک مرتبہ ان علماء کا جو دنیا کی طرف مائل رہتے ہیں' ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ

صحابہ کرام کے پاس بھی تو بہت مال تھا۔ یہ بے وقوف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر اس لیے کرتے ہیں کہ لوگ ان کو مال جمع کرنے میں معذور سمجھنے لگیں۔ شیطان اُن کے ساتھ مکر کرتا ہے اور ان کو ذرا بھی پتہ نہیں چلتا' ارے احمق! تیرا ناس ہو جائے! تیرا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے مال سے استدلال کرنا' یہ شیطان کا مکر ہے۔ وہ یہ الفاظ تیری زبان سے نکلواتا ہے تا کہ تو ہلاک اور برباد ہو جائے۔ جب تو نے یہ کہا کہ حضرات صحابہ کرام نے بھی مال شرافت اور زینت کے لیے جمع کیا تو تُو نے ان سرداروں کی غیبت کی اور تو نے ان کی طرف بڑی سخت چیز منسوب کر دی۔ اور جب تو نے یہ سمجھا کہ حلال طریقہ سے مال کا جمع کرنا' اُس کے ترک سے افضل ہے تو تُو نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی' تو نے سارے رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی اور تو نے نعوذ باللہ ان کو انجان بتایا' جبکہ انہوں نے تیری طرح سے مال جمع نہ کیا اور جب تو نے یہ خیال کیا کہ حلال طریقہ سے مال کا جمع کرنا' اس کے ترک سے افضل ہے تو تُو نے یہ دعویٰ کر دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے ساتھ خیر خواہی نہیں فرمائی' جبکہ انہوں نے مال جمع کرنے کو منع فرمایا۔ آسمان کے رب کی قسم! تو نے اپنے اس دعویٰ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے حلال پر نہایت شفیق تھے' ان کے خیر خواہ تھے' ان پر بڑے مہربان تھے' ان پر بہت رحم کرنے والے تھے' ارے احمق! حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے فضل وکمال کے باوجود' اپنے تقویٰ کے باوجود' اپنے احسانات کے باوجود اللہ کے راستہ میں اپنے مال کو خرچ کرنے کے باوجود اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کے باوجود اور اُن حضرات میں ہونے کے باوجود جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی' صرف اپنے مال کی وجہ سے قیامت کے میدان میں رُکے رہے اور فقراء مہاجرین کے ساتھ جنت میں تشریف نہ لے جا سکے۔ پھر تیرا ہم لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے جو دنیا کے دھندوں میں پھنسے رہیں اور تعجب اور سخت تعجب

اُس فتنہ میں پڑے ہوئے سے ہے' جو حرام اور مشتبہ مال کی گڑبڑ میں آلودہ ہوا اور لوگوں کے میل (صدقات کا مال) کھاتا ہو۔ شہوتوں اور زینت اور تفاخر میں وقت گزارتا ہو' پھر وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مال سے استدلال کرے' اس کے بعد علامہ محاسبی نے صحابہ کرام کے بہترین حالات ذکر کرنے کے بعد کہا کہ یہ حضرات مسکنت کو پسند کرنے والے تھے اور تقدیر پر راضی رہنے والے تھے' مصائب پر خوش ہونے والے تھے' ثروت میں شکر گزار' غربت میں صبر کرنے والے تھے' اچھے حالات میں اللہ کی حمد کرنے والے تھے۔ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دینے والے تھے' جب ان کے پاس فقر آجاتا تو اس کو مرحبا کہنے والے تھے' اس کو صلحاء کا شعار کہتے تھے۔ تو خدا کی قسم کھا کر بتا کیا تیرا بھی یہی حال ہے' تو ان کی مشابہت سے بہت دور ہے' تیرا حال ان کے حال کے بالکل ضد ہے' تو غنا کے وقت سرکش ہو جاتا ہے' ثروت کے وقت اکڑنے لگتا ہے تو مال کے وقت خوشی میں ایسا محو ہوتا ہے کہ اللہ کی نعمت کا شکر بھی بھول جاتا ہے' تکلیف کے وقت اللہ کی مدد سے نااُمید ہو جاتا ہے' مصیبت کے وقت ناک منہ چڑھانے لگتا ہے اور تقدیر پر ذرا راضی نہیں ہوتا' تُو فقیروں سے بغض رکھتا ہے' مسکنت سے ناک چڑھاتا ہے تو' تو مال اس کے لیے جمع کرتا ہے کہ دنیا کا تنعم اختیار کرے' اس کی رونق سے دل بہلائے۔ اس کی لذتوں' شہوتوں میں مزے اُڑائے۔ وہ حضرات دنیا کی حلال چیزوں سے اتنا الگ رہتے تھے تو حرام اور کبیرہ گناہ کو بھی سخت نہیں سمجھتا' کاش تیرا عمدہ سے عمدہ اور حلال سے حلال مال بھی ان کے مشتبہ مال کے برابر ہوتا اور کاش تُو اپنے گناہوں سے ایسا ڈرتا جیسا وہ اپنی نیکیوں کے قبول نہ ہونے سے ڈرتے تھے' کاش تیرا روزہ ان کے افطار کے برابر ہوتا' اور کاش تیرا رات کو جاگنا بھی ان کے سونے کے برابر ہو جاتا' اور کاش تیری عمر بھر کی نیکیاں اُن کی کسی ایک نیکی کے برابر ہو جاتیں۔ ارے کم بخت! تیرے لیے یہی مناسب تھا کہ تو دنیا سے صرف اتنا حاصل کرتا جتنا مسافر کا توشہ ہوتا ہے' کاش تو دنیاداروں کے حال سے عبرت پکڑتا کہ وہ میدانِ حشر میں حساب میں

پکڑے ہوئے ہوں گے اور تو پہلے ہی زمرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں چلا جاتا کہ نہ تو میدانِ حشر میں روکا جاتا' نہ تجھ پر لمبا چوڑا حساب ہوتا' اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری اُمت کے فقراء اُن کے مال داروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ (روض)

## ایک بت پرست کی توبہ اور زہد وتقویٰ

حضرت عبدالواحد بن زید فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ کشتی میں سوار جارہے تھے' ہوا کی گردش نے ہماری کشتی کو ایک جزیرہ میں پہنچادیا' ہم نے وہاں ایک آدمی دیکھا کہ ایک بت کو پوج رہا ہے' ہم نے اس سے پوچھا کہ کس کی پرستش کرتا ہے؟ اس نے اس بت کی طرف اشارہ کیا' ہم نے کہا: تیرا معبود خود تیرا بنایا ہوا ہے اور ہمارا معبود ایسی چیزیں بنادیتا ہے جو اپنے ہاتھ سے بنایا ہوا ہو' وہ پوجنے کے لائق نہیں ہے' اس نے کہا کہ تم کس کی پرستش کرتے ہو؟ ہم نے کہا: اُس پاک ذات کی جس کا عرش آسمان کے اوپر ہے' اس کی گرفت زمین پر ہے' اس کی عظمت و بڑائی سب سے اعلیٰ تر ہے' کہنے لگا: تمہیں اس پاک ذات کا علم کس طرح ہوا؟ ہم نے کہا کہ اُس نے ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا جو بہت کریم اور شریف تھا' اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ سب باتیں بتائیں۔

اس نے کہا: وہ رسول کہاں ہے؟

ہم نے کہا کہ اس نے جب پیام پہنچادیا اور اپنا حق پورا کردیا تو اس مالک نے اس کو اپنے پاس بلایا تاکہ اس کے پیغام پہنچانے اور اچھی طرح پورا کردینے کا صلہ وانعام عطاء فرمائے۔

ہم نے کہا کہ اُس نے ایک پاک کلام ہمارے پاس چھوڑا ہے۔

اس نے کہا: مجھے وہ کتاب دکھاؤ۔

ہم نے قرآن پاک لاکر اُسکے سامنے رکھا' اس نے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں' تم

اس میں سے مجھے کچھ سناؤ۔

ہم نے ایک سورت سنائی' وہ سنتے ہوئے روتا رہا' یہاں تک کہ وہ سورت پوری ہو گئی۔ اس نے کہا کہ اس کلام پاک والے کا حق یہی ہے کہ اُس کی نافرمانی نہ کی جائے' اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔

ہم نے اس کو اسلام کے ارکان اور احکام بتائے اور چند سورتیں قرآن پاک کی سکھائیں' جب رات ہوئی تو عشاء کی نماز پڑھ کر ہم سونے لگے تو اس نے پوچھا کہ تمہارا معبود بھی رات کو سوتا ہے؟ ہم نے کہا: وہ پاک ذات حي وقيوم ہے' وہ نہ سوتا ہے نہ اُس کو اونگھ آتی ہے۔ (آیۃ الکرسی) وہ کہنے لگا: تم کس قدر نالائق بندے ہو کہ آقا تو جاگتا رہے تو تم سو جاؤ' ہمیں اس کی بات سے بڑی حیرت ہوئی۔ جب ہم اس جزیرہ سے واپس ہونے لگے تو وہ کہنے لگا: مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو تاکہ میں دین کی باتیں سیکھوں' ہم نے اس کو اپنے ساتھ لیا' جب ہم شہر عبادان میں پہنچے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ شخص نومسلم ہے' اس کے لیے کچھ معاش کا فکر بھی چاہیے' ہم نے کچھ درہم چندہ کیا اور اس کو دینے لگے۔

اُس نے پوچھا: یہ کیا ہے؟

ہم نے کہا: کچھ درہم ہیں' ان کو تم اپنے خرچ میں لے آنا۔

کہنے لگا: لا الٰہ الا اللہ! تم لوگوں نے مجھے ایسا راستہ دکھایا جس پر خود بھی نہیں چلتے۔ میں ایک جزیرہ میں تھا' ایک بت کی پرستش کرتا تھا' خدائے پاک کی پرستش بھی نہ کرتا تھا' اس نے مجھے اس حالت میں بھی ضائع اور ہلاک نہ کیا حالانکہ میں اس کو جانتا بھی نہ تھا' پس وہ اس وقت مجھے کیونکر ضائع کردے گا جبکہ میں اس کو پہچانتا بھی ہوں (اُس کی عبادت بھی کرتا ہوں) تین دن کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ اس کا آخری وقت ہے' موت کے قریب ہے' ہم اس کے پاس گئے۔ اس سے پوچھا کہ تیری کوئی حاجت ہو تو بتا؟ کہنے لگا: میری تمام حاجتیں اس پاک ذات نے پوری کردیں جس نے تم لوگوں کو جزیرہ میں

بھیجا تھا۔

شیخ عبدالواحد فرماتے ہیں کہ مجھ پر دفعۃً نیند کا غلبہ ہوا' میں وہیں سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت سرسبز' شاداب باغ ہے' اس میں ایک نہایت نفیس قبہ بنا ہوا ہے' اس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے' اس پر ایک نہایت حسین لڑکی کہ اس جیسی خوبصورت عورت کبھی کسی نے نہ دیکھی تھی' یہ کہہ رہی ہے کہ خدا کے واسطے اس کو جلدی بھیج دو' اس کے اشتیاق میں میری بے قراری حد سے بڑھ گئی۔ میری آنکھ کھلی تو نو مسلم کی روح پرواز کر چکی تھی' ہم نے اس کو دفن کیا' جب رات ہوئی تو میں نے وہی باغ' قبہ اور تخت پر وہ لڑکی اس کے پاس دیکھی اور وہ یہ آیت شریفہ پڑھ رہا تھا:

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ (الرعد۔ع ۳)

''اور فرشتے ان کے پاس ہر دروازہ سے آتے ہوں گے اور ان کو سلام کرتے ہوں گے (جو ہر قسم کی آفات سے سلامتی کا مژدہ ہے) اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا تھا (اور دین پر جمے رہے) پس اس جہان میں تمہارا انجام بہت بہتر ہے''۔ (روض)

حق تعالیٰ کی عطاء اور بخشش کے کرشمے ہیں کہ ساری عمر بت پرستی کی اور اس نے اپنے لطف و کرم سے موت کے قریب ان لوگوں کو زبردستی کشتی کے بے قابو ہو جانے سے وہاں بھیجا اور اس کو آخرت کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

اللّٰھم لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت.

''مالک الملک جس کو تو دینا چاہے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس کو تو نہ چاہے اُس کو کوئی دینے والا نہیں ہے''۔

## حضرت مالک بن دینار کا زہد

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بصرہ کی گلیوں میں جا رہے تھے' راستہ میں ایک باندی ایسے جاہ وجلال' حشم وخدم کے ساتھ جا رہی تھی جیسا کہ بادشاہوں کی

باندیاں ہوتی ہیں' حضرت مالک نے اس کو دیکھا تو آواز دے کر فرمایا کہ تجھے تیرا مالک فروخت کرتا ہے یا نہیں؟ وہ باندی اس فقرہ کو سن کر (حیران رہ گئی) کہنے لگی: کیا کہا پھر کہو؟ انہوں نے پھر وہی ارشاد فرمایا' اس نے کہا: اگر وہ فروخت بھی کرے تو کیا تجھ جیسا فقیر خرید سکتا ہے۔

فرمانے لگے: ہاں اور تجھ سے بھی بہتر کنیز خرید سکتا ہے' وہ باندی یہ سن کر ہنس پڑی اور اپنے خدام کو حکم دیا کہ اس فقیر کو پکڑ کر ہمارے ساتھ لے چلو' خدام نے پکڑ کر ساتھ لے لیا۔ جب گھر واپس گئی تو اس نے اپنے آقا کو یہ قصہ سنایا' وہ بھی سن کر بہت ہنسا اور ان کو اپنے سامنے لانے کا حکم دیا' جب وہ سامنے پیش کیے گئے تو اس آقا کے دل پر ہیبت سی چھا گئی' وہ کہنے لگا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ تو اپنی باندی میرے ہاتھ فروخت کر دے' اُس نے پوچھا کہ آپ اس کی کیا قیمت دے سکتے ہیں۔ حضرت مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس کی قیمت کھجور کی دو خراب ہوئی گٹھلیاں ہیں' یہ سن کر سب ہنسنے لگے' اس نے پوچھا کہ تم نے یہ قیمت کس مناسبت سے تجویز کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اس میں عیب بہت ہیں' اُس نے پوچھا کہ اس میں کیا کیا عیب ہیں؟ فرمانے لگے: اگر عطر نہ لگائے تو بدن میں سے بو آنے لگے' اگر دانت صاف نہ کرے تو منہ میں سے بدبو لگے۔ اگر بالوں میں تیل کنگھی نہ کرے تو وہ پریشان حال ہو جائیں' جوئیں ان میں پڑ جائیں (اور سر میں سے بو آنے لگے) ذرا عمر زیادہ ہو جائے گی تو بوڑھی بن جائے گی۔ حیض اس کو آتا ہے' پیشاب پاخانہ یہ کرتی ہے' ہر قسم کی گندگیاں (تھوک' سنک' رال' ناک کے چوہے وغیرہ) اس میں سے نکلتے رہتے ہیں' غم و رنج مصیبتیں اس کو پیش آتی ہیں' خود غرض اتنی ہے کہ محض اپنی غرض سے تجھ سے محبت کا اظہار کرتی ہے' محض اپنی راحت و آرام کی وجہ سے تجھ سے اُلفت جتاتی ہے (آج کوئی تکلیف تجھ سے پہنچ جائے تو ساری اُلفت ختم ہو جائے) انتہائی بے وفا' کوئی قول و قرار پورا نہ کرے' اس کی ساری محبت جھوٹی ہے' کل کو تیرے بعد کسی دوسرے کے پہلو میں بیٹھے گی اور اُس سے بھی ایسی

ہی محبت کے دعوے کرنے لگے' میرے پاس اس سے ہزار درجہ بہتر باندی ہے' جو اس سے نہایت کم قیمت ہے' وہ کافور کے جوہر سے بنی ہے' مشک اور زعفران کی ملاوٹ سے پیدا کی گئی ہے' اس پر موتی اور نور لپیٹا گیا ہے' اگر کھارے پانی میں اس کا آبِ دہن ڈال دیا جائے تو وہ میٹھا ہو جائے اور مردہ سے اگر وہ بات کرے تو مردہ زندہ ہو جائے' اگر اس کی کلائی آفتاب کے سامنے کر دی جائے تو آفتاب بے نور ہو جائے' گہن ہو جائے' اگر وہ اندھیرے میں آ جائے تو سارا گھر روشن ہو جائے' چمک جائے۔ اگر وہ دنیا میں اپنی زیب و زینت کے ساتھ آ جائے تو سارا جہاں معطر ہو جائے' اس باندی نے مشک و زعفران کے باغوں میں پرورش پائی ہے' یاقوت اور مرجان کی ٹہنیوں میں کھیلی ہے' ہر طرح کی نعمتوں کے خیموں میں اس کا محل سرائے ہے تسنیم (جو جنت کی نہروں میں سے ایک نہر ہے) کا پانی پیتی ہے' کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتی' اپنی محبت کو نہیں بدلتی۔ اب تم ہی بتاؤ کہ قیمت خرچ کرنے کے اعتبار سے کون سی باندی زیادہ موزوں ہے' سب نے کہا کہ وہی باندھی جس کی آپ نے خبر دی' آپ نے فرمایا کہ اس باندی کی قیمت ہر وقت' ہر زمانہ میں' ہر شخص کے پاس موجود ہے' لوگوں نے پوچھا کہ اس کی قیمت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اتنی بڑی اہم اور عالی شان چیز کے خریدنے کے لیے بہت معمولی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور وہ یہ ہے کہ رات کا تھوڑا سا وقت فارغ کر کے صرف حق تعالیٰ کے لیے کم از کم دو رکعت تہجد کی پڑھ لی جائیں۔ اور جب تم کھانا کھانے بیٹھو تو کسی غریب محتاج کو بھی یاد کر لو۔ اور اللہ کی رضا کو اپنی خواہشات پر غالب کر دو' راستہ میں کوئی تکلیف دینے والی چیز کانٹا اینٹ وغیرہ دیکھو' اس کو ہٹا دو' دنیا کی زندگی کو معمولی اخراجات کے ساتھ پورا کر دو۔ اور اپنا فکر و غم اس دھوکہ کے گھر سے ہٹا کر ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف لگا دو۔ ان چیزوں پر اہتمام کرنے سے تم دنیا میں عزت کی زندگی گزارو گے' آخرت میں بے فکر اور اعزاز و اکرام سے پہنچو گے اور جنت جو نعمتوں کا گھر ہے' اس میں اللہ عزوجل کے پڑوس میں ہمیشہ رہو گے' اس باندی کے آقا نے باندی سے سوال کیا کہ تو نے شیخ کی باتیں سن

لیں، یہ سچ ہے یا نہیں۔ باندی نے کہا: بالکل سچ ہے، شیخ نے بڑی نصیحت، بھلائی اور خیر خواہی کی بات بتائی ہے، آقا نے کہا: اچھا تو تُو اب آزاد ہے اور اتنا اتنا سامان تیری نذر ہے اور اپنے سب غلاموں سے کہا کہ تم بھی آزاد ہو اور میرے مال میں سے اتنا اتنا مال تمہاری نذر ہے اور میرا یہ گھر اور جو کچھ اس میں ہے، سب اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور گھر کے دروازہ پر ایک موٹے سے کپڑے کا پردا پڑا ہوا تھا، اس کو اتار کر اپنے بدن پر لپیٹ لیا اور اپنا سارا لباس فاخرہ اتار کر صدقہ کر دیا۔ اس باندی نے کہا کہ میرے آقا تمہارے بعد میرے لیے بھی یہ زندگی خوشگوار نہیں ہے اور اس نے بھی ایک موٹا سا کپڑا پہن کر اپنا سارا زیب و زینت کا لباس اور اپنا سارا متاع صدقہ کر کے آقا کے ساتھ ہی ہو لی۔ اور حضرت مالک بن دینار ان کو دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہو گئے اور وہ دونوں اس سارے عیش و عشرت کو طلاق دے کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔ غفر اللہ لنا ولھم! (روض)

## ایک نوجوان کا زہد، اور جنت میں داخلہ

حضرت جعفر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں حضرت مالک بن دینار کے ساتھ ایک دفعہ بصرہ میں چل رہا تھا۔ ایک عالی شان محل پر گزر ہوا، جس کی تعمیر جاری تھی اور ایک نوجوان بیٹھا ہوا معماروں کو ہدایت دے رہا تھا کہ یہاں یہ بنے گا، وہاں اس طرح بنے گا۔ مالک بن دینار اس نوجوان کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ یہ شخص کیسا حسین نوجوان ہے اور کس چیز میں پھنس رہا ہے، اس کو اس تعمیر میں کیسا انہماک ہے، میری طبیعت پر یہ تقاضا ہے کہ میں اللہ عزوجل سے اس نوجوان کے لیے دعا کروں کہ وہ اُس کو اس جھگڑے سے چھڑا کر اپنا مخلص بندہ بنا لے۔ کیا اچھا ہوا اگر یہ جنت کے نوجوانوں میں بن جائے۔ جعفر! چل اس نوجوان کے پاس چلیں۔ جعفر کہتے ہیں کہ ہم دونوں اس نوجوان کے پاس گئے، اس کو سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا (وہ مالک سے واقف تھا) مگر مالک کو پہچانا نہیں۔ تھوڑی دیر میں پہچانا تو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: کیسے تشریف آوری ہوئی؟

حضرت مالک نے فرمایا: تم نے اپنے اس مکان میں کس قدر روپیہ لگانے کا ارادہ کیا ہے؟ اس نے کہا: ایک لاکھ درہم۔

حضرت مالک نے فرمایا کہ تم یہ ایک لاکھ درہم مجھے دے دو تو میں تمہارے لیے جنت میں ایک مکان کا ذمہ لیتا ہوں جو اس سے بدرجہا بہتر ہوگا اور اس میں حشم خدم بہت سے ہوں گے' اس میں خیمے اور قبے' سرخ یاقوت کے ہوں گے جن پر موتی جڑے ہوئے ہوں گے' اس کی مٹی زعفران کی ہوگی' وہ کبھی نہ پرانا ہوگا اور نہ کبھی ٹوٹے گا' اس کا گارا خشک مشک سے بنا ہوگا جس کی خوشبوئیں مہکتی ہوں گی' وہ نہ کبھی پرانا ہوگا نہ ٹوٹے گا' اس کو معمار نہیں بنائیں گے بلکہ حق تعالیٰ کے امر کُن سے تیار ہو جائے گا۔

اس نوجوان نے کہا: مجھے سوچنے کے لیے آج رات کی مہلت دیں' کل صبح آپ تشریف لائیں تو میں اس کے متعلق اپنی رائے عرض کروں گا' حضرت مالک واپس چلے گئے اور رات بھر اُس نوجوان کے فکر اور سوچ میں رہے' آخر شب نے اس کے لیے بہت عاجزی سے دعا کی' جب صبح ہوئی تو ہم دونوں اس کے مکان پر گئے' وہ نوجوان دروازہ سے باہر ہی انتظار میں بیٹھا تھا اور جب امام مالک کو دیکھا تو بہت خوش ہوا' حضرت مالک نے فرمایا: تمہاری کل کی بات میں کیا رائے رہی؟ اس نوجوان نے کہا کہ آپ اس چیز کو پورا کریں گے جس کا کل آپ نے وعدہ فرمایا تھا؟ حضرت مالک نے فرمایا: ضرور! اس نے دراہم کے توڑے سامنے لاکر رکھ دیئے اور دوات قلم لاکر رکھ دیا۔ حضرت مالک نے ایک پرچا لکھا جس پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بعد لکھا کہ یہ اقرار نامہ ہے کہ مالک بن دینار نے فلاں شخص سے اس کا ذمہ لیا ہے کہ اس کے اس محل کے بدلے میں حق تعالیٰ کے یہاں اس کو ایسا محل جس کی صفت اوپر بیان کی گئی ہے' ملے گا' بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ عمدہ اور بہتر جو عمدہ سایہ میں حق تعالیٰ کے قریب ہوگا' یہ پرچہ لکھ کر اس کے حوالہ کر دیا اور ایک لاکھ درہم اس سے لے کر چلے آئے۔ جعفر کہتے ہیں کہ شام کو حضرت مالک کے پاس اُس میں سے اتنا بھی باقی نہ تھا کہ ایک وقت کے کھانے ہی کا کام چل

سکے۔ اس واقعہ کو چالیس دن بھی نہ گزرے تھے کہ ایک دن حضرت مالک جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو مسجد کی محراب میں ایک پرچہ دیکھا' یہ وہی پرچہ تھا جو مالک نے اس نوجوان کو دیا تھا اور اس کی پشت پر بغیر روشنائی کے لکھا ہوا تھا کہ یہ اللہ کی طرف سے مالک بن دینار کے ذمہ کی براءت ہے' جس مکان کا تم نے اس نوجوان سے ذمہ لیا تھا' وہ ہم نے اس کو پورا پورا دے دیا ہے اور اس سے ستر گنا زیادہ دے دیا ہے۔ حضرت مالک اس پرچہ کو پڑھ کر متحیر سے ہوئے' اس کے بعد ہم اس نوجوان کے پاس گئے تو وہاں مکان پر سیاہی کا نشان تھا (جو سوگ کی علامت کے طور پر لگایا ہوگا) اور رونے کی آوازیں آ رہی تھیں' ہم نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس نوجوان کا کل گزشتہ انتقال ہو گیا۔ ہم نے پوچھا کہ اس کو غسل میت کس نے دیا تھا؟ اس کو بلایا گیا' ہم نے اس سے اس کے نہلانے اور کفنانے کی کیفیت پوچھی' اس نے کہا کہ اس نوجوان نے مرنے سے پہلے مجھے ایک پرچہ دیا تھا اور وہ پرچہ اس کے کفن کے اور بدن کے درمیان میں رکھ دیا۔ حضرت مالک نے وہ پرچہ اپنے پاس سے نکال کر اس کو دکھایا' وہ کہنے لگا کہ یہ وہی پرچہ ہے' قسم ہے اُس ذات کی جس نے اس کو موت دی' یہ پرچہ میں نے خود اس کے کفن کے اندر رکھا تھا' یہ منظر دیکھ کر ایک دوسرا نوجوان اُٹھا اور کہنے لگا کہ مالک! آپ مجھ سے دو لاکھ درہم لے لیجئے اور مجھے بھی پرچہ لکھ دیجئے۔ حضرت مالک نے فرمایا کہ وہ بات دور چلی گئی' اب نہیں ہو سکتا' اللہ عزوجل جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے' اس کے بعد جب بھی مالک اس نوجوان کا ذکر کرتے تو رونے لگتے اور اُس کے لیے دعا کرتے تھے۔ (روض) بزرگوں کو اس قسم کے واقعات بہت کثرت سے پیش آتے ہیں کہ جوش میں کوئی بات زبان سے نکل گئی' حق تعالیٰ شانہٗ اس کو اسی طرح پورا فرماتے ہیں' جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد میں ان الفاظ سے نقل کیا گیا کہ بہت سے بکھرے ہوئے بالوں والے' غبار آلودہ لوگ جن کو لوگ اپنے دروازہ سے ہٹا دیں اور ان کی پرواہ نہ کریں' ایسے ہیں کہ اگر اللہ عزوجل شانہٗ پر کسی بات کی قسم کھالیں تو وہ ان کی بات کو پورا کر دے۔ (مسلم شریف)

## حضرت ہارون الرشید کے بیٹے کا زہد

حضرت ہارون الرشید کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر تقریباً سولہ سال کی تھی، وہ بہت کثرت سے زاہدوں اور بزرگوں کی مجلس میں جایا کرتا تھا اور اکثر قبرستان چلا جاتا۔ وہاں جا کر کہتا کہ تم لوگ ہم سے پہلے دنیا میں تھے، دنیا کے مالک تھے، لیکن اس دنیا نے تمہیں نجات نہ دی حتیٰ کہ تم قبروں میں پہنچ گئے، کاش مجھے کسی طرح خبر ہوتی کہ تم پر کیا گزر رہی ہے اور تم سے کیا سوال و جواب ہوئے ہیں اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتا:

تروعنی الجنائز کل یوم

ولیحزننی بکاء النائحات

"مجھے جنازے ہر دن ڈراتے ہیں اور مرنے والوں کی آوازیں مجھے غمگین رکھتی ہیں"۔

ایک دن وہ اپنے باپ (بادشاہ) کی مجلس میں آیا، اُس کے پاس وزراء، امراء سب جمع تھے اور لڑکے کے بدن پر ایک کپڑا پرانا اور سر پر ایک لنگی بندھی ہوئی تھی۔ اراکین سلطنت آپس میں کہنے لگے کہ اس پاگل لڑکے کی حرکتوں نے امیر المؤمنین کو بھی دوسرے بادشاہوں کی نگاہ میں ذلیل کر دیا۔ اگر امیر المؤمنین اس کو تنبیہ کریں تو شاید یہ اپنی اس حالت سے باز آ جائے۔

امیر المؤمنین نے یہ بات سن کر اس سے کہا کہ بیٹا! تو نے مجھے لوگوں کی نگاہ میں ذلیل کر رکھا ہے، اُس نے یہ بات سن کر باپ کو تو کوئی جواب نہیں دیا، لیکن ایک پرندہ وہاں بیٹھا تھا، اس کو کہا کہ اُس ذات کا واسطہ جس نے مجھے پیدا کیا، تو میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جا، وہ پرندہ وہاں سے اُڑ کر اس کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا، پھر کہا کہ اب اپنی جگہ چلا جا، وہ ہاتھ پر سے اُڑ کر اپنی جگہ چلا گیا۔

اس کے بعد اس نے عرض کیا کہ ابا جان! اصل میں آپ دنیا سے جو محبت کر رہے ہیں اُس نے مجھے رسوا کر رکھا ہے۔ اب میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ آپ سے جدائی اختیار

کرلوں۔ یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا اور ایک قرآن شریف صرف اپنے ساتھ لیا' چلتے ہوئے ماں نے ایک بہت قیمتی انگوٹھی بھی اس کو دے دی (کہ احتیاج کے وقت اس کو فروخت کر کے کام میں لائے) وہ یہاں سے چل کر بصرہ پہنچ گیا اور مزدوروں میں کام کرنے لگا' ہفتہ میں صرف ایک دن شنبہ کو مزدوری کرتا اور ایک درہم اور ایک دانگ (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) مزدوری تھا' اس سے کم یا اس سے زیادہ نہ لیتا' ایک دانق روزانہ خرچ کرتا۔

ابو عامر بصری کہتے ہیں کہ میری ایک دیوار گر گئی تھی' اس کو بنوانے کے لیے میں کسی معمار کی تلاش میں نکلا (کسی نے بتایا ہوگا کہ یہ شخص بھی تعمیر کا کام کرتا ہے) میں نے دیکھا کہ نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے کہ ایک زنبیل پاس رکھی ہے اور قرآن شریف دیکھ کر پڑھ رہا ہے' میں نے اس سے پوچھا کہ مزدوری کرو گے؟ کہنے لگا: کیوں نہیں کریں گے' مزدوری کے لیے تو پیدا ہوئے ہیں۔ اس نے کہا کہ ایک درہم اور ایک دانگ مزدوری ہوگی اور نماز کے اوقات میں کام نہیں کروں گا' مجھے نماز کیلیے جانا ہوگا۔ میں نے اس کی دونوں شرطیں منظور کرلیں اور اس کو کام پر لگا دیا۔ مغرب کے وقت جب میں نے دیکھا کہ اس نے دس آدمیوں جتنا کام کیا' میں نے اس کو مزدوری میں دو درہم دیئے' اس نے شرط سے زائد رقم سے انکار کر دیا اور ایک درہم اور ایک دانگ لے کر چلا گیا' دوسرے دن میں پھر اس کی تلاش میں نکلا' وہ مجھے کہیں نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کی' ایسی ایسی صورت کا ایک لڑکا مزدوری کیا کرتا تھا' کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ملے گا؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ صرف شنبہ ہی کے دن مزدوری کرتا ہے' اس سے پہلے تمہیں کہیں نہیں ملے گا' مجھے اس کے کام کو دیکھ کر ایسی رغبت ہوئی کہ میں نے آٹھ دن اپنی تعمیر کو بند کر دیا اور شنبہ کے دن اس کی تلاش کو نکلا اور وہ اسی طرح قرآن مجید پڑھتا ہوا ملا۔ میں نے سلام کیا اور مزدوری کرنے کو پوچھا' اس نے وہی پہلی دو شرطیں بیان کیں' میں نے منظور کرلیں' وہ میرے ساتھ آ کر کام میں لگ گیا' اس لیے اس مرتبہ میں

نے اس طرح چھپ کر دیکھا کہ وہ مجھے نہ دیکھے' اس کے کام کرنے کا طریقہ دیکھا تو یہ منظر کہ وہ ہاتھ میں گارا لے کر دیوار پر ڈالتا اور پتھر اپنے آپ ہی ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے جاتے ہیں' مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی اللہ کا ولی ہے اور اللہ کے اولیاء کے کاموں کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ جب شام ہوئی تو میں نے اس کو تین درہم دینا چاہے' اس نے لینے سے انکار کر دیا کہ میں اتنے درہم کیا کروں گا اور ایک درہم اور دانگ لئے اور چلا گیا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کی' ایک شخص نے بتایا کہ وہ تین دن سے بیمار ہے' میں نے ایک شخص کو اُجرت دے کر اس پر راضی کیا کہ وہ مجھے اس جنگل تک پہنچا دے' وہ مجھے ساتھ لے کر اس جنگل میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ بے ہوش پڑا ہے' آدھی اینٹ کا ٹکڑا سر کے نیچے رکھا ہے' میں نے اس کو سلام کیا' اس نے جواب نہ دیا' میں نے دوسری مرتبہ سلام کیا تو اس نے (آنکھ کھولی اور) مجھے پہچان لیا' میں نے جلدی سے اس کا سر اینٹ سے اُٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اس نے سر ہٹا لیا اور چند شعر پڑھے' جن میں سے دو یہ ہیں:

یا صاحبی لاتغتر بتنعم
فالعمر ینفد النعیم یزول
واذا حملت الی القبور جنازة
فاعلم بانک بعدھا محمول

"میرے دوست دنیا کی نعمتوں سے دھوکہ میں نہ پڑ' عمر ختم ہوتی جا رہی ہے اور یہ نعمتیں سب ختم ہو جائیں گی جب تو کوئی جنازہ لے کر قبرستان میں جائے تو یہ سوچتا رہ کہ تیرا بھی ایک دن اسی طرح جنازہ اُٹھایا جائے گا"۔

اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ ابو عامر! جب میری روح نکل جائے تو مجھے نہلا کر میرے اسی کپڑے میں مجھے کفن دے دینا۔ میں نے کہا: میرے محبوب اس میں کیا حرج ہے کہ میں تیرے کفن کے لیے کپڑے لے آؤں۔ اس نے جواب دیا کہ نئے

کپڑے کے لیے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں (یہ جواب حضرت ابوبکر صدیق کا تھا' انہوں نے بھی اپنے وصال کے وقت یہی فرمائش کی تھی کہ مجھے انہی چادروں میں کفن دے دینا اور جب ان سے نئے کپڑے کی اجازت چاہی تو انہوں نے یہی جواب دیا تھا) لڑکے نے کہا کہ کفن تو بوسیدہ ہو جائے گا۔ آدمی کے ساتھ تو صرف اس کا عمل ہی رہتا ہے اور میری لنگی اور لوٹا قبر کھودنے والے کو مزدوری میں دے دینا اور یہ انگوٹھی اور قرآن شریف ہارون رشید تک پہنچا دینا اور اس کا خیال رکھنا کہ خود انہیں کے ہاتھ میں دینا' اور یہ کہہ کر دینا کہ ایک پردیسی لڑکے کی یہ میرے پاس امانت ہے اور وہ آپ سے یہ کہہ گیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسی غفلت اور دھوکہ کی حالت میں آپ کی موت آ جائے۔ یہ کہہ کر اس کی روح نکل گئی' اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ لڑکا شہزادہ تھا' اس کے انتقال کے بعد اس کی وصیت کے موافق میں نے اس کو دفن کر دیا اور دونوں چیزیں گورکن کو دے دیں اور قرآن پاک اور انگوٹھی لے کر بغداد پہنچا۔ قصر شاہی کے قریب پہنچا تو بادشاہ کی سواری نکل رہی تھی' میں ایک اونچی جگہ کھڑا ہو گیا' اوّل ایک بہت بڑا لشکر نکلا' جس میں تقریباً ایک ہزار گھڑ سوار تھے۔ اس کے بعد اس طرح یکے بعد دیگرے دس لشکر نکلے' ہر ایک میں تقریباً ایک ہزار سوار تھے' دسویں جتھے میں خود امیر المؤمنین بھی تھے' میں نے زور سے آواز دے کر کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت' رشتہ داری کا واسطہ ذرا سا توقف کر لیجئے۔ میری آواز پر انہوں نے مجھے دیکھا تو میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا کہ میرے پاس ایک پردیسی لڑکے کی امانت ہے' جس نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ دونوں چیزیں آپ تک پہنچا دوں۔ بادشاہ نے ان کو دیکھ کر (پہچان لیا) تھوڑی دیر سر جھکایا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ایک دربان سے کہا کہ اس آدمی کو اپنے ساتھ رکھو' جب میں واپسی پر بلاؤں تو میرے پاس بھیج دینا' جب وہ باہر سے واپسی پر مکان میں پہنچے تو محل کے پردے گروا کر دربان سے فرمایا: اس شخص کو بلا کر لاؤ' اگرچہ وہ میرا غم تازہ ہی کرے گا۔ دربان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر المؤمنین نے بلایا ہے اور

اس کا خیال رکھنا کہ امیر پر صدمہ کا بہت اثر ہے۔ اگر تم دس باتیں کرنا چاہتے ہو تو پانچ ہی پر اکتفاء کرنا۔ یہ کہہ کر وہ مجھے امیر کے پاس لے گیا' اس وقت امیر بالکل تنہا بیٹھے تھے' مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب آ جاؤ' میں قریب جا کر بیٹھ گیا۔

کہنے لگے کہ تم میرے اس بیٹے کو جانتے ہو؟

میں نے کہا: جی ہاں! میں ان کو جانتا ہوں۔

کہنے لگے: وہ کیا کام کرتا تھا؟ میں نے کہا: گارے مٹی کی مزدوری کرتا تھا' کہنے لگے: تم نے بھی مزدوری پر کوئی کام اس سے کرایا ہے' میں نے کہا: کرایا ہے' کہنے لگے: تم کو اس کا خیال نہ آیا کہ اس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت تھی (کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس کی اولاد ہیں)۔ میں نے کہا: امیر المؤمنین! پہلے اللہ عزوجل سے معذرت چاہتا ہوں' اس کے بعد آپ سے عذر خواہ ہوں' مجھے اس وقت اس کا علم ہی نہ تھا کہ یہ کون ہیں؟ مجھے ان کے انتقال کے وقت ان کا حال معلوم ہوا' کہنے لگے کہ تم نے اپنے ہاتھ سے اسے غسل دیا؟ میں نے کہا: جی ہاں! کہنے لگے: اپنا ہاتھ لاؤ! میرا ہاتھ لے کر اپنے سینے پر رکھ دیا اور چند شعر پڑھے' جن کا ترجمہ یہ ہیں:

"اے وہ مسافر جس پر میرا دل پگھل رہا ہے اور میری آنکھیں اس پر آنسو بہا رہی ہیں' اے وہ شخص! جس کا مکان (قبر) دور ہے لیکن اس کا غم میرے قریب ہے' بے شک موت ہر اچھے سے اچھے عیش کو مکدر کر دیتی ہے' وہ مسافر ایک چاند سا ٹکڑا تھا (یعنی اس کا چہرہ) جو خالص چاندی کی ٹہنی پر تھا (یعنی اس کے بدن پر) پس چاند کا ٹکڑا بھی قبر میں پہنچ گیا اور چاندی کی ٹہنی بھی قبر میں پہنچ گئی"۔

اس کے بعد ہارون رشید نے بصرہ اس کی قبر پر جانے کا ارادہ کیا۔ ابو عامر ساتھ تھے' اس کی قبر پر جا کر ہارون رشید نے چند شعر پڑھے' جن کا ترجمہ یہ ہے:

''اے وہ مسافر جو اپنے سفر سے کبھی بھی نہ لوٹے گا' موت نے کم عمری کے ہی زمانہ میں اس کو جلدی سے اُچک لیا۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تو میرے لیے اُنس اور دل کا چین تھا' لانبی راتوں میں بھی اور مختصر راتوں میں بھی تو نے موت کا وہ پیالا پیا ہے جس کو عنقریب تیرا بوڑھا باپ بڑھاپے کی حالت میں پیئے گا' بلکہ دنیا کا ہر آدمی اُس کو پیئے گا' چاہے وہ جنگل کا رہنے والا ہو یا شہر کا رہنے والا ہو' پس تعریفیں اُسی وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لیے ہیں جس کی لکھی ہوئی تقدیر کے یہ کرشمے ہیں''۔

ابو عامر کہتے ہیں کہ اس کے بعد جو رات آئی تو جب میں اپنے وظائف پورے کر کے لیٹا ہی تھا کہ میں نے خواب میں ایک نور کا قبہ دیکھا' جس کے اوپر ابر کی طرح نور ہی نور پھیل رہا ہے' اس نور کے ابر میں سے اُس لڑکے نے مجھے آواز دے کر کہا: ابو عامر! تمہیں حق تعالیٰ شانہٗ جزائے خیر عطاء فرمائے! (تم نے میری تجہیز و تکفین کی اور میری وصیت پوری کر دی) میں نے اُس سے پوچھا کہ میرے پیارے تیرا کیا حال گزرا؟ کہنے لگے کہ میں ایسے مولیٰ کی طرف پہنچا ہوں جو بہت کریم ہے اور مجھ سے راضی ہے' کچھ بھی ناراض نہیں اور اس نے مجھے ایسی ایسی نعمتیں عطا کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نہ دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا (یہ ایک مشہور حدیث پاک کا مضمون ہے' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کا پاک ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں' جو نہ آنکھ نے دیکھیں ہیں نہ کان نے سنیں نہ کسی کے دل پر ان کا خیال گزرا)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ان لوگوں کے لیے جن کے پہلو رات کو خواب گاہوں سے دور رہتے ہیں (یعنی تہجد گزاروں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں) جن کو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا' نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا' نہ ان کو کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے' نہ کوئی

نبی رسول جانتا ہے۔

یہ مضمون قرآن پاک میں بھی ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ج (سورۃ السجدہ۔ع۲)

"کسی شخص کو خبر نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانۂ غیب میں موجود ہے"۔

اس کے بعد اُس لڑکے نے کہا کہ حق تعالیٰ قسم فرماتے ہیں کہ جو بھی دنیا سے اس طرح نکل آئے' اُس کے لیے یہی اعزاز و اکرام ہیں جو میرے لیے ہوئے۔

صاحب روض کہتے ہیں کہ یہ سارا قصہ اور طریقہ سے بھی روایت ہوا ہے' اُس میں یہ بھی ہے کہ کسی شخص نے ہارون رشید سے اس لڑکے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بادشاہ ہونے سے پہلے یہ لڑکا پیدا ہوا تھا' بہت اچھی طرح تربیت پائی تھی' قرآن پاک بھی پڑھا تھا اور علوم بھی پڑھے تھے' جب میں بادشاہ بن گیا تو یہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا' دنیا سے اس نے کوئی راحت نہ اُٹھائی' چلتے وقت میں نے ہی اس کی ماں سے کہا تھا کہ اس کو یہ انگوٹھی دے دے' اس انگوٹھی کا یاقوت بہت زیادہ قیمتی تھا مگر وہ یہ اس کو بھی کام میں نہ لایا' مرتے وقت واپس کر گیا۔ یہ لڑکا اپنی والدہ کا بڑا فرمانبردار تھا۔ (روض)

جس باپ کی دنیاداری سے یہ صاحبزادہ رنجیدہ ہے' یعنی ہارون رشید بہت نیک دل بادشاہ تھا حکمرانی میں لغزشیں تو ہو ہی جاتی ہیں' لیکن ان کے دینی کارنامے تاریخ کی کتابوں میں کثرت سے موجود ہیں۔ بادشاہت کے زمانے میں سو رکعت نفل روزانہ پڑھتے رہے ہیں یا پڑھنے کا معمول مرتے وقت تک رہا اور ذاتی مال سے ایک ہزار درہم روزانہ صدقہ کیا کرتے تھے' ایک سال حج کیا کرتے اور ایک سال جہاد کو لے چلے جاتے' جس سال حج کو جاتے اپنے ساتھ سو علماء کو مع ان کے بیٹوں کے حج کو لے جاتے اور جس سال خود حج نہ کرتے' تین سو آدمیوں کو ان کے پورے خرچ اور سامان' لباس وغیرہ کے ساتھ حج کو بھیجا

کرتے، جن کو خرچ بھی بہت وسعت سے دیا جاتا تھا اور لباس بھی عمدہ دیا جاتا۔ ویسے بھی عطایا کی بہت کثرت ان کے ہاں تھی، سوال کرنے والوں کے لیے بھی اور بغیر سوال کے بھی، علماء کا ان کی مجلس میں بہت اعزاز تھا اور ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ ابو معاویہ فریر مشہور محدث نابینا نے ایک مرتبہ ان کے ساتھ کھانا کھایا۔

کھانے کے بعد خود ہارون رشید نے ان کے ہاتھ دھلائے اور یہ کہا کہ علم کے ... نے ہاتھ دھلائے ہیں۔

ایک مرتبہ ابو معاویہ نے حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جس میں حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے مناظرہ کا ذکر تھا، بیان کیا کہ ایک شخص نے کہہ دیا کہ ان دونوں حضرات کی ملاقات کہاں ہوئی تو بادشاہ کو غصہ آ گیا اور کہا: میری تلوار لاؤ! زندیق تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر اعتراض کرتا ہے، نصیحت کی باتوں پر بہت کثرت سے رونے والے تھے۔ (تاریخ بغداد للخطیب)

## حضرت بہلول کا ایک ایمان افروز واقعہ

ایک مرتبہ ہارون رشید حج کو جا رہے تھے، راستہ میں کوفہ میں چند روز قیام کیا، جب وہاں سے روانگی کا وقت ہوا تو بادشاہ کی سواری کی سیر کے شوق میں شہر سے باہر بہت سے لوگ جمع ہو گئے، بہلول مجنون بھی پہنچ گئے اور راستہ میں ایک کوڑی پر بیٹھ گئے۔ بچے ان کو ہر وقت ستایا ہی کرتے تھے، ڈھیلے مارتے، مذاق کرتے، وہ حسب دستور ان کے گرد جمع ہو گئے، جب بادشاہ کی سواری قریب آئی تو بچے تو سب اِدھر اُدھر ہو گئے، انہوں نے زور سے آواز دے کر کہا: اے میرے امیر المؤمنین! اے امیر المؤمنین! ہارون رشید نے سواری کا پردہ اٹھایا اور کہنے لگے: لبیک یا بہلول! لبیک یا بہلول! میں حاضر ہوں، کہو: کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: مجھ سے ایمن نے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت قدامہ یہ کہتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حج کو تشریف لے جا رہے تھے تو میں نے منیٰ میں آپ کو ایک اونٹ پر سوار دیکھا، جس پر معمولی کجاوا تھا، نہ لوگوں کو سامنے سے ہٹانا تھا نہ ہٹو بچو کا

شور تھا‘ امیر المؤمنین تیرا بھی اس سفر میں تواضع سے چلنا تکبر سے چلنے سے بہتر ہے۔ ہارون رشید یہ سن کر رونے لگے‘ پھر کہا: بہلول! کچھ اور نصیحت کرو! اللہ تعالیٰ شانہٗ تم پر رحم کرے!

بہلول نے یہ سن کر دو شعر پڑھے‘ جن کا ترجمہ یہ ہے:

”مان لے تسلیم کرلے کہ تو ساری دنیا کا بادشاہ بن گیا اور ساری دنیا کی مخلوق تیری مطیع ہوگئی‘ پھر کیا ہوا کل کو تو بہر حال تیرا ٹھکانہ قبر کا گڑھا ہے‘ ایک اِدھر سے مٹی ڈال رہا ہوگا‘ ایک اُدھر سے مٹی ڈالتا ہوگا“۔

اس پر ہارون رشید پھر بہت روئے اور کہنے لگے: بہلول! تم نے بہت اچھی بات کہی‘ کچھ اور کہو! بہلول نے کہا: امیر المؤمنین! جس کو حق تعالیٰ شانہٗ مال اور جمال عطاء کرے اور وہ اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرے اور اپنے جمال کو گناہوں سے محفوظ رکھے‘ وہ اللہ تعالیٰ کے دیوان میں نیک لوگوں میں لکھا جاتا ہے۔ ہارون رشید نے کہا: تم نے بہت اچھی بات کہی‘ اس کا صلہ (انعام) ملنا چاہیے۔ بہلول نے کہا: انعام کا روپیہ ان لوگوں کو واپس کر جن سے (ٹیکس وغیرہ کے طور پر) لے رکھا ہے۔ مجھے انعام کی ضرورت نہیں۔ ہارون رشید نے کہا کہ اگر تمہارے ذمہ کا قرض ہو‘ تو میں اس کو ادا کروں‘ بہلول نے کہا کہ امیر المؤمنین! قرض سے قرض ادا نہیں کیا جاتا (یعنی یہ روپیہ جو تیرے پاس ہے یہ خود دوسروں کا حق ہے جو تیرے ذمہ ان کا قرض ہے) حق والوں کا حق واپس کرو‘ پہلے اپنا قرض ادا کرو‘ پھر دوسروں کے قرضے کو چکانا۔ ہارون رشید نے کہا: تمہارے لیے کوئی وظیفہ مقرر کردیں جس سے تمہارے کھانے کا انتظام ہو جائے! بہلول نے کہا کہ میں اور تم دونوں اللہ تعالیٰ شانہٗ کے بندے ہیں‘ یہ محال ہے کہ وہ تمہاری روزی کی تو فکر رکھے اور میری روزی کی فکر نہ فرمائے‘ اس کے بعد ہارون رشید نے سواری کا پردہ گرایا اور آگے چل دیئے۔ (روض)

ہارون رشید کی مشہور بات یہ ہے کہ نصیحت کے سننے پر بہت کثرت سے رویا کرتے

تھے' ایک مرتبہ حج کو جا رہے تھے تو سعدون مجنون راستہ میں سامنے آ گئے اور چند شعر پڑھے' جن کا مطلب یہی تھا کہ مان لو تم ساری دنیا کے بادشاہ بن گئے' لیکن کیا آخر موت نہ آئے گی' دنیا کو اپنے دشمنوں کے لیے چھوڑ دو جو دنیا آج تمہیں خوب ہنسا رہی ہے' یہ کل کو تمہیں خوب رُلائے گی۔ یہ اشعار سن کر ہارون رشید نے ایک چیخ ماری' اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اتنے طویل وقت تک بے ہوشی رہی کہ تین نمازیں قضاء ہو گئیں۔ (روض)

ان کی انگوٹھی کی مہر تھی: ''العظمة والقدرة الله'' ہر قسم کی بڑائی اور ہر نوع کی قدرت صرف اللہ جل شانہٗ کے لیے۔ یہ مضمون گویا ہر وقت نگاہ کے سامنے رہتا تھا۔

## حضرت مالک بن دینار اور سعدون مجنون

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بصرہ کے جنگل میں جا رہا تھا' میں نے حضرت سعدون کو دیکھا جو سعدون مجنون کے نام سے مشہور تھے' میں نے ان سے پوچھا: کیا حال ہے؟ کہنے لگے: ایسے شخص کا کیا حال پوچھتے ہو جو صبح و شام ہر وقت ایک طویل سفر کے لیے تیار بیٹھا ہو اور سفر کے لیے توشہ کسی قسم کا بھی ساتھ نہ ہو' نہ کوئی سفر کا سامان سواری وغیرہ اس کے پاس ہو اور اُس کو ایسے مولیٰ کے پاس جانا ہو' جو نہایت عادل' بڑا کریم ہے اور وہ لوگوں کے درمیان اس وقت فیصلہ کر دے گا۔

یہ کہہ کر وہ بہت زیادہ رونے لگے' میں نے پوچھا کہ رونے کی کیا بات ہے؟ کہنے لگے کہ میں نہ دنیا کے چھوٹنے پر رو رہا ہوں نہ موت سے گھبرا کر رو رہا ہوں بلکہ اپنی عمر کے اس دن پر رو رہا ہوں' جو کسی نیک عمل سے خالی رہ گیا ہو۔ خدا کی قسم! مجھے اپنے سامانِ سفر کی کمی رُلا رہی ہے' سفر بہت طویل اور بڑی مشقت کا ہے' بہت گھاٹیاں اس سفر میں پیش آتی ہیں اور میرے پاس سفر کا کوئی بھی سامان موجود نہیں ہے اور اس سفر کے سب مصائب برداشت کرنے کے بعد یہ بھی پتہ نہیں کہ جنت میں جاؤں گا' یا جہنم میں ڈال دیا جاؤں گا۔ میں نے اُن سے یہ حکمت کی باتیں سن کر کہا کہ لوگ آپ کو مجنون کہتے ہیں'

آپ تو بڑی اچھی باتیں کرتے ہیں، کہنے لگے کہ تم بھی دنیاداروں کے کہنے سے دھوکہ میں پڑ گئے، مجھے جنون نہیں ہے، میرے آقا کی محبت، میرے دل میں میرے جگر میں میرے گوشت میں میری ہڈیوں میں گھس گئی ہے، اس کے عشق میں میں حیران و پریشان رہتا ہوں (اس کی وجہ سے دنیا کے پاگل مجھے مجنون کہتے ہیں) میں نے پوچھا کہ آپ لوگوں سے بھاگتے ہیں (جنگل میں پڑے رہتے ہیں) اس پر انہوں نے دو شعر پڑھے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

"آدمیوں کا جس حالت میں دل چاہے تجربہ کر لے تو ہر حالت میں ان کو بچھو پائے گا کہ تکلیف پہنچانے کے سوا ان کو کوئی کام نہ ہوگا"۔

(روض)

## حضرت عبدالواحد بن زید اور میمونہ سوداء

حضرت عبدالواحد بن زید مشائخ چشتیہ میں مشہور بزرگ ہیں، فرماتے ہیں کہ میں تین رات تک مسلسل یہ دعا کرتا رہا کہ یا اللہ! جنت میں جو میرا رفیق ہو اس کی مجھے دنیا میں ملاقات کرا دے، تین دن کے بعد مجھے بتایا گیا کہ تیری رفیقِ جنت میمونہ سوداء (جو ایک حبشی عورت تھیں، اتنی کالی کہ ان کا لقب ہی سوداء ہو گیا تھا) ہوگی میں نے پوچھا کہ وہ کہاں ملیں گی؟ مجھے بتایا گیا کہ کوفہ کے فلاں قبیلہ میں ہیں، میں اُن سے ملنے چل دیا، کوفہ پہنچ کر میں نے ان کا حال دریافت کیا، مجھے بتایا گیا کہ وہ بکریاں چرایا کرتی ہیں، فلاں جنگل میں ہیں، میں اُس جنگل میں پہنچا، وہ ایک گدڑی اوڑھے نماز پڑھ رہی تھیں، ان کے قریب ہی بکریاں اور بھیڑیے اکٹھے چر رہے تھے، جب میں پہنچا تو انہوں نے اپنی نماز کو مختصر کر کے سلام پھیرا اور سلام پھیرنے کے بعد کہنے لگیں: عبدالواحد! آج نہیں، آج تو چلے جاؤ، ملاقات کا وعدہ کل کو (قیامت میں) ہے، میں نے اُن سے کہا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ میں عبدالواحد ہوں، کہنے لگیں: تمہیں معلوم نہیں کہ روحیں (ازل میں) سب ایک لشکر کی طرح مجتمع تھیں، جن کا وہاں آپس میں تعارف ہو

گیا' ان کا یہاں بھی تعارف ہو جاتا ہے (یہ ایک حدیث پاک کا مضمون ہے' جو مشہور حدیث ہے) میں نے ان سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے انہوں نے کہا: مجھے بزرگوں سے یہ بات پہنچتی ہے کہ جس بندہ کو حق تعالیٰ شانہ' دنیا کی کوئی نعمت (مال و دولت وغیرہ) عطاء فرمائے اور وہ شخص پھر بھی اسی کی طلب میں لگا رہے تو حق تعالیٰ شانہ' اس شخص سے اپنے ساتھ تنہائی کی محبت زائل کر دیتے ہیں اور اپنے سے قرب کی بجائے اپنے سے دوری اُس پر مسلط کر دیتے ہیں اور وحشت اُس پر سوار کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے پانچ شعر پڑھے' جن کا ترجمہ یہ ہے کہ اے واعظ! تو لوگوں کو واعظ' نصیحت اور تنبیہ کے لیے کھڑا ہوتا ہے' تو لوگوں کو گناہ سے روکتا ہے حالانکہ تو خود ان گناہوں کا بیمار ہے' ان میں مبتلا ہے' اگر تُو دوسروں کو نصیحت سے پہلے اپنی اصلاح کر لیتا' اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا تو تیرے کہنے کا ان کے دلوں پر اثر پڑتا' لیکن جب تو ایسی حالت میں دوسروں کو منع کرتا ہے کہ تو خود ان میں مبتلا ہے تو تُو اپنے اس منع کرنے میں خود شک میں ہے (اور جس کو خود کسی بات میں تردد ہو' وہ دوسرے کو یقین سے کیا کہہ سکتا ہے) میں نے پوچھا کہ تمہاری بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ ہی چر رہی ہیں' بھیڑیے ان کو کچھ نہیں کہتے؟ کہنے لگیں کہ جا اپنا کام کر' میں نے اپنے سردار سے صلح کر لی' اس نے میری بکریوں اور بھیڑیوں میں صلح کر دی۔ (روض)

## ایک مجنونہ کی عقل افروز داستان

حضرت عتبہ غلام کہتے ہیں کہ میں بصرہ کے جنگل میں جا رہا تھا' میں نے جنگلی لوگوں کے چند خیمے دیکھے' جن کی کھیتی وہاں تھی۔ ان خیموں میں سے ایک خیمہ میں ایک مجنونہ لڑکی تھی' میں نے اس کو سلام کیا' اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا (ممکن ہے کہ اس نے سلام نہ سنا تھا یا کسی ایسی حالت میں ہو کہ اس وقت سلام کا جواب ساقط ہو جاتا ہے کہ بہت سی جگہ سلام کا جواب ساقط ہو جاتا ہے)

اور چند شعر پڑھے' جن کا ترجمہ یہ ہے:

’’وہ زاہد اور عابد فلاں مقام کو پہنچ گئے‘ جنہوں نے اپنے مولیٰ کی رضا کے لیے اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھا‘ انہوں نے راتوں کو اپنی آنکھوں کو جگایا‘ ان کی ساری رات ایسی حالت میں گزرتی ہے کہ وہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں‘ ان کو حق تعالیٰ شانہ‘ کی محبت نے ایسا حیرت میں ڈال رکھا ہے کہ دنیادار ان کو مجنون کہتے ہیں‘ حالانکہ زمانہ کے سب سے زیادہ عقل مند لوگ یہی حضرات ہیں‘ لیکن ان کو ان کے احوال نے بے چین کر رکھا ہے‘‘۔

عتبہ کہتے ہیں کہ میں اس مجنونہ کے قریب گیا اور میں نے پوچھا کہ یہ کھیتی کس کی ہے؟ کہنے لگے: اگر صحیح سالم رہی تو ہماری ہے‘ ورنہ نہیں۔

باب نمبر 2

# فکرِ آخرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ!

## (۱) بوقت وفات کس نے کیا کہا؟

موت کے وقت انسان کے آخری کلمات کا بڑا وقار واعتبار ہوا کرتا ہے' کیونکہ دنیا سے جاتے ہوئے آدمی کا آخری کلام اس کے خیالات واعتقادات بلکہ عمل وکردار کا بڑی حد تک آئینہ دار ہوا کرتا ہے اور سامعین کے لیے بھی اس کلام میں بڑی بڑی عبرتوں کا نشان اور طرح طرح کی نصیحتوں کا سامان ہوا کرتا ہے' اس لیے ہم یہاں چند ناموروں کے آخری کلام کا تذکرہ کرتے ہیں کہ وہ کیا بول کر دنیا سے گئے اور پھر اس کے بعد کبھی ان کی بولی نہیں سنی گئی۔ تاکہ ناظرین اس سے عبرت ونصیحت حاصل کریں۔

### (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماریٔ وفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بار بار غشی طاری ہو جاتی' یہ دیکھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے شدتِ غم میں یہ لفظ نکل گیا کہ واکرب اباہ ہائے رے میرے والد کی بے چینی! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بیٹی! آج کے بعد تمہارا باپ کبھی بے چین نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری' کتاب المغازی' باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ الحدیث: ۴۴۶۲' ج ۳ ص ۱۲۰) (بخاری ج ۲ ص ۶۴۱' باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی اور آپ کا سر مبارک میرے سینے اور حلق کے درمیان تھا اور

بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے رہے کہ:

مَعَ الَّذِیْنَ اَنعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ۔ (النساء:۶۹)

یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر خدا کا انعام ہے اور کبھی یہ فرماتے کہ ''اللّٰھم فی الرفیق الاعلیٰ ''اللہ! بڑے رفیق میں اور لا الٰہ الا اللہ پڑھتے اور فرماتے تھے کہ بے شک موت کے لیے سختیاں ہیں۔ (صحیح البخاری' کتاب المغازی' باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ الحدیث:۴۴۳۵۔۴۴۴۹' ج۳ص ۱۵۳۔۱۵۷ ملتقطاً)(بخاری ج۲ص ۶۴۰)

## (۲) مسواک سے محبت

وفات اقدس سے تھوڑی دیر پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما تازہ مسواک ہاتھ میں لیے حاضر ہوئے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا' حضرت عائشہ نے سمجھا کہ مسواک کی خواہش ہے' انہوں نے فوراً ہی مسواک لے کر دانتوں سے نرم کی اور دست اقدس میں دے دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک فرمائی۔ سہ پہر کا وقت تھا کہ سینہ اقدس میں سانس کی گھر گھراہٹ محسوس ہونے لگی' اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہونٹ ہلے تو لوگوں نے یہ الفاظ سنے کہ ''اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ''نماز اور لونڈی غلاموں کا خیال رکھو۔

(المرجع السابق الحدیث:۴۴۴۹' ج۳ص ۱۵۷' دلائل النبوۃ للبیہقی باب ما یؤ تر......الخ ج۷ص ۲۰۵' ملتقطاً)(مشکوۃ ص ۲۹۱)

پاس میں پانی کا ایک طشت تھا' اس میں بار بار ہاتھ ڈالتے اور چہرۂ انور پر ملتے اور کلمہ پڑھتے اور چادر مبارک کو کبھی منہ پر ڈالتے' کبھی ہٹا لیتے' حضرت عائشہ آپ کے سر اقدس کو اپنے سر سے لگائے بیٹھی ہوئی تھیں کہ اتنے میں آپ نے اپنا مقدس ہاتھ اُٹھا کر تین مرتبہ فرمایا کہ ''بل الرفیق الاعلیٰ ''(اب کوئی نہیں) بلکہ وہ بڑا رفیق چاہیے۔

یہی الفاظ زبان پر تھے کہ ناگہاں مقدس ہاتھ نیچے تشریف لے آئے اور جسم مقدس

حالت سکون میں آ گیا اور آپ کی روحِ اقدس عالمِ قدس میں پہنچ گئی اور آخری لفظ جو زبانِ اقدس سے ادا ہوا' وہ یہی تھا: ''اللّٰھم الرفیق الاعلٰی ''۔ (صحیح البخاری' کتاب المغازی' باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ الحدیث: ۴۴۳۸۔۴۴۴۹' ج ۳ص ۱۵۴۔۱۵۷' ملتقطاً)

(بخاری ج ۲ص ۶۴۱)

**اللّٰھم صل علٰی سیّدنا محمدٍ وعلٰی آل سیّدنا محمدٍ وبارك وسلم ۔**

## (۳) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے مرضِ وفات کے آخری دن بے ہوش ہو گئے تو میں نے روتے ہوئے کہا کہ ہائے میرے باپ پر عجیب سخت مرض کا حملہ ہو گیا' میرے یہ الفاظ سن کر آپ ہوش میں آ گئے اور مجھ سے فرمایا کہ اے بیٹی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن وفات پائی تھی؟ میں نے کہا کہ دوشنبہ (پیر) کے دن۔ پوچھا: آج کون سا دن ہے؟ میں نے کہا: دوشنبہ ہے' تو فرمایا کہ میری موت آج ہی دن رات کے درمیان ہو گی۔ پھر فرمایا: بیٹی! میرے بدن پر بیماری کی حالت میں جو کپڑا رہا ہے' اس میں زعفران کے کچھ داغ دھبے ہیں' اس کو دھو لینا اور دوسرے دو کپڑے اور ملا کر انہیں تین کپڑے کو میرا کفن بنانا' تو میں نے کہا: یہ تو پرانا کپڑا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نیا کپڑا تو زندوں کا حق ہے؟ کفن تو مردہ کے گلنے سڑنے اور پیپ کے لیے ہے۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ میری بیوی اسماء بنت عمیس مجھ کو غسل دیں اور میرے فرزند عبدالرحمٰن غسل دینے میں میری بیوی کی مدد کریں' مجھے یہ منظور نہیں کہ ان کے سوا کوئی تیسرا میرے ننگے بدن کو دیکھے۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مقصد دوم ماٰثر جمیلہ صدیق اکبر ج ۳ص ۱۵۳) (ازالۃ الخفاء ج ۲ص ۴۲)

## (۴) بوقت وصال قرآن تھا زباں پر

پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا' لوگوں نے کہا

کہ اے امیر المؤمنین! آپ نے اتنے سخت مزاج آدمی کو خلیفہ بنا دیا' آپ اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں خداوند تعالیٰ سے یہی کہہ دوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر ایک بہترین شخص کو خلیفہ بنا دیا' پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے سامنے بلا کر کچھ وصیتیں فرمائیں' پھر اس کے بعد فوراً ہی آپ کی وفات ہو گئی' بوقت وفات آپ اس آیت کو تلاوت فرما رہے تھے:

وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ۔(پ۲۶'ق:۱۹)

''اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ''۔

ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ (پ۲۶'ق:۱۹)

''یہ وہی ہے جس سے تو بھاگتا تھا''۔

آپ کی وفات ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ منگل کی رات میں بمقام مدینہ منورہ ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور روضۂ منورہ میں حضور اقدس کے پہلوئے مبارک میں آپ مدفون ہوئے' بوقت وفات آپ کی عمر شریف تریسٹھ سال تھی۔ (تاریخ الخلفاء الخلفاء الراشد فصل ابوبکر صدیق......الخ ص ۶۵) (تاریخ الخلفاء ص ۶۰)

جب لوگ آپ کا مقدس جنازہ لے کر حجرۂ منورہ کے پاس پہنچے' لوگوں نے عرض کی کہ السلام علیک یارسول اللہ هذا ابوبکر! یہ عرض کرتے ہی حجرۂ مقدس کا بند دروازہ ایک دم خود بخود کھل گیا اور تمام حاضرین نے قبر انور سے یہ غیبی آواز سنی کہ ''ادخلوا الحبیب الی الحبیب ''یعنی حبیب کو حبیب کے دربار میں داخل کر دو۔

(تفسیر الکبیر' سورۃ الکہف:۹۔۱۲' ج ۷ ص ۴۳۳) (تفسیر کبیر ج ۵ ص ۴۷۸)

## (۵) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نمازِ فجر پڑھانے کے لیے مصلّی پر کھڑے ہوئے اور تکبیر تحریمہ کہی کہ بالکل اچانک فیروز ابولؤلؤ مجوسی نے جو آپ سے بغض رکھتا تھا' صف سے نکل کر آپ کے شکم میں خنجر مارا اور بھاگتے ہوئے تیرہ دوسرے نمازیوں کو بھی

خنجر مار دیا' جن میں سے نو آدمی شہید ہو گئے' ایک نمازی نے ابولولو مجوسی کو پکڑ لیا تو اس نے اپنے آپ کو بھی خنجر مار کر خودکشی کر لی' پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے مصلّٰی پر جا کر مختصر طور پر نماز پڑھائی' زخمی ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ میرا قاتل کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ ابولولو مجوسی' تو آپ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ "الحمد للّٰہ الذی لم یجعل میتی بید رجل مسلم" خدا کے لیے حمد ہے کہ اس نے میری موت کسی مردِ مسلمان کے ہاتھ نہیں بنائی' پھر لوگ آپ کو اُٹھا کر مکان پر لائے اور آپ کو کھجور کا شربت پلایا گیا تو وہ شکم سے باہر نکل پڑا' پھر دودھ پلایا گیا تو وہ بھی شکم کے راستے باہر نکل آیا' پھر طبیب نے یہ کہہ دیا کہ امیر المؤمنین اب آپ وصیت کر دیں کیونکہ اب آپ کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں ہے۔

مکان آدمیوں سے بھرا ہوا تھا اور لوگ آپ کی مدح وثناء کر رہے تھے' آپ نے سن کر فرمایا کہ میری تو بس یہی تمنا ہے کہ میرا دورِ خلافت برابر برابر ہو جائے' نہ اس کا مجھے کوئی ثواب ملے نہ کوئی مواخذہ ہو' پھر آپ نے اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر کو پاس بٹھا کر اپنے قرضوں کی ادائیگی کے بارے میں ہدایتیں فرمائیں اور ان کو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس روضۂ منورہ میں دفن ہونے کی اجازت لینے کے لیے بھیجا' جب حضرت عبداللہ' حضرت بی بی عائشہ کے پاس پہنچے تو وہ رو رہی تھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ روضہ منورہ کے اندر ایک قبر کی جگہ ہے جس کو میں نے اپنے لیے رکھا تھا مگر آج میں حضرت عمر کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ جب حضرت عبداللہ نے واپس ہو کر اجازت کی خوشخبری دی تو امیر المؤمنین نے خوش ہو کر فرمایا: "الحمد للّٰہ ما کان شیء اھم من ذلک" خدا عزوجل کے لیے حمد ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی دوسری چیز میرے لیے اہم نہ تھی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد میرا جنازہ لے کر تم لوگ پھر حضرت بی بی عائشہ سے دوبارہ اجازت طلب کرنا' اگر وہ اجازت دیں تو مجھے روضہ منورہ میں دفن کرنا' ورنہ تم لوگ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں مدفون کر دینا۔

اس کے بعد لوگوں نے اصرار کیا کہ اے امیر المؤمنین! آپ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیجیے، تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کام کے لیے اُن چھ آدمیوں سے بہتر کسی کو نہیں سمجھتا جن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو کر دنیا سے تشریف لے گئے اور وہ چھ آدمی یہ ہیں:

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (۳) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (۴) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ (۵) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۶) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ۔

ان میں سے اس کو جس پر مسلمانوں کا اتفاق ہو جائے، خلیفہ بنا لیا جائے۔ خلیفہ بنائے جانے کے وقت میرا بیٹا عبداللہ بھی حاضر رہے گا، مگر خلافت کے معاملے میں اس کا کوئی حصہ اور عمل دخل نہ ہوگا۔ پھر آپ نے اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے لیے یہ وصیت فرمائی کہ وہ مہاجرین اوّلین کے اعزاز و اکرام کا خاص طور پر خیال رکھے اور انصار کے ساتھ نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرتا رہے اور شہریوں کے ساتھ بھلائی اور دیہاتیوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرے اور ذمیوں کا خاص طریقے سے خیال رکھے اور ان سب لوگوں کے بارے میں کچھ تعریفی کلمات بھی فرمائے، پھر فوراً آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں مدفون ہوئے، بوقت وفات آپ رضی اللہ عنہ کی عمر تریسٹھ سال تھی، آپ رضی اللہ عنہ نے ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ چہارشنبہ کو زخمی ہو کر تین دن بعد دس برس چھ ماہ چار دن خلیفہ رہ کر ۲۹ ذوالحجہ کو وفات پائی اور یکم محرم کو مدفون ہوئے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت و مابعدہ اسباب الرابع فی وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء الراشدین من بعدہ ج۵ ص۲۲۶۔۲۲۸، وغیرہ) (احیاء العلوم ج۴ ص۴۰۶، وازالۃ الخفاء ج۲ ص۴۱۹، ص۴۲۰، بخاری ج۱ ص۵۲۴ وغیرہ)

## (۶) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

جب مصر کے باغیوں نے مکان کے پیچھے سے مکان کے اندر داخل ہو کر رات کو تلاوت کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ دیکھا کہ خون کی دھار آپ کی مقدس داڑھی پر بہہ رہی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ یہ پڑھ رہے ہیں کہ "لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ . اللّٰھم انی استعدیك علیھم واستعینك علٰی جمیع اموری واسئلك الصبر علی ما ابتلیتنی " اے اللہ عزوجل! کوئی معبود نہیں مگر تو ہی' تو پاک ہے' بے شک میں گنہگاروں میں سے ہوں' اے اللہ عزوجل! میں ان لوگوں کے مقابلے میں تیرے انتقام کا طلبگار ہوں اور اپنے تمام معاملات میں تیری مدد کا خواستگار ہوں' اور جس بلا میں تو نے مجھے مبتلا فرمادیا ہے' اس پر صبر کا میں تجھی سے سوال کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی مقدس روح عالم بالا کو پرواز کر گئی اور آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ بوقتِ شہادت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر شریف اسی یا بیاسی برس کی تھی۔ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت و مابعدہ' الباب الرابع فی وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء الراشدین من بعدہ ج ۵ ص ۲۲۹) (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۲' واحیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۷)

## (۷) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

جب عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر تلوار ماری اور آپ رضی اللہ عنہ کی مقدس پیشانی اور چہرۂ انور پر شدید زخم لگا' تو آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے کہ "فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَةِ" کعبہ کے رب کی قسم! میں تو کامیاب ہو گیا۔ حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کو جمع کر کے کچھ وصیتیں فرمائیں' پھر اس کے بعد لا الٰـــہ الا اللہ

محمد رسول اللہ کے سوا کوئی دوسرا لفظ آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نہیں نکلا اور کلمہ پڑھتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی روح اقدس عالمِ قدس کو روانہ ہوگئی۔ (انّا للہِ وَانّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

(احیاء العلوم الدین' کتاب ذکر الموت و مابعدہ' الباب الرابع فی وفاۃ رسول اللہ......الخ' ج۵ ص ۲۲۹)

بوقتِ شہادت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر شریف تریسٹھ سال کی تھی' آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادگان نے آپ رضی اللہ عنہ کو غسل دیا اور بڑے صاحبزادہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ جمعہ کی رات میں آپ رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے اور دو دن زندہ رہ کر جامِ شہادت سے سیراب ہو گئے اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ۱۹ رمضان شب یک شنبہ (اتوار) میں آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ (واللہ تعالٰی اعلمہ)

(تاریخ الخلفاء' فصل فی مبایعۃ......الخ' ص ۱۳۹)(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۳' واحیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۷' تاریخ الخلفاء وغیرہ)

## (۸) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے بوقتِ جانکنی بہت بے صبری و بے قراری ظاہر ہوئی تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھائی جان! آپ اس قدر گھبرا کیوں رہے ہیں؟ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی و حضرت فاطمہ و حضرت خدیجہ و حضرت جعفر سے بہت جلد ملاقات کرنے والے ہیں' تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے میرے بھائی! میں اس وقت اللہ تعالٰی کے ایک امر میں داخل ہو رہا ہوں کہ میں کبھی اس میں داخل نہیں ہوا تھا اور میں اس وقت اللہ تعالٰی کی ایسی مخلوق کو دیکھ رہا ہوں کہ ان کے مثل کو کبھی میں نے دیکھا نہ تھا' یہ الفاظ زبان مبارک سے نکلے اور ۵ ربیع الاوّل ۴۹ھ کو آپ نے وفات پائی۔

(تاریخ الخلفاء' ریحانۃ الرسول حسن بن علی رضی اللہ عنہ ص ۱۵۲۔۱۵۳' تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۳۱)

## حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

کربلا میں شہادت سے تھوڑی دیر پہلے آپ نے اصحاب کے مجمع میں ایک خطبہ پڑھا، جس میں حمد و صلوٰۃ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا کہ یقیناً مجھ پر دہ معاملہ اُتر پڑا ہے جس کو تم لوگ دیکھ رہے ہو، بلاشبہ دنیا بدل گئی اور اجنبی ہو گئی، دنیا کی شرعی باتوں نے پیٹھ پھیر لی اور دنیا کپڑے سمیٹ کر بھاگ نکلی اور دنیا نہیں باقی رہ گئی، مگر اتنی ہی جیسے کہ برتن میں تھوڑا سا بچا ہوا پانی۔ بس میری زندگی کا ساز و سامان چراگاہ جیسا رہ گیا ہے، کیا تم لوگ دیکھ نہیں رہے ہو کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور باطل سے باز نہیں آ رہے ہیں۔ لہٰذا اب ہر مؤمن کو اللہ عزوجل سے ملاقات کی رغبت ہونی چاہیے اور میں تو موت کو بہت بڑی سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو بہت بڑا جرم سمجھتا ہوں۔

اس خطبہ کے فوراً بعد ہی آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے کلمۂ الحق کا اعلان کرتے ہوئے ۱۰ محرم ۶۱ھ کو کربلا میں جامِ شہادت نوش فرمالیا۔

(احیاء العلوم الدین، کتاب ذکر الموت و مابعدہ، الباب الرابع فی وفاۃ رسول اللہ...... الخ، ج ۵ ص ۲۲۹، اسد الغابۃ الحسین بن علی ج ۲ ص ۲۸، احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۸)

## حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

رجب ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لقوہ کی بیماری میں وفات کے قریب ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ تو لوگوں نے مسند کے سہارے سے آپ رضی اللہ عنہ کو بٹھایا اور آپ رضی اللہ عنہ دیر تک سبحان اللہ پڑھتے رہے اور زار و زار روتے رہے، پھر دعا مانگی:

"اے میرے رب! گناہگار اور سخت دل بوڑھے پر رحم فرما، گناہوں کو معاف کر دے اور لغزشوں کو بخش دے، اپنے حلم کے ساتھ اس شخص سے برتاؤ فرما، جس نے تیرے سوا کسی سے کوئی امید نہیں رکھی، نہ تیرے سوا کسی دوسرے پر بھروسہ کیا"۔

پھر فرمایا کہ مجھے غسل دینے کے بعد شاہی خزانہ سے وہ رومال نکالنا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ملبوس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بالوں اور ناخنوں کا تراشہ محفوظ ہے' ان مقدس بالوں اور ناخنوں کو میری آنکھوں' میرے منہ' ناک اور کانوں میں رکھ دینا' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک لباس میرے بدن پر کفن کے نیچے رکھ دینا اور پھر مجھ کو قبر میں لٹا کر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔

حضرت محمد بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وقتِ وفات آ پہنچا تو بڑی حسرت کے ساتھ یہ فرمایا: اے کاش! میں قریش کا ایک مرد ہوتا جو مقامِ ذی طویٰ میں رہ جاتا اور سلطنت کے معاملہ میں کسی چیز کا والی نہ بنا ہوتا۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کا فرزند یزید دمشق میں موجود نہیں تھا' اس لیے ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے کفن دفن کا انتظام کیا اور اسی نے آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (احیاء العلوم الدین' کتاب ذکر الموت و ما بعدہ' الباب الخامس فی کلام المحتضرین من الخلفاء والصالحین' ج ۴ ص ۲۲۹۔۲۳' اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۸۵ تا ۳۸۷)

## حضرت معاذ رضی اللہ عنہ

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں سخت علیل ہوئے تو یہ دعا بار بار مانگنے لگے کہ اے اللہ عزوجل! تو خوب جانتا ہے کہ میں دنیا اور لمبی عمر سے اس لیے محبت نہیں کرتا تھا کہ بہت زیادہ نہریں بنواؤں اور بہت سے باغ لگاؤں' بلکہ میں تو اس لیے لمبی عمر کا طلبگار تھا کہ میں سخت پیاس سے مشقت برداشت کروں اور مصیبت جھیلتا رہوں اور ذکر کے حلقوں میں' علماء کی مجلسوں کے اندر' مجمعوں میں بیٹھا کروں۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ پر جانکنی کا عالم طاری ہوا اور نزع کے عالم میں آپ رضی اللہ عنہ پر شدید کرب و بے چینی نمودار ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ اے میرے رب عزوجل! تیری طرح تو کسی نے بھی میرا گلا نہیں گھونٹا تھا' لیکن میں تیری

عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تجھے خوب معلوم ہے کہ میرا دل تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی مقدس روح عالم بالا میں پہنچ گئی۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' الباب الخامس بیان اقاویل جماعۃ من خصوص الصالحین من التابعین ......الخ' ج ۵ ص ۲۳۱' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹)

## حضرت بلال رضی اللہ عنہ

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر مرضِ وفات میں جانکنی کا عالم طاری ہوا تو ان کی بیوی نے بے قرار ہو کر کہا کہ ہائے رے میری مصیبت! تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھول دیں اور تڑپ کر فرمایا: واہ رے میری خوشی! آخری کلمات جو آپ کی زبان سے نکلے' وہ یہ تھے اور پھر فوراً ہی آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا کہ کل ہم تمام دوستوں یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کریں گے۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' الباب الخامس' بیان اقاویل جماعۃ من خصوص الصالحین من التابعین......الخ' ج ۵ ص ۲۳۱' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹)

## حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو ایک مشہور بزرگ مرتبہ صحابی ہیں' اپنی وفات کے وقت رونے لگے تو لوگوں نے اس رونے کا سبب پوچھا کہ کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے؟ تو فرمایا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لیے تم لوگ بس اتنا ہی سامان اپنے پاس رکھنا' جتنا کہ ایک سوار مسافر اپنے ساتھ توشہ رکھتا ہے' مگر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل نہیں کیا اور اس سے زیادہ سامان رکھ لیا' اسی پر افسوس کر کے رو رہا ہوں۔

یہ فرمایا اور زار و زار روتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی' وفات کے بعد لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے کل سامان کا جائزہ لیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے کل ترکہ کی

قیمت دس یا پندرہ درہم ہوئی۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت، باب الخامس، بیان اقاویل جماعۃ من خصوص الصالحین من التابعین الخ، ج ۵ ص ۲۳۱ ملخصاً، احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹)

## حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ بڑے جانثار انصاری صحابی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ جنگ خندق میں زخمی ہو گئے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد نبوی میں ایک خیمہ گاڑا اور ان کا علاج شروع کیا، خود اپنے دستِ مبارک سے دو مرتبہ ان کے زخم کو داغا، یہاں تک کہ ان کا زخم بھرنے لگا، لیکن انہوں نے شوقِ شہادت میں خداوند سے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ عزوجل! تو جانتا ہے مجھے کسی قوم سے جنگ کرنے کی اتنی تمنا نہیں ہے، جتنی کفار قریش سے لڑنے کی تمنا ہے، جنہوں نے تیرے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور ان کو وطن سے نکالا۔ اے اللہ عزوجل! میرا تو یہی خیال ہے کہ آپ نے ہمارے اور کفارِ قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے، لیکن اگر ابھی کفار قریش سے کوئی جنگ باقی رہ گئی ہو جب تو مجھے زندہ رکھ تاکہ میں تیری راہ میں ان کافروں سے جنگ کروں اور اگر اب ان لوگوں سے کوئی جنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو میرے اس زخم کو پھاڑ دے اور اسی زخم میں تو مجھے شہادت کی موت عطاء فرما دے۔

خداعزوجل کی شان کہ آپ رضی اللہ عنہ کی دعا ختم ہوتے ہی بالکل اچانک آپ رضی اللہ عنہ کا زخم پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، حدیث: ۴۱۲۲، ج ۳ ص ۵۶، بخاری ج ۲ ص ۵۹۱، باب مرجع النبی من الاحزاب)

عین وفات کے وقت ان کے سرہانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، جانکنی کے عالم میں انہوں نے آخری بار جمالِ نبوت کا دیدار کیا اور نہایت جوشِ محبت اور جذبۂ عقیدت سے والہانہ انداز میں یہ کہا کہ السلام علیک یارسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ

رسالت کا حق پورا پورا ادا فرما دیا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۸۱)

اس کے بعد فوراً ہی آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی' آپ رضی اللہ عنہ کا سال وفات ۵ ھ ہے' بوقتِ وفات آپ رضی اللہ عنہ کی عمر شریف ۳۷ برس کی تھی۔ (مدارج النبوت باب چہارم' غزوہ بنی قریظہ ج ۲ ص ۱۸۱' اکمال مع مشکوۃ المصابیح' حرف السین' فصل فی الصحابۃ ص ۵۹۶' اکمال ص ۵۹۶' واسد الغابہ ج ۲ ص ۲۹۸)

## حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ

یہ صحابی ہیں' ان پر خوفِ الٰہی عزوجل کا اتنا غلبہ تھا کہ یہ قرآن مجید سننے کی تاب نہیں لاتے تھے' کسی آیت کو سنتے تو ان کی چیخیں نکل جاتیں اور کئی کئی دنوں تک بے ہوش ہو جایا کرتے تھے' ایک مرتبہ قبیلہ خثعم کا ایک قاری آیا اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھ دی کہ:

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝ وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ (پارہ ۱۶' مریم: ۸۵-۸۶)

''جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے' مہمان بنا کر اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے''۔

یعنی اس دن کو یاد کرو جبکہ ہم متقیوں کو مہمان بنا کر رحمٰن کے دربار میں جمع کریں گے اور مجرموں کو ہانک کر جہنم میں پیاسا لے جائیں گے۔

اس آیت کو سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت کو پھر پڑھ' چنانچہ قاری نے دوبارہ اس آیت کو پڑھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک زوردار چیخ ماری اور فوراً ہی آپ رضی اللہ عنہ کی روح اقدس عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ (احیاء علوم الدین' کتاب الخوف والرجاء' بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج ۴ ص ۲۲۷' احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۰)

## حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ بہت ہی مشہور' ہوش مند اور نہایت ہی عقل مند صحابی تھے' انہوں نے مصر کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتح کیا اور برسوں وہاں کے گورنر

رہے' ان کی دانائی اور بہادری کے واقعات سے تاریخ کے صفحات بھرے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنی وفات کے وقت بے قرار ہو کر اپنے بیٹوں کے صندوقوں کی طرف حقارت کے ساتھ دیکھا جو اشرفیوں سے بھرے ہوئے تھے اور فرمایا کہ کون ہے جو ان صندوقوں کو لے گا! کاش! ان صندوقوں میں اشرفیوں کی جگہ جانوروں کی مینگنیاں بھری ہوتیں۔ (احیاء علوم الدین' کتاب الخوف والرجاء' بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف' ج۴ص ۲۲۷) اتنا کہہ کر فوراً آپ رضی اللہ عنہ کی روح پرواز کر گئی' آخری سانس تک آپ رضی اللہ عنہ کے ہوش و حواس قائم رہے اور آپ رضی اللہ عنہ گفتگو کرتے رہے۔

(احیاء العلوم ج۴ص ۴۰۹)

## حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ

۲ھ جنگ بدر میں حضرت عبیدہ (بن مطلب بن عبد مناف) رضی اللہ عنہ نے عتبہ کے بھائی شیبہ کافر سے دست بدست جنگ کی۔ شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس طرح زخمی کر دیا کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا سکے اور زمین پر بیٹھ گئے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ جھپٹے اور آگے بڑھ کر شیبہ کافر کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اپنے کاندھے پر اُٹھا کر بارگاہِ رسالت میں لائے' ان کی پنڈلی چور چور ہو گئی اور نلی کا گودا بہہ رہا تھا' اس حالت میں انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں شہادت سے محروم رہا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! ہرگز نہیں! بلکہ تم شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ حضرت عبیدہ نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آج میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب زندہ ہوتے تو وہ مان لیتے کہ ان کے اس شعر کا مصداق میں ہوں:

ونسلمہ حتی نصرع حولہ
ونذھل عن ابناءنا والحلائل

یعنی ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک دشمنوں کے حوالے نہ کریں گے جب

تک ہم لڑلڑ کران کے گرد پچھاڑ نہ دیے جائیں گے اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا اور فوراً ہی آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب' کتاب المغازی' غزوۃ بدر الکبریٰ' ج ۳ ص ۲۸۶' وسنن ابی داؤد' کتاب الجہاد' باب فی المبارزۃ' الحدیث: ۲۶۶۵' ج ۳ ص ۷۲' ابوداؤد ج ۲ ص ۳۶۱' زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۴۱۸)

## حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ اُحد کے میدان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے میں حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی لاش کی تلاش میں نکلا تو میں نے ان کو سکرات کے عالم میں پایا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا اسلام کہہ دینا اور اپنی قوم (انصار) سے بعد سلام میرا یہ پیغام سنا دینا کہ جب تک تم میں سے ایک آدمی بھی زندہ ہے' اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کفار پہنچ گئے تو خدا عزوجل کے دربار میں تمہارا کوئی عذر بھی قابلِ قبول نہیں ہو گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں آ کر ان کا سلام عرض کیا اور انصار کو ان کا پیغام سنا دیا۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب' کتاب المغازی' غزوۃ احد ج ۲ ص ۴۳۵' زرقانی ج ۲ ص ۴۸)

## حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ

حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سے فوج کا افسر بنا کر اوطاس کی طرف روانہ فرما دیا' وہاں درید بن الصمہ کا فرکئی ہزار کی فوج لے کر ان کے مقابلہ کے لیے میدان میں نکل پڑا اور دُرَید بن الصمہ کے بیٹے نے حضرت ابو عامر اشعریؓ کو ایک تیر مارا (تیر کسی حبشی نے مارا: بخاری شریف) جو ان کے گھٹنے پر لگا اور یہ زخمی ہو کر زمین پر بیٹھ گئے' حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ دوڑ کر آئے اور کہا: چچا جان! مجھے جلد بتایئے کہ آپ کو کس نے مارا ہے؟ تو ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ نے

اشارہ کر کے بتایا کہ وہ شخص میرا قاتل ہے' تو ابوموسیٰ اشعری اپنے چچا کے قاتل پر جوش میں بھرے ہوئے دوڑ پڑے تو وہ بھاگنے لگا' مگر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس کو برابر دوڑاتے رہے یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا' پھر اپنے چچا کے پاس آ کر یہ خوشخبری سنائی کہ چچا جان! خداعزوجل نے آپ کے قاتل کو میرے ہاتھ سے ہلاک کر دیا ہے' پھر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کے زانو سے وہ تیر کھینچ کر نکالا تو وہ چونکہ زہر میں بجھا ہوا تھا' اس لیے زخم سے بجائے خون کے پانی بہنے لگا اور وہ نڈھال ہونے لگے' پھر انہوں نے اپنے بھتیجے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ اپنی فوج کا افسر بنایا اور یہ وصیت فرمائی کہ تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا اسلام عرض کرنا اور میرے لیے دعا کی درخواست کرنا' یہ وصیت کی اور اُس کے بعد ہی فوراً ان کی وفات ہو گئی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب جنگ سے فارغ ہو کر میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنے مرحوم چچا کا سلام اور پیغام عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا' پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا اونچا اُٹھایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھ لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! تو ابو عامر اشعری (رضی اللہ عنہ) کو قیامت کے دن بہت سے انسانوں سے زیادہ بلند مرتبہ بنا دے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کرم دیکھ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے لیے بھی دعا فرما دیجئے! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ عزوجل! تو عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری) کے گناہوں کو بخش دے اور اس کو قیامت کے دن عزت والی جگہ میں داخل فرما۔

(صحیح البخاری' کتاب المغازی' غزوۃ اوطاس' الحدیث: ۴۳۲۳' ص ۱۱۳' بخاری ج ۲ ص ۶۱۹' غزوۂ اوطاس)

## حضرت ذوالبجادین رضی اللہ عنہ

غزوۂ تبوک ۹ھ میں حضرت ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کے سوا نہ کسی صحابی کی شہادت ہوئی نہ وفات ہوئی۔ حضرت ذوالبجادین رضی اللہ عنہ ایک غریب مہاجر تھے اور اصحاب صفہ میں سے تھے، یہ غزوۂ تبوک میں شامل ہوئے اور ان کو بخار آ گیا۔ بوقتِ وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے بڑی حسرت سے یہ کہا کہ یارسول اللہ! میرا مقصد شہادت ہی ہے اور عرض کیا: یارسول اللہ! دعا فرمائیے کہ مجھے اللہ کی راہ میں شہادت نصیب ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! میں نے اس کے خون کو کفار پر حرام کر دیا ہے۔ عرض کیا: یارسول اللہ! میرا مقصد تو شہادت ہی ہے، تو کیا میں شہادت سے محروم رہوں گا! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جہاد کے لیے نکلے تو اگر بخار میں بھی مرو گے جب بھی تم شہید ہی ہو گے۔

اس کے بعد ہی بخار میں حضرت ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی لاش کو لحد میں سلایا اور خود ہی قبر کو کچی اینٹوں سے بند فرمایا اور پھر یہ دعا مانگی کہ اے اللہ عزوجل! میں ذوالبجادین رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب نہم، ذکر جنگ تبوک، ج ۲ ص ۳۵۰، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۳۵۰۔۳۵۱)

## حضرت اسود راعی رضی اللہ عنہ

یہ ایک حبشی تھے جو خیبر کے کسی یہودی کی بکریاں چرایا کرتے تھے، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں فوج لے کر داخل ہوئے تو یہ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس دین کی دعوت دیتے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش فرمائی تو انہوں نے عرض کیا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو اللہ عزوجل کی طرف سے مجھے کیا اجر وثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو جنت اور اس کی نعمتیں ملیں گی! انہوں نے فوراً ہی کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر

لیا۔ اس کے بعد یہ خوش نصیب ہتھیار پہن کر مجاہدین اسلام کی صف میں کھڑے ہو گئے اور انتہائی جوش و خروش کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شہادت کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا: اس شخص نے بہت کم عمل کیا اور بہت زیادہ اجر دیا گیا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لاش کو خیمہ میں لانے کا حکم دیا اور ان کی لاش کے سرہانے کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے کالے چہرے کو حسین بنا دیا اور اس کے بدن کو خوشبودار بنا دیا اور دو حوریں اس کو جنت میں ملیں۔ اس شخص نے ایمان اور جہاد کے سوا کوئی دوسرا عمل نہ کیا، نہ ایک وقت کی نماز پڑھی، نہ ایک روزہ رکھا، نہ حج و زکوٰۃ کا موقع پایا، مگر ایمان و جہاد کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا بلند مرتبہ عطاء فرمایا۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب ششم، غزوۂ خیبر ج ۲ ص ۲۳۹، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۴۰)

## حضرت سعید بن جبیر تابعی رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ بہت ہی جلیل القدر تابعی ہیں بلکہ بعض محدثین نے آپ رضی اللہ عنہ کو خیر التابعین (تمام تابعین میں بہترین) لکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بصرہ کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی کو اس کی خلافِ شرع باتوں پر روک ٹوک کرتے رہتے تھے، اس لیے اس ظالم نے آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا واقعہ بڑا ہی عجیب و غریب ہے۔ حجاج نے پوچھا کہ سعید بن جبیر! بولو میں کس طرح سے تمہیں قتل کروں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس طرح تو مجھے قتل کرے گا، قیامت کے دن اسی طریقے سے میں تجھے قتل کروں گا۔ حجاج نے کہا کہ تم مجھ سے معافی مانگ لو، میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خدا عزوجل کے سوا کسی دوسرے سے معافی نہیں مانگ سکتا۔ حجاج نے جھلا کر کہا: اے جلاد! ان کو قتل کر دے۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ سن کر ہنسنے لگے، حجاج نے تعجب سے پوچھا کہ آپ اس وقت کس بات

پر ہنس پڑے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا عزوجل کے روبرو تمہاری جرأت پر مجھے تعجب ہوا اور ہنسی آ گئی' آپ رضی اللہ عنہ جلاد کے سامنے قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے اور ''اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝'' (پ ۷' الانعام: ۷۹) ''میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان و زمین بنائے' ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں''۔

پڑھنے لگے' حجاج نے کہا کہ اے جلاد! ان کا منہ قبلہ سے پھیر دے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے پڑھا: ''فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ'' (البقرہ: ۱۱۵) ''تو تم جدھر منہ کرو اُدھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے''۔

حجاج نے کہا کہ اے جلاد! ان کو منہ کے بل زمین پر لٹا کر قتل کر دو' جب جلاد نے آپ رضی اللہ عنہ کو منہ کے بل بحالت سجدہ لٹایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ''مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی ۝'' (پ ۱۶' طٰہٰ: ۵۵) ''ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے''۔ جب جلاد نے خنجر اُٹھایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریك له واشهد ان محمدًا عبده ورسوله پڑھا اور یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! میرے قتل کے بعد حجاج کو کسی مسلمان پر قابو نہ دے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول ہو گئی کہ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد صرف پندرہ رات حجاج زندہ رہا اور کسی مسلمان کو قتل نہ کر سکا۔ اس کے پیٹ میں کینسر ہو گیا تھا' طبیب بدبودار گوشت کی بوٹی کو دھاگے میں باندھ کر اس کے حلق میں ڈالتا تھا اور وہ اس کو گھونٹ جاتا تھا' پھر اس کو نکالتا تھا تو وہ بوٹی خون سے لپٹی ہوئی نکلتی تھی اور ان پندرہ راتوں میں حجاج کبھی سو نہ سکا' کیونکہ آنکھ لگتے ہی وہ خواب دیکھتا کہ حضرت سعید بن جبیر اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ رہے ہیں' بس آنکھ کھل جاتی' یہ بھی منقول ہے کہ قتل کے بعد حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کے بدن سے اس قدر خون نکلا کہ حجاج اور حاضرین حیران رہ

گئے۔ جب طبیب سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ قتل ہونے والے کا خون خوف سے سوکھ جاتا ہے، مگر حضرت سعید رضی اللہ عنہ چونکہ بالکل بے خوف تھے، اس لیے ان کا خون بالکل خشک نہیں ہوا اور اس قدر زیادہ خون نکلا کہ سارا دربار خون سے بھر گیا۔ (الطبقات الکبریٰ للشعرانی، سعید بن جبیر، ج ۱ ص ۶۱، والطبقات الکبریٰ لابن سعد، سعید بن جبیر، ج ۶ ص ۲۶۴، اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۸، طبقات شعرانی وتہذیب التہذیب)

## حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی اہل علم وعمل بزرگ تابعی اور بنوامیہ کے خلفاء کی فہرست میں "خلیفہ عادل" کے لقب سے مشہور تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ عزوجل! میری موت کو مجھ پر آسان کر دے! چنانچہ ان کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک کا بیان ہے کہ ان کی وفات کے وقت میں ان کے خیمہ سے نکل کر مکان میں بیٹھ گئی تو میں نے ان کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا کہ:

"تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝" (پ ۲۰، القصص: ۸۳) "یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور فساد اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے"۔

اس کے بعد وہ بالکل ہی پرسکون سو گئے، نہ کچھ بولے نہ کوئی حرکت کی، تو میں نے لونڈی سے کہا کہ دیکھ تو خلیفہ کا کیا حال ہے؟ وہ دوڑ کر گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ وفات پا چکے تھے اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ عین وفات کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے بٹھا دو، جب لوگوں نے انہیں بٹھایا تو بیٹھ کر انہوں نے یہ کہا کہ یا اللہ عزوجل! تو نے مجھے کچھ باتوں کا حکم فرمایا تو میں نے کوتاہی کی اور تو نے مجھے کچھ باتوں سے منع فرمایا تو میں نے نافرمانی کی۔ تین مرتبہ یہی کہا، پھر کلمہ طیبہ پڑھا اور نظر جما کر دیکھا تو لوگوں نے کہا کہ آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کچھ سبز پوش لوگوں کو دیکھ رہا ہوں، جو نہ انسان ہیں نہ جن، یہ کہا اور ان کی روح

پرواز کر گئی۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت، باب الخامس، فی کلام المحتضرین من الخلفاء......الخ ج ۵ ص ۳۲۔۲۳۱، احیاء العلوم الدین ج ۴ ص ۴۰۸۔۴۰۹)

اور عبید بن حسان کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت بالکل ہی قریب آن پہنچا تو انہوں نے ہر شخص کو گھر سے نکل جانے کا حکم دیا تو مسلمہ اور ان کی بیوی فاطمہ دروازے پر بیٹھ گئے تو انہوں نے سنا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بلند آواز سے کہہ رہے ہیں کہ مرحبا خوش آمدید ہے ان چہروں کے لیے جو نہ آدمی ہیں نہ جن۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: ''یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں، جو زمین میں تکبر نہیں کرتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاری ہی کی ہے''۔ (القصص:۸۳) پھر لوگوں نے گھر میں داخل ہو کر دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ وفات پا چکے تھے۔

(تاریخ الخلفاء، الموضوع عہد بنی امیہ، عمر بن عبدالعزیز ص ۱۹۶ تاریخ الخلفا ص ۱۶۶)

## حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بوقتِ وفات اپنے شاگرد خاص یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سنو! ''الحمد للّٰہ الذی اضحک وابکی وامات واحیی ''یعنی اس خداعزوجل کے لیے حمد ہے جس نے ہمیں کبھی خوشی دے کر ہنسایا اور کبھی غم دے کر رُلایا۔ ہم اسی کے حکم سے زندہ رہے اور اسی کے حکم پر جان قربان کرتے ہیں۔ یاد رکھو میں کسی مسلمان کو شریعت کا ایک مسئلہ بتا کر اس کے عمل کی اصلاح کر دینا یا کسی عالم سے ایک مسئلہ پوچھ کر اپنے اعمال کی اصلاح کر لینا، ایک سو حج اور ایک سو جہاد سے بہتر سمجھتا ہوں۔ (بستان المحدثین ص ۳۷۔۳۹)

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز بالکل دھیمی پڑ گئی اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سال پیدائش ۹۳ھ اور وفات کا سال ۱۷۹ھ ہے اور قبر شریف جنۃ البقیع مدینہ منورہ میں ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، مالک بن انس، ج ۱ص ۱۵۷، الطبقات الکبریٰ للشعرانی، الامام مالک بن انس ج ۱ص ۶۷، اکمال مطبقات شعرانی وبستان المحدثین)

## حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر شاگرد اور خلیفہ ہارون الرشید عباسی کی حکومت کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) رہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں۔ عین وفات کے وقت آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے گئے کہ کاش! میں اپنی اسی غریبی کی حالت میں مرتا، جو شروع میں میری حالت تھی اور میں چیف جسٹس کا عہدہ قبول نہ کرتا۔ الٰہی عزوجل! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے کبھی جان بوجھ کر کوئی حرام کام نہیں کیا اور نہ کبھی کوئی درہم حرام کا کھایا۔

(تاریخ البغداد ذکر من اسمہ یعقوب، ج ۱۴ص ۲۵۴۔۲۵۶)

عین وفات کے وقت یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوگئی، اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز نہ سنی گئی۔ وفات سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وصیت فرمائی کہ میرے مال میں سے چار لاکھ درہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور کوفہ اور بغداد کے محتاجوں کو دے دیئے جائیں۔ (شذرات الذہب لابن عماد وسیرۃ النعمان وغیرہ)

## حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا استاذ اور کوفہ کے استاد الفقہاء ہیں، عبادت، ریاضت اور خوفِ الٰہی میں بھی ان کا مقام بلند ہے، یہ اپنی وفات کے وقت رونے لگے تو کسی نے رونے کا سبب پوچھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے قاصد کا انتظار کر رہا ہوں کہ وہ مجھے جنت کی خوشخبری سناتا ہے یا جہنم کی وعید سناتا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت، باب الخامس، بیان اقاویل جماعۃ من خصوص الصالحین من التابعین ج ۵ص ۲۳۱) یہ کلمات زبانِ مبارک سے نکلے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا۔ (احیاء العلوم ج ۴ص ۴۰۹)

## حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی عظیم الشان محدث اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت ہی محبوب شاگردِ رشید ہیں۔ عبادت وریاضت اور زہد وتقویٰ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہے۔ ان کو ان کے والد کی میراث سے بہت کثیر دولت ملی تھی اور ہمیشہ بہت ناز ونعمت کی زندگی بسر کی تھی اور بہت ہی نفاست پسند امیر کبیر تھے۔

وقت وفات انہوں نے اپنے غلام نصر سے کہا کہ تم مجھے بستر سے اُٹھا کر زمین پر رکھ دو اور میرے سر پر خاک ڈال دو تو نصر رو پڑا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم رو کیوں رہے ہو؟ تو نصر نے عرض کیا کہ اے میرے مولیٰ! میں نے تمام عمر آپ کو ناز ونعمت میں زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھا ہے اور موت کے وقت آپ ایک مسکین پردیسی کی طرح مرنے کا خیال رکھتے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں نے خدا عزوجل سے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ عزوجل! تو مجھے اغنیاء کی زندگی اور فقراء کی موت عطاء فرما! پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم صرف ایک مرتبہ مجھ کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا اور پھر جب تک میں کوئی دوسری بات نہ بولوں، دوبارہ مجھے تلقین نہ کرنا۔

چنانچہ نصر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر عمل کیا، پھر عبداللہ بن مبارک نے آنکھ کھولی اور ہنسے اور یہ آیت تلاوت کی:

''لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ٥'' (پ۲۳، الصّٰفّٰت:۶۱) ''ایسی ہی بات کے لیے کامیوں کو کام کرنا چاہیے''۔ یعنی ان جیسی نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔ پھر ایک دم ان کا طائر روح عالم بالا کو پرواز کر گیا۔

(اتحاف السادۃ المتقین، کتاب ذکر الموت، باب الخامس، بیان اقاویل جماعۃ من خصوص الصالحین من التابعین، ج۱۴، ص۳۱۴۔ ۳۱۶، احیاء العلوم ج۴، ص۴۰۹)

## حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے بڑے بلند پایہ محدثین کے شاگرد اور مشہور ائمہ حدیث

کے مقتداء اور استاذ ہیں۔ عبادت کی کثرت اور زہد وتقویٰ میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے بہت مشہور وممتاز عابد وزاہد ہیں۔ وقت وفات جانکنی کے عالم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ بلبلا کر رونے لگے جب لوگوں نے پوچھا: اس وقت آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آنسو پونچھتے ہوئے بھرائی آواز میں فرمایا کہ میں اپنے کسی گناہ یا اور وجہ سے نہیں رو رہا بلکہ صرف اس خیال سے مجھے رونا آ گیا کہ میں نے بہت سی باتوں کو معمولی اور حقیر سمجھا تھا حالانکہ وہ اللہ عزوجل کے نزدیک بہت بڑی باتیں تھیں، تو میں ڈر رہا ہوں کہ کہیں ان باتوں پر میری پکڑ نہ ہو جائے۔ اتنا کہا اور فوراً ہی ان کی وفات ہوگئی۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' باب الخامس' بیان اقاویل جماعۃ من خصوص الصالحین من التابعین' ج ۵ ص ۲۳۱' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹)

## حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی جلالت وشان محتاج بیان نہیں' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل وکمالات کے ذکر جمیل سے تاریخ کے صفحات مالا مال ہیں' مفصل احوال ہماری کتاب ''اولیاء رجال الحدیث'' میں پڑھیں۔ امام مزنی کا بیان ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مرض الموت میں ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوا اور ان سے دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: سنو! میرا اس وقت یہ حال ہے کہ میں دنیا سے جا رہا ہوں اور دوستوں سے جدا ہو رہا ہوں اور اپنے بُرے اعمال سے ملاقات کرنے والا ہوں اور موت کا پیالہ پینے والا ہوں اور اللہ کے دربار میں حاضر ہونے والا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میری روح جنت میں جانے والی ہے' تاکہ میں اس کو مبارک باد دوں یا جہنم میں جانے والی ہے' تاکہ میں اس کی تعزیت کروں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ ان اشعار کو نہایت ہی لرزہ خیز اور پردرد آواز میں پڑھنے لگے کہ

ولـمـا قسـی قلبی وضـاقـت مـذاهبـی
اور میرا دل سخت ہو گیا اور میرے راستے تنگ ہو گئے
جعلـت رجـائـی نـحـو عـفـوك سلمـا
تو میں نے اپنی اُمید کو تیرے عفو کی جانب سیڑھی بنالیا
تـعـاظـمـنـی ذنبـی فـلـمـا قـرنتـه
مجھے اپنا گناہ بڑا معلوم ہوا لیکن جب میں نے
بـعـفـوك ربـی كـان عـفـوك اعـظـمـا
تیرے عفو سے اس کا موازنہ کیا تو تیرا عفو بڑا نکلا
فـمـا زلـت واعـفـو عـن الذنب لم تـزل
تو نے ہمیشہ گناہوں کو معاف کیا اور ہمیشہ جود و کرم اور
تـجـدد وتـعـفـو مـنـة وتـكـرمـا
انعام و کرام کیے اور معافی سے نوازتا رہا

مذکورہ بالا تقریر و اشعار کے بعد ہی آپ کا انتقال پُر ملال ہو گیا۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' باب الخامس' بیان اقاویل جماعۃ من خصوص الصالحین من التابعین' ج ۵ ص ۲۳۳)

## حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ

بڑے پائے کے محدث اور بے حد مشہور و ممتاز عابد و زاہد تھے اور بادشاہِ وقت اور اس کے گورنروں کو نصیحت کرنے میں بڑے بے خوف اور نڈر تھے' اپنی وفات کے وقت اپنی لڑکی اور لڑکے سے فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! تم کیوں روتی ہو؟ کیا تم ڈرتی ہو کہ تمہارے باپ کو عذاب دیا جائے گا؟ اے نورِ نظر! تم کو کیا خبر میں نے اپنے مکان کے اس ایک کونے میں ۲۴ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے۔ بیٹا ابراہیم! تمہارے باپ نے زندگی بھر کوئی بے حیائی کا کام نہیں کیا ہے اور تیس برس سے مسلسل میں ایک ختم روزانہ

قرآن شریف پڑھتا رہا ہوں۔ خبردار! اس بالاخانے پر ہرگز تم گناہ کا کام مت کرنا' کیونکہ اس بالاخانے میں میں نے بارہ ہزار ختم قرآن پڑھا ہے' یہ تقریر ختم کرتے ہی جمادی الاولیٰ ۱۹۲ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔

(شرح الکامل للنووی' تحت باب النہی عن الروایۃ......الخ ج ۱ ص ۱۰' نووی علی المسلم)

## حضرت عمر بن حسین جمحی رحمۃ اللہ علیہ

یہ محدث کبیر ہیں اور مدینہ منورہ کے قاضی بھی رہ چکے ہیں' حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ بہت ہی عبادت گزار تھے اور ختم روزانہ قرآن پاک کا پڑھا کرتے تھے' ان کی وفات کے وقت جو لوگ حاضر تھے۔ ان کا بیان ہے کہ نزع روح کے وقت ان کی زبان سے یہ آیت سنی گئی۔

''لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ٥'' (پ ۲۳' الصّفّت: ۶۱) ''ایسی ہی بات کے لیے کامیوں کو کام کرنا چاہیے'' ان جیسی نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔ جیسے ہی اس آیت کو انہوں نے پڑھا فوراً ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طائر روح نفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۹)

## حضرت زرارہ بن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے رہنے والے تابعی اور بہت بلند مرتبہ محدث ہیں' آپ رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے قاضی بھی تھے اور قبیلہ بنی قشیر کی مسجد میں لوجہ اللہ امامت بھی فرماتے تھے۔ حضرت بہز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دن فجر کی نماز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت تلاوت کی:

''فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ٥ فَذٰلِكَ یَوْمَىٕذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ ٥'' (پ ۲۹' المدثر: ۸۔۹)

''پھر جب صور پھونکا جائے گا' تو وہ دن کڑا (سخت) دن ہے''۔

یہ آیت پڑھتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ لرزتے اور کانپتے ہوئے زمین پر گر پڑے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرواز کر گئی۔

بہز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کی نعش مبارک کو مسجد سے ان کے گھر تک اُٹھا لے جانے والوں میں شامل تھا' یہ واقعہ ۹۲ھ میں ہوا۔ (احیاء علوم الدین' کتاب الخوف والرجاء' بیان احوال الصحابۃ والتابعین وسلف الصالحین' ج ۴ص ۲۲۹' حلیۃ الاولیاء' زرارۃ بن اوفی' الحدیث: ۲۲۷' ج ۲ص ۲۹۳' احیاء العلوم ج ۴ص ۱۶۱' واکمال' ترمذی)

## حضرت ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث کے مشہور امام اور اس فن میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مرتبہ مانے گئے ہیں' ایک بار حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے علم میں صحیح حدیثوں کی تعداد سات لاکھ ہے اور ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ جوانی ہی میں چھ لاکھ حدیثوں کے حافظ ہو چکے تھے۔ (تاریخ بغداد' عبداللہ بن عبدالکریم' ج ۱۰ص ۳۳۱)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرض الموت میں سکراتِ موت اور جانکنی کے عالم میں بہت سے محدثین حاضر تھے' لوگوں کو خیال آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی چاہیے۔ مگر ابوزرعہ کی جلالتِ شان کے آگے کسی کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ آخر سب لوگوں نے سوچ کر یہ راہ نکالی کہ تلقین والی حدیث کا تذکرہ کرنا چاہیے تاکہ ان کو کلمہ یاد آ جائے' چنانچہ محمد بن مسلم محدث نے ابتداء کی اور یہ سند پڑھی کہ "حدثنا الضحاك بن مخلد عن عبد الحميد بن جعفر" اتنا پڑھ کر رعب سے ان کی زبان بند ہو گئی اور اس پر ابوزرعہ نے جانکنی کے عالم میں روایت شروع کر دی کہ "حدثنا بندار حدثنا عبد الحميد بن جعفر عن صالح عن كثير بن مرة عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان اخر كلامه لااله الا الله" اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ ان کی وفات ہو گئی۔ پوری حدیث یوں ہے کہ "من كان اٰخر لا اله الا الله دخل الجنة" یعنی جس کی زبان سے مرتے وقت آخری کلام لا الہ الا اللہ نکلے وہ جنت میں داخل ہو گا۔ ۲۶۴ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔

(تاریخ بغداد' عبیداللہ بن عبدالکریم' ج ۱۰ص ۳۳۳ بتغیر' تذکرۃ الحفاظ وتہذیب التہذیب وغیرہ)

## حضرت ہیثم بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ

یہ حدیث میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین کرام کے نامور شاگردوں میں ہیں، نہایت متقی اور اعلیٰ درجے کے عابد وزاہد تھے، حضرت سفیان بن محمد مصیصی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں ہیثم بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت حاضر تھا، وہ سکرات موت میں تھے اور قبلہ رو لیٹے ہوئے تھے، لوگوں نے ان کو چادر اوڑھادی تھی اور دم نکلنے کے انتظار میں تھے، اسی حالت میں ان کی باندی نے ان کا پاؤں ہاتھ سے دبایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری باندی! تم ان پیروں کو خوب اچھی طرح دباؤ، اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میرے یہ دونوں پاؤں زندگی بھر میں کبھی کسی گناہ کی طرف نہیں چلے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا ہوئے تو فوراً ہی آپ کی روح پرواز کر گئی۔ ۲۱۳ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی۔

(تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۰۱، تذکرۃ الحفاظ، الہیثم بن جمیل ج ۱ ص ۲۶۶، تہذیب التہذیب)

## حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ

یہ وہی مشہور صاحبِ ولایت وباکرامت بزرگ ہیں جو عام طور پر ''بشر حافی'' کے نام سے مشہور ہیں، یہ اتنے بلند مرتبہ محدث اور مفتی اعظم ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کی درسگاہ کے ایک طالب علم ہیں، آخری عمر میں درسِ حدیث اور مجالس فتویٰ ختم کر کے گوشہ نشین ہو گئے اور ہمہ وقت عبادت وریاضت میں مشغول رہنے لگے، بوقتِ وفات جانکنی کے عالم میں ان پر بہت زیادہ مشقت وبیقراری ظاہر ہوئی تو کسی نے پوچھا کہ کیوں؟ کیا بات ہے؟ کیا آپ کو زندگی سے محبت ہے اور موت ناگوار ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھائی! اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانا بہت دشوار معاملہ ہے، اسے آسان نہ سمجھو، میں اسی لیے بے قراری میں پیچ وتاب کھا رہا ہوں کہ یہ بہت ہی سنگین اور کٹھن مرحلہ ہے، یہ کہا اور ان کا وصال ہو گیا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت، الباب الخامس، ج ۵ ص ۲۳۳، احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۶۰)

## خلیفہ عبدالملک بن مروان

یہ خلفاء بنوامیہ میں بڑے کروفر کا بادشاہ گزرا ہے' بہت زیادہ صاحبِ علم اور خلیفہ ہونے سے پہلے بہت عبادت گزار بھی تھا۔ جب اس کی وفات کا زمانہ قریب آیا' تو اس نے ایک غسال کو دمشق کے دروازے پر دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر ایک مردہ نہلانے جا رہا تھا تو خلیفہ عبدالملک نے کہا کہ کاش میں بھی ایک غسال ہوتا اور اپنے ہاتھ کی کمائی روزانہ کھاتا اور میں حکومت دنیا کے کسی معاملہ کا والی نہ بنتا۔ جب صوفی ابو حازم کو خلیفہ عبدالملک کے اس مقولہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ جب ان بادشاہوں کی موت کا وقت آتا ہے تو یہ لوگ ہمارے حال کی تمنا کرتے ہیں اور جب ہم لوگوں کی موت کا وقت ہے تو' ہم لوگ ان بادشاہوں کے حال کی تمنا نہیں کرتے۔

عین جانکنی کے عالم میں کسی نے خلیفہ عبدالملک بن مروان سے پوچھا کہ اس وقت آپ اپنے آپ کو کیسا پا رہے ہیں؟ تو اس نے کہا کہ میں اپنے آپ کو بالکل ویسا ہی پا رہا ہوں جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ" وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ " (پ ۷ الانعام: ۹۴)

"بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے جو وہ مال و متاع ہم نے تمہیں دیا تھا"۔

یہ آیت اس نے تلاوت کی اور فوراً ہی اس کا دم نکل گیا۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' الباب الخامس...... الخ ج ۵ ص ۲۳' احیاء العلوم ج ۴ ص ۳۰۸)

## خلیفہ ہارون الرشید

خلفائے بنوالعباس میں خلیفہ ہارون الرشید جس شان و شوکت اور رعب و دبدبہ کا بادشاہ گزرا ہے' تاریخ دان حضرات پر پوشیدہ نہیں' وہ موت کے وقت اپنے کفن کو اُلٹ پلٹ کر بار بار دیکھتا تھا اور یہ آیت پڑھتا تھا کہ " مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ

سُلْطٰنِیَهْ o ''(پ۲۹ الحاقۃ: ۲۸۔۲۹) ''میرے کچھ کام نہ آیا میرا مال میرا سب زور جاتا رہا''۔

اس آیت کو پڑھتے پڑھتے اس کی جان نکل گئی۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' الباب الخامس' فی کلام المحتضرین......الخ' ج۵ ص۲۳۱' احیاء العلوم ج۴ ص۴۰۹)

## خلیفہ مامون رشید

خلیفہ مامون رشید بہت ہی علم والا اور نہایت ہی رعب و دبدبہ والا اور بہادر تھا۔ اس نے موت کے وقت راکھ بچھائی اور اس پر چت لیٹ کر لوٹتا تھا اور گڑگڑا کر یہ دعا مانگتا تھا ''یامن لایزول ملکه ارحم من قد زال ملکه ''اے وہ ذات جس کی بادشاہی کبھی زائل نہ ہوگی' اس شخص پر رحم فرما جس کی بادشاہی زائل ہوگئی۔ یہی دعا مانگتے ہوئے اس کی روح پرواز ہوگئی۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' باب الخامس' ج۵ ص۲۳۱' احیاء العلوم ج۴ ص۴۰۹' تاریخ الخلفاء ص۲۱۴)

## خلیفہ معتصم باللہ

یہ عباسی خلفاء میں بڑا سنگدل اور ظالم حکمران تھا' اپنی موت کے وقت نہایت افسوس کے ساتھ بستر پر تڑپتا اور لوٹتا تھا' اور یہی لگاتار کہتا تھا کہ ہائے افسوس!'' لو علمت ان عمری هکذا قصیر ما فعلت ''اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری عمر اتنی کم ہے تو میں بادشاہی نہ کرتا۔ یہی کلمات اس کی زبان پر تھے اس کا انتقال ہوگیا۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' باب الخامس' ج۵ ص۲۳۱' احیاء العلوم ج۴ ص۴۰۹)

## خلیفہ منتصر باللہ

یہ نزع کے عالم میں بے قرار ہو کر بستر پر لوٹنے لگا تو خوشامدی لوگوں نے کہا کہ امیر المؤمنین! آپ پر کوئی حرج نہیں' آپ تو بہت اچھے ہیں تو یہ سن کر خلیفہ منتصر باللہ نے کہا کہ کوئی حرج تو نہیں' مگر یہ کیا کم ہے کہ دنیا جاتی رہی اور آخرت میرے سامنے کھڑی ہے ہائے میں نے اپنے باپ کو قتل کر کے جلدی خلافت پر قبضہ جما لیا تو مجھ سے بھی جلد ہی خلافت چھین

لی گئی۔ یہی الفاظ اس کی زبان پر تھے کہ اس کا دم نکل گیا' اس کی بادشاہی صرف چھ مہینے رہی ابن طیفور ترکی طبیب نے زہر آلود نشتر سے اس کی فصد کھولی' یہی اس کی موت کا سبب بنا۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' الباب الخامس ......الخ' ج ۵ ص ۲۳۱' احیاء العلوم ج ۴ ص ۹ تاریخ الخلفاء ص ۲۴۴)

## حضرت عامر بن عبد القیس رحمۃ اللہ علیہ

یہ بہت ہی مشہور عابد و زاہد بلکہ صاحب کرامت بلند مرتبہ اولیاء میں سے ہیں۔ یہ اپنی وفات کے وقت بے قرار ہو کر زار و زار رونے لگے۔ جب رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں موت کے ڈر یا دنیا کی محبت میں نہیں رو رہا ہوں' بلکہ میں اس خیال سے رو رہا ہوں کہ میں اب مر رہا ہوں تو اب گرمیوں کے روزوں میں دوپہر کی پیاس اور جاڑوں کی لمبی راتوں میں قیام اللیل (نوافل تہجد) کی لذت مجھے کہاں اور کیسے نصیب ہوا کرے گی! ہائے رے! یہ روح پرور اور جاں بخش لذتیں! یہی کہتے کہتے ان کی روح پرواز کر گئی۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' باب الخامس' ج ۵ ص ۲۳۲' احیاء علوم ج ۴ ص ۴۰۹)

## حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

یہ سلسلہ قادریہ میں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ہیں۔ بزرگ ترین اولیاء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہے' حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ان کے مرض وفات میں ان کی عیادت کے لیے گیا اور حال و مزاج پوچھا تو انہوں نے نہایت ہی پردرد لہجے میں یہ شعر پڑھا کہ

کیف اشکو الی طبیبی مابی
والذی بی اصابنی من طبیبی

"میں کس طرح اپنے طبیب سے اپنی بیماری کی شکایت کروں! جبکہ میری

بیماری میرے طبیب کی ہی طرف سے مجھے پہنچی ہے"۔

پھر میں نے پنکھا جھلنا شروع کیا تو انہوں نے فرمایا کہ پنکھے کی ہوا اس شخص کو کیسے لگے گی جو عشقِ الٰہی کی گرمی سے جل رہا ہو! اس کے بعد ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' الباب الخامس' ج ۵ ص ۲۳۳' تذکرۃ الاولیاء' ذکر سری سقطی ص ۲۴۶' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۰)

## حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

جریری محدث کا بیان ہے کہ میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی جانکنی کے وقت جبکہ وہ سکرات کے عالم میں تھے' حاضر ہوا تو وہ تلاوت کر رہے تھے' جمعہ کا دن تھا' جب وہ تلاوت ختم کر چکے تو میں نے عرض کی کہ اس وقت میں بھی آپ تلاوت کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے زیادہ تلاوت کا حق دار کون ہوگا کہ میری زندگی کا نامۂ اعمال لپیٹا جا رہا ہے' پھر کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کلمہ پڑھنے کے لیے کہا تو تڑپ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اس کلمہ کو زندگی میں کبھی بھولا نہیں جو تم مجھے اس وقت یاد دلا رہے ہو۔ ابو العباس بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نزع کے عالم میں حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب نہیں دیا پھر تھوڑی دیر کے بعد جواب دیا اور فرمایا کہ مجھے معذور سمجھو' میں اس وقت وظیفہ میں مشغول تھا' پھر اپنا چہرہ انہوں نے قبلہ کی طرف کر لیا اور نعرۂ تکبیر لگایا اور روح نکل گئی۔

(احیاء العلوم الدین' کتاب ذکر الموت' باب الخامس' ج ۵ ص ۲۳۲۔۲۳۴' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹۔۴۱۰)

## حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

بڑے بڑے اولیاء اللہ کی فہرست میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام بہت مشہور و ممتاز ہے' وفات کے وقت لوگوں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کو کس چیز کی خواہش و تمنا ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بس میری ایک ہی خواہش اور بہت بڑی تمنا یہی ہے کہ

مرنے سے پہلے ایک ہی لحظہ کے لیے مجھے خداوند قدوس کی معرفت حاصل ہو جائے۔ یہ فرمانے کے بعد فوراً ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک عالم آخرت کو روانہ ہوگئی اور لوگ ان کا منہ تکتے رہ گئے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' الباب الخامس' ج ۵ ص ۲۳۲' تذکرۃ الاولیاء ذکر ذوالنون معری ص ۱۲۸)

## حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ

یہ سلسلہ چشتیہ کے مشہور اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ ایک شخص سے منقول ہے کہ میں حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا تو ایک درویش آئے اور سلام کر کے پوچھا کہ یہاں کوئی ایسی صاف ستھری جگہ ہے جہاں ایک انسان کے لیے مرنا آسان ہو۔ تو لوگوں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کر دیا' جہاں پانی کا چشمہ تھا' اس درویش نے وضو کیا اور کچھ نماز میں پڑھتا رہا' پھر پاؤں پھیلا کر لیٹ گیا اور اس کی وفات ہوگئی۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' باب الخامس' ج ۵ ص ۲۳۲)

بعض مشائخ حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس عالم سکرات میں آئے اور دعا کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ نعمت دے' وہ نعمت دے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہنس کر فرمایا کہ لوگ میرے لیے کیا کیا دعائیں مانگ رہے ہیں' تیس برس سے برابر میرے سامنے جنت پیش کی جا رہی ہے مگر میں نے تو ایک مرتبہ نگاہ اُٹھا کر اس کو دیکھا بھی نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا اور آپ کی وفات ہوگئی۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' باب الخامس' ج ۵ ص ۲۳۲)

## حضرت ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ

بزرگ ترین اولیاء اللہ میں سے ہیں' ان کی بہن کا بیان ہے کہ میں نزع کے عالم میں ان کے سر کو اپنی گود میں لیے ہوئے بیٹھی تھی کہ ایک دم انہوں نے آنکھ کھول دی اور فرمایا کہ دیکھو! یہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور یہ جنت کے پھاٹک مزین کیے

ہوئے ہیں اور یہ (کوثر و سلسبیل) کے برتن رکھے ہوئے ہیں اور اللہ عزوجل فرما رہا ہے کہ اے ابوعلی! ہم نے تمہیں بڑے مراتب تک پہنچا دیا ہے حالانکہ تم اس کے طلبگار نہیں تھے' پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر بار بار پڑھنے لگے:

بحقك لانظرت الی سواکا
بعین مودة حتی اراکا

یعنی تیرے حق کی قسم! میں نے تیرے سوا کسی کو محبت کی نظر سے دیکھا ہی نہیں ہے' یہاں تک کہ میں تجھے دیکھ لوں۔ یہی فرماتے ہوئے انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور ان کی پاک باز روح عالم قدس کو پرواز کر گئی۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' باب الخامس' ج ۵ ص ۲۳۴' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۰)

## حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ

مشہور اولیاء کبار میں سے ہیں' ان کی وفات کے وقت بہت سے لوگ حاضر تھے تو ان کی بے چینی و بے قراری دیکھ کر کسی نے کہا: "ابشر فانك تقدم علی رب غفور رحیم" "آپ خوشخبری حاصل کیجئے کہ آپ اس رب عزوجل کے دربار میں جا رہے ہیں' جو غفور رحیم ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ کیوں نہیں کہتے کہ "احذر فانك تقدم علی رب یحاسبك بالصغیر ویعاقبك بالکبیر" "آپ ڈریئے کہ آپ اس رب کے دربار میں جا رہے ہیں جو چھوٹے گناہوں کا حساب لے گا اور بڑے گناہوں پر سزا دے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا اور آپ کی وفات ہو گئی اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی آواز نہیں سنی گئی۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' باب الخامس' ج ۵ ص ۲۳۳' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۰)

## حضرت احمد بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت معتمر محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں احمد بن عبدالملک کے پاس ان کی نزع کی حالت میں گیا اور دعائیں کرنے لگا کہ یا اللہ عزوجل! ان پر سکراتِ

موت کو آسان کر دے' کیونکہ یہ تو ایسے تھے' یہ تو ویسے تھے' چند تعریفی کلمات میں نے کہے تو انہوں نے تڑپ کر کہا کہ یہ بولنے والا کون ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں معتمر ہوں' تو انہوں نے فرمایا کہ ملک الموت مجھ سے فرما رہے ہیں کہ میں ہر سخی مؤمن کے ساتھ نزع روح میں نرمی برتتا ہوں' یہ فرما کر پھر ایک دم وہ بجھ گئے' یعنی ان کی وفات ہو گئی۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' باب الخامس' ج ۵ ص ۲۳۳' احیاء العلوم ج ۴ ص ۳۱۰)

## حضرت احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بلند درجے کے ولی کامل تھے۔ آپ کی وفات کے وقت کسی نے ان سے کوئی مسئلہ پوچھا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ اے میرے پیارے بیٹے! میں ایک دروازہ جس کو پچانوے برس سے کھٹکھٹا رہا ہوں' وہ آج اس وقت کھل رہا ہے لیکن میں کچھ نہیں جانتا کہ وہ دروازہ سعادت کے ساتھ کھلے گا یا شقاوت کے ساتھ کھلے گا' تو ایسی حالت میں میرے لیے کسی مسئلہ کے جواب کا بھلا کہاں موقع ہے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' باب الخامس' ج ۵ ص ۲۳۴)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا اور بالکل خاموش ہو گئے' جب لوگوں نے انہیں غور سے دیکھا تو وہ وفات پا چکے تھے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۳۱۱)

## ایک عاشق صادق رحمۃ اللہ علیہ

لغت کے امام جناب اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک سنسان جگہ میں ایک پتھر پر یہ شعر لکھا ہوا دیکھا کہ

یا معشر العشاق باللہ خبروا

اذا حل عشق بالفتیٰ کیف یصنع

اے عاشقوں کی جماعت! تم لوگ مجھے خبر دو کہ میں تم لوگوں کو خدا عزوجل کی قسم دیتا ہوں کہ جب عشق کسی جوان پر اتر پڑے تو وہ کیا کرے۔

اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس شعر کے نیچے یہ شعر لکھ دیا کہ:

يـداری هـواه ثـم يـكـتـم سـره
ويـخشـع فـی كـل الامور ويخضع

اپنے عشق کے ساتھ نرمی برتے پھر اپنے راز کو چھپائے رکھے اور تمام کاموں میں عاجزی وانکساری رکھے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ میں دوسرے دن وہاں گیا تو دیکھا کہ ایک دوسرا شعر اسی پتھر پر لکھا ہوا ہے کہ

وكيف يـداری والهـوی قاتل الفتی
وفـی كـل يـوم قلبـه يتقطع

عاشق کیسے نرمی برتے؟ حالت تو یہ ہے کہ عشق جوان کو قتل کیے جا رہا ہے اور روزانہ اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔

اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس شعر کے نیچے یہ شعر لکھ دیا کہ

اذا لـم يـجـد صبـر الكتمـان سـره
فـليـس لـه شیء سوی الموت ينفع

جب عاشق اپنے راز کو چھپانے کے لیے صبر نہیں کر پاتا تو اس کو موت کے سوا کوئی دوسری چیز کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: پھر میں تیسرے دن وہاں گیا تو دیکھا کہ ایک جوان کی لاش وہاں پڑھی ہوئی ہے اور یہ شعر اس پتھر پر لکھے ہوئے ہیں کہ

سـمـعـنـا اطـعـنـا ثـم متنا فبلغوا
سـلامـی علی من كان للوصل يمنع
هـنـيـئـا لاربـاب الـنـعـيـم نعيمهم
ولـلـعـاشـق الـمسكين ما يتجرع

ہم نے سن لیا اور آپ کی بات مان لی پھر ہم مر گئے تو ہمارا اسلام اس شخص کو پہنچا دو جو وصال سے ہمیں روکتا تھا۔

نعمت والوں کو ان کی نعمت مبارک ہو اور عاشق مسکین کو عشق کا کڑوا گھونٹ مبارک ہو، جس کو وہ گھونٹ گھونٹ پی رہا ہے۔

## حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بلند مرتبہ خلیفہ ہیں، یہ اللہ کے ذکر میں ہر وقت غرق رہا کرتے تھے، ایک دن قوال نے شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھ دیا کہ

کشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

تسلیم ورضا کے خنجر سے قتل کیے ہوئے شخص کو ہر گھڑی غیب سے ایک دوسری جان ملتی رہتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر سن کر تین روز حیرت کے عالم میں رہے اور کچھ بھی نہیں بولے اور پانچویں رات آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا، خواجہ میر حسن دہلوی نے اسی زمین پر اس کی تضمین کی ہے جس میں اس واقعہ کو نظم کیا ہے:

جاں بر ایک بیت دادہ است آں بزرگ
آرے ایں گوہر زکانے دیگر است
"کشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است"

اس ایک شعر پر ان بزرگ نے جان دے دی، ہاں یہ گوہر کسی دوسری کان سے نکلا ہوا ہے، تسلیم ورضا کے خنجر سے قتل کیے ہوئے شخص کو ہر گھڑی غیب سے ایک دوسری جان ملا کرتی ہے۔ (اخبار الاخیار شیخ محقق ص ۳۲)

## حجاج بن یوسف ثقفی ظالم

یہ خلفائے بنو امیہ میں سے انتہائی سفاک وخونخوار ظالم گورنر تھا۔ اس نے ایک لاکھ انسانوں کو اپنی تلوار سے قتل کیا اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کیے گئے ان کو تو کوئی گن ہی

نہیں سکتا' بہت سے صحابہ وتابعین کو اس نے قتل کیا یا قید و بند رکھا' حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ساری اُمتیں اپنے اپنے منافقوں کو قیامت کے دن لے کر آئیں اور ہم اپنے ایک منافق حجاج بن یوسف ثقفی کو پیش کر دیں تو ہمارا پلہ بھاری رہے گا۔ یہ حجاج بن یوسف جب کینسر کی خبیث بیماری میں مرنے لگا' تو اس کی زبان پر یہ دعا جاری ہو گئی' یہی دعا مانگتے مانگتے اس کا دم نکل گیا' اس کی دعا یہ تھی کہ "اللھم اغفرلی فان الناس یقولون انک لاتغفرلی "اے میرے اللہ عزوجل! تو مجھے بخش دے کیونکہ سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔ خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو حجاج بن یوسف کی زبان سے مرتے وقت یہ دعا بہت اچھی لگی اور ان کو حجاج کی موت پر رشک ہونے لگا اور جب حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے حجاج کی اس دعا کا ذکر کیا تو آپ نے تعجب سے فرمایا کہ کیا واقعی حجاج نے یہ دعا مانگی تھی؟ تو لوگوں نے کہا کہ جی ہاں! اس نے یہ دعا مانگی تھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاید (خدا اس کو بخش دے)۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' باب الخامس' ج۵ ص ۲۳۱' احیاء العلوم ج۴ ص ۴۰۹)

## (۲) جنازہ یا قبر دیکھ کر کس نے کیا کہا؟

جنازہ یا قبر دیکھ کر موت کی یاد آ جاتی ہے' اس خوفناک اور بھیانک منظر کو دیکھ کر بزرگوں نے کیا فرمایا؟ اس بارے میں ہم چند حوالے نقل کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اس سے عبرت حاصل ہو اور لوگ اپنی زندگی میں قبر کا سامان کر لیں۔

### حضرت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النار (رواہ الترمذی)" (جامع ترمذی' کتاب القیامۃ' باب ۹۱' الحدیث: ۲۴۶۸' ج۴ ص ۲۰۸) قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے' اس حدیث کو ترمذی نے

روایت کیا ہے۔(مشکوۃ ج۲ص ۴۵۸)

(۲) کچھ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے اس میت کو اچھا بتایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وجبت (واجب ہوگئی) پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس میت کو بُرا بتایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وجبت (واجب ہوگئی) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا چیز واجب ہوگئی؟ یارسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جنازہ کی میت کو تم لوگوں نے اچھا بتایا تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور دوسرے جنازے کی میت کو تم لوگوں نے بُرا بتایا تو اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی کیونکہ تم (مؤمنین صالحین) روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

(صحیح بخاری' کتاب الجنائز' باب ثناء الناس علی المیت' الحدیث: ۱۳۶۷' ج ۱ ص ۴۶۰)

تو جس میت کو تم لوگوں نے اچھا بتایا وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ٹھہرا اور جس میت کو تم لوگوں نے بُرا بتایا تو وہ اللہ کے نزدیک بھی بُرا قرار پایا۔(مشکوۃ ج ۱ ص ۱۴۵)

(۳) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک جنازہ دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مستریح او مستراح منہ (یہ آرام پانے والا ہے یا لوگوں کو اس سے آرام مل گیا) تو لوگوں نے عرض کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن بندہ (جو نیک ہو وہ تو) وفات پا کر دنیا کی ایذاؤں اور مصیبتوں سے آرام پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پہنچ جاتا ہے اور بدکار بندہ سے تمام بندے تمام شہر یہاں تک کہ تمام درخت اور تمام چوپائے آرام پا جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری' کتاب الرقاق' باب سکرات الموت' الحدیث: ۶۵۱۲' ج ۴ ص ۲۵۰' مشکوۃ ج ۱ ص ۱۳۹)

## (۴) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے تھے کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو جایا کرتی تھی تو کسی نے کہا: (امیر المؤمنین) آپ جنت و دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کے پاس

کیوں روتے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یقین رکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے' اگر اس سے نجات مل گئی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہوں گی اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوں گی' اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قبر سے بڑھ کر خوفناک منظر کبھی میں نے دیکھا ہی نہیں۔

(جامع ترمذی' کتاب الزہد' باب ۵' الحدیث: ۲۳۱۵' ج ۴ ص ۱۳۸' مشکوۃ ج ۱ ص ۲۶)

## (۳) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کسی نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ قبرستان میں کیوں بہت دیر تک ٹھہرے رہتے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں قبر والوں کو بہترین پڑوسی پاتا ہوں' میں قبر والوں کو سچا پڑوسی جانتا ہوں کیونکہ وہ زبانوں کو ہمیشہ (بدگوئی اور بدکلامی سے) روکے رہتے ہیں اور آخرت کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے کبھی ایسا خوفناک منظر نہیں دیکھا جو قبر سے بڑھ کر خوفناک ہو۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت' الباب الخامس فی اقاویل العارفین علی الجنائز والقابر وحکم زیارۃ القبور ج ۵ ص ۲۳۶' احیاء العلوم للغزالی ج ۴ ص ۴۱۲)

## (۴) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اکثر قبرستانوں میں بیٹھا کرتے تھے تو لوگوں نے اس کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ قبرستان میں اکثر اوقات کیوں بیٹھے رہا کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسی قوم کے پاس بیٹھتا ہوں جو مجھے آخرت کی یاد دلاتے ہیں اور جب میں ان لوگوں سے غائب ہو جاتا ہوں تو یہ لوگ میری غیبت نہیں کرتے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب الخامس فی اقاویل العارفین علی الجنائز والقابر وحکم زیارۃ القبور ج ۵ ص ۲۳۸' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۲)

## (۵) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ رات کو قبرستانوں میں تشریف لے جایا کرتے اور فرماتے کہ اے قبر والو! کیا بات ہے کہ میں تم لوگوں کو پکارتا ہوں تو تم لوگ کوئی جواب نہیں دیتے ہو؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے: افسوس کہ میرے اور تمہارے درمیان ایسا حجاب ہوگیا ہے لیکن آئندہ میں بھی تمہارے جیسا ہو جانے والا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ یہی کلمات فرماتے رہتے یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو جاتی تو آپ رضی اللہ عنہ نمازِ فجر کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت و مابعدہ' باب السادس فی اقاویل العارفین علی الجنائز والقابر وحکم زیارۃ القبور ج۵ ص ۲۳۷' احیاء العلوم ج۴ ص ۲۱۳)

## (۶) حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ

مشہور و باکمال محدث حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ قبروں کے پاس جا کر فرمایا کرتے کہ اے قبر کے گڑھے میں دفن ہو جانے والو! اور اے تنہائی میں رہنے والو! اور اے زمین کے اندرونی حصہ میں انسیت رکھنے والو! کاش! مجھے خبر ہو جاتی کہ میں تمہارے کون سے اعمال پر خوشخبری حاصل کروں؟ اور میں تم میں سے کون سے بھائی پر رشک کروں؟ یہ فرما کر پھر آپ رضی اللہ عنہ اس قدر روتے کہ آنسوؤں سے آپ کا عمامہ بھیگ جاتا اور آپ رضی اللہ عنہ جب بھی کسی قبر کو دیکھ لیتے تو اتنے زور زور سے رونے کی آواز نکالتے تھے' جیسے بیل چیخا کرتا ہے۔ (احیاء العلوم الدین' کتاب ذکر الموت و مابعدہ' الباب السادس فی اقاویل العارفین علی الجنائز والقابر وحکم زیارۃ القبور ج۵ ص ۲۳۷' احیاء العلوم ج۴ ص ۲۱۳)

## (۷) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

مشہور محدث اور فقیہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر اور کوفہ کے باشندہ تھے' فرمایا کرتے تھے کہ جو مسلمان بکثرت قبروں کا تذکرہ کرتا رہے گا' وہ اپنی قبر کو جنت کا باغ پائے گا اور جو قبروں کے ذکر اور ان کی یاد سے

غافل رہے گا، وہ اپنی قبر کو جہنم کا گڑھا پائے گا۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب السادس فی اقاویل العارفین علی الجنائز وحکم زیارۃ القبور ج ۵ ص ۲۳۸، احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۳)

## (۸) حضرت ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ نہایت بلند مرتبہ محدث اور مشہور ولی کامل ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے اندر ایک قبر بنا رکھی تھی تو جب بھی آپ محسوس فرماتے کہ میرا دل غفلت کے وجہ سے کچھ سخت پڑ گیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ اس قبر میں داخل ہو کر لیٹ جاتے اور جب تک خدائے عزوجل کو منظور ہوتا، اس میں لیٹے رہتے، پھر کہتے کہ اے میرے رب عزوجل! مجھے واپس لوٹا دے تاکہ میں کوئی نیک عمل کروں، پھر خود ہی اپنے نفس کو جواب دیتے کہ اے ربیع! ہم نے تجھے واپس لوٹا دیا، اب تو کوئی نیک عمل کر۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب السادس فی تاویل العارفین علی الجنائز والمقابر وحکم زیارۃ القبور ج ۵ ص ۲۳۸، احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۳)

## (۹) حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی جلیل القدر محدث اور نامور محدثین کے شاگرد ہیں اور بڑے باکمال محدثین اور ان کی درسگاہ حدیث کے طالب علم ہیں۔ عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں بھی ان کا مقام بہت بلند ہے، ان کا عجیب عالم تھا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کبھی کسی قبر کو دیکھ لیتے تھے تو دو دن تک حیران رہتے۔ کھانا پینا چھوڑ دیتے اور بالکل خاموش رہا کرتے تھے، آپ کی ایک بڑی خاص کرامت یہ تھی کہ آپ قبرستان کے مردوں کی گفتگو سن لیتے تھے اور خود بھی مردوں سے گفتگو اور سوال و جواب کرتے تھے۔ خلیفہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کا سال ۱۷۲ھ لکھا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ آپ نے ۱۷۶ھ میں وفات پائی۔

(الطبقات الکبریٰ للشعرانی، ابو بشر صالح المری ج ۱ ص ۶۷، تہذیب التہذیب، صالح بن بشر بن ورع ج ۴ ص ۶، نووی، تہذیب التہذیب وطبقات شعرانی)

## (۱۰) حضرت عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی بزرگانِ سلف میں بڑے پائے کے بزرگ ہیں، منقول ہے کہ ان کا ایک پڑوسی جو بہت ہی بدکار اور نہایت ہی گنہگار تھا، اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے فسق و بدکاری کی وجہ سے تمام اہل محلہ نے اس کے جنازہ کا بائیکاٹ کر دیا اور گھنٹوں اس کا جنازہ پڑا رہا، کوئی اس کو اُٹھانے کے لیے نہیں آیا، جب حضرت عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے آ کر اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اس کو دفن کیا، پھر اس کی قبر پر کچھ دیر ٹھہر کر فرمایا کہ اے ابو فلاں! خداوند کریم تجھ پر رحم فرمائے تو عمر بھر عقیدۂ توحید و رسالت پر قائم رہا اور ہمیشہ تو خداوند قدوس کو سجدہ کرتا رہا، آج لوگوں نے تجھے بدکار و گنہگار کہہ کر تیرے جنازہ کا بائیکاٹ کر دیا۔ افسوس! آج ہم میں کون ایسا ہے جو گنہگار نہیں ہے، پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس گنہگار میت کے لیے دیر تک دعائے مغفرت کی اور روتے رہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب السادس فی اقاویل العارفین......الخ، ج۵ص ۲۳۶، احیاء العلوم ج۴ص ۴۱۲)

## (۱۱) ایک عابد کبیر رحمۃ اللہ علیہ

منقول ہے کہ ایک شرابی اور بڑا ہی پاپی بدکار بصرہ کے اطراف میں رہتا تھا، اس کا انتقال ہوا تو چونکہ پورا گاؤں اس سے ناراض و بیزار تھا، کوئی شخص اس کا جنازہ اُٹھانے اور نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے تیار نہیں ہوا، مجبوراً اس کی بیوی نے دو مزدوروں سے جنازہ اُٹھوا کر قبرستان تک پہنچایا اور گاؤں کا ایک بھی آدمی قبرستان تک نہیں آیا، اس گاؤں کے قریب ایک پہاڑ پر ایک بڑے بزرگ، زاہد و عابد عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے اور یہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ تمام گاؤں والوں کے پیر و مرشد تھے، اس بزرگ نے پہاڑ کے اوپر سے دیکھا کہ ایک عورت جنازہ کے پاس ہے اور کوئی نمازِ جنازہ پڑھانے والا نہیں ہے تو یہ بزرگ جو کبھی پہاڑ سے نہیں اُترتے تھے، پہاڑ سے اتر پڑے، جب گاؤں والوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے پیر و مرشد اس بدکار کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے پہاڑ سے اتر پڑے ہیں

تو سارا گاؤں قبرستان پہنچ گیا' پھر اس بزرگ اور تمام گاؤں والوں نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کیا۔

پھر اس بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت جنازہ لیے بیٹھی ہے تو کوئی نمازِ جنازہ پڑھانے والا نہیں ہے تو خواب ہی میں کسی نے مجھ سے کہا کہ تم پہاڑ سے اُتر کر اس کے جنازہ کی نماز پڑھاؤ کیونکہ اس میت کی مغفرت ہو چکی ہے' اس خواب کو سن کر لوگ تعجب سے سر دھننے لگے' پھر اس بزرگ نے اس عورت سے اس کے شوہر کا حال پوچھا تو اس عورت نے بتایا کہ لوگ سچ کہتے ہیں کہ میرا شوہر بہت بدکار اور بڑا گنہگار تھا' واقعی وہ دن بھر شراب خانہ ہی میں رہتا تھا۔ پھر بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ تم نے اس کا کوئی نیک عمل بھی دیکھا ہے؟ تو عورت نے کہا کہ ہاں وہ گناہگار ہونے کے باوجود تین اچھی باتوں کا پابند تھا' ایک تو یہ کہ وہ رات بھر شراب خانہ میں شراب پیتا تھا مگر جب صبح کو اس کا نشہ اتر جاتا تو وہ غسل و وضو کر کے کپڑے بدلتا اور نمازِ فجر جماعت سے پڑھتا تھا' پھر وہ شراب خانہ میں جا کر فسق و فجور میں پڑ جاتا تھا۔ دوسری اچھی بات یہ تھی کہ وہ ہمیشہ ایک یا دو یتیم بچوں کو اپنے گھر میں رکھتا تھا اور ان یتیموں کے ساتھ اپنے بچوں سے بڑھ کر اچھا سلوک کیا کرتا تھا' تیسری اچھی بات یہ ہے کہ رات میں جب کبھی بھی اس کا نشہ اترتا تو وہ اکیلا زار و زار روتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ اے میرے رب عزوجل! تو جہنم کے کون سے گوشہ میں مجھ خبیث کو ڈالے گا' یہ سن کر بزرگ رحمۃ اللہ علیہ اس کی مغفرت کا راز سمجھ گئے۔ پھر وہ اس میت کے لیے دعائیں کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ گئے۔

(احیاء العلوم الدین' کتاب ذکر الموت ومابعدہ' الباب السادس فی اقاویل العارفین..... الخ' ج۵ص ۲۳۶)

## (۱۲) حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہما

یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں جو عام طور پر فاطمہ صغریٰ کے

لقب سے مشہور ہیں، جب ان کے شوہر حسن بن امام حسن رضی اللہ عنہما کا وصال ہو گیا تو انہوں نے ان کے جنازہ کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا کہ

وکانوا رجاء ثم امسوا رزیة
لقد عظمت تلک الرزایا وجلت

یہ لوگ اُمید تھے پھر شام کو مصیبت بن گئے تو یہ مصیبت بہت زیادہ اور بڑی شاندار ہو گئی۔ پھر انہوں نے اپنے شوہر کی قبر کے پاس ایک خیمہ گاڑا اور مسلسل ایک سال تک وہ اسی خیمہ میں رہیں۔ سال بھر کے بعد خیمہ اکھاڑ کر جب وہ اپنے مکان پر جانے لگیں تو مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع کے ایک جانب سے ایک غیبی آواز آئی کہ ''الا ھل وجدوا ما فقدوا ''خبردار! کیا ان لوگوں نے اس چیز کو پالیا جس کو کھو دیا تھا۔ تو دوسرے کنارے سے یہ آواز آئی: ''بل یئسوا فانقلبوا ''نہیں! بلکہ نا اُمید ہو گئے لہٰذا پلٹ کر اپنے گھر چلے گئے۔ ان دونوں آوازوں کو لوگوں نے سنا مگر آواز دینے والے کو کسی نے نہ دیکھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من اتخاذ المسجد ج ا ص ۴۴۸، احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت مابعدہ، الباب السادس، فصل بیان حال القبر واقاویلہم عند القبور ج ۵ ص ۲۳۸، مشکوٰۃ ج ا ص ۱۵۲، احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۳)

## (۱۳) فرزدق شاعر

یہ بہت ہی مشہور شاعر ہے جو اہلِ بیت کا بہت ہی محب و مداح تھا، جب اس کی بیوی کا انتقال ہوا تو بصرہ کے تمام شرفاء و رؤسا جنازہ میں شامل ہوئے، قبرستان میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرزدق سے پوچھا کہ کیوں فرزدق! تم نے اس دن کے لیے کون سی تیاری کر رکھی ہے؟ تو فرزدق نے جواب دیا کہ یہی تیاری ہے کہ ساٹھ برس سے کلمہ پڑھتا رہا ہوں، پھر فرزدق اپنی بیوی کی قبر کے پاس دردناک لہجے میں یہ اشعار پڑھنے لگا:

اخاف وراء القبر ان لم تعافنی
اشد من القبر التھابا واضیقا

(اے اللہ عزوجل!) اگر تو نے مجھے معاف نہ کر دیا تو قبر کے علاوہ قبر سے زیادہ تنگ جگہ اور بھڑکنے والی آگ کا مجھے خوف ہے۔

اذ جاء یوم القیامۃ قائد
عنیف وسواق یسوق الفرزدقا

قیامت کے دن کہ جب ایک بہت ہی سخت مزاج کھینچنے والا اور ہانکنے والا فرزدق کو لے چلے گا۔

لقد خاب من اولاد آدم من مشی
الی النار مغلول القلادۃ ازدقا

اولادِ آدم میں سے جو شخص جہنم کی طرف گردن میں طوق پہنے ہوئے روسیاہ ہو کر جائے گا' وہ بہت ہی نامراد ہوگا۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت ومابعدہ' الباب السادس' فصل بیان حال القبر واقاویلھم عند القبور ج ۵ ص ۲۳۸' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۳)

## (۳) اولاد کی موت پر کس نے کیا کہا؟

اولاد کی موت بڑا دل سوز' روح فرسا اور صبر آزما حادثہ ہوا کرتا ہے' اس سانحہ پر بزرگوں کے چند اقوال پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔ (واللہ تعالیٰ ھو الموفق)

### (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی کا فرزند وفات پا جاتا ہے تو اللہ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ کیا تم نے میرے بندے کے فرزند کو وفات دے دی؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم نے اس کے دل کے پھل کو چھین لیا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ جی ہاں! تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس وقت میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ تیرے

بندے نے تیری حمد کی اور انا للہ پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس گھر کا نام ''بیت الحمد'' (حمد کا گھر) رکھ دو۔

(جامع ترمذی، کتاب الجنائز، باب فضل المصیبۃ اذا احتسب، الحدیث: ۱۰۲۳، ج ۲ص ۳۱۳، مشکوۃ ج ۱ص ۱۵۱، بحوالہ ترمذی)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گئے تو صاحبزادہ کی جانکنی کا منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ رو رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عوف کے بیٹے! میرا یہ آنسو بہانا شفقت ہے، پھر دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقك یا ابراھیم لمحزونون ''یعنی آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب عزوجل راضی ہو اور بلاشبہ اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی پر غمگین ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ......الخ، الحدیث: ۱۳۰۳، ج ۱ص ۴۴۱، مشکوۃ ج ۱ص ۱۵۰، بحوالہ بخاری و مسلم)

(۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے فرزند کی وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ سعد بن عبادہ و معاذ بن جبل و ابی بن کعب و زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہ بھی تھے تو بچہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیا گیا، جبکہ وہ جانکنی کے عالم میں تڑپ رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا؟ تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شفقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے دل میں ڈال دی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں بندوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ......الخ، الحدیث:۱۲۸۴، ج ۱ص ۴۳۴، مشکوۃ ج ۱ص ۱۵۰، بحوالہ بخاری ومسلم)

(۴) ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنے بچے کو لے کر بارگاہ نبوت میں آیا کرتے تھے، ایک بار وہ تنہا آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہارے بچے کو کیا ہوا؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ مرگیا، یا رسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم جنت کے جس دروازے پر بھی جاؤ گے تو وہ تمہارا بچہ تمہارا انتظار کر رہا ہوگا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث قرۃ المزنی، الحدیث:۲۰۳۸۷، ج ۷ص ۳۰۳۔ ۱۲۸۴، ج ۱ص ۴۳۴، مشکوۃ ج ۱ص ۱۵۳)

## (۲) حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک فرزند وفات پاگیا تو آپ کو بے حد غم ہوا۔ آپ سے کسی نے کہا کہ اے داؤد! تم اس بچے کو بچانے کے لیے کتنا فدیہ دے سکتے تھے؟ تو آپ نے عرض کیا کہ زمین بھر کر سونا، تو آپ سے کہا گیا کہ اے داؤد! تم کو اتنا ہی بڑا ثواب ملے گا۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب السادس، بیان اقاویلہم عند موت الولد، ج ۵ص ۳۴۱، احیاء العلوم ج ۴ص ۴۱۵)

## (۳) حضرت محمد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

یہ ایک مشہور ونامور تابعی محدث ہیں، انہوں نے اپنے فرزند کی قبر پر اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ عزوجل! میں اس فرزند کے بارے میں تجھ سے کچھ امیدیں رکھتا ہوں اور کچھ تیرا خوف بھی کرتا ہوں تو اے اللہ عزوجل! تو میری اُمیدوں کو پورا فرمادے اور مجھے خوف سے اپنے امن میں رکھ لے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب السادس، بیان اقاویلہم عند موت الولد،

ج۵ص۲۴۱'احیاءالعلوم ج۴ص۴۱۵)

## (۴) حضرت ابوسنان رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کی قبر پر یوں دعا مانگی کہ اے اللہ عزوجل! میرے بیٹے پر کچھ میرے حقوق تھے اور کچھ تیرے حقوق تھے تو میں نے اپنے تمام حقوق کو معاف کر دیا ہے' لہٰذا تو بھی اپنے حقوق کو معاف فرما دے کیونکہ تو مجھ سے بہت زیادہ کریم ہے۔ (احیاء العلوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب السادس' بیان اقاویلھم عند موت الاولاد' ج۵ص۲۴۱'احیاءعلوم ج۴ص۴۱۵)

## (۵) حضرت عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند کو قبر میں اتار کر یوں دعا کی کہ اے ذر بن عمر! خدا عزوجل تجھ پر رحمت کرے! مجھے اس کی امید ہے اور خدا عزوجل تجھ کو عذاب سے بچائے' مجھے اس کا اندیشہ ہے' کاش! مجھے خبر ہو جاتی کہ تو نے خدا عزوجل سے کیا کہا اور خدا عزوجل نے تجھ سے کیا فرمایا۔ اے اللہ عزوجل! میرا بیٹا ذر! تو نے اس سے مجھے فائدہ مند فرمایا تھا اور تو نے اس کی روزی اور عمر پوری کر دی اور یقیناً تو نے کوئی ظلم نہیں کیا ہے' اے اللہ عزوجل! میں نے اس پر اپنی اور تیری اطاعت لازم کر دی تھی' اور اے اللہ عزوجل! تو نے میری مصیبت پر اجر کا وعدہ فرمایا ہے تو مجھے اجر عطاء فرما اور اس کو عذاب سے بچا لے۔

اس دعا پر حاضرین کو رقت طاری ہوگئی اور سب لوگ رونے لگے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے ذر! تیرے بعد اب میرا کوئی خاص نہیں رہ گیا ہے اور اللہ عزوجل کے ہوتے ہوئے مجھے کسی انسان کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے' اے بیٹا! اب ہم تجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں اور اگر ہم یہاں ٹھہریں بھی تو اس سے تجھے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے باپ کا نام بھی ذر تھا اور ان کے بیٹے کا نام بھی ذر تھا۔

(احیاء العلوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب السادس' بیان اقاویلھم عند موت الاولاد'

ج ۵ ص ۲۴۱' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۵)

## (۶) بصرہ کی ایک صابرہ عورت

بصرہ کی ایک عورت کو دیکھ کر ایک شخص نے کہا: تیرے چہرے پر عجیب رونق ہے شاید تجھے کوئی غم نہیں پہنچا ہے تو عورت نے کہا: غم تو مجھے ایسا پہنچا ہے کہ شاید بہت ہی کم لوگوں کو ایسا غم پہنچا ہوگا۔

سنو! میرے دو بچے نہایت ہی خوبصورت تھے جو ہر وقت میرے سامنے کھیلتے رہتے تھے' بقرہ عید کے دن میرے شوہر نے ایک بکری کی قربانی کی' جس کو میرے بڑے بیٹے نے دیکھ لیا تھا تو اس نے میرے چھوٹے بیٹے سے کہا کہ آؤ! میں تجھے دکھلا دوں کہ کس طرح میرے باپ نے بکری ذبح کی تھی' یہ کہا اور چھری لے کر اس نے اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کر دیا' پھر وہ ڈر سے پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس کو بھیڑیا کھا گیا' پھر میرا شوہر اس بچے کی تلاش میں پہاڑ پر چڑھا تو وہ پیاس سے مر گیا' اے شخص! ایک ہی دن دونوں بیٹے اور شوہر کی موت کا غم مجھ پر پڑ گیا' اب میں دنیا میں اکیلی رہ گئی ہوں' مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر کی توفیق عطاء فرمائی ہے' میں نے کبھی اپنی اس مصیبت پر گریہ و بکا کر کے نہ غم منایا' نہ کوئی ناشکری کا لفظ زبان سے نکالا۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب السادس' بیان اقاویلہم عند موت الولد ج ۵ ص ۲۴۱' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۵)

## (۴) اموات کے لیے کس نے کیا خواب دیکھا؟

مؤمن کے اچھے اچھے خوابوں کی بہت وقعت واہمیت ہے' کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات؟ قال الرؤیا الصالحۃ یراھا الرجل المسلم او تری لہ"

(صحیح البخاری' کتاب التعبیر' باب المبشرات' الحدیث: ۶۹۹۰' ج ۴ ص ۴۰۴' مشکوۃ المصابیح' کتاب الرؤیا' الفصل الاول' الحدیث: ۴۶۰۶-۴۶۰۷' ج ۲ ص ۱۵۶)

نبوت میں سے مبشرات کے سوا کچھ باقی نہیں رہ گیا ہے تو صحابہ علیہم الرضوان نے

کہا کہ مبشرات کیا ہیں؟ تو ارشاد فرمایا کہ اچھے اچھے خواب خود مسلمان اس کو اپنے لیے دیکھے یا کوئی دوسرا اس کے لیے دیکھے۔ تو اموات کے بارے میں بزرگوں نے جو اچھے اچھے خواب دیکھے ان میں سے چند خوابوں کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں تا کہ لوگوں کو ان خوابوں سے عبرت حاصل ہو۔ واللہ تعالیٰ وھو الموفق! (مشکوۃ ج ۲ ص ۳۹۴ بحوالہ بخاری)

## (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد لوگوں نے دیکھا اور پوچھا کہ اے امیر المؤمنین! آپ اپنی زبان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اس زبان نے مجھے ہلاکتوں کی جگہوں میں گرایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اسی سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا تھا' تو اسی زبان نے مجھے جنت میں داخل کرا دیا۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب الثامن' بیان مناجات تکشف عن احوال الموتی والاعمال النافعۃ فی الآخرۃ ج ۵ ص ۲۶۴' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱)

## (۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بڑی تمنا تھی کہ کاش میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کبھی خواب میں دیکھ لیتا' تو ایک سال کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے میرے سامنے تشریف لائے تو میں نے پوچھا کہ اے امیر المؤمنین! آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی حساب سے فرصت پائی ہے اور اگر میں نے اپنے رب عزوجل کو رؤف ورحیم نہ پایا ہوتا تو میرے قدم ڈگمگا جاتے۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب الثامن' بیان مناجات تکشف عن احوال الموتی والاعمال النافعۃ فی الآخرۃ ج ۵ ص ۲۶۳' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۰)

## (۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اپنی زندگی میں میرے والد حضرت علی

رضی اللہ عنہ نے یہ خواب دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے تو میں نے (حضرت علی) عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کی اُمت کی طرف سے مجھے بڑی اذیتیں پہنچی ہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر دعا کرو۔ میں نے کہا: یا اللہ عزوجل! تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگ عطاء فرما اور ان لوگوں کو مجھ سے بدتر آدمی عطاء فرما۔ چنانچہ اس خواب کے بعد ہی عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت و ما بعدہ، الباب الثامن، بیان مناجات تکشف عن احوال الموتی والاعمال النافعۃ فی الآخرۃ ج ۵ ص ۲۶۳، احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۰)

## (۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

آپ رضی اللہ عنہ ایک دن انا للہ پڑھتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شیشی میں خون لیے فرما رہے ہیں کہ یہ میرے فرزند حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون اور ان کے رفیقوں کا خون ہے جس کو میں خداوند قدوس کے دربار میں پیش کرنے کے لیے لے جا رہا ہوں، چنانچہ اس کے بعد چودھویں دن یہ خبر آئی کہ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء شہید ہو گئے ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت و ما بعدہ، الباب الثامن، بیان مناجات تکشف عن احوال الموتی والاعمال النافعۃ فی الآخرۃ ج ۵ ص ۲۶۳، احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱)

## (۵) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو تشریف فرما دیکھا تو میں نے سلام کیا اور حضرت ابوبکر و عمر کے درمیان بیٹھ گیا، اتنے میں میں نے دیکھا کہ حضرت علی و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو لایا

گیا اور ایک گھر میں دونوں کو داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا' پھر بہت جلد حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں سے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ ربِ کعبہ کی قسم! میرا فیصلہ ہو گیا۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے نکلے کہ ربِ کعبہ کی قسم! میرا فیصلہ ہو گیا' اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہو گیا۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب الثامن' بیان مناجات تکشف عن احوال الموتی والاعمال النافعۃ فی الآخرۃ ج ۵ ص ۲۶۳' احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۳۱)

## (۶) حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

ابو یعقوب قاری دقیقی نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت لمبے آدمی ہیں' جن کا رنگ گندمی ہے اور بہت سے لوگ ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں' کسی نے بتایا کہ یہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں تو میں نے ان کے سامنے آ کر عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیے تو انہوں نے فرمایا کہ تم خدا عزوجل کی محبت کے وقت اس کی رحمت کا دھیان رکھو اور گناہ کرتے وقت اس کے عذاب کو یاد رکھو اور تم کسی حال میں بھی اللہ عزوجل سے اپنی اُمیدواری کو مت کاٹو۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب الثامن' بیان مناجات المشائخ ج ۵ ص ۲۶۷' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۳)

## (۷) حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بغداد کے کسی بزرگ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اے امام! آپ کے ساتھ خداوند عزوجل کا کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا کہ الحمد للہ میری مغفرت ہو گئی' بزرگ نے کہا کہ غالباً آپ کی علمی و دینی خدمتوں کی بناء پر مغفرت ہوئی ہو گی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ نہیں! مجھے تو ارحم الراحمین نے اتنی بات پر بخش دیا کہ میرے مخالفین میرے بارے میں ایسی افواہیں اور تہمتیں پھیلایا کرتے تھے جو مجھ میں نہیں تھیں اور میں ہمیشہ ان کی ایذاؤں پر صبر کیا کرتا تھا۔ (الطبقات الکبریٰ للشعرانی ج ۱ ص ۷۷' اولیاء رجال الحدیث ص ۳۰)

## (۸) حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

بغداد کے مشہور بزرگ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک رفیق سے کہا کہ تم مجھے امام ابو یوسف کی وفات کی خبر دینا' رفیق کا بیان ہے کہ میں بغداد کے ایک دروازے پر پہنچا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جا رہا تھا' میں نے سوچا کہ حضرت معروف کرخی کو خبر دینے جاتا ہوں تو نمازِ جنازہ فوت ہو جائے گی' اس لیے [illegible] ہ پڑھ کر ان کے پاس گیا اور ان کو خبر سنائی تو ان کو بے حد صدمہ ہوا' بار بار [illegible] پڑھتے رہے اور افسوس کرتے رہے کہ ہائے! میں ان کی نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہو سکا' پھر فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا' وہاں دیکھتا ہوں کہ ایک محل تیار ہے' لوگ کہتے ہیں کہ یہ محل امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بنا ہے' ان کی اچھی تعلیم اور تعلیم دین کے شوق کے صلہ میں اور انہوں نے لوگوں کی ایذاؤں پر صبر کیا' اس کے اجر میں خداعزوجل نے ان کو یہ بلند مرتبہ عطاء فرمایا ہے۔ ۵ ربیع الاوّل ۱۸۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ مزار شریف بغداد میں ہے۔

(تاریخ بغداد' یعقوب بن ابراہیم ج ۱۴ ص ۲۶۲' اولیاء رجال الحدیث واحیاء العلوم ج ۴)

## (۹) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کون سے عمل پر آپ کی مغفرت ہوگئی؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا تو ایک ہی کلمہ اللہ عزوجل کو پسند آ گیا اور اس پر میری مغفرت ہوگئی اور وہ کلمہ وہی ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہر جنازہ دیکھ کر پڑھا کرتے تھے: ''سبحان الحی الذی لایموت'' پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ سے ہے اور اس کے لیے کبھی موت نہیں ہے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت و ما بعدہ' الباب الثامن بیان منامات المشائخ ج ۵ ص ۲۶۶'
احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۳)

## (۱۰) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد دیکھا تو ان کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ارحم الراحمین نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھا کر میرے اوپر تازہ چمکدار موتیوں کو نثار فرمایا۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب الثامن' بیان منامات المشائخ ج۵ ص ۲۶۷' احیاء العلوم ج۴ص ۴۳۳)

## (۱۱) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ایک نے اس رات میں خواب دیکھا جس رات میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا' ایک منادی یہ اعلان کر رہا تھا کہ "ان اللّٰـه اصـفـی آدم ونـوح وآل ابـراهیم وآل عمـران علی العـالـمیـن واصـطفی حسن بصری علی اهل زمانه" کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی اولاد اور حضرت عمران کی اولاد کو سارے جہان والوں پر فضیلت میں برگزیدہ بنالیا ہے اور حضرت حسن بصری کو ان کے زمانہ والوں پر فضیلت میں برگزیدہ بنالیا ہے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب الثامن' بیان منامات المشائخ ج۵ ص ۲۶۷'

احیاء العلوم ج۴ص ۴۳۳)

## (۱۲) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

استاذ المحدثین حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہو گئی تو لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کا کیا انجام ہوا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک قدم پل صراط اور دوسرا قدم جنت میں رکھا اور حضرت ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی منقول ہے کہ میں نے خواب میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ جنت میں ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑ کر آتے جاتے رہتے ہیں اور یہ آیت پڑھتے رہتے ہیں کہ

''لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ٥'' (پ۲۳' الصّٰفّٰت:۶۱)

ایسی ہی بات کے لیے کامیوں کو کام کرنا چاہیے۔

(ان نعمتوں جیسی نعمت کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔)

پھر میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ وصیت فرمائیے تو فرمایا کہ تم دنیا کے لوگوں سے جان پہچان اور میل ملاپ کم رکھو۔ اور قبیصہ بن عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خداعزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے یہ تین اشعار پڑھے کہ

نظرت الی ربی کفاحا فقال لی

هنيئا رضائی عنك یا بن سعید

میں نے اپنے رب کا آمنے سامنے دیدار کیا تو اس نے مجھے فرمایا کہ اے سعید کے فرزند! میری رضا و خوشنودی تجھے مبارک ہو۔

قد كنت قواما اذا اظلم الدجی

بعبرة مشتاق وقلب عنيد

بے شک اندھیری راتوں میں تم بہت زیادہ قیام اللیل کرتے تھے' مشتاق کے آنسو اور عاشق کے دل کے ساتھ۔

فذونك فاختر ای قصر اردته

وزرنی فانی منك غير بعيد

تم جو بھی محل چاہو اپنے لیے چن لو اور تم میری زیارت کرتے رہو کیونکہ میں تم سے دور نہیں ہوں۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت و ما بعدہ' الباب الثامن' بیان منامات المشائخ' ج۵ ص ۲۶۵ـ۲۶۶' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۲ وغیرہ)

## (۱۳) حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کبار اولیاء میں سے ہیں' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ

میں نے حج کے دوران ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے اور اپنے ہر سکون و حرکت میں لگاتار درود شریف ہی پڑھتا رہتا ہے' دوسری کوئی دعا میں نے سنی ہی نہیں' میں نے اُس سے اس کا راز پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں پہلی بار اپنے والد کو ہمراہ لے کر حج کے لیے گیا تو واپسی پر ایک منزل میں مجھے نیند آ گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اُٹھ تیرا باپ مر گیا ہے اور اس کا چہرہ بالکل ہی کالا ہو گیا ہے تو میں گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور اپنے باپ کے سر سے چادر ہٹائی تو وہ واقعی مردہ پڑے ہوئے تھے اور ان کا رنگ کالا ہو گیا تھا تو میں بے حد ڈرا اور نہایت ہی رنجیدہ اور غمگین ہو گیا اور اسی فکر و غم میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے دیکھا کہ چار حبشی لوہے کے چار ستون لیے میرے باپ کے سرہانے کھڑے ہیں۔ اچانک یہ نظر آیا کہ ایک نہایت ہی خوبصورت شخص سرسبز لباس میں آ گئے اور مجھ سے کہا کہ اُٹھ تیرے باپ کا چہرہ گورا اور روشن ہو گیا ہے' تو میں نے دریافت کیا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ کون ہیں؟ تو فرمایا کہ میں تمہارا نبی ہوں' میں فوراً ہی جاگ گیا اور اپنے باپ کے سر سے چادر ہٹا کر دیکھا تو واقعی میرے باپ کا چہرہ خوب روشن اور نہایت گورا ہو گیا تھا' اس واقعہ کے بعد سے کبھی اور کسی حال میں بھی میں نے درود شریف کا پڑھنا نہیں چھوڑا۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب الثامن' بیان منامات تکشف عن احوال الموتی......الخ ج ۵ ص ۲۶۳' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱)

## (۱۴) حضرت ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابراہیم بن اسحاق حربی رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند مرتبہ عالم دین اور بزرگ ترین اولیاء میں سے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے خلیفہ ہارون الرشید کی بیوی زبیدہ خاتون کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کہو تم پر کیا گزری؟ تو اس نے کہا: میری مغفرت ہو گئی' تو میں نے کہا کہ شاید ان اخراجات کی وجہ سے جو تم نے مکہ مکرمہ کے راستے میں نہر نکالنے پر خرچ کیے ہیں' تمہاری بخشش ہو گئی؟ تو کہا کہ ان اخراجات کا ثواب تو ان مال

کے مالکوں کو مل گیا' جن کی رقمیں شاہی خزانہ میں تھیں' جس سے میں نے نہر بنوائی تھی۔ میری مغفرت تو میری اچھی نیت کی بدولت ہوئی اور یہ بھی منقول ہے کہ زبیدہ خاتون نے خواب میں بتایا کہ میں ان چار کلمات کی وجہ سے بخش دی گئی' جن کو زندگی میں بطورِ وظیفہ روزانہ پڑھا کرتی تھی۔ اور وہ یہ ہیں: ''لا الٰہ الا اللّٰہ اضنی بھا عمری لاالٰہ الا اللّٰہ ادخل بھا قبری لاالٰہ الا اللّٰہ اخلوبھا وحدی لاالٰہ الا اللّٰہ القیٰ بھا ربی''۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت ومابعدہ' الباب الثامن' بیان منامات المشائخ ج ۵ ص ۲۶۵' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۲)

## (۱۵) حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ

بہت ہی بلند مرتبہ محدث ہیں' آپ نے ایک بہت ہی گنہگار آدمی کے جنازہ کو دیکھا تو گھر کے اندر چلے گئے تاکہ اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھانی پڑے' تو کسی نے اس گنہگار کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تم پر کیا گزری؟ تو اس نے کہا کہ میرے رب عزوجل! نے جو غفور و رحیم ہے' مجھے بخش دیا اور تم ایوب محدث کو قرآن مجید کی یہ آیت سنا دینا کہ:

لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ ۔(پ ۱۵' بنی اسرائیل: ۱۰۰)

(ترجمہ کنزالایمان:) اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوجاتے تو انہیں بھی روک رکھتے' اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہوجائیں''۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت ومابعدہ' الباب الثامن' بیان منامات المشائخ ج ۵ ص ۲۶۶' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۳)

## (۱۶) حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر شاگرد اور مشہور تارک الدنیا

عبادت گزار بزرگ ہیں، جس رات میں ان کی وفات ہوئی، بہت سے مشائخ نے اس رات میں یہ خواب دیکھا کہ جنت میں خوب زینت کی جا رہی ہے اور ہر طرف نور ہی نور پھیلا ہوا ہے تو مشائخ نے خواب ہی میں پوچھا کہ یہ کون سی رات ہے؟ تو آواز آئی کہ اس رات میں حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوگئی۔ ہر طرف فرشتوں کا ہجوم، یہ آرائش اور چہل پہل ان کی روح کی آمد کے لیے ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت و ما بعدہ، الباب الثامن، بیان منامات المشائخ ج ۵ ص ۲۰۷، احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۳)

## (۱۷) حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے محب اور محبوب شاگرد اور رئیس الفقہاء استاذ المحدثین ہیں۔ علامہ ابن رشد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا خواب میں دیدار ہوا تو میں نے کہا کہ آپ تو وفات پا گئے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں! پھر میں نے عرض کیا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ گزرا؟ تو فرمایا کہ میری مغفرت ہوگئی۔ پھر میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا حال دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ واہ واہ!

مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓىٕكَ رَفِیْقًا ؕ (پ۵، النساء: ۶۹)

(ترجمہ کنز الایمان:) ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا، یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(احیاء علوم الدین، ذکر الموت، الباب الثامن، بیان منامات المشائخ ج ۵ ص ۲۰۷، احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۳)

## (۱۸) حضرت متمم دورقی رحمۃ اللہ علیہ

بعض مشائخ نے حضرت متمم دورقی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا، یہ اپنے دور کے مشہور ممتاز اولیاء میں سے ہیں، لوگوں نے خواب میں ہی پوچھا کہ آپ کہاں ہیں اور

کس حال میں ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے جنت میں بھیج دیا' پھر مجھے بلا کر پوچھا کہ تمہیں جنت کی کوئی چیز اچھی لگی؟ تو میں نے عرض کیا: نہیں! تو ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں جنت کی کوئی چیز پسند آ گئی ہوتی تو میں تم کو جنت ہی کے سپرد کر دیتا اور تم کو میرا وصال نصیب نہ ہوتا۔

(احیاء علوم الدین' ذکر الموت' باب الثامن' بیان منامات المشائخ ج ۵ ص ۲۶۴' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱)

## (۱۹) حضرت ورقاء بن بشر حضرمی رحمۃ اللہ علیہ

ابوبکر بن ابومریم محدث رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ورقاء بن بشر حضرمی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا عزوجل کے ساتھ ان کا معاملہ کیا اور کیسا رہا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ بڑی مشقتوں کے بعد میری نجات ہو گئی' تو میں نے دریافت کیا کہ کون سے عمل کو آپ نے سب سے افضل پایا؟ تو انہوں نے کہا کہ دن رات خدا عزوجل کے خوف سے رونا۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب الثامن' بیان منامات الشائخ ج ۵ ص ۲۶۷' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۳)

## (۲۰) حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ

یہ امام جرح وتعدیل اور حدیثوں کو پرکھنے کے بادشاہ ہیں۔ جیش بن مبشر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ فرمایا؟ تو جواب دیا کہ میری مغفرت ہو گئی اور دو مرتبہ مجھ کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا' اور یہ بھی منقول ہے کہ ان کی وفات کے بعد بغداد کے ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں اور دریافت کرنے پر فرمایا کہ یحییٰ بن معین کی نماز جنازہ میں جا رہا ہوں۔ یہ وہ شخص تھا کہ میری حدیثوں سے جھوٹ کو دفع کیا کرتا تھا۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۰۳' التہذیب التہذیب وغیرہ)

## (۲۱) حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ

مشائخ صوفیاء میں یہ بہت ہی نامور بزرگ ہیں' یہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک جوان کو دیکھا کہ کبھی اتنا خوبصورت جوان میری نظروں کے سامنے نہیں آیا تھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میرا نام "تقویٰ" ہے تو میں نے کہا کہ تم کہاں رہتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ ہر غمگین دل میں' پھر وہ مڑا تو ایک بد شکل اور بہت کالی عورت نظر آئی تو میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو اس نے کہا کہ "بدکاری" تو میں نے کہا کہ تم کہاں رہتی ہو؟ تو اس نے کہا کہ ہر خوشی منانے والے' اِترانے والے کے دل میں۔ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خواب دیکھ کر میں جاگ گیا اور میں نے اللہ عزوجل سے یہ عہد کرلیا کہ اب زندگی بھر میں سوائے بے اختیاری ہنسی کے کبھی نہیں ہنسوں گا۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت و مابعدہ' باب الثامن' بیان منامات المشائخ ج ۵ ص ۲۶۵' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۲)

## (۲۲) حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ

یہ اکابر اولیاء میں سے ہیں' ان کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں ابلیس کو دیکھا تو اس کو مارنے کے لیے اپنی لاٹھی اُٹھائی' مگر وہ بالکل خوفزدہ نہیں ہوا تو اس وقت ایک غیبی آواز میں نے سنی کہ اے ابوسعید خراز! یہ ابلیس ہے' یہ لاٹھی ڈنڈے سے نہیں ڈرتا ہے' یہ تو بس اس شخص سے کانپتا اور ڈرتا ہے' جس کے قلب میں ایمان کا نور ہوتا ہے اور ابوسعید خراز نے یہ بھی فرمایا کہ میں دمشق میں تھا تو میں نے یہ خواب دیکھا کہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے کاندھوں پر ٹیک لگائے تشریف لائے اور میں اس وقت کوئی راگ گا رہا تھا اور سینہ کوٹ رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوسعید! اس کا شر اس کے خیر سے بڑھ کر ہے۔

(احیاء علوم الدین' ذکر الموت' باب الثامن' بیان منامات المشائخ ج ۵ ص ۲۶۵' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۲)

## (۲۳) حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ

یہ بڑے پائے کے اولیاء کاملین میں سے ہیں' ان کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں اپنی ایک لونڈی کو دیکھا' جس کا چہرہ چمک رہا تھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے چہرے پر اتنی چمک کیسے پیدا ہوگئی؟ تو اس نے کہا کہ آپ کو یاد نہیں کہ ایک رات آپ خوفِ خداعزوجل سے زاروزار رو رہے تھے تو آپ کے آنسو بہہ رہے تھے تو کمالِ محبت سے میں نے آپ کے آنسوؤں کو اپنے چہرے پر مل لیا تھا۔ یہ چمک اسی آنسو کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ (المرجع السابق' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۲)

## (۲۴) حضرت یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ

زبیر بن نعیم بابی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر ایک کرتہ ہے' جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کتاب من اللّٰہ العزیز الحکیم براءۃ لیحییٰ بن سعید القطان من النار" بمعنی خداعزوجل کی طرف سے یہ لکھی ہوئی تحریر ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان کے لیے جہنم سے نجات ہے۔ (تہذیب التہذیب)

## (۲۵) حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت اور ان کی جلالت شان کا کیا کہنا! دیکھو ہماری کتاب "اولیاء رجال الحدیث" ان کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "انا فی روح وریحان وجنۃ نعیم" یعنی میں آرام اور راحت اور خوشبو اور نعمتوں کی جنت میں ہوں۔

(بستان المحدثین ص ۱۹۰)

## (۲۶) حضرت منصور بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بزار محدث رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے کہا

کہ جن جن گناہوں کا میں نے اقرار کر لیا' ان سب گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا لیکن ایک گناہ کا شرم کی وجہ سے میں اقرار نہ کر سکا تو خداوند کریم نے مجھے پسینہ کی حالت میں کھڑا رکھا' یہاں تک کہ میرے چہرے کا گوشت گل کر گر پڑا' تو میں نے پوچھا کہ وہ کون سا گناہ تھا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا تو وہ مجھے بہت اچھا لگا تھا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے شرم کے باعث اپنے اس گناہ کا اقرار نہیں کیا۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' باب الثامن' بیان منامات المشائخ ج ۵ ص ۲۶۴' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱)

## (۲۷) حضرت ابو جعفر صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء کی ایک مجلس میں تشریف فرما ہیں تو میں بھی اس مجلس میں بیٹھ گیا۔ پھر آسمان پھٹا اور دو فرشتے اُترے۔ ایک کے ہاتھ میں لوٹا اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک طشت تھا' پہلے ان فرشتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ دھلایا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دوسرے لوگوں کا ہاتھ دھلایا' جب میری باری آئی تو ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے نہیں' تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا یہ آپ کی حدیث شریف نہیں ہے کہ "المرء مع من احب۔" (صحیح مسلم' کتاب البر والصلۃ والآداب' باب المرء مع من احب' الحدیث: ۲۶۵۰' ص ۱۴۱۹) (آدمی اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیوں نہیں! تو میں نے کہا کہ میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان فقراء سے محبت رکھتا ہوں' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا ہاتھ بھی دھلاؤ' یہ بھی انہی لوگوں میں سے ہے۔ (احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' باب الثامن' بیان منامات المشائخ ج ۵ ص ۲۶۴' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱)

## (۲۸) حضرت عبداللہ بن عون خراز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد بن فضاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ عبداللہ بن عون کی ہمیشہ زیارت کرتے رہو کیونکہ وہ محبوبِ الٰہی ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج۴ص۴۲۵)

## (۲۹) حضرت صالح بن مبشر رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء سلمی کو خواب میں دیکھا تو ان سے کہا کہ دنیا میں تو آپ بہت غمگین رہا کرتے تھے' اب کیا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہاں آ کر مجھے بڑی راحت اور دائمی خوشی نصیب ہوئی ہے' پھر میں نے پوچھا کہ آپ کس درجے میں ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ:

مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ج ۔ (پ۵' النساء: ۶۹)

(ترجمہ کنزالایمان:) یعنی میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں جن پر اللہ کا انعام ہے' یعنی نبیوں اور صدیقین' شہیدوں اور صالحین کے ساتھ۔

حضرت عطاء سلمی رحمۃ اللہ علیہ بلند مرتبہ محدث اور بہت نامور اولیاء کرام میں سے ہیں۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت و ما بعدہ' الباب الثامن' بیان منامات المشائخ ج ۵ ص ۲۶۴' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱۔۴۳۲)

## (۳۰) حضرت یزید بن مذعور رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ (محدث شام) کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ میں خدا عزوجل کا مقرب ہو جاؤں تو آپ نے فرمایا کہ میں نے علماء کرام اور غمگین رہنے والوں سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں دیکھا۔ یزید بن مذعور رحمۃ اللہ علیہ بہت عمر دراز اور بہت بوڑھے تھے' وہ ہر وقت خوفِ

خدا سے رویا کرتے تھے یہاں تک کہ روتے روتے وہ نابینا ہو گئے تھے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب الثامن' بیان منامات المشائخ ج ۵ ص ۲۶۴'
احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۲)

## (۵) غلبۂ خوف میں کس نے کیا کیا؟

یہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ "الیاس من رحمة الله کفر "یعنی خدا عزوجل کی رحمت سے بالکل نا امید ہو جانا اور اپنی مغفرت سے مایوس ہو جانا کفر ہے اور "وکذا لامن من عقوبته اکفر "یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف اور نڈر ہو جانا بھی کفر ہے۔ (شرح ملا علی القاری علی الفقہ الاکبر ص ۱۴۹)

ایمان کا نشان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مغفرت کی اُمید بھی رکھے اور اس کے عذاب سے بھی ڈرتا رہے۔ بزرگانِ سلف رحمۃ اللہ علیہم کا یہ طریقہ رہا ہے کہ بعض پر اُمید کا غلبہ بعض پر خوف کا غلبہ رہا ہے۔ ہم یہاں چند بزرگوں کے واقعات درج کرتے ہیں' جن پر خوفِ خداوندی عزوجل غالب رہا ہے اور غلبۂ خوف میں بڑے بڑے عبرت خیز و رقت انگیز کلمات بولتے رہے' آپ بھی ان کو پڑھ کر عبرت حاصل کریں۔

### (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر خوفِ الٰہی عزوجل کا بے حد غلبہ تھا' کسی چڑیا کو دیکھتے تو آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش! میں تیری ہی طرح کا ایک پرندہ ہوتا اور انسان نہ ہوتا (تاکہ میں قیامت کے دن اعمال کے حساب سے بچ جاتا)

(احیاء علوم الدین' کتاب الخوف والرجاء' بیان احوال الصحابة والتابعین والسلف الصالحین فی شدة الخوف ج ۴ ص ۲۲۶' احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۸۹)

### (۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اس قدر خدا عزوجل کا خوف غالب تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی آیت سن کر بے ہوش ہو جاتے اور کئی کئی دن تک ان پر

غشی کا دورہ پڑتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ ان کی عیادت کے لیے جایا کرتے تھے اور ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے ایک تنکا ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ اے کاش! میں بجائے عمر ہونے کے یہ تنکا ہوتا۔ کبھی فرماتے کہ کاش! میں کوئی قابلِ ذکر شخصیت نہ ہوتا۔ کبھی یہ کہتے کہ کاش! عمر کی ماں عمر کو نہ جنتی' اور منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں آنسوؤں کے بکثرت بہنے کی وجہ سے دو کالی لکیریں بن گئی تھیں۔ ایک مرتبہ خود ہی آپ رضی اللہ عنہ نے سورۃ اذا الشّمس کی تلاوت کی اور جب ''وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝'' (پ ۳۰' التکویر: ۱۰) ''اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں'' کی آیت پر پہنچے تو اس کو پڑھتے ہی ان پر اس قدر خوفِ الٰہی عزوجل طاری ہو گیا کہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے اور کوئی آدمی اپنے گھر سورۃ الطّور پڑھ رہا تھا' آپ رضی اللہ عنہ نے ''اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝'' (پ ۲۷' الطور: ۷) ''بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے'' کی آیت سنی تو گدھے سے اتر کر ایک دیوار سے ٹیک لگا کر دیر تک بیٹھے رہے' پھر گھر آ کر ایک مہینہ بیمار رہے اور لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے آتے جاتے رہے' مگر کسی کو آپ رضی اللہ عنہ کی بیماری کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔ (احیاء علوم الدین' کتاب الخوف والرجاء بیان احوال الصحابہ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج ۴ ص ۲۲۶' احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۰)

## (۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ

ایک دن امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھ کر بے قراری کے ساتھ ہاتھ ملتے ہوئے مسجد سے باہر نکلے اور فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جس حال میں دیکھا ہے' آج میں کسی آدمی میں ان کی مشابہت کا اثر نہیں دیکھ رہا ہوں۔ صحابہ کرام رات بھر جاگ کر نمازوں میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے' صبح کو ان کے بال پراگندہ اور چہرہ زرد دکھائی دیتا تھا اور وہ ڈگمگاتے ہوئے چلا کرتے تھے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر رہا کرتی تھیں اور آج لوگوں کا یہ حال ہے کہ ہر

طرف لوگ غفلت اور بے خوفی کے ساتھ اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں' کسی کے چہرے پر خوفِ خداوندی عزوجل کا اثر نظر ہی نہیں آتا۔ آپ نے جس دن یہ فرمایا اس کے بعد پھر کسی نے کبھی آپ رضی اللہ عنہ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا' یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

(احیاء علوم الدین' کتاب الخوف والرجاء' بیان احوال الصحابہ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج ۴۔ص ۲۲۶' احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۰)

## (۴) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ بکثرت فرمایا کرتے تھے کہ میری تو یہی تمنا ہے کہ میں بجائے ابوعبیدہ ہونے کے ایک مینڈھا ہوتا' جس کو لوگ ذبح کر کے پکاتے اور اس کا گوشت کھا کر اس کا شوربا پی لیتے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب الخوف والرجاء' بیان احوال الصحابہ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج ۴ ص ۲۲۷' احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۰)

## (۵) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک بلند مرتبہ صحابی ہوتے ہوئے غلبۂ خوف میں فرمایا کرتے تھے کہ کاش! میں آدمی نہ ہوتا بلکہ میں راکھ ہوتا جو ہواؤں میں اُڑا دیا جاتا (تو بہت اچھا ہوتا' تاکہ میں قیامت کے دن حسابِ اعمال سے بچ جاتا)

(احیاء علوم الدین' کتاب الخوف والرجاء' بیان احوال الصحابۃ التابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج ۴ ص ۲۲۷' احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۰)

## (۶) حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں' آپ رضی اللہ عنہ پر خوفِ الٰہی عزوجل کا ایسا غلبہ ہوتا کہ قرآن مجید سننے کی تاب نہ رکھتے تھے' اگر کبھی کوئی آیت سن لیتے تو چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتے اور کئی کئی دن بے ہوش رہا کرتے تھے۔ ایک دن قبیلہ خثعم کا ایک قاری آیا

اور اس نے یہ آیت تلاوت کر دی:

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ○ وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا○ (پ۱۶ مریم: ۸۵-۸۶)

ہم قیامت کے دن متقی لوگوں کو مہمانوں کی صورت میں رحمٰن کے دربار میں جمع کریں گے اور مجرموں کو ہانک کر جہنم کی طرف پیاسا لے جائیں گے۔

آیت سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو متقی لوگوں میں سے نہیں ہوں، بلکہ میں تو مجرمین میں سے ہوں، اے قاری! اس آیت کو پھر پڑھ، چنانچہ قاری نے اس آیت کو دوبارہ پڑھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے زور سے ایک چیخ ماری اور فوراً آپ کی وفات ہوگئی۔ (احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج۴ص ۲۲۷، احیاء العلوم ج۴ص ۱۶۰)

## (۷) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ جب بھی نماز کے لیے وضو کرتے تو خوفِ خداوندی سے آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ پیلا پڑ جاتا تو گھر والوں نے پوچھا کہ آپ کی یہ کیا عادت ہوگئی ہے کہ ہمیشہ وضو کے بعد آپ اس قدر ڈر جاتے ہیں کہ چہرہ پیلا پڑ جاتا ہے اور آپ کانپنے لگتے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ میں کس کے سامنے نماز میں کھڑا ہونے والا ہوں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج۴ص ۲۲۷، احیاء العلوم ج۴ص ۱۶۰)

## (۸) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو زور سے قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ اے نوجوان! کیا تو پل صراط سے گزر چکا ہے؟ تو اس نے کہا: جی نہیں! پھر پوچھا کہ کیا تجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تو جنتی ہے یا جہنمی؟ تو اس نے

جواب دیا کہ جی نہیں! تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر یہ ہنسی کیسی؟ اور کس بناء پر ہے؟ تو اس نوجوان پر یہ اثر ہوا کہ پھر وہ زندگی بھر کبھی نہیں ہنسا۔

(احیاء علوم الدین' کتاب الخوف والرجاء' بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج ۴ص/ ۲۲۷' احیاء العلوم ج ۴ص ۱۶۰)

## (۹) حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے طوافِ کعبہ کے دوران ایک لڑکی کو دیکھا' وہ کعبہ معظمہ کے پردوں سے چمٹی ہوئی رو رہی ہے کہ یا رب عزوجل! بہت سی شہوتوں کی لذتیں جاتی رہیں اور ان کی سزائیں میرے سر پر رہ گئیں' اے میرے رب عزوجل! کیا جہنم کے سوا مجھے سزا دینے کی اور کوئی دوسری صورت نہیں ہے' وہ لڑکی ساری رات صبح تک اپنی جگہ پر بیٹھی روتی اور دعائیں مانگتی رہی۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس لڑکی کا حال اور اس کی دعاؤں کو سن کر اپنا سر پکڑ لیا اور میری چیخ نکل گئی اور میں نے کہا کہ مالک بن دینار کی ماں مالک بن دینار کو روئے (یعنی مالک بن دینار مرجائے)۔

(احیاء علوم الدین' کتاب الخوف' بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج ۴ص ۲۲۷' احیاء العلوم ج ۴ص ۱۶۰)

## (۱۰) حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اچھے مکان پر ناز نہ کرو' جنت سے زیادہ اچھا مکان اور کون سا ہوگا؟ مگر حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ ہوا' اسی جگہ ہوا اور عبادت کی کثرت پر غرور نہ کرو' ابلیس سے بڑا کون عابد ہوگا؟ مگر اس کو کیا ملا؟ اور علم کی زیادتی پر گھمنڈ نہ کرو' دیکھو بلعم بن باعوراء کو خدا عزوجل کا اسم اعظم معلوم تھا مگر اس کا انجام کیا ہوا؟ کہ وہ کافر ہوگیا اور اس کی زبان لٹک کر سینے پر آگئی اور نیکوں کی زیارت سے بھی فریب نہ کھاؤ' دیکھو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابولہب اور ابوطالب نے دیکھا'

صحبت بھی اُٹھائی، قرابت بھی تھی مگران دونوں کو کچھ نفع نہیں پہنچا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب الخوف، بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج ۴ ص ۲۲۸، احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۰)

## (۱۱) حضرت سری سقطی وعطاء سلمی رحمہما اللہ

یہ دونوں اولیاء کاملین رحمۃ اللہ علیہم میں سے ہیں، حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی ناک کو بغور دیکھتا ہوں کہ کہیں گناہوں کی وجہ سے میرا منہ کالا تو نہیں ہو گیا؟

حضرت سلمی عطاء رحمۃ اللہ علیہ کبھی جنت کی دعا نہیں مانگتے تھے، بلکہ ہمیشہ گناہ معاف ہونے کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ مرض الموت میں ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کس چیز کی خواہش ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جہنم کا خوف میرے دل میں کوئی خواہش پیدا ہونے ہی نہیں دیتا۔ اور لوگوں کا بیان ہے کہ چالیس برس تک حضرت عطاء سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف دیکھا نہ کبھی ہنسے۔ ایک مرتبہ بلا ارادہ آسمان کی طرف دیکھ لیا تو خوف سے کانپ کر گر پڑے اور ان کی آنت اتر آئی اور یہ بھی مشہور ہے کہ اُٹھ کر خدا عزوجل کے خوف سے اپنے بدن کو ٹٹولا کرتے تھے کہ کہیں میں مسخ تو نہیں ہو گیا ہوں۔ (احیاء علوم الدین، کتاب الخوف، بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج ۴ ص ۲۲۸، احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۱)

## (۱۲) حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک عابد کے سامنے یہ آیت پڑھ دی کہ:

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۠ ○ (پ ۲۲، الاحزاب: ۶۶)

جس دن ان کے چہرے جہنم میں اُلٹ اُلٹ کر آگ میں تلے جائیں گے اور وہ یہ کہتے ہوں گے: کاش! ہم لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی

اطاعت کر لی ہوتی۔

یہ آیت سن کر وہ بے ہوش ہو گئے' پھر ہوش میں آئے تو انہوں نے کہا کہ اے صالح! کچھ زیادہ پڑھیے' کیونکہ میں اپنے دل میں غم کی کیفیت محسوس کرتا ہوں تو میں نے یہ پڑھ دیا کہ:

کلما ارادوا ان یخرجوا منها اعیدوا فیها ۔(پ۲۱'السجدہ:۲۰)

جب جہنمی جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو دوبارہ اس میں ڈال دیئے جائیں گے۔

یہ آیت سن کر وہ عابد زمین پر گر پڑے اور اسی دم ان کی روح پرواز کر گئی۔

(احیاء علوم الدین' کتاب الخوف' بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج۴ص۲۲۹' احیاء العلوم ج۴ص۱۶۱)

یہی صالح مری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن السماک جو نامور محدث اور باکمال واعظ و عابد تھے' ہمارے یہاں آئے اور مجھ سے کہا کہ آپ اپنے یہاں کے عابدوں کے عجائب مجھے دکھلایئے تو میں نے ان کو محلّہ کے ایک چھپر میں لے کر گیا تو وہاں ایک آدمی ٹوکری بنا رہا تھا تو میں نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھ دی کہ:

اِذِالْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ۝ فِی الْحَمِیْمِ ۙ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ۝ (پ۲۴'المؤمن:۷۱۔۷۲)

جب ان (جہنمیوں) کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی اور لوگ گھسیٹے جائیں گے کھولتے ہوئے پانی میں' پھر آگ میں جلائے جائیں گے۔

تو یہ آیت سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا' پھر اس کو اس کے حال پر چھوڑ کر ہم ایک دوسرے عابد کے سامنے گئے تو اس کے سامنے بھی میں نے یہی آیت پڑھ دی تو وہ بھی چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا' پھر ہم لوگ تیسرے عابد کے پاس

گئے تو میں نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھ دی:

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْدِ٥ (پ۱۳' ابراہیم:۱۴)

یہ اس لیے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے' اس سے خوف کرے۔

اور وہ بھی چیخ مار کر گر پڑے اور ان کے نتھنوں سے اتنا خون بہا کہ وہ خون میں لت پت ہو گئے' یہاں تک کہ ان کی روح نکل گئی' اسی طرح میں نے ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ کو چھ عابدوں کے پاس پھرایا اور جس کے سامنے میں نے آیت پڑھ دی' وہ بے ہوش ہو گیا' پھر میں ساتویں عابد کے پاس ان کو لے کر چلا تو ایک عورت نے چھپر کے اندر سے ہم لوگوں کو بلایا' جب ہم چھپر کے اندر داخل ہوئے تو ایک بوڑھا عابد اپنے مصلے پر بیٹھا ہوا تھا۔ ہم لوگوں نے سلام کیا تو اس کو ہمارے سلام کی خبر نہ ہوئی تو میں نے زور سے چلّا کر کہا: ''ان للخلق غدا مقاما'' یعنی کل قیامت میں ایک مقام پر تمام مخلوق کو کھڑا ہونا پڑے گا۔ تو اس بوڑھے نے کہا کہ کس کے سامنے؟ پھر وہ منہ کھولے اور آنکھ پھاڑے مبہوت بنا رہا اور اوہ اوہ! کہتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی بیوی نے ناراض ہو کر ہم کو اپنے گھر سے نکال دیا۔ پھر میں نے ایک دن ساتوں عابدوں کا حال معلوم کیا تو پتا چلا کہ تین تو ہوش میں آ گئے اور تین وفات پا گئے اور ساتواں جو بوڑھا تھا' تین دن تک اس طرح مبہوت و حیران رہا کہ اسے فرض نمازوں کی بھی خبر نہیں ہوتی تھی۔

(احیاء علوم الدین' کتاب الخوف' بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج۴ص۲۳۰' احیاء العلوم ج۴ص ۱۶۱)

## (۱۳) حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی نامور شیخ الحدیث تھے اور بادشاہ اور گورنروں کو نصیحت کرنے میں مطلق خوف نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کے روبرو کلمہ حق علی الاعلان کہہ دیا کرتے تھے اور اس قدر بارعب تھے کہ کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جواب دینے کی جرأت نہیں کر سکتا

تھا مگر خوفِ خداوندی عزوجل کا یہ عالم تھا کہ بستر پر لیٹتے تو سانپ کی طرح کروٹ بد
رہتے' پھر بستر لپیٹ کر رکھ دیتے اور فرمایا کرتے کہ جہنم کے ذکر نے خدا سے ڈر
والوں کی نیندیں اُڑا دی ہیں' پھر تہجد پڑھ کر مسجد میں چلے جاتے اور نمازِ فجر ادا کر کے ا
مصلّٰی پر قبلہ رُو بیٹھے رہا کرتے تھے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب الخوف' بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخو
ج ۴ص ۲۳۱' احیاء العلوم ج ۴ص ۱۶۳)

## (۱۴) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

خلیفۂ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی لونڈی نیند سے بیدار ہوئی اور ک
کہ اے امیر المؤمنین! میں نے ابھی ابھی ایک خواب دیکھا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ک
کہ بیان کرو! تو لونڈی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ جہنم بھڑک رہا ہے اور اس کی پشت پر پُل
صراط قائم کیا گیا ہے تو بنی امیہ کا خلیفہ عبدالملک لایا گیا' وہ پل صراط پر چند قدم چلا اور جہنم
میں گر گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چونک کر پوچھا کہ پھر کیا ہوا؟ تو لونڈی نے کہا کہ پھر ولید
بن عبدالملک لایا گیا تو وہ بھی چند قدم چل کر جہنم میں گر گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چونک کر
سوال کیا کہ پھر کیا ہوا؟ تو لونڈی بولی کہ پھر خلیفہ سلیمان بن عبدالملک لایا گیا' وہ بھی تھوڑی
دور پل صراط پر چل کر جہنم میں اوندھا ہو کر گر پڑا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آگے کا حال
جلد بیان کر! لونڈی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! پھر آپ لائے گئے۔ یہ سنتے ہی حضرت
عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے تو لونڈی کان میں کہنے لگی کہ اے
امیر المؤمنین! میں نے دیکھا کہ آپ پل صراط سے پار ہو کر نجات پا گئے' قسم کھا کھا کر کہنے
لگی کہ آپ سلامتی کے ساتھ پل صراط سے پار ہو گئے' مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ
علیہ برابر پاؤں پٹخ پٹخ کر چیخ مارتے اور روتے چلاتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

(احیاء علوم الدین' کتاب الخوف' بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف
ج ۴ص ۲۳۱' احیاء العلوم ج ۴ص ۱۶۳)

## (۱۵) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

ایک شخص نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک قوم کشتی پر سمندر میں سوار ہوئی اور جب کشتی بیچ سمندر میں پہنچی تو کشتی اُلٹ گئی اور ہر آدمی ایک تختہ سے چمٹا ہوا بہنے لگا' تو بتاؤ کہ اس قوم کا کیا حال ہوگا؟ تو اس نے کہا کہ یہ لوگ بے حد خوف ناک حال میں انتہائی مبہوت و حیران ہوں گے' تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا حال اس قوم سے بھی زیادہ خوفناک و حیران کن ہے۔ (احیاء علوم الدین' کتاب الخوف' بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف ج ۴ص ۲۳۱' احیاء العلوم ج ۴ص ۱۶۲)

## (۶) قبر آدمیوں سے کیا کہتی ہے؟

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قبر میں مردہ رکھ دیا جاتا ہے تو قبر اس مردہ سے کہتی ہے کہ اے ابن آدم! تو کس فریب میں پڑا رہا؟ کیا تجھے نہیں معلوم کہ میں فتنہ کا گھر ہوں' میں تاریکی کا گھر ہوں' میں تنہائی کا گھر ہوں' میں کیڑوں کا گھر ہوں تو کس گھمنڈ میں تھا' جب تو لوگوں کو دھکا دیتا ہوا میرے اوپر سے گزرتا تھا۔ تو اگر مرد نیک و صالح ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اس کی طرف سے قبر کو جواب دیتا ہے کہ اے قبر! یہ تو زمین پر لوگوں کو اچھی اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا اور بُری باتوں سے لوگوں کو منع کرتا تھا' یہ سن کر قبر کہتی ہے کہ اگر ایسا ہی تھا تو اب میں اس کے پاس ہریالی لاؤں گی اور اس کا بدن نور ہو کر مجھ سے نکلے گا اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کے دربارِ رحمت تک رسائی حاصل کرے گی۔

(اتحاف السادۃ المتقین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب السابع ج ۱۴ص ۳۲۹' احیاء العلوم ج ۴ص ۴۲۳)

(۲) عبید بن عمیر لیثی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میت سے بوقت دفن میت کہتی ہے کہ میں تاریکی کا گھر ہوں' میں تنہائی کا گھر ہوں' میں بے کسی کا گھر ہوں' اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار تھا تو آج میں تیرے لیے رحمت بن جاؤں

گی اور اگر تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان تھا تو میں تیرے لیے عذاب بن جاؤں گی' میں وہ جگہ ہوں کہ خدا عزوجل کے فرمانبردار بندے مجھ میں داخل ہونے کے بعد مسرور ہوکر نکلتے ہیں اور خدا عزوجل کے نافرمان بندے مجھ میں داخل ہوکر رنجیدہ وغم زدہ ہوکر نکلتے ہیں۔

(اتحاف السادۃ المتقین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب السابع فی حقیقۃ الموت......الخ ج ۵ ص ۲۵۲' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۲۳)

(۳) محمد بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب قبر میں میت کو عذاب ہونے لگتا ہے تو دوسرے مردے اس کو کہتے ہیں کہ اے شخص! کیا تو نے ہم لوگوں کا حال دیکھ کر کچھ بھی عبرت حاصل نہیں کی' ہمارے تو اعمال ختم ہو چکے تھے لیکن تو زندہ تھا اور تجھ کو کافی مہلت ملی لیکن تو نے اپنے اعمال کی کچھ بھی اصلاح نہیں کی۔ اے ظاہری دنیا پر فریب کھانے والے! تو نے ان لوگوں سے عبرت نہیں پکڑی جو تجھ سے پہلے ظاہری دنیا پر فریب کھا کر زمین کے اندر چلے گئے حالانکہ تو ہمیشہ دیکھا کرتا تھا کہ سب کے اقرباء واحباب لوگوں کو اس منزل تک پہنچایا کرتے تھے۔ (اتحاف السادۃ المتقین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب السابع فی حقیقۃ الموت......الخ ج ۵ ص ۲۵۳)

(۴) حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مردہ جب قبر میں وحشتوں کا منظر دیکھتا ہے تو بہت گھبراتا ہے' اس وقت اس کے اعمال صالحہ یعنی نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج' جہاد اور صدقہ وغیرہ اس کی وحشت اور گھبراہٹ کو دور کرتے ہیں' انہوں نے فرمایا کہ قبر میں جب عذاب کے فرشتے میت کے پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز آکر کھڑی ہو جاتی ہے کہ ہٹو تم کچھ نہیں کر سکتے' اس نے نمازوں میں بہت لمبا لمبا قیام کیا تھا' پھر عذاب کے فرشتے میت کے سر کی جانب سے آتے ہیں تو روزہ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ ہٹو تمہیں اس طرف سے کوئی راستہ نہیں ملے گا' اس نے دنیا میں روزہ رکھ کر خدا عزوجل کے لیے بہت پیاس برداشت کی تھی۔ پھر عذاب کے فرشتے

میت کے دائیں بائیں سے آنا چاہتے ہیں تو حج و جہاد راستہ روک لیتے ہیں کہ اس نے خداعزوجل کے لیے اپنے بدن کو بڑی تھکن میں ڈالا تھا۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے دونوں ہاتھوں کی طرف سے آنے لگتے ہیں تو صدقہ روک لیتا ہے کہ اس نے ہاتھوں سے صدقہ دیا تھا' پھر عذاب کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور رحمت کے فرشتے آ جاتے ہیں اور اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے' چوڑی کر دی جاتی ہے اور اس کی قبر میں ایک قندیل جلا دی جاتی ہے' جس سے قیامت تک قبر میں روشنی رہے گی۔

(اتحاف السادة المتقین' کتاب ذکر الموت وما بعدہ' الباب السابع فی حقیقة الموت...... الخ ج۵ص ۲۵۳' احیاء العلوم ج۴ص ۴۲۳_۴۲۴)

## (۷) قبر میں عذاب کس کس طرح ہوگا؟

عذابِ قبر حق ہے' جو قرآن مجید اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے' لہٰذا اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ عذابِ قبر کیونکر اور کس کس طرح ہوتا ہے؟ اس بارے میں چند حدیثیں پڑھ لیجئے!

حدیث:۱

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک خچر پر سوار ہو کر بنی نجار کے باغ میں گزرے اور ہم لوگ ہمراہ تھے تو ناگہاں خچر اس طرح بدک گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا دینے کے قریب ہو گیا' اچانک وہاں چھ یا پانچ قبریں نظر آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ان قبر والوں کو کوئی جانتا ہے؟ تو ایک صحابی نے کہا: مجھے معلوم ہے کہ یہ ان مشرکین کی قبریں ہیں جو شرک کی حالت میں مر گئے ہیں' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان قبر والوں کی جماعت اپنی قبروں کے اندر عذاب میں مبتلا ہے' اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم لوگ مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا کہ تم لوگوں کو وہ عذاب سنا دے جو میں سن رہا ہوں۔ پھر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کی طرف اپنا چہرۂ انور کر کے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ سب لوگ جہنم کے عذاب سے پناہ مانگو' تو ہم لوگوں نے کہا کہ ہم جہنم سے خداعزوجل کی پناہ طلب کرتے ہیں' پھر فرمایا کہ تم لوگ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو' تو ہم سب نے کہا کہ ہم عذابِ قبر سے خداعزوجل کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم سب لوگ ظاہری و باطنی فتنوں سے پناہ مانگو' تو سب نے کہا کہ ہم ظاہری و باطنی فتنوں سے خداعزوجل کی پناہ مانگتے ہیں' پھر فرمایا کہ تم سب لوگ فتنۂ دجال سے پناہ مانگو' تو سب لوگوں نے کہا کہ ہم دجال کے فتنوں سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں۔

(صحیح مسلم' کتاب الجنۃ' باب عرض مقعد المیت' الحدیث: ۲۸۶۷' ص ۱۵۳۴' مشکوۃ المصابیح' کتاب الایمان' باب اثبات عذاب القبر' الفصل' الحدیث: ۱۲۶' ج ا' ص ۴۶' مشکوۃ ج ا' ص ۲۵ بحوالہ مسلم)

### حدیث: ۲

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر میں دو فرشتے (منکر و نکیر) آتے ہیں اور میت کو بٹھا کر اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو مؤمن کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر دوسرا سوال کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ مؤمن کہہ دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر تیسرا سوال کرتے ہیں کہ یہ مرد کون ہے جو تمہاری طرف بھیجے گئے؟ مؤمن کہہ دیتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے' لہٰذا اس کو جنتی بچھونے پر سلاؤ اور اس کو بہشتی لباس پہناؤ اور اس کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھول دو' تو اس دروازے سے قبر میں جنت کی ہوا اور خوشبو آنے لگتی ہے اور اس کی نظر کی دوری بھر اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

اور کافر سے جب فرشتے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہائے ہائے میں تو کچھ نہیں جانتا' پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہائے ہائے میں تو کچھ نہیں جانتا۔ پھر فرشتے سوال کرتے ہیں کہ جو تمہارے اندر بھیجے گئے یہ مرد

کون ہیں؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں تو کچھ بھی نہیں جانتا۔ تو آسمان سے ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے' لہٰذا اس کے لیے جہنم کا بستر بچھاؤ اور اس کو جہنمی لباس پہنا دو' اور اس کی طرف جہنم کا ایک دروازہ کھول دو تو اس دروازے سے جہنم کی گرمی اور گرم ہوا اور بدبو قبر میں آتی رہتی ہے اور اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ میت کی داہنی پسلیاں بائیں طرف اور بائیں پسلیاں داہنی طرف ہو جاتی ہیں اور اس کے اوپر ایک اندھا بہرا (فرشتۂ عذاب) لوہے کے ایک ایسے گرز کے ساتھ مسلط کر دیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس گرز سے پہاڑ کو مارے تو پہاڑ مٹی ہو کر بکھر جائے' اسی گرز سے وہ فرشتۂ عذاب اس مردہ کو ایسی مار مارتا ہے کہ مشرق و مغرب کی ہر مخلوق سوائے انسانوں اور جنوں کے سب اس مار کو سنتے ہیں۔

(سنن ابی داوٗد' کتاب السنۃ' باب فی المسألۃ فی القبر' الحدیث:۴۷۵۳' ج۴ص۳۱۶' مشکوٰۃ المصابیح' کتاب الایمان' باب اثبات عذاب القبر' الفصل الثانی' الحدیث:۱۳۱' ج۱ص۳۶' مشکوٰۃ ج۱ص۲۵۔۲۶' بحوالہ ابوداوٗد)

## حدیث:۳

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کی قبر میں ننانوے اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں' جو اس کو کاٹتے اور ڈستے رہتے ہیں' یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے اور وہ اتنے زہریلے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک اژدھا ایک مرتبہ زمین پر پھونک مار دے تو زمین کبھی سبزی نہ اُگائے گی۔

(سنن الدارمی' کتاب الرقائق' باب فی شدۃ عذاب النار' الحدیث:۲۸۱۵' ج۲ص۴۲۶' مشکوٰۃ المصابیح' کتاب الایمان' اثبات عذاب القبر' الفصل الثانی' الحدیث:۱۳۴' ج۱ص۴۷' مشکوٰۃ ج۱ص۱۱)

## حدیث:۴

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن میں گئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جنازہ پڑھا چکے اور وہ قبر میں اتارے گئے اور مٹی برابر کر دی گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی اور ہم لوگ بھی دیر تک تسبیح پڑھتے رہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی اور ہم بھی دیر تک تکبیر

پڑھتے رہے تو کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے تسبیح وتکبیر کیوں پڑھی؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس بندۂ صالح پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کشادہ فرمادی۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبداللہ، الحدیث: ۱۴۸۷۹، ج ۵ ص ۱۴۲، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر، الثالث، الحدیث: ۱۳۵، ج ۱ ص ۴۷، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۶)

حدیث: ۵

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی صاحبزادی بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے دفن میں تشریف لے گئے اور وہ بکثرت بیمار ہوا کرتی تھیں تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں اُترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور زرد ہو گیا، پھر جب قبر سے باہر تشریف لائے تو خوشی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چمکنے لگا، تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا کیوں ہوا؟ تو فرمایا کہ قبر نے میری بیٹی کو ایک مرتبہ دبوچا تو مجھے دبوچنے اور عذابِ قبر کا خطرہ محسوس ہوا، پھر ایک فرشتے نے آ کر مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر تخفیف فرمادی تو مجھے اس سے خوشی کے ساتھ اطمینان ہو گیا۔ قبر کا دبوچنا اس زور کا تھا کہ اس کی آواز مشرق و مغرب میں سنی گئی۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، باب السابع، بیان سوال منکر ونکیر......الخ ج ۵ ص ۲۵۹ احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۸)

## (۸) اموات کو سلام و ثواب کس طرح پہنچتا ہے؟

اس پر اہل سنت و جماعت کے تمام اماموں کا اجماع و اتفاق ہے کہ زندوں کا سلام ودعا و ایصالِ ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور ان کے لیے نفع بخش فائدہ مند ہے۔ ہدایہ شریف میں ہے کہ:

الاصل فی ھذا الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلوٰ ۃ او صوما او صدقة او غیرھا عند اھل السنة

والجماعة ۔ (الہدایہ، باب الحج عن الغیر ج ا ص ۱۷۸)

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ انسان کے لیے جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کو پہنچا دے خواہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا ان کے علاوہ کوئی بھی عمل ہو، یہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

اب اس سلسلے میں ہم چند بزرگوں کے اقوال یہاں نقل کرتے ہیں، جن سے ہدایت کا نور طلوع ہوتا ہے، اُمید ہے کہ ان سے ہر طالبِ حق کو روشنی ملے گی۔

## (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت کی نمازِ جنازہ پر یہ دعا فرمائی جس کو میں نے یاد کرلیا:

اے اللہ عزوجل! اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کو عافیت دے اور اس کی مہمانی باعزت فرما اور اس کی قبر کو وسیع فرمادے اور اس کو پانی اور برف اور اولے سے دھو دے اور اس کو گناہوں سے اس طرح صاف کردے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف رکھا ہے اور اس کو اس کے گھر کے بدلے میں اس سے بہتر گھر عطاء فرما اور اس کے اہل سے بہتر اہل اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما اور عذابِ قبر وعذابِ جہنم سے اس کو اپنی پناہ میں رکھ، اس دعائے نبوی کو سن کر حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ تمنا ہوگئی کہ کاش! اس میت کی جگہ میری میت ہوتی۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الدعا للمیت فی الصلوٰۃ، الحدیث: ۹۶۳، ص ۴۷۹، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب المشی بالجنازۃ، الحدیث: ۱۶۵۵، ج ا ص ۳۶۱، مشکوٰۃ ج ا ص ۱۴۵)

## (۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس کو دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آکر اس طرح کھڑے ہوتے کہ میں سمجھتا تھا کہ نماز شروع کر دی، پھر وہ سلام عرض کرتے اور واپس لوٹ جاتے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت و مابعدہ' باب السادس' بیان زیارۃ القبور والدعا للمیت و ما یتعلق بہ' ج ۵ ص ۲۴۳' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۷)

## (۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی قبر پر گزرے اور سلام کرے تو دنیا میں اس سے جان پہچان رہی ہو یا نہ رہی ہو' ہر حال میں قبر والا اس کے سلام کو سنتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت و مابعدہ' باب السادس' بیان زیارۃ القبور والدعا للمیت و ما یتعلق بہ' ج ۵ ص ۲۴۴' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۷)

## (۴) حضرت نافع رضی اللہ عنہ

یہ ایک تابعی بزرگ ہیں اور علم حدیث وفن قراءت کے ایک عظیم استاذ ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے سینکڑوں مرتبہ سے زیادہ دیکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ عنہما روضۂ اقدس پر حاضر ہوتے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو سلام کر کے گھر واپس چلے جایا کرتے تھے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت و مابعدہ' باب السادس' بیان زیارۃ القبور والدعا للمیت و ما یتعلق بہ' ج ۵ ص ۲۴۳' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۷)

## (۵) حضرت بشر بن منصور رحمۃ اللہ علیہ

یہ بہت ہی عظیم المرتبت محدث ہیں اور عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں بھی بہت اونچا مقام رکھتے ہیں' روزانہ پانچ سو رکعت نوافل اور ہر تیسرے دن قرآن مجید ختم کرنا ان کا معمول تھا۔ ۱۸۰ھ میں ان کا وصال ہوا' ان کا بیان ہے کہ طاعون (پلیگ) کے زمانہ میں ایک آدمی روزانہ قبرستان جایا کرتا تھا اور جنازوں پر نماز پڑھ کر گھر آتا تھا۔ پھر شام کو قبرستان جا کر یہ دعا مانگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی وحشت کا مونس بنائے اور تمہاری غربت پر رحم فرمائے اور تمہاری نیکیوں کو قبول فرمائے' اس آدمی کا بیان ہے کہ میں

ایک شام کو قبرستان نہیں گیا تو رات کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک کثیر جماعت میرے پاس آئی اور جب میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کس ضرورت سے آپ لوگ میرے پاس آئے ہیں؟ تو ان لوگوں نے بتایا کہ روزانہ تمہاری دعائیں ہمارے پاس آیا کرتی تھیں، لیکن ایک دن تمہاری دعاؤں کا ہدیہ ہم لوگوں کے پاس نہیں آیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس خواب کے بعد کبھی میں نے قبرستان جا کر دعائیں مانگنا نہیں چھوڑا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت و مابعدہ، باب السادس، بیان زیارۃ القبور والدعاللمیت وما یتعلق بہ، ج ۵ ص ۲۴۴، احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۷)

## (۶) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

علی بن موسیٰ حداد کا بیان ہے کہ میں امام احمد بن حنبل کے ساتھ ایک جنازہ میں گیا اور محمد بن قدامہ جوہری بھی ہمراہ تھے، میت دفن ہوگئی تو ایک نابینا قبر کے پاس قرآن پڑھنے لگا، تو امام احمد بن حنبل نے اس سے کہا کہ اے فلاں! قبر کے پاس قرآن پڑھنا بدعت ہے۔ پھر جب ہم لوگ قبرستان سے باہر آئے تو محمد بن قدامہ جوہری نے امام احمد بن حنبل سے کہا کہ آپ مبشر بن اسمٰعیل حلبی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو امام احمد بن حنبل نے کہا کہ وہ قابلِ بھروسہ اور ثقہ محدث ہیں۔ تو محمد بن قدامہ نے پوچھا کہ وہ حدیث میں آپ کے استاد بھی ہیں؟ تو امام احمد بن حنبل نے کہا کہ جی ہاں! تو محمد بن قدامہ نے کہا کہ مجھے مبشر بن اسمٰعیل حلبی نے خبر دی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن علاء بن لجاج اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ دفن کے بعد میرے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیتیں پڑھی جائیں اور انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عمر کو وصیت کرتے ہوئے سنا ہے، یہ سن کر امام احمد بن حنبل نے علی بن موسیٰ حداد کو بھیجا کہ جا کر اس نابینا سے کہہ دو کہ وہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھا کرے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت و مابعدہ، باب السادس، بیان زیارۃ القبور والدعاللمیت وما یتعلق بہ، ج ۵ ص ۲۴۵، احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۸)

## (۷) حضرت محمد بن احمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم لوگ قبرستان جاؤ تو سورۂ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر اس کا ثواب تمام قبرستان والوں کو پہنچا دو تو اس کا ثواب تمام قبر والوں کو پہنچ جائے گا۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت و مابعدہ' باب السادس' بیان زیارۃ القبور والدعا للمیت و ماتعلق بہ' ج ۵ ص ۲۴۵' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۸)

## (۸) حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ بہت ہی جلیل الشان محدث کبیر ہیں اور بڑے مشہور عابد بھی ہیں' یہ فرماتے ہیں کہ میں شام سے بصرہ جاتے ہوئے "خندق" میں اتر پڑا اور وضو کر کے میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ پھر میں جاگا' تو صاحب قبر مجھ سے شکایت کرنے لگا کہ تم نے آج کی رات مجھے تکلیف پہنچائی' پھر وہ کہنے لگا کہ تم لوگ عمل کرتے ہو اور ہم عمل نہیں کرتے۔ سن لو! تمہاری دو رکعتیں تمام دنیا کی چیزوں سے بہتر ہیں۔ پھر یہ کہا کہ تم جا کر دنیا والوں سے ہمارا سلام کہہ دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ تمہاری دعائیں پہاڑوں کے مثل عظیم بن کر ہم لوگوں کے پاس آیا کرتی ہیں۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت و مابعدہ' باب السادس' بیان زیارۃ القبور والدعا للمیت و ماتعلق بہ' ج ۵ ص ۲۴۵' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۸)

## (۹) حضرت محمد طوسی معلم رحمۃ اللہ علیہ

ابوبکر رشیدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد طوسی معلم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے کہا کہ ابوسعید صفار سے کہہ دینا کہ ہمارا تمہارا تو معاہدہ تھا کہ ہم ایک دوسرے کو نہیں بھولیں گے تو ہم تو نہیں بدلے اگر تم بدل گئے۔ میری آنکھ کھل گئی اور میں نے ابوسعید صفار سے اس خواب کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ کیا بتاؤں میں ہر جمعہ کو ان

کی قبر کی زیارت کے لیے جایا کرتا تھا اور کچھ ایصالِ ثواب کیا کرتا تھا لیکن اس جمعہ کو میں نہیں جا سکا' اسی کی ان کو مجھ سے شکایت ہو گئی ہے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت و مابعدہ' باب الثامن' بیان منامات المشائخ ج ۵ ص ۲۶۷' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۲۳)

## (۱۰) حضرت بشار بن غالب نجرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت رابعہ بصریہ عدویہ علیہا الرحمہ کے لیے بکثرت دعائیں مانگا کرتا تھا تو ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ اے بشار بن غالب! تمہاری دعائیں ہدیہ کی شکل میں نور کی تھالیوں میں ریشمی رومال سے چھپا کر ہمارے پاس آیا کرتی ہیں' تو میں نے کہا: وہ کیسے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یاد رکھو! زندوں کی دعائیں اموات کے لیے مقبول ہو کر نور کے طباق میں رکھ کر ریشمی کپڑے کے سر پوش سے چھپا کر مردوں کے پاس لائی جاتی ہیں اور لانے والا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ فلاں شخص کا ہدیہ ہے جو اس نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قبر میں میت کی مثال یہ ہے کہ جیسے ڈوبنے والا فریاد کرنے والا آدمی۔ ہر وقت قبر میں مردوں کو انتظار رہتا ہے کہ اس کے باپ یا بیٹوں یا بھائیوں یا دوستوں کی طرف سے دعاؤں اور ایصالِ ثواب (فاتحہ) کا کوئی ہدیہ اس کے پاس آئے گا اور جب ہدیہ آ جاتا ہے تو اس کو دنیا بھر کی نعمت پا جانے سے بڑھ کر خوشی حاصل ہوتی ہے۔

(احیاء علوم الدین' کتاب ذکر الموت و مابعدہ' باب السادس' بیان زیارۃ القبور والدعا للمیت و ما یتعلق بہ' ج ۵ ص ۲۴۴' احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۷)

## (۹) حسابِ خداوندی کا کیا منظر ہوگا؟

خداوند قہار و جبار کے دربار میں بندوں کے حساب و کتاب کا منظر بہت ہی مہیب اور بے حد خوفناک ہوگا۔ اللہ کے فرشتے جو بہت ہیبت ناک اور انتہائی خوفناک ہوں گے' وہ اپنی کرخت آواز سے ڈانٹ کر جھڑکتے اور ہانکتے ہوئے لوگوں کو دربارِ خداوندی میں

حاضر کریں گے اور خداوند قدوس ایسے غضب وجلال میں ہو گا کہ الامان والحفیظ! سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت حساب فہمی کے لیے پیش ہوگی اور اللہ عزوجل ان مقدس نفوس سے سوال فرمائے گا: جب تم لوگوں نے میرے احکام اپنی اپنی قوموں کو پہنچائے تو تمہاری قوموں نے کیا جواب دیا؟ تو اس سوال کی عظمت وہیبت سے انبیائے کرام کی عقلیں مبہوت ہو جائیں گی اوران کا علم اس قدر فراموش ہو جائے گا کہ وہ کہیں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں' بے شک تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔ چنانچہ ارشادِ قرآنی ہے کہ

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ (پ ۷ المائدہ:۱۰۹)

(یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کر کے فرمائے گا کہ تمہاری قوموں نے تمہیں کیا جواب دیا تھا؟ تو سب یہ کہیں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں' بے شک سب غیبوں کی باتوں کو تو ہی جاننے والا ہے۔

حقیقت میں رسولوں کو سب کچھ معلوم تھا مگر اس وقت شدتِ ہیبت اور جلالِ خداوندی کی دہشت سے ان کی عقلیں خوفزدہ ہو کر مبہوت ہو چکی ہوں گی کہ ہمیں کچھ معلوم ہی نہیں' جس وقت وہ قہار وجبار حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ تہدید آمیز سوال فرمائے گا:

ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ .

(پ ۷ المائدہ:۱۱٦)

ترجمہ: کیا تم نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ تم لوگ مجھ کو اور میری والدہ کو اللہ کے سوا دو خدا بنالو۔

تو اس سوال کی ہیبت وجلالت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کئی برس تک مبہوت (حیران) ہو کر خاموش رہیں گے' پھر جب انہیں قدرے سکونِ قلب نصیب ہو گا' تو عرض

کریں گے کہ:

اے اللہ! تو پاک ہے میرے لیے یہ جائز نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو ضرور تجھے معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا جاننے والا۔ (پ ۷ المائدہ:۱۱۶)

انبیاء اور رسولوں کے بعد پھر فرشتوں سے حساب لیا جائے گا اس شدتِ حساب وسوال اور خدا عزوجل کے غضب وجلال کو دیکھ کر تمام اُمتیں خوفزدہ ہو کر لرزاں وترساں ہو جائیں گی۔

پھر اللہ عزوجل جبریل علیہ السلام کو حکم فرمائے گا کہ دوزخ کو حاضر کریں تو بہت سے فرشتے اس کی لگاموں کو پکڑے ہوئے دوزخ کو لائیں گے اور دوزخ چیختی چنگھاڑتی اور شور مچاتی ہوئی آئے گی اور تمام خلاق اس کی چیخ وچنگھاڑ سن کر اس طرح سہم جائیں گے کہ خوف وہراس سے بے خود ہو کر سب لوگ گھٹنوں کے بل زمین پر گر پڑیں گے پھر اللہ تعالیٰ کفار ومجرمین سے علیٰ رؤس الاشہاد (علی الاعلان) سوال فرمائے گا اور لوگوں کے اعضاء ان کے کرتوتوں کو بیان کریں گے اور بھرے مجمع میں خوب رسوائیاں ہوں گی۔

مؤمنین میں سے کچھ لوگوں کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے تو خدا عزوجل کے فضل کی بناء پر ان لوگوں سے بہت آسان حساب لیا جائے گا اور کچھ لوگوں کو ان کے نامۂ اعمال پیٹھ کے پیچھے سے ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے تو ان لوگوں سے خدا عزوجل کے عدل کی بناء پر بڑا سخت حساب لیا جائے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: تو وہ جس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے عنقریب آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوش

وخرم ہو کر پلٹیں گے اور وہ جس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا' وہ عنقریب موت مانگے اور بھڑکتی آگ میں داخل ہو گا۔

(پ۳۰' سورۃ الانشقاق)

الغرض! خداوند قہار و جبار عزوجل کے دربار میں حسابِ اعمال کا مرحلہ نہایت ہی دل دوز' بے حد خطرناک' انتہائی روح فرسا و جان سوز ہے' ارحم الراحمین اپنا فضل و کرم فرمائے اور تمام مؤمنین اہل سنت و جماعت کو اس پُرخطر منزل سے سلامتی و عافیت کے ساتھ گزار کر منزلِ مقصود پر پہنچائے اور جہنم سے نجات عطاء فرما کر جنت کی دائمی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔(آمین بحرمة النبی الامین علیه الصلوٰة والسلام ابد الأبدین برحمتك یا ارحم الراحمین)

## (۱۰) جہنم و جنت میں داخلہ کیونکر ہو گا؟

### جہنم کے قیدی

جہنم چونکہ عتابِ خداوندی اور اس کے عذاب و عتاب کا مظہر ہے' اس لیے اس کے دروازے غضبِ الٰہی کے نشان ہیں' جہنمیوں کو عذاب کے فرشتے گروہ در گروہ نہایت ذلت و حقارت کے ساتھ اپنی ڈانٹ ڈپٹ اور کرخت آوازوں سے جانوروں کی طرح ہانکتے ہوئے جہنم کے پھاٹکوں کی طرف چلاتے ہوں گے اور جہنمی گروہ منہ لٹکائے نہایت ہی غمگین و حزین صورت بنائے' جبکہ ان کے چہرے سیاہ اور خوف و ہراس اور مایوسی و نامرادی کی وجہ سے ان پر دھوئیں اُڑ رہے ہوں گے۔ شرم و ندامت سے سر جھکائے' آنکھیں نیچے کیے ہوئے جہنم میں داخل کرنے کے لیے لائے جائیں گے اور جیسے ہی جہنم کے بڑے بڑے دروازوں پر پہنچیں گے تو پہلے فرشتوں کی لعنت و ملامت اور ان کی دھتکار و پھٹکار سنیں گے' پھر عذابِ جہنم کے فرشتے اپنی نہایت ہی سخت و کرخت آوازوں میں ڈانٹ کر ان سے پوچھیں گے کہ کیا دنیا میں خداعزوجل کے رسول تمہارے پاس تمہیں خداعزوجل کی آیتیں سنانے اور اس بُرے دن سے ڈرانے کے لیے نہیں آئے

تھے؟ تو سب اپنے جرم کا اقرار کریں گے' اور کہیں گے کہ کیوں نہیں! اللہ عزوجل کے رسول ہمارے پاس آئے تھے اور انہوں نے طرح طرح سے ہم لوگوں کو سمجھایا اور اس دن کے عذاب سے ہمیں ڈرایا تھا' مگر ہماری شامت تھی کہ ہم نے ان کی صداقت اور حقانیت بھری تقریروں کو جھٹلایا' جس کا انجام ہم نے آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ہم پر عذاب کی بات پوری ہو کر رہی' پھر عذاب کے فرشتے یہ کہہ کر انہیں ذلت کے ساتھ جہنم میں پھینک دیں گے کہ جاؤ! اب جہنم میں چلے جاؤ' جہاں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہیں عذابوں میں گرفتار ہو کر رہنا ہے' اور یہ جہنم متکبروں کا اتنا بُرا اور اس قدر بدترین ٹھکانا ہے کہ اس سے زیادہ بُرا اور اس سے بڑھ کر بدترین ٹھکانہ کوئی سوچا ہی نہیں جا سکتا۔ چنانچہ قرآن نے اپنے معجزانہ اندازِ بیان میں اس ہولناک منظر کی تصویر کشی کرتے ہوئے فرمایا کہ:

(ترجمہ کنزالایمان) اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ در گروہ' یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے تو دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے: کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کے ملنے سے ڈراتے تھے' کہیں گے: کیوں نہیں! مگر عذاب کا قول کافروں پر برحق ہوا' فرمایا جائے گا: چلے جاؤ! جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے کے لیے تو کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے وہ متکبروں کا۔ (پ۲۴' الزمر: ۷۱۔۷۲)

## جنت کے مہمان

جنتی اپنی اپنی سواریوں پر نہایت ہی احترام سے لائے جائیں گے' وہ گروہ در گروہ جنت کی طرف تعظیم و تکریم کے ساتھ بُلائے جائیں گے اور جب اس مقدس گروہ کی رسائی جنت کے شاندار دروازوں کے پاس ہو گی تو ایک دم تمام دروازے کھل جائیں گے اور استقبال کرنے والے ملائکہ کی مقدس جماعت ہر طرف سے سلام و اکرام اور خوش

آمدید کا نعرہ بلند کرے گی۔ جنتی نہایت ہی ہشاش بشاش اور خوش و خرم ہو کر جنت میں داخل ہوں گے اور یہ کہتے ہوں گے کہ الحمد للہ خداوند تعالیٰ نے اپنا وعدہ ہمیں سچ کر دکھایا اور ہمیں اس زمین جنت کا وارث بنا دیا کہ ہم جہاں چاہیں رہیں تو واہ واہ! عمل صالح کرنے والوں کا ثواب کیا ہی خوب ہے اور عرش کے گرد حلقہ باندھے ہوئے جذبۂ سرور و جوش و مسرت کے ساتھ ملائکہ مقربین حمد و تسبیح الٰہی کا نعرہ لگاتے ہوں گے۔

چنانچہ قرآن مجید اپنے قدسی انداز میں اس کی منظر کشی کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ در گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی' یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ سلام تم پر تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے کے لیے اور جنتی کہیں گے کہ سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں' جہاں چاہیں تو کیا ہی بہتر بدلہ ہے نیک عمل کرنے والوں کا اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ باندھے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بول رہے ہوں گے اور لوگوں میں سچا فیصلہ کر دیا جائے گا اور (ہر طرف) سے یہی کہا جائے گا کہ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ (پ۲۴' الزمر: ۷۵)

بہر حال دخولِ جہنم اور جنت میں داخلہ کا منظر بہت ہی عبرت خیز و نصیحت آموز ہے' ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جہنم میں لے جانے والے عقائد و اعمال سے توبہ کرے اور کبھی بھی ان اعمال کا مرتکب نہ ہو اور جنت میں لے جانے والے عقائد و اعمال پر مستقیم رہ کر ان عقائد و اعمال کا زندگی بھر پابند رہے' کون کون سے اعمال جہنم میں

لے جانے والے ہیں؟ اور کون کون سے اعمالِ صالحہ جنت میں لے جانے والے ہیں؟ اس سلسلے میں ہماری دو کتابیں جہنم کے خطرات اور بہشت کی کنجیاں پڑھ لینی ضروری ہیں۔

**واللہ تعالیٰ ھو الموفق وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیرِ خلقہٖ محمدٍ وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین والحمد للہ رب العالمین ۔**

# ضروری ہدایت برائے مریدین و متعلقین

(۱) مذہب اہل سنت و جماعت پر نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم وثابت قدم رہیں، جس پر علمائے حرمین شریفین اور ہندوستان میں حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی وحضرت مولانا بحر العلم لکھنوی وحضرت مولانا فضل حق خیرآبادی وحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ رہے ہیں۔ اہل سنت وجماعت کے جتنے مخالف مثلاً وہابی، نجدی، دیوبندی، رافضی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی وغیرہم ہیں، سب سے جدا رہیں اور سب کو اپنا دشمن ومخالف جانیں۔ ان کا وعظ نہ سنیں۔ ان کی صحبت میں نہ بیٹھیں، ان کی کتابوں کو نہ پڑھیں کہ شیطان کو معاذ اللہ دل میں وسوسہ ڈالتے کچھ دیر نہیں لگتی، آدمی کو جہاں اپنی جان ومال یا آبرو کا اندیشہ ہو وہاں ہرگز نہ جائے، دین وایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہے، لہٰذا اس کی محافظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے، مال اور دنیا کی عزت دنیا کی زندگی تک ہی ہے، دین وایمان سے آخرت کی دائمی زندگی میں کام پڑتا ہے، لہٰذا ان کی فکر سب سے لازم وضروری ہے۔

(۲) نماز پنجگانہ کی پابندی ضروری ہے، مردوں کو مسجد وجماعت کی حاضری بھی لازم ہے، بے نمازی اور بلا عذر جماعت چھوڑنے والا فاسق وگنہگار ہے، بے نمازی وہی نہیں جو کبھی نماز نہ پڑھے، بلکہ جو ایک وقت کی نماز بھی قصداً چھوڑ دے، بے نماز ہے، کسی کی نوکری اور ملازمت یا تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضاء کر دینی سخت ناشکری اور بہت بڑی نادانی ہے، کوئی آقا یہاں تک کہ اگر کافر کا بھی

نوکر ہو تو اپنے ملازم کو نماز سے نہیں روک سکتا اور اگر کوئی آقا ملازم کو نماز سے منع کرے تو ایسی نوکری ہی قطعی حرام ہے' یاد رکھو کہ نماز چھوڑ کر کوئی رزق کا ذریعہ برکت نہیں لاسکتا۔ رزق تو اسی کے قبضہ میں ہے جس نے نماز فرض کی ہے اور وہ نماز چھوڑنے پر سخت غضب فرماتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

(۳) جتنی نمازیں قضاء ہوئی ہیں' بالغ ہونے کے وقت سے سب کا حساب لگائیں کہ تخمینے میں کوئی نماز نہ رہ جائے' زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدرِ طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کریں' کاہلی نہ کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں اور جب تک فرض ذمہ پر باقی ہوتا ہے' کوئی نفل قبول نہیں ہوتا' جب چند نمازیں قضاء ہوں مثلاً سو بار کی فجر قضاء ہے تو ہر بار یوں نیت کریں کہ سب میں وہ پہلی فجر جو مجھ سے قضاء ہوئی' یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں سب سے پہلی ہے' میں وہ پڑھ رہا ہوں' اسی طرح ظہر و عصر وغیرہ ہر نماز میں نیت کریں' فقط فرض و وتر یعنی ہر دن کی بیس رکعتیں قضاء میں پڑھی جائیں گی' سنتوں اور نفلوں کی قضاء ضروری نہیں۔

(۴) جتنے روزے بھی قضاء ہوئے ہوں' دوسرا رمضان آنے سے پہلے ادا کر لیے جائیں' کیونکہ جب تک پچھلے رمضان کے روزوں کی قضاء نہ کر لی جائے' اگلے روزے قبول نہیں ہوتے۔

(۵) جو صاحبِ مال ہیں وہ زکوٰۃ بھی دیں' جتنے برسوں کی نہ دی ہو فوراً حساب لگا کر ادا کریں' ہر سال کی زکوٰۃ سال تمام ہونے سے پہلے دیں' سال تمام ہونے کے بعد دیر لگانا گناہ ہے۔ لہٰذا شروع سال سے رفتہ رفتہ دیتے رہیں' سال تمام ہونے پر حساب کریں' اگر ادا ہو چکی تو بہتر' ورنہ جتنی باقی ہو فوراً دے دیں اور اگر کچھ زیادہ نکل گیا ہے تو آئندہ سال میں جمع کر لیں۔

(۶) صاحبِ استطاعت پر حج بھی فرض ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کی فرضیت بیان کر کے فرمایا کہ:

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ۴ آل عمران:۹۷)

یعنی جو کفر کرے تو اللہ سارے جہاں سے بے پرواہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج چھوڑنے والے کو فرمایا ہے کہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

(۷) کذب، فحش، چغلی، غیبت، زنا، لواطت، ظلم، خیانت، بدکاری اور تکبر وغیرہ ہر گناہ اور ہر بُری خصلت سے بچیں جو ان باتوں کا عامل رہے گا، اللہ و رسول کے وعدے سے اس کے لیے جنت ہے۔

جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم .

باب نمبر3:

# خوفِ خدا کے فضائل

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ مختصر سی زندگی کے ایام گزارنے کے بعد ہر ایک کو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوکر تمام اعمال کا حساب دینا ہے، جس کے بعد رحمت الٰہی عزوجل ہماری طرف متوجہ ہونے کی صورت میں جنت کی اعلیٰ نعمتیں ہمارا مقدر بنیں گی یا پھر گناہوں کی شامت کے سبب جہنم کی ہولناک سزائیں ہمارا نصیب ہوں گی۔(والعیاذ باللہ)

لہٰذا اس دنیاوی زندگی کی رونقوں، مسرتوں اور عنایتوں میں کھو کر حساب آخرت کے بارے میں غفلت کا شکار ہو جانا یقیناً نادانی ہے۔ یاد رکھئے! ہماری نجات اسی میں ہے کہ ہم ربِ کائنات عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اپنے لیے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں اور گناہوں کے ارتکاب سے پرہیز کریں۔ اس مقصدِ عظیم میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے دل میں خوفِ خدا عزوجل کا ہونا بھی بے حد ضروری ہے کیونکہ جب تک یہ نعمت حاصل نہ ہو گناہوں سے فرار اور نیکیوں سے پیار تقریباً ناممکن ہے اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول میں کامیابی کی خواہش رکھنے والے اسلامی بھائی اور اسلامی بہنوں کے لیے درج ذیل سطور کا مطالعہ بے حد مفید ثابت ہوگا۔

## خوفِ خدا کا مطلب

یاد رکھئے کہ مطلقاً خوف سے مراد وہ قلبی کیفیت ہے جو کسی ناپسندیدہ امر کے پیش

آنے کی توقع کے سبب پیدا ہو مثلاً پھل کاٹتے ہوئے چھری سے ہاتھ کے زخمی ہو جانے کا ڈر......

جبکہ خوفِ خدا عزوجل کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی، اس کی ناراضگی، اس کی گرفت اور اس کی طرف سے دی جانے والی سزاؤں کا سوچ کر انسان کا دل گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائے۔ (ماخوذ من احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ج۴)

رب العالمین جل جلالہٗ نے خود قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس صفت کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے، جسے درج ذیل آیات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

(۱) وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ (پ۵، النساء: ۱۳۱)

(ترجمہ کنزالایمان:) اور بے شک تاکید فرما دی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ (پ۲۲، الاحزاب: ۷۰)

(ترجمہ کنزالایمان:) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔

(۳) فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ (پ۶، المائدہ: ۳)

(ترجمہ کنزالایمان:) تو ان سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو۔

(۴) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۔ (پ۴، النساء: ۱)

(ترجمہ کنزالایمان:) اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔

(۵) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (پ۴، آل عمران: ۱۰۲)

(ترجمہ کنزالایمان:) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔

(۶) وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ○ (پ۴' آل عمران:۱۷۵)

(ترجمہ کنزالایمان:) اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

(۷) وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ○ (پ۱' البقرہ:۴۰)

(ترجمہ کنزالایمان:) اور خاص میرا ہی ڈر رکھو۔

(۸) يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط ۔ (پ۳' آل عمران:۲۸)

(ترجمہ کنزالایمان:) اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈرتا ہے۔

(۹) وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ قف ۔ (پ۳' البقرہ:۲۸۱)

(ترجمہ کنزالایمان:) اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے۔

پیارے آقا احمد مجتبیٰ' محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے نکلنے والے ان مقدس کلمات کو بھی ملاحظہ فرمائیں' جن میں آپ نے اس صفتِ عظیمہ کو اپنانے کی تاکید فرمائی ہے' چنانچہ:

(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر تم مجھ سے ملنا چاہتے ہو' تو میرے بعد خوف زیادہ رکھنا۔ (احیاء العلوم' کتاب الخوف والرجاء ج۴' ص ۱۹۸)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حکمت کی اصل اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔
(شعب الایمان' باب فی خوف من اللہ تعالیٰ ج ا ص ۴۷۰' رقم الحدیث: ۷۴۳)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو نہایت اہم چیزوں کو نہ بھولنا: جنت اور دوزخ۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے' حتیٰ کہ آنسوؤں سے آپ کی داڑھی مبارک تر ہو

گئی۔ پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو جنگلوں میں نکل جاؤ اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگو۔

(مکاشفۃ القلوب ص ۳۱۶)

قرآن مجید اور احادیث کریمہ کے ساتھ ساتھ اکابرینِ اسلام کے اقوال میں بھی خوفِ خدا عزوجل کے حصول کی نصیحتیں موجود ہیں' جیسا کہ:

(۱) حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو فرمایا: اے میرے بیٹے! تم سفلہ بننے سے بچنا' اس نے عرض کی کہ سفلہ کون ہے؟ فرمایا: جو ربِ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ (شعب الایمان' باب الخوف من اللہ ج ا ص ۴۸۰' رقم الحدیث: ۷۷۱)

(۲) حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وقتِ وفات قریب آیا' تو کسی نے عرض کی: مجھے کچھ وصیت ارشاد فرمائیں۔ ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے' اپنے گھر کو لازم پکڑنے' اپنی زبان کی حفاظت کرنے اور اپنی خطاؤں پر رونے کی وصیت کرتا ہوں۔

(شعب الایمان' باب فی الخوف من اللہ ج ا ص ۵۰۳' رقم الحدیث: ۸۴۴)

(۳) حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: توریت میں لکھا ہے کہ جو بارگاہِ الٰہی میں سمجھ دار بننا چاہے تو اسے چاہیے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف پیدا کرے۔ (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد ص ۱۳۲)

(۴) حضرت سیّدنا امام ابوالفرج ابن جوزی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خوفِ الٰہی ایسی ہی آگ ہے جو شہوات کو جلا دیتی ہے' اس کی فضیلت اتنی ہی زیادہ ہوگی جتنا زیادہ یہ شہوات کو جلائے اور جس قدر یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکے اور اطاعت کی ترغیب دے اور کیوں نہ ہو کہ اس کے ذریعہ پاکیزگی' ورع' تقویٰ اور مجاہدہ' نیز اللہ تعالیٰ کا قرب عطاء کرنے والے اعمال حاصل ہوتے ہیں۔

(مکاشفۃ القلوب ص ۱۹۸)

(۵) حضرت سیّدنا سلیمان دارانی نے فرمایا: جس دل سے خوف دور ہو جاتا ہے' وہ ویران ہو جاتا ہے۔ (احیاء العلوم' کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۱۹۹)

(۶) حضرت سیّدنا ابوالحسن فرماتے ہیں: نیک بختی کی علامت بدبختی سے ڈرنا ہے کیونکہ خوف اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان لگام ہے' جب یہ لگام ٹوٹ جائے تو بندہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جاتا ہے۔

(احیاء العلوم' کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۱۹۹)

(۷) حضرت سیّدنا ابوسلیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خوفِ خدا عزّوجل دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی کی اصل ہے۔

(شعب الایمان فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ا ص ۵۱۰' رقم الحدیث: ۸۷۵)

قرآن پاک' احادیث مبارکہ اور بزرگانِ دین کے اقوال میں خوفِ خدا عزّوجل سے متعلق احکامات ملاحظہ کرنے کے بعد اس کے حصول کا طریقہ سیکھنے سے قبل یہ جان لینا مفید رہے گا کہ حضرت سیّدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کی روشنی میں خوف کے تین درجات ہیں:

پہلا: ضعیف (یعنی کمزور) یہ وہ خوف ہے جو انسان کو کسی نیکی کے اپنانے اور گناہ کو چھوڑنے پر آمادہ کرنے کی قوت نہ رکھتا ہو' مثلاً جہنم کی سزاؤں کے حالات سن کر محض جھری جھری لے کر رہ جانا اور پھر سے غفلت و معصیت میں گرفتار ہو جانا۔

دوسرا: معتدل (یعنی متوسط) یہ وہ خوف ہے جو انسان کو کسی نیکی کے اپنانے اور گناہ کو چھوڑنے پر آمادہ کرنے کی قوت رکھتا ہو' مثلاً عذابِ آخرت کی وعیدوں کو سن کر ان سے بچنے کے لیے عملی کوشش کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ ربِ تعالیٰ سے اُمید رحمت بھی رکھنا۔

تیسرا: قوی (یعنی مضبوط) یہ وہ خوف ہے جو انسان کو نا اُمیدی' بے ہوشی اور بیماری وغیرہ میں مبتلا کر دے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے غضب وغیرہ کا سن کر اپنی مغفرت سے نا اُمید

ہو جانا۔

یہ بھی یاد رہے کہ ان سب میں بہتر درجہ ''معتدل'' ہے کیونکہ خوف ایک ایسے تازیانے کی مثل ہے جو کسی جانور کو تیز چلانے کے لیے مارا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر اس تازیانے کی ضرب اتنی ''ضعیف'' ہو کہ جانور کی رفتار میں ذرا بھر بھی اضافہ نہ ہو' تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور اگر یہ ضرب اتنی ''قوی'' ہو کہ جانور اس کی تاب نہ لا سکے اور اتنا زخمی ہو جائے کہ اس کے لیے چلنا ہی ممکن نہ رہے تو یہ بھی نفع بخش نہیں اور اگر یہ ''معتدل'' ہو کہ جانور کی رفتار میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو جائے اور وہ زخمی بھی نہ ہو' تو یہ ضرب بے حد مفید ہے۔ (ماخوذ من احیاء العلوم' کتاب الخوف والرجاء ج ۴)

ہو سکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ خوفِ خدا عزوجل تو ایک قلبی کیفیت کا نام ہے' ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ ہمارے دل میں ربِ تعالیٰ کا خوف موجود ہے اور اگر ہے تو بیان کردہ درجات میں کس نوعیت کا ہے؟ یاد رکھئے کہ عموماً ہر کیفیتِ قلبی کی کچھ علامات ہوتی ہیں' جن کی بناء پر پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ وہ کیفیت دل میں پائی جا رہی ہے یا نہیں؟ اسی طرح خوفِ الٰہی عزوجل کی چند علامات ہیں' جن کے سبب ہمیں اپنی قلبی کیفیت کا اندازہ کرنے میں دقت پیش نہیں آئے گی۔ چنانچہ حضرت سیّدنا فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خوف کی علامات آٹھ چیزوں میں ظاہر ہوتی ہیں:

(۱) انسان کی زبان میں' وہ اس طرح کہ ربِ تعالیٰ کا خوف اس کی زبان کو جھوٹ' غیبت' فضول گوئی سے روکے گا اور اُسے ذکر اللہ عزوجل' تلاوتِ قرآن اور علمی گفتگو میں مشغول رکھے گا۔

(۲) اس کے شکم میں' وہ اس طرح کہ وہ اپنے پیٹ میں حرام کو داخل نہ کرے گا اور حلال چیز بھی بقدرِ ضرورت کھائے گا۔

(۳) اس کی آنکھ میں' وہ اس طرح کہ وہ اسے حرام دیکھنے سے بچائے گا اور دنیا کی

طرف رغبت سے نہیں بلکہ حصولِ عبرت کے لیے دیکھے گا۔

(۴) اس کے ہاتھ میں، وہ اس طرح کہ وہ کبھی بھی اپنے ہاتھ کو حرام کی جانب نہیں بڑھائے گا بلکہ ہمیشہ اطاعتِ الٰہی عزوجل میں استعمال کرے گا۔

(۵) اس کے قدموں میں، وہ اس طرح کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہیں اُٹھائے گا بلکہ اس کے حکم کی اطاعت کے لیے اُٹھائے گا۔

(۶) اس کے دل میں، وہ اس طرح کہ وہ اپنے دل سے بغض، کینہ اور مسلمان بھائیوں سے حسد کرنے کو دور کردے اور اس میں خیر خواہی اور مسلمانوں سے نرمی کا سلوک کرنے کا جذبہ بیدار کرے۔

(۷) اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں، اس طرح کہ وہ فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عبادت کرے اور ریاء ونفاق سے خائف رہے۔

(۸) اس کی سماعت میں، اس طرح کہ وہ جائز بات کے علاوہ کچھ نہ سنے۔

(درۃ الناصحین المجلس الثلاثون ص ۱۲۷)

اس تفصیل سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ قبر وحشر اور حساب ومیزان وغیرہ کے حالات سن کر یا پڑھ کر محض چند آہیں بھر لینا یا اپنے سر کو چند بار اِدھر اُدھر پھیر لینا یا کفِ افسوس مل لینا، یا پھر چند آنسو بہا لینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ خوفِ خدا عزوجل کے عملی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے گناہوں کا ترک کردینا اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول ہوجانا بھی اُخروی نجات کے لیے بے حد ضروری ہے۔

ان تمام گناہوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی جان لیجئے کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت دل پر خوفِ خدا کی کیفیت غالب رہے کیونکہ دل کی کیفیات کسی نہ کسی وجہ سے تبدیل ہوتی رہتی ہے، اس پر کبھی ایک کیفیت غالب ہوتی ہے کبھی دوسری۔ اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے، چنانچہ:

حضرت سیّدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ

اقدس میں حاضر تھے' آپ نے ہمیں کچھ نصیحتیں ارشاد فرمائیں' جن کو سن کر ہمارے دل نرم ہو گئے' ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ہم نے اپنے آپ کو پہچان لیا' پھر جب میں اپنے گھر پہنچا اور میری بیوی میرے قریب آئی تو ہمارے درمیان دنیوی گفتگو ہونے لگی' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میرے دل پر جو کیفیت طاری ہوئی تھی' تبدیل ہو گئی اور ہم دنیا کے کاموں میں مشغول ہو گئے' پھر جب مجھے وہ بات یاد آئی تو میں نے دل ہی دل میں کہا کہ میں تو منافق ہو گیا ہوں' کیونکہ جو خوف اور رقت مجھے پہلے حاصل تھی وہ تبدیل ہو گئی۔ چنانچہ میں گھبرا کر باہر نکلا اور پکار کر کہنے لگا: حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے سامنے تشریف لائے اور فرمایا: ہرگز نہیں! حنظلہ منافق نہیں ہوا۔ بالآخر میں یہی بات کہتے کہتے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ گیا۔ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز نہیں! حنظلہ منافق نہیں ہوا۔ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب ہم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے تو آپ نے ہمیں وعظ فرمایا' جس کو سن کر ہمارے دل دہل گئے' آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ہم نے اپنے آپ کو پہچان لیا' اس کے بعد میں اپنے گھر والوں کی طرف پلٹا اور ہم دنیاوی باتوں میں مشغول ہو گئے' جس کے سبب آپ کی بارگاہ میں پیدا ہونے والا سوز و گداز رخصت ہو گیا۔ (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حنظلہ! اگر تم ہمیشہ اسی حالت پر رہتے تو فرشتے راستے اور تمہارے بستر پر تم سے مصافحہ کرتے' لیکن یہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔

(احیاء العلوم' کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۰۱)

خوف خدا کے احکام اور اس کی مختصری وضاحت جان لینے کے بعد ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ اب تک ہم اپنی زندگی کی کتنی سانسیں لے چکے ہیں' اس دنیائے فانی میں اپنی حیات کے کتنے ایام گزار چکے ہیں' بچپن' جوانی' بڑھاپے میں سے اپنی عمر کے کتنے ادوار ہم گزار چکے ہیں؟ اور اس دوران کتنی مرتبہ ہم نے اس نعمت عظمیٰ کو اپنے دل میں

محسوس کیا؟ کیا کبھی ہمارے بدن پر بھی اللہ عزوجل کے ڈر سے لرزہ طاری ہوا؟ کیا کبھی ہماری آنکھوں سے خشیت الٰہی عزوجل کی وجہ سے آنسو نکلے؟ کیا کبھی کسی گناہ کے لیے اُٹھے ہوئے ہمارے قدم اس کے نتیجے میں ملنے والی سزا کا سوچ کر واپس ہوئے؟ کیا کبھی ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری اور اس کی طرف سے کی جانے والی گرفت کے ڈر سے زندگی کی کوئی رات آنکھوں میں کاٹی؟ کیا کبھی ربِ تعالیٰ کی ناراضگی کا سوچ کر ہمیں گناہوں سے وحشت محسوس ہوئی؟ کیا کبھی اپنے مالک عزوجل کی رضا کو پالینے کی خواہش سے ہمارے دل کی دنیا زیروزبر ہوئی؟

اگر جواب ہاں میں ہو تو سوچئے کہ اگر ہم نے ان کیفیات کو محسوس بھی کیا تو کیا خوفِ خدا کے عملی تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل کی یا محض ان کیفیات کے دل پر طاری ہونے پر مطمئن ہو گئے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے ہیں اور مختلف گناہوں سے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنے کا عمل بدستور جاری رکھا اور نیکیوں سے محرومی کا تسلسل بھی نہ ٹوٹ سکا؟ صرف یہی نہیں بلکہ ان کیفیات کے بار بار احساس کے لیے کوئی دعا بھی لبوں پر نہ آئی۔

اور اگر ان سوالات کا جواب نفی ہے تو آیئے غور کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ گناہوں کی کثرت کے نتیجے میں ہمارا دل سخت سے سخت تر ہو چکا ہو، جس کی وجہ سے ہم ان کیفیات سے اب تک ناآشنا ہوں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو مقامِ تشویش ہے کہ ہماری قساوتِ قلبی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی غفلت کہیں ہمیں جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں نہ گرا دے۔ (والعیاذ باللہ)

قلب پتھر سے بھی سختی میں بڑھا جاتا ہے
دل پر اک خول سیاہی کا چڑھا جاتا ہے

اس سے پہلے کہ ہماری سانسوں کی آمد و رفت رک جائے اور سوائے احساسِ زیاں کے ہمارے دامن میں کچھ بھی نہ ہو، ہم اپنی آخرت کی بہتری کے لیے اس صفتِ عظیمہ کو

اپنانے کی جدوجہد میں لگ جائیں' خوفِ خدا عزوجل کی اس عظیم نعمت کے حصول کے لیے عملی کوشش کے سلسلے میں درج ذیل اُمور مددگار ثابت ہوں گے۔(انشاءاللہ عزوجل)

(۱) ربِ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ اور اس نعمت کے حصول کی دعا کرنا۔

(۲) قرآن عظیم واحادیث مبارکہ میں وارد ہونے والے خوفِ خدا عزوجل کے فضائل پیش نظر رکھنا۔

(۳) اپنی کمزوری وناتوانی کو سامنے رکھ کر جہنم کے عذابات پر غور وفکر کرنا۔

(۴) خوفِ خدا کے حوالے سے اسلاف کے حالات کا مطالعہ کرنا۔

(۵) خود احتسابی کی عادت اپنانے کی کوشش کرتے ہوئے فکر مدینہ کرنا۔

(٦) ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا جو اس صفتِ عظیمہ سے متصف ہوں۔

## ان اُمور کی تفصیل

### (۱) ربِ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرنا اور اس نعمت کے حصول کی دعا کرنا

جس طرح طویل دنیاوی سفر پر تنہا روانہ ہوتے وقت عموماً ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ کم سے کم سامان اپنے ساتھ رکھیں تاکہ ہمارا سفر قدرے آرام سے گزرے اور ہمیں زیادہ پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے' بالکل اسی طرح سفرِ آخرت کو کامیابی سے طے کرنے کی خواہش رکھنے والے کو چاہیے کہ روانگی سے قبل گناہوں کا بوجھ اپنے کندھوں سے اتارنے کی کوشش کرے کہ کہیں یہ بوجھ اسے تھکا کر کامیابی کی منزل پر پہنچنے سے محروم نہ کر دے اور اس بوجھ سے چھٹکارے کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں سچی توبہ کرے' کیونکہ سچی توبہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتی ہے جیسے کبھی کیے ہی نہ تھے۔ جیسا کہ سرورِ دو عالم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''التائب من الذنب کمن لاذنب لہ ''یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۹۲' رقم الحدیث: ۱۰۲۴۵)

اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ سچی توبہ سے مراد یہ ہے کہ بندہ کسی گناہ کواللہ کی نافرمانی جان کراس پرنادم ہوتے ہوئے رب عزوجل سے معافی طلب کرےاورآئندہ کے لیے اس گناہ سے بچنے کا پختہ ارادہ کرتے ہوئے اس گناہ کے ازالہ کے لیےکوشش کرے،یعنی نماز قضاء تھی تواب ادا کرے،چوری کی تھی یارشوت لی تھی توبعدتوبہ وہ مال اصل مالک کو واپس کردے یااس سے معاف کروالے یامالک نہ ملنے کی صورت میں اس کی طرف سے راہِ خدامیں صدقہ کردے۔(علیٰ ھذاالقیاس)

(ماخوذ من الفتاوی الرضویہ ج ۱۰ص ۹۷'النصف الاوّل)

### اوردعااس طرح کرے:

اے میرے مالک عزوجل!تیرایہ کمزوروناتواں بندہ دنیاوآخرت میں کامیابی کے لیے تیرے خوف کواپنے دل میں بسانا چاہتا ہے۔اے میرے رب عزوجل!میں گناہوں کی غلاظت سے لتھڑا ہوا بدن لیے تیری پاک بارگاہ میں حاضر ہوں۔اے میرے پروردگار!مجھے معاف فرمادے اورآئندہ زندگی میں گناہوں سے بچنے کے لیے اس صفت کواپنانے کے سلسلے میں بھرپورعملی کوشش کرنے کی توفیق عطاء فرمادے اوراس کوشش کوکامیابی کی منزل پرپہنچادے۔اے اللہ عزوجل!مجھے اپنے خوف سے معموردل؛ رونے والی آنکھ اورلرزنے والابدن عطاءفرما۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم!

یارب! میں تیرے خوف سے روتا رہوں ہر دم
دیوانہ شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنا دے

### (۲) قرآن عظیم اور احادیث مبارکہ میں وارد ہونے والے خوفِ خدا عزوجل کے فضائل پیش نظر رکھنا

فطری طورپرانسان ہراس چیز کی طرف آسانی سے مائل ہوجاتا ہے جس میں اسے کوئی فائدہ نظرآئے۔اس تقاضے کے پیش نظرہمیں چاہیے کہ قرآن پاک میں بیان کردہ خوفِ خداعزوجل کے فضائل سے متعلق درج ذیل آیات کابغورمطالعہ کریں۔

## دو جنتوں کی بشارت

سورۂ رحمٰن میں خوفِ خدا عزوجل رکھنے والوں کے لیے دو جنتوں کی بشارت سنائی گئی ہے' چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ (پ۲۷' الرحمٰن:۴۶)

(ترجمہ کنزالایمان:) اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے' اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

## آخرت میں کامیابی

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو آخرت میں کامیابی کی نوید سنائی گئی ہے' جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (پ۲۵' الزخرف:۳۵)

(ترجمہ کنزالایمان:) اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو!

سلطانِ مدینہ' فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے نکلنے والے خوفِ خدا عزوجل کے فضائل بھی ملاحظہ ہوں!

## اسے امن میں رکھوں گا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کروں گا اور نہ اس کے لیے دو امن جمع کروں گا۔ اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف رہے تو میں قیامت کے دن اسے خوف میں مبتلا کروں گا' اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہے تو میں بروزِ قیامت اسے امن میں رکھوں گا۔

(شعب الایمان' باب الخوف من اللہ ج ا ص ۴۸۳' رقم الحدیث: ۷۷۷)

## ہر چیز اس سے ڈرتی ہے

سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، ہر چیز اُس سے ڈرتی ہے تو جو اللہ کے سوا کسی سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر شے سے خوف زدہ کرتا ہے۔

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ص ۵۴۱، رقم الحدیث: ۹۸۴)

## جہنم سے رہائی

سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مؤمن کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو نکلتا ہے، اگرچہ مکھی کے پر کے برابر ہو، پھر اس کے چہرے کی گرمی کی وجہ سے اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ص ۴۸۰، رقم الحدیث: ۸۰۲)

## جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مؤمن کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزتا ہے تو اس کی خطائیں اس طرح جھڑتی ہیں جیسے درخت سے اس کے پتے جھڑتے ہیں۔ (شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ص ۴۹۱، رقم الحدیث: ۸۰۳)

## اسے آگ سے نکالو

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اسے آگ سے نکالو جس نے مجھے کبھی یاد کیا ہو یا کسی مقام میں میرا خوف کیا ہو۔ (شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ص ۴۷۰، رقم الحدیث: ۸۴۰)

## جس سے وہ ڈرتا ہے

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے نوجوان کے پاس تشریف لائے جو قریب المرگ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے معافی کی اُمید ہے اور میں گناہوں کی وجہ سے اللہ

سے ڈرتا بھی ہوں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسی حالت میں جب بھی یہ دو باتیں جمع ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی اُمید کے مطابق اسے عطاء کرتا ہے اور اس چیز سے محفوظ رکھتا ہے، جس سے وہ ڈرتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، رقم الحدیث: ۴۲۶۱، ص ۴۹۶)

## سبز موتیوں کا محل

حضرت سیّدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبز موتیوں کا ایک محل پیدا فرمایا ہے، جس میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں، اس میں وہ شخص داخل ہوگا جس کے سامنے حرام پیش کیا جائے اور وہ محض اللہ کے خوف سے اسے چھوڑ دے۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۱۰)

## کامل عقل والا

مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے سب سے بڑھ کر کامل عقل والا وہ ہے جو ربِ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہے اور تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی (یعنی احکام) میں زیادہ غور کرتا ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجا، ج ۴، ص ۱۹۹)

## عرشِ الٰہی کے سائے میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے کہ سات قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دے گا جس دن اس سایہ کے سوا کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا: (۱) عادل حکمران (۲) وہ آدمی جس کو کسی منصب و جمال والی عورت نے تنہائی میں اپنے پاس بلایا اور اس نے جواب میں کہا کہ میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں (۳) وہ شخص کہ جس کا دل مسجد میں لگا رہے (۴) وہ نوجوان جس نے بچپن میں قرآن سیکھا اور جوانی میں بھی اس کی تلاوت کرتا ہو (۵) وہ آدمی جس نے چھپا کر صدقہ کیا حتیٰ کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی

خبر نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کتنا خرچ کیا (٦) وہ شخص کے جس نے تنہائی میں اپنے رب عزوجل کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے (٧) وہ آدمی جو کہ اپنے بھائی سے کہے کہ میں تجھ سے اللہ عزوجل کی خاطر محبت رکھتا ہوں اور دوسرا جواب دے کہ میں بھی رضائے الٰہی کے لیے تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ا ص ۴۸۷، رقم الحدیث: ۷۹۳)

## بڑی گھبراہٹ کے دن امن میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے کے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی لونڈی یا عورت پر گناہ کی قدرت پائی، لیکن اسے خدا کے خوف کے سبب چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ اُسے بڑی گھبراہٹ کے دن میں امن نصیب کرے گا، اس کو دوزخ پر حرام اور جنت میں داخل فرمائے گا۔ (ذم الھوٰی ص ۱۹۴)

الحمد للہ عزوجل! ہمارے اسلافِ کرام نے بھی خوفِ خدا عزوجل کے فضائل بیان فرمائے ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

## بھلائی کی طرف راہنمائی

حضرت سیّدنا فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو یہ خوف ہر بھلائی کی طرف اس کی راہنمائی کرتا ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۱۹۸)

## خوفِ خدا عزوجل کا فائدہ

حضرت سیّدنا ابراہیم بن شیبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب دل میں خوفِ خدا عزوجل پیدا ہو جائے تو اس کی شہوات کو توڑ دیتا ہے، دنیا سے بے رغبت کر دیتا ہے اور زبان کو ذکرِ دنیا سے روک دیتا ہے۔

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ا ص ۵۱۳، رقم: ۸۸۶)

## دل کو خالی کرلو

خلیفہ مامون رشید، حضرت سیّدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حصولِ نصیحت کی غرض سے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے دل کو غم اور خوف کے لیے خالی کرلو، یہ تجھے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچائیں گے اور عذابِ جہنم سے چھٹکارا دلائیں گے۔ (شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ا ص ۵۱۴، رقم الحدیث: ۸۸۸)

## ان سے بہتر ساتھی کوئی نہیں

حضرت سیّدنا حاتم اصم رضی اللہ عنہ نے کسی بزرگ کو فرماتے سنا کہ بندے کے لیے غم اور خوف سے بہتر ساتھی کوئی نہیں، غم اس چیز کا کہ پچھلے گناہوں کا کیا بنے گا؟ اور خوف اس بات کا کہ بندہ نہیں جانتا کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ا ص ۵۱۵، رقم الحدیث: ۸۹۵)

کب گناہوں سے کنارہ میں کروں گا یا رب
نیک کب اے میرے اللہ! بنوں گا یا رب
گر تو ناراض ہوا میری ہلاکت ہو گی
ہائے! میں نارِ جہنم میں جلوں گا یا رب

## (۳) اپنی کمزوری کو سامنے رکھ کر جہنم کے عذابات پر غور و تفکر کرنا

اپنے دل میں خوفِ عزوجل بیدار کرنے کے سلسلے میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ انسان جہنم کے عذابات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی ناتوانی پر غور کرے۔ جہنم کے عذابات کی معرفت کے سلسلے میں ذیل کی روایات کا مطالعہ نفع بخش ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ عزوجل!

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری آگ جسے ابن آدم روشن کرتا ہے، جہنم کی آگ سے ستر

درجے کم ہے۔ یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جلانے کے لیے تو یہی کافی ہے۔ ارشاد فرمایا: وہ اس سے اُنہتر (۶۹) درجے زیادہ ہے، ہر درجے میں یہاں کی آگ کے برابر گرمی ہے۔

(صحیح مسلم، باب فی شدۃ الخوف جہنم ص ۱۱۸۷، رقم: ۲۸۴۳)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخ کی آگ ہزار سال بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سرخ ہوگئی، پھر ہزار سال تک بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سفید ہوگئی، پھر ہزار سال تک بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی، پس اب وہ نہایت سیاہ ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ الجہنم ج ۴ ص ۲۶۶، رقم الحدیث: ۲۶۰۰)

(۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری یہ آگ، دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے، اگر یہ دوبارہ نہ بجھائی جاتی تو تم اس سے نفع نہ اُٹھا سکتے تھے، اب یہ آگ خود اللہ تعالیٰ سے التجاء کرتی ہے کہ اسے دوبارہ جہنم میں نہ لوٹایا جائے۔ (سنن ابن ماجہ ج ۴ ص ۵۲۸، رقم الحدیث: ۴۳۱۸)

(۴) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں میں بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے زانوؤں تک آگ کے شعلے پہنچیں گے اور بعض وہ ہوں گے جن کے کمر تک ہوگی اور بعض لوگ جن کے گلے تک آگ کے شعلے ہوں گے۔ (صحیح مسلم، باب صفۃ النار ص ۱۱۹۷، رقم الحدیث: ۲۸۴۵)

(۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس زرد پانی کا ایک قطرہ جو دوزخیوں کے زخموں سے جاری ہوگا، دنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔

(ترمذی، کتاب صفۃ الجہنم ج ۴ ص ۲۶۳، رقم الحدیث: ۲۵۹۴)

(۶) حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں بختی اونٹ کے برابر سانپ ہیں' یہ سانپ ایک مرتبہ کسی کو کاٹے تو اس کا درد اور زہر چالیس برس تک رہے گا اور دوزخ میں پالان بندھے ہوئے خچروں کے مثل بچھو ہیں تو ان کے ایک مرتبہ کاٹنے کا درد چالیس سال تک رہے گا۔ (مشکوۃ المصابیح' باب صفۃ النار واھلہاج ۳ ص ۲۴۰' رقم الحدیث: ۵۶۹۳)

(۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ میں صرف بدنصیب داخل ہوں گے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بدنصیب کون ہیں؟ فرمایا: وہ شخص بدنصیب ہے جس نے خدا عزوجل کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس کی اطاعت نہیں کی اور اللہ کی اطاعت کے لیے گناہ کو نہیں چھوڑا۔

(مشکوۃ المصابیح' باب الصفۃ النار واھلہاج ۳ ص ۲۴۰' رقم الحدیث: ۵۶۹۳)

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب جس کو ہوگا' اسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے' جن سے ان کا دماغ کھولنے لگے گا۔

(صحیح البخاری' باب الصفۃ الجنۃ والنار ص ۱۱۶۵' رقم الحدیث: ۶۵۶۱)

ان عذابات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے بدن کی کمزوری اور ناتوانی پر ذرا غور فرمایئے کہ ہمارے جسم کا ہر ایک عضو کس قدر نازک ہے۔ مثلاً ہماری آنکھیں جو عام حالات میں ہمیں کافی دور تک کے مناظر دکھا دیتی ہیں' اگر ہم کبھی دھوپ سے اُٹھ کر اچانک کسی کمرے میں چلے جائیں تو یہ اتنا بے بس ہو جاتی ہیں کہ بالکل قریب کی چیز بھی نہیں دیکھ پاتیں' اسی طرح کبھی ریت وغیرہ کا ہلکا سا ذرہ بھی ان میں پڑ جائے تو اس کے سبب ہونے والی چبھن ہمارے پورے وجود کو تڑپا کر رکھ دیتی ہے۔

ہمارے کان کس قدر نازک ہیں کہ اگر ان میں چھوٹا سا کیڑا گھس جائے یا ان میں

ورم وغیرہ ہو جائے تو اس کی تکلیف سے ہماری راتوں کی نیند برباد ہو جاتی ہے۔

ہماری زبان جس کی مدد سے ہم مختلف قسم کی چٹ پٹی اور دیگر اشیاء اپنے معدے میں اتارتے ہیں اور مسلسل بول بول کر بعض اوقات دوسروں کو کوفت تک میں مبتلا کر دیتے ہیں، اگر کبھی انجانے میں ہم کوئی انتہائی گرم چیز کھا بیٹھیں تو اس کی حرارت ناقابلِ برداشت ہونے کی وجہ سے اس زبان پر چھالے پڑ جاتے ہیں، چنانچہ ہم کئی دن تک نہ تو کوئی ٹھوس اور مرچ دار چیز کھا پاتے ہیں اور نہ ہی کسی سے اطمینان سے گفتگو کر سکتے ہیں۔

ہمارے پاؤں جن کے ذریعے ہم روزانہ طویل فاصلہ طے کرتے ہیں، اگر یہ بھولے سے کسی گرم انگارے پر جا پڑیں یا کسی وجہ سے زخمی ہو جائیں تو ہمارا چلنا پھرنا دشوار ہو جاتا ہے۔

ہمارے ہاتھ جن کی مدد سے ہم کپڑے پہنتے، کھانا کھاتے، لکھتے، ڈرائیونگ اور دیگر کام سر انجام دیتے ہیں، اگر ان پر ذرا سی خراش آ جائے یا پھنسی وغیرہ ہو جائے تو ہمیں کتنی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بلکہ ہمارا پورا وجود ہی انتہائی نازک اور حساس ہے کہ اگر اس کا درجہ حرارت معمولی سا بڑھ جائے یا ہمارے سر میں ہلکا سا درد ہو جائے تو ہم بستر سے لگ جاتے ہیں، اسی طرح ہماری رگوں میں دوڑنے والے خون کی رفتار میں ذرا سی کمی وبیشی ہو جائے تو بلڈ پریشر کے اس مرض کے نتیجے میں ہمارے روزمرہ کے معمولات بے حد متاثر ہوتے ہیں اور اگر خدانخواستہ کوئی ہمارے سینے میں خنجر یا پستول کی گولیاں اتار دے۔ یا بالفرض کوئی گاڑی ہمیں کچل ڈالے تو تکلیف کی شدت سے پہلے تو ہم بے ہوش ہو جائیں اور پھر غالباً ہماری لاش ہی دیکھنے کو ملے۔

یاد رکھئے کہ یہ تو دنیا میں لاحق ہونے والی تکالیف کی چند مثالیں تھیں، لیکن ذرا تصور کیجئے کہ اگر ہمیں جہنم میں ڈال دیا گیا تو ہمارا یہ نرم ونازک بدن ان ہولناک عذابات کو کس طرح برداشت کر پائے گا؟ حالانکہ یہ تو اتنا کمزور ہے کہ کسی تکلیف کی شدت جب

اپنی انتہا کو پہنچتی ہے تو یہ بے ہوش ہو جاتا ہے یا پھر بے حس وحرکت ہو جاتا ہے، جبکہ جہنم میں پہنچنے والی تکالیف کی شدت کے سبب انسان پر نہ تو بے ہوشی طاری ہوگی اور نہ ہی اسے موت آئے گی۔ آہ! وہ وقت کتنی بے بسی کا ہوگا جس کا تصور کرتے ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ رونے کا مقام نہیں! کیا اب بھی ہماری آنکھوں سے اللہ عزوجل کے خوف کے سبب آنسو نہیں نکلیں گے؟ کیا اب بھی ہمارے دل میں نیکیوں کی محبت نہیں بڑھے گی؟ کیا اب بھی ہمیں گناہوں سے وحشت محسوس نہیں ہوگی؟ آہ! اگر رحمتِ خداوندی شاملِ حال نہ ہوئی تو ہمارا کیا بنے گا؟

## (4) خوفِ خدا عزوجل کے حوالے سے اسلاف کے حالات کا مطالعہ کرنا:

خوف خدا عزوجل اپنانے میں معاون امور میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسلاف کرام کے ان واقعات کا مطالعہ کیا جائے جن میں خوف الٰہی عزوجل کا پہلو نمایاں ہو۔ چنانچہ ذیل میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دیگر انبیاء علیہم السلام فرشتوں خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام، اہل بیت اطہار تابعین کرام وفقہائے اسلام، محدثین عظام واولیاء وغیرہم رضی اللہ عنہم کے منتخب واقعات پیش کئے گئے ہیں۔

### (1) قبر کی تیاری کرو......

حضرت سیّدنا براء بن عازب فرماتے ہیں کہ ہم سرکار مدینہ کے ہمراہ ایک جنازہ میں تشریف لائے تھے۔ آپ قبر کے کنارے بیٹھے اور اتنا روئے آپ کی چشمانِ اقدس سے نکلنے والے آنسوؤں سے مٹی نم ہوگئی۔ پھر فرمایا: ''اے بھائیو! اس قبر کے لئے تیاری کرو۔'' (سنن ابن ماجہ کتاب الزہد والیا ج ۴ ص ۴۶۶ رقم الحدیث ۴۱۹۵)

### (2) بادلوں میں کہیں عذاب نہ ہو......

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسولِ اکرم شفیع معظم تیز آندھی کو ملاحظہ فرماتے اور جب بادل آسمان پر چھا جاتے تو آپ کے چہرہ اقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ کبھی حجرہ سے باہر تشریف لے جاتے اور کبھی واپس آجاتے پھر جب

بارش ہو جاتی تو آپ پر یہ کیفیت ختم ہو جاتی میں نے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا:
''اے عائشہ! مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں یہ بادل' اللہ کا عذاب نہ ہو جو میری امت پر بھیجا گیا ہو۔'' (شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ا ص ٦ ع ٥ رقم الحدیث ع ٩٩)

## (3) جہنم کی آگ آنسو ہی بجھا سکتے ہیں......

حضرت سیّدنا عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھ حضرت ابن عمر اور حضرت عبیدہ بن عمرو ایک مرتبہ اُم المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ''ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی بات بتایئے'' تو آپ رو پڑیں اور فرمایا ایک رات رسول اللہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے ''مجھے رخصت دو کہ میں ربِ تعالیٰ کی عبادت کرلوں۔'' تو میں نے عرض کی ''مجھے آپ کا رب تعالیٰ کے قریب ہونا اپنی خواہش سے زیادہ عزیز ہے'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہو گئے اور رونے لگے پھر وضو کر کے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا تو دوبارہ رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ کی چشمانِ مبارک سے نکلنے والے آنسو زمین تک جا پہنچے اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ کو روتے دیکھ کر عرض کی: ''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان' آپ کیوں رو رہے ہیں حالانکہ آپ کے سبب تو اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخشے جاتے ہیں؟'' تو ارشاد فرمایا ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟'' اور مجھے رونے سے کون روک سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: ''اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝'' (ترجمہ کنز الایمان: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور

زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔اے رب ہمارے تو نے یہ بے کار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔'' (پ۴ آل عمران ۱۹۰'۱۹۱)

(پھر فرمایا)!''اے بلال! جہنم کی آگ کو آنکھ کے آنسو ہی بجھا سکتے ہیں ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے کہ جو یہ آیت پڑھیں اور اس میں غور نہ کریں۔''

(درۃ الناصحین المجلس الخامس والستون ص ع۲۹)

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

## (4) ایک میل تک آواز سنائی دیتی......

حضرت سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو خوف خدا عزوجل کے سبب اس قدر گریہ وزاری فرماتے کہ ایک میل کے فاصلے سے ان کے سینے میں ہونے والی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی۔ (احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ع۲۲)

## (5) تیس ہزار لوگ انتقال کر گئے

ایک روز حضرت سیّدنا داؤد علیہ السلام لوگوں کو نصیحت کرنے اور خوف خدا دلانے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے بیان میں اس وقت چالیس ہزار لوگ موجود تھے جن پر آپ کے پراثر بیان کی وجہ سے ایسی رقت طاری ہوئی کہ تیس ہزار لوگ خوف خدا کی تاب نہ لاسکے اور انتقال کر گئے۔

(احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ع۲۲)

## (6) مسلسل بہنے والے آنسو

حضرت سیّدنا یحیٰی علیہ السلام جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو (خوف خدا سے اس قدر روتے کہ درخت اور مٹی کے ڈھیلے بھی آپ کے ساتھ رونے لگتے حتیٰ کہ آپ کے والد محترم حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام بھی آپ کو دیکھ کر رونے لگتے۔ یہاں

تک کہ بے ہوش ہو جاتے آپ اسی طرح مسلسل آنسو بہاتے رہتے یہاں تک کہ ان مسلسل بہنے والے آنسوؤں کے سبب آپ کے رخسار مبارک پر زخم ہو گئے۔ یہ دیکھ کر آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے رخساروں پروئی کی پٹیاں باندھ دیں۔اس کے باوجود جب آپ دوبارہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو پھر رونا شروع کر دیتے جس کے نتیجے میں وہ روئی کی پٹیاں بھیگ جاتیں۔ جب آپ کی والدہ انہیں خشک کرنے کے لئے نچوڑتیں اور آپ اپنے آنسوؤں کے پانی کو اپنی ماں کے بازو پر گرتا ہوا دیکھتے تو بارگاہ الٰہی عزوجل میں اس طرح عرض کرتے:

''اے اللہ عزوجل یہ میرے آنسو ہیں' یہ میری ماں ہے اور میں تیرا بندہ ہوں جبکہ تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔''

(احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاج ع ص ۲۲۵)

## (7) کسی نے آنکھ کھولتے نہیں دیکھا

حضرت سیّدنا شعیب علیہ السلام خوف خدا عزوجل سے اتنا روتے تھے کہ مسلسل رونے کی وجہ سے آپ کی اکثر بینائی رخصت ہوگئی۔لوگوں نے عرض کی''یا نبی اللہ! آپ اتنا کیوں روئے کہ آپ کی اکثر بینائی جاتی رہی ہے۔'' ارشاد فرمایا دونوں باتوں کے سبب(۱) کہیں میری نظر ایسی چیز پر نہ پڑ جائے جسے دیکھنے سے شریعت نے منع کیا ہو۔ (۲) جو آنکھیں اپنے رب عزوجل کا جلوہ چاہتی ہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ کسی اور چیز کو بھی دیکھیں لہٰذا میں نے مناسب خیال کیا کہ نابینا کی طرح ہو جاؤں اور جب قیامت میں میری آنکھ کھلے تو فوراً میری نظر اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کرے۔''اس کے بعد ساٹھ برس حیات ظاہری سے متصف رہے لیکن کسی نے آنکھ کھولتے نہیں دیکھا۔

(رسالہ قفل مدینہ''از امیر اہل سنت مولا محمد الیاس عطاری قادری ظلہ العالی)

## (8) ان کے پہلو لرز رہے ہیں

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جن کے پہلو اس کے خوف کی وجہ سے لرز جاتے ہیں' ان کی آنکھ سے گرنے والے ہر آنسو سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے جو کھڑے ہو کر اپنے رب عزوجل کی پاکی بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔'' (شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ص ۵۲۱ رقم الحدیث ۹۱۴)

## (9) تم کیوں روتے ہو

نبی محترم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں تو آپ نے دریافت فرمایا: ''اے جبرئیل! تم کیوں روتے ہو حالانکہ تم بلند ترین مقام پر فائز ہو؟ انہوں نے عرض کی' میں کیوں نہ روؤں کہ میں رونے کا زیادہ حق دار ہوں کہ کہیں میں اللہ تعالیٰ کے علم میں اپنے موجودہ حال کے علاوہ کسی دوسرے حال میں نہ ہوں اور میں نہیں جانتا کہ کہیں ابلیس کی طرح مجھ پر ابتلاء نہ آ جائے کہ وہ بھی فرشتوں میں رہتا تھا اور میں نہیں جانتا کہ مجھ پر کہیں ہاروت وماروت کی طرح آزمائش نہ آ جائے'' یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رونے لگے یہ دونوں روتے رہے یہاں تک کہ ندا دی گئی'' اے جبرائیل اور اے محمد! اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو نافرمانی سے محفوظ فرما دیا ہے۔'' پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۳۱۷)

## (10) کانپ رہے ہوتے

تاجدارِ حرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حضرت جبرائیل علیہ السلام جب بھی میرے پاس آئے تو اللہ عزوجل کے خوف کی وجہ سے کانپ رہے ہوتے۔''

(احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج۴ ص ۲۲۳۱)

## (11) تم اسی حالت پر رہنا

منقول ہے کہ جب ابلیس کے مردود ہونے کا واقعہ ہوا تو حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہ السلام رونے لگے تو ربّ تعالیٰ نے دریافت کیا کہ ''تم کیوں رو

رہے ہو؟'' انہوں نے جواب میں عرض کیا ''اے رب عزوجل ہم تیری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''تم اسی حالت پر رہنا (یعنی کبھی مجھ سے بے خوف مت ہونا) (احیاء العلوم کتاب والرجاج ۴ ص ۲۲۳)

## (12) دل اڑنے لگے

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''جب آگ کو پیدا کیا گیا تو فرشتوں کے دل اپنی جگہ سے اڑنے لگے پھر جب انسانوں کو پیدا کیا گیا تو واپس آ گئے۔'' (احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاج ۴ ص ۲۲۳)

## (13) جہنم میں نہ ڈال دیا جاؤں

حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے تو رحمت دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ''اے جبرائیل! تمہیں کس چیز نے رلا دیا۔'' انہوں نے عرض کی'' جب سے اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا فرمایا' میری آنکھیں اسی وقت سے کبھی اس خوف کے سبب خشک نہیں ہوئیں کہ مجھ سے کہیں نافرمانی نہ ہو جائے اور میں جہنم میں ڈال دیا جاؤں۔''

(شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ا ص ۵۲۱ رقم الحدیث ۹۱۵)

## (14) سیّدنا جبرائیل علیہ السلام کی گریہ وزاری

منقول ہے کہ ابلیس (یعنی شیطان) نے اسی ہزار سال عبادت میں گزارے اور ایک قدم کے برابر بھی کوئی جگہ نہ چھوڑی جس پر اس نے سجدہ نہ کیا ہو پھر جب اس نے رب تعالیٰ کی حکم عدولی کی تو اللہ عزوجل نے اسے اپنی بارگاہ سے مردود کر دیا قیامت تک کے لئے اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا۔ اس کی ساری عبادت ضائع ہو گئی اور اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جینے کی سزا دے دی گئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ ابلیس کے انجام سے عبرت گیر ہو کر کعبہ مشرفہ کے پردہ سے لپٹ کر نہایت گریہ

وزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کر رہے ہیں۔ ''الٰھی وسیدی لاتغیر اسمی ولا تبدل جسمی'' یعنی اے میرے اللہ! اے میرے مالک! کہیں میرا نام نیکوں کی فہرست سے نہ نکال دینا اور کہیں میرا جسم اہل عطا کے زمرہ سے نکال کر اہل عتاب کے گروہ میں شامل نہ فرما دینا۔'' (منہاج العابدین ص ۱۵۸)

## (15) ہنستے ہوئے نہیں دیکھا

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ''کیا وجہ ہے کہ میں نے کبھی میکائیل (علیہ السلام) کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟'' تو انہوں نے عرض کی ''جب سے جہنم کو پیدا کیا گیا حضرت میکائیل علیہ السلام نہیں ہنسے۔''

(مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۴۴۷ رقم ۱۳۳۴۲)

## (16) کاش! میں ایک پرندہ ہوتا

امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک پرندہ کو درخت پر بیٹھا دیکھا تو فرمایا'' بہت خوب اے پرندے! تو کھاتا پیتا ہے لیکن تجھ پر حساب نہیں اے کاش! میں تیری طرح ہوتا اور مجھے انسان نہ بنایا جاتا۔''

(شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۴۸۵ رقم الحدیث ۷۸۸)

## (17) افسوس تو نے مجھے ہلاک کر دیا

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا اکثر آپ کی خدمت میں ہدایہ (یعنی تحفے) پیش کیا کرتا تھا۔ ایک رات وہ آپ کے لئے کوئی کھانے کی چیز لایا۔ جسے آپ نے کھا لیا۔ غلام نے عرض کیا'' آپ روزانہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ چیز کہاں سے لائے لیکن آج دریافت نہیں فرمایا؟'' آپ نے ارشاد فرمایا کہ'' شدتِ بھوک کی وجہ سے یاد نہ رہا (اب بتاؤ) تم یہ چیز کہاں سے لائے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں منتر سے کسی کا علاج کیا تھا جس پر انہوں نے مجھے معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تھا آج جب میں ان کے قریب سے گزرا تو انہوں نے مجھے بطور معاوضہ کھانا دیا۔''

یہ سن کر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! افسوس! تم نے مجھے ہلاک کر دیا پھر آپ نے اپنے حلق میں ہاتھ ڈالا تا کہ قے کر سکیں لیکن وہ شے جسے آپ نے خالی پیٹ کھایا تھا نہ نکل سکی' آپ کو بتایا گیا کہ پانی پئے بغیر یہ لقمہ نہیں نکلے گا۔ چنانچہ آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور مسلسل پانی پیتے رہے اور لقمہ کو نکالنے کی کوشش کرتے رہے (حتیٰ کہ اس میں کامیاب ہو گئے) جب آپ سے عرض کی گئی کہ ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! آپ نے ایک لقمہ کی وجہ سے اتنی تکلیف اٹھائی'' تو ارشاد فرمایا ''میں نے سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جسم کا جو حصہ مال حرام سے بنا ہے' وہ دوزخ کا زیادہ حق دار ہے تو مجھے خوف ہوا کہ وہ لقمہ کہیں میرے بدن کا حصہ نہ بن جائے۔'' (حلیۃ الاولیاء ذکر الصحابۃ من المہاجرین ج ص ۷۳ رقم الحدیث ۴۱)

## (18) رونے کی آواز

حضرت سیّدنا عمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''میں نے امیر المومنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو دیکھا کہ تین صفوں تک ان کے رونے کی آواز پہنچ رہی تھی۔'' (حلیۃ الاولیاء ذکر الصحابۃ من المہاجرین ج ا ص ۸۹ رقم الحدیث ۱۴۱)

## (19) سواری سے گر پڑے

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی آیت عذاب کو سنتے تو غش کھا کر گر پڑتے اور اتنا بیمار ہو جاتے کہ آپ کے ساتھی آپ کی عیادت کے لئے جایا کرتے تھے۔ آپ کے چہرہ مبارک پر کثرت سے آنسو بہانے کے سبب دو لکیریں بن گئی تھیں آپ فرمایا کرتے تھے ''کاش! میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا'' ایک دن آپ کہیں سے گزر رہے تھے کہ یہ آیت سنی......

''اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝

ترجمہ کنز الایمان: بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے۔ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔'' (پ ۲۷' طور ۷' ۸)

تو آپ پر غشی کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ سواری سے گر پڑے لوگ آپ کو گھر لے آئے پھر آپ ایک مہینہ تک گھر سے باہر نہ نکل سکے۔

(درۃ الناصحین المجلس الخامس والستون ص ۲۹۳)

## (20) کوڑوں کے نشانات

منقول ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک رجسٹر تھا جس میں وہ اپنے ہفتہ وار اعمال لکھا کرتے تھے جب جمعہ کا دن آتا تو وہ اپنے اعمال کا جائزہ لیتے اور جس عمل کو (اپنے گمان میں) رضائے الٰہی کے لئے نہ پاتے تو خود کو کوڑے مارتے اور فرماتے ''تم نے یہ کام کیوں کیا؟'' جب آپ کا وصال ہو گیا اور لوگ آپ کو غسل دینے لگے تو دیکھا کہ آپ کے پہلوؤں اور پیٹھ پر کوڑوں کے نشانات تھے۔

(درۃ الناصحین المجلس الخامس والستون ص ۲۹۳)

## (21) کاش! میری ماں نے مجھ کو نہ جنا ہوتا

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا ''کاش میں یہ تنکا ہوتا' کاش! میرا ذکر نہ ہوتا کاش مجھے بھلا دیا گیا ہوتا' کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی۔'' (احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۲۶)

## (22) بے ہوش ہو کر گر پڑے......

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوتا ہے وہ غصہ نہیں کھاتا اور جو اللہ کے ہاں تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ اپنی مرضی نہیں کرتا اور اگر قیامت نہ ہوتی تو ہم کچھ اور دیکھتے'' آپ نے ایک مرتبہ یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ''اذا الشمس کورت: جب دھوپ لپیٹی جائے'' (ترجمہ کنز الایمان پ ۳۰ التکویر ۱) پھر جب اس آیت پر پہنچے ''واذا الصحف نشرت اور جب نامہ اعمال کھولے جائیں۔ (ترجمہ کنز الایمان پ ۳۰ التکویر ۱۰) تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

(احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۲۶)

## (23) آگے نہ پڑھ سکے

حضرت عبیدہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت سیّدنا عمر فاروق نے فجر کی نماز پڑھائی اور سورہ یوسف کی قرأت کی جب اس آیت پر پہنچے۔

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ○

اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں تو وہ غصہ کھاتا رہا۔ (ترجمہ کنز الایمان یوسف: ۸۴)

تو رونے لگے اور خوف خدا کے غلبہ کی وجہ سے آگے نہ پڑھ سکے اور رکوع کر دیا۔

(کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۶۴ رقم الحدیث ۳۵۸۲۸)

## (24) اگر تو نے اللہ عزوجل کے عذاب کا خوف نہ رکھا

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے حضرت سیّدنا عمر فاروق کو ایک باغ کی دیوار کے پاس دیکھا کہ وہ اپنے آپ سے فرما رہے تھے ''واہ! لوگ تجھے امیر المومنین کہتے ہیں (پھر بطور عاجزی فرمانے لگے) اور تو اللہ عزوجل سے نہیں ڈرتا اگر تو نے رب تعالیٰ کا خوف نہ رکھا تو اس کے عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔ (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۲)

## (25) قبر کا منظر سب مناظر سے ہولناک ہے

امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی کی قبر پر تشریف لے جاتے تو اس قدر روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی ''جنت اور دوزخ کے تذکرے پر آپ اتنا نہیں روتے جتنا کہ قبر پر روتے ہیں؟'' تو ارشاد فرمایا ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ''قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے، اگر صاحب قبر نے اس سے نجات پائی تو بعد (یعنی قیامت) کا معاملہ آسان ہے اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد کا معاملہ زیادہ سخت ہے۔ پھر فرمایا ''قبر کا منظر سب سے مناظر سے زیادہ ہولناک ہے۔''

(جامع الترمذی باب ماجاء فی ذکر الموت، رقم الحدیث ۲۳۱۵، ج ۴، ص ۱۳۸)

## (26) مرنے کے بعد نہ اٹھایا جائے

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ''میری خواہش ہے کہ مجھے مرنے کے بعد نہ اٹھایا جائے۔'' (احیاء العلوم' کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۳۶)

## (27) راکھ ہونا پسند کروں گا

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اگر مجھے جنت اور جہنم کے درمیان لایا جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ مجھے دونوں میں سے کس میں ڈالا جائے گا' تو میں وہی راکھ ہونا پسند کروں گا۔

(حلیۃ الاولیاء ذکر الصحابۃ من المہاجرین' ج ۱ ص ۹۹ رقم الحدیث ۱۸۲)

## (28) میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں

حضرت سیّدنا مراد کنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے امیر المومنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا' اس وقت کہ جب رات کی تاریکی چھا رہی ہوتی ستارے ٹمٹا رہے ہوتے اور آپ اپنے محراب میں لرزاں وترساں اپنی ریش مبارک تھامے ہوئے ایسے بے چین بیٹھے ہوتے کہ گویا زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہو۔ آپ غم کے ماروں کی طرح روتے اور بے اختیار ہو کر ''اے میرے رب! اے میرے رب! پکارتے پھر دنیا سے مخاطب ہو کر فرماتے ''تو مجھے دھوکے میں ڈالنے کے لئے آئی ہے؟ میرے لئے بن سنور کر آئی ہے؟ دور ہو جا کسی اور کو دھوکا دینا' میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں۔ تیری عمر کم ہے اور تیری محفل حقیر جبکہ تیرے مصائب جھیلنا آسان ہیں۔ آہ صد آہ' زادِ راہ کی کمی ہے اور سفر طویل ہے جبکہ راستہ وحشت سے بھرپور ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء ذکر العلیۃ من المہاجرین ج ۱ ص ۸۵)

## (29) ان جیسا نظر نہیں آتا

امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فجر کی نماز پڑھائی۔ آپ اس وقت غمگین تھے اور اپنا ہاتھ الٹ پلٹ کر رہے تھے پھر فرمانے لگے کہ

''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو دیکھا ہے لیکن آج ان جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔

ان کی صبح اس حال میں ہوتی تھی کہ بال بکھرے ہوتے رنگ زرد ہوتا چہرے پر گرد و غبار ہوتا' ان کی آنکھوں کی درمیانی جگہ بکریوں کی دانوں کی طرح ہوتی ہے۔ ان کی راتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام اور سجدے میں گزرتیں۔ وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے' اپنی پیشانی اور پاؤں پر باری باری زور ڈالتے' صبح ہو جاتی تو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح کانپتے جس طرح ہوا کے ساتھ درخت کے پتے ہلتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے۔''

فرمانے لگے ''اللہ کی قسم! میں گویا ایسی قوم کے ساتھ ہوں جو غفلت میں رات گزارتے ہیں۔'' اتنا کہہ کر آپ کھڑے ہو گئے اور اس کے بعد کسی نے آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ ابن ملجم نے آپ کو شہید کر دیا۔ (احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۲۹)

## (30) بھولی بسری ہو جاؤں

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''میں چاہتی ہوں کہ میں بھولی بسری ہو جاؤں۔''

(شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۴۸۶ رقم الحدیث ۷۹۱)

## (31) کاش! میں ایک درخت ہوتا

حضرت سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹا جاتا۔ (احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۲۶)

## (32) ہوا مجھے بکھیر دے

حضرت سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میری خواہش ہے کہ میں

راکھ بن جاؤں اور سخت آندھی کے دن ہو میرے اجزاء کو بکھیر دے۔"

(احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۲۶)

## (33) کاش! میں مینڈھا ہوتا

حضرت سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' "کاش! میں مینڈھا ہوتا اور میرے گھر والے مجھے ذبح کر دیتے پھر میرا گوشت کھا لیتے اور شوربہ پیتے۔"

(شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۴۸۶ رقم الحدیث ۷۹۰)

## (34) آہ! میں انسان نہ ہوتا

حضرت سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا' "اے کاش! میں ایک درخت ہوتا' جس کو کاٹا جاتا' اس کے پھل کھائے جاتے آہ! میں انسان نہ ہوتا۔"

(شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۴۸۵ رقم الحدیث ۷۸۷)

کاش! کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا
قبر وحشر کا سب غم ختم ہو گیا ہوتا
آہ! سلب ایمان کا خوف کھائے جاتا ہے
کاش! میری ماں نے ہی مجھ کو نہ جنا ہوتا
کاش! میں مدینے کا کوئی دنبہ ہوتا یا
سینگ والا چتکبرا مینڈھا بن گیا ہوتا
آہ! کثرتِ عصیاں ہائے! خوف دوزخ کا
کاش! اس جہاں کا میں نہ بشر بنا ہوتا

(ارمغان مدینہ از امیر اہل سنت مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی)

## (35) جگر ٹکڑے کر دیا ہے

مروی ہے کہ ایک نوجوان انصاری صحابی پر دوزخ کا ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ مسلسل رونے لگے اور اپنے آپ کو گھر میں قید کر لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف

لائے اور ان کو اپنے سینے سے لگایا تو وہ انتقال کر گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے ساتھی کے کفن و دفن کا انتظام کرو جہنم کے خوف نے ان کے جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔''

(شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ا ص ۵۳۰ رقم الحدیث ۵۳۶)

## (36) امانت رکھوا دیتے ہیں

امیر المومنین سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حمص شہر میں سیّدنا عمر بن سعید رضی اللہ عنہ کو گورنر بنا کر بھیجا۔ جب ایک سال گزر گیا تو حضرت عمر فاروق نے انہیں خط لکھا کہ اپنا مال و اسباب لے کر مدینہ شریف پہنچ جاؤ۔ جیسے ہی حضرت عمر بن سعید کو یہ خط ملا انہوں نے اپنا سامان جو کہ ایک عصا' ایک پیالے' ایک کوزے اور موزوں کے ایک جوڑے پر مشتمل تھا سمیٹا اور مدینۃ المنورہ روانہ ہو گئے جب یہ مدینہ طیبہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو بڑے غمگین اور پریشان دکھائی دیئے آپ کی پریشانی کو دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا' ''شاید آپ کو وہ شہر راس نہیں آیا؟'' تو آپ نے عرض کی ''اے امیر المومنین! بات دراصل یہ ہے کہ میرے پاس کوئی ایسی موزوں چیز نہیں جو آپ کو دکھا سکوں اور نہ ہی میرے پاس دنیا کا مال و اسباب ہے'' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا'' پھر آپ کے پاس کیا ہے؟'' آپ نے جواب دیا میرے پاس یہ عصا ہے جس سے میں سہارا لیتا ہوں' یہ ایک پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں اور یہ موزے ہیں جو پاؤں میں پہنتا ہوں اور یہ ایک کوزہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔''

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' کیا اس شہر میں کوئی مخیّر آدمی نہ تھا جو آپ کو سواری ہی مہیا کر دیتا' آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک امیر دیا تھا جو ان کے معاملات کو سنبھالتا تھا۔'' پھر خادم سے فرمایا'' جاؤ ایک کاغذ اور قلم لے کر آؤ میں ان کے لئے نیا حکم نامہ لکھ دوں'' یہ سن کر آپ نے عرض کی ''امیر المومنین! مجھے معاف فرما دیں'

آپ کو خدا کا واسطہ مجھے اس آزمائش میں نہ ڈالیں کیونکہ میں نے ایک دن ایک نصرانی کو یہ کہہ دیا تھا کہ "اللہ مجھے رسوا کرے" اب مجھے خوف ہے کہ رب تعالیٰ کہیں اس بات پر میری پکڑ نہ فرمالے۔" آپ کی اس خدا خوفی کو دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا" "ٹھیک ہے! آپ کو یہ ذمہ داری نہیں دی جارہی" اس کے بعد آپ اپنے گھر چلے گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حقیقت حال جاننے کے لئے ایک آدمی کو سو دینار کی تھیلی دے کر ان کے گھر بھیجا اور اسے ہدایت کی کہ جب تم خدا خوفی کی کوئی بات دیکھو یہ تھیلی ان کی خدمت میں پیش کر دینا کہ وہ آدمی تین دن تک آپ کے معمولات کا مشاہدہ کرتا رہا اس نے دیکھا کہ آپ دن کو روزہ رکھتے شام کے وقت ایک روٹی اور زیتون کے تیل کے ساتھ روزہ افطار فرماتے ہیں اور پوری رات عبادت میں گزارتے ہیں۔ جب تیسرا دن آیا تو اس نے وہ تھیلی آپ کی بارگاہ میں پیش کر دی اور ساتھ امیر المومنین کا حکم بھی سنایا۔ آپ یہ سب دیکھ کر رو پڑے تو اس آدمی نے آپ کے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا" "مجھے سونا دے کر آزمایا گیا ہے حالانکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں' کاش! حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) مجھے کبھی نہ دیکھ سکتے" آپ نے اس وقت ایک پرانی قمیض پہن رکھی تھی جسے آپ نے چاک کر دیا اور پانچ دینار اپنے پاس رکھ کر بقیہ راہِ خدا میں صدقہ کر دیئے۔ کچھ عرصہ بعد امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے ان دیناروں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے عرض کی" "میں نے وہ دینار اللہ تعالیٰ کے پاس امانتاً رکھوا دیئے ہیں کہ قیامت کے دن مجھے واپس کر دینا۔" (حکایات الصالحین ص ۱۴۴)

## (37) مجھے کس طرف جانے کا حکم ہوگا

حضرت سیدنا مسلم بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رونے لگے' جب آپ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا" مجھے

دنیا سے رخصت کا غم نہیں رلا رہا بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میرا سفر کٹھن اور طویل ہے جبکہ میرے پاس زادِ سفر بھی کم ہے اور میں گویا ایسے ٹیلے پر جا پہنچا ہوں جس کے بعد جنت اور دوزخ کا راستہ ہے اور میں نہیں جانتا کہ مجھے کس طرف جانے کا حکم ہوگا؟''

(حلیۃ الاولیاء ذکر اصحاب الصفہ ج ۱ ص ۳۵۰)

## (38) رونے والا حبشی

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''**وقودھا الناس والحجارۃ** جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

(ترجمہ کنز الایمان پ ۲۸ التحریم ۶)

پھر فرمایا'' ''جہنم کی آگ ایک ہزار برس جلائی گئی تو وہ سرخ ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک دہکائی گئی تو سفید ہوگئی پھر ہزار سال بھڑکائی گئی تو سیاہ ہوگئی اور اب وہ سیاہ تاریک ہے۔'' یہ سن کر ایک حبشی جو وہاں موجود تھا رونے لگا۔ مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رونے کو پسند فرمایا حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر اترے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میرا جو بندہ دنیا میں میرے خوف سے روئے گا میں ضرور اسے جنت میں زیادہ ہنساؤں گا۔''

(شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۴۹۰ رقم الحدیث ۷۹۹)

## (39) میں کون سی مٹھی میں ہوں گا؟

حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو رونے لگے ان سے پوچھا گیا'' آپ کو کس چیز نے رُلایا؟'' فرمایا'' خدا عزوجل کی قسم! میں نہ تو موت کی گھبراہٹ سے رو رہا ہوں اور نہ ہی دنیا سے رخصت کے غم میں آنسو بہا رہا ہوں بلکہ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ'' دو مٹھیاں ہیں ایک جہنم میں جائے گی اور دوسری جنت میں ......'' اور مجھے نہیں معلوم کہ میں کون سی

مٹھی میں ہوں گا۔(شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج۱ص۵۰۲رقم الحدیث ۸۴۱)

## (40) میں دنیا کے چھوٹنے پر نہیں روتا

حضرت سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا تو رو دیئے اور شدید گھبراہٹ کا اظہار ہونے لگا۔لوگوں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا''میں دنیا چھوٹنے پر نہیں رو رہا کیونکہ موت مجھے محبوب ہے بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر دنیا سے جا رہا ہوں یا ناراضگی میں؟''

(اسد الغابہ ج۱ص۵۷۴)

## (41) میں نہیں جانتا

حضرت سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک رونے لگے ان کو روتا دیکھ کر زوجہ بھی رونے لگی۔آپ نے زوجہ سے پوچھا تم کیوں روتی ہو۔انہوں نے جواب دیا''آپ کو روتا دیکھ کر مجھے بھی رونا آ گیا''آپ نے فرمایا''مجھے تو اللہ کا یہ قول یاد آ گیا تھا۔''

''وَاِنْ مِّنۡکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔''

(ترجمہ کنز الایمان پ۱۶ مریم ۷۱)

''اور میں نہیں جانتا کہ اس سے بعافیت گزر جاؤں گا یا نہیں۔''

(حلیۃ الاولیاء،جلد ۱ص ۱۱۷)

## (42) ایک حبشی کا خوفِ خدا عزوجل

ایک حبشی نے سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی' ''یارسول اللہ میرے گناہ بے شمار ہیں کیا میری توبہ بارگاہِ الٰہی عزوجل میں قبول ہو سکتی ہے؟''آپ نے ارشاد فرمایا''کیوں نہیں''اس نے عرض کی' کیا وہ مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھتا بھی رہا ہے؟''ارشاد فرمایا''ہاں!وہ سب کچھ دیکھتا رہا ہے''یہ سن کر حبشی نے ایک چیخ ماری اور زمین پر گرتے ہی جاں بحق ہو گیا۔(کیمیائے سعادت ج۲ص۸۸۶)

## (43) کیا اللہ عزوجل کو بھی خبر نہیں

حضرت سیّدنا عبداللہ بن دینار فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف جارہا تھا کہ ایک جگہ ہم تھوڑی دیر آرام کے لئے رُکے اتنے میں ایک چرواہا ادھر سے بکریاں لئے ہوئے گزرا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ ایک بکری میرے ہاتھ فروخت کردو۔ اس نے عرض کی "یہ بکریاں میری ذاتی ملک نہیں ہیں بلکہ میں تو کسی کا غلام ہوں۔" آپ نے (بطور آزمائش) فرمایا "مالک سے کہہ دینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا۔ اسے کیا پتہ چلے گا۔" چرواہے نے جواب دیا "اگر اسے نہ بھی معلوم ہو تو کیا خداعزوجل کو بھی خبر نہیں ہے؟" یہ سن کر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ زاروقطار رونے لگے اور اس چرواہے کے مالک کو بلوا کر اس کی قیمت ادا کی اور اسے آزاد کردیا۔

(کیمیائے سعادت ص ج۲ ص ۸۸۶)

## (44) چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو خوف کے مارے آپ کے چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا گھر والے دریافت کرتے۔ "یہ وضو کے وقت آپ کو کیا ہو جاتا ہے؟" تو فرماتے تمہیں معلوم ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں؟" (احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج۴ ص ۲۲۶)

## (45) پل صراط سے گزر و

امیر المومنین سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی ایک کنیز اُن کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی "عالی جاہ! میں نے خواب میں عجیب معاملہ دیکھا۔" آپ کے دریافت کرنے پر وہ یوں عرض گزار ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ جہنم کو بھڑکایا گیا اور اس پر پل صراط رکھ دیا گیا پھر اُموی خلفاء کو لایا گیا۔ سب سے پہلے خلیفہ عبدالملک بن مروان کو اس پل صراط سے گزرنے کا حکم دیا گیا چنانچہ وہ پل صراط پر چلنے لگا لیکن افسوس! وہ تھوڑا

سا چلا کہ پل الٹ گیا اور وہ جہنم میں گر گیا۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا ''پھر کیا ہوا؟'' کنیز نے کہا پھر اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک کو لایا گیا۔ وہ بھی اسی طرح پل صراط پار کرنے لگا کہ اچانک پل صراط پھر الٹ گیا جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں جا گرا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ ''اس کے بعد کیا ہوا'' اس نے عرض کی ''اس کے بعد سلیمان بن عبدالملک کو حاضر کیا گیا۔'' اسے بھی حکم ہوا کہ پل صراط سے گزرو اس نے بھی چلنا شروع کر دیا لیکن یکا یک وہ بھی دوزخ کی گہرائی میں اتر گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''مزید کیا ہوا'' اس نے جواب دیا ''یا امیر المومنین! ان سب کے بعد آپ کو لایا گیا......''

کنیز کا یہ جملہ سنتے ہی سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے خوف زدہ ہو کر چیخ ماری اور زمین پر گر گئے۔ کنیز نے جلدی سے کہا ''اے امیر المومنین! رحمٰن عزوجل کی قسم! میں نے دیکھا کہ آپ نے سلامتی کے ساتھ پل صراط پار کر لیا'' لیکن سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کنیز کی بات نہ سمجھ پائے کیونکہ آپ پر خوف کا ایسا غلبہ طاری تھا کہ آپ بے ہوشی کے عالم میں بھی ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔''

(احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۳۱)

## (46) بے ہوش ہو کر گر گئے

حضرت سیّدنا یزید رقاشی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ''یا امیر المومنین! یاد رکھئے کہ آپ پہلے خلیفہ نہیں ہیں جو مر جائیں گے (یعنی آپ سے پہلے گزرنے والے خلفاء کو موت نے آ لیا تھا)'' یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کرنے لگے'' کچھ اور بھی فرمایئے۔'' تو آپ نے کہا'' ''اے امیر المومنین! حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ تک آپ کے سارے آباؤ اجداد فوت ہو چکے ہیں۔'' یہ سن کر آپ مزید رونے لگے اور عرض کی'' ''مزید

کچھ بتائیے'' آپ نے فرمایا'' آپ کے اور جنت ودوزخ کے درمیان کوئی منزل نہیں ہے۔'' (یعنی دوزخ میں ڈالا جائے گا یا جنت میں ڈال دیا جائے گا) یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

(احیاء العلوم' کتاب الخوف والرجاء ج ۴' ص ۲۲۹)

## (47) بے شک مجھے دو جنتیں عطا کی گئیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں ایک نوجوان بہت متقی و پرہیز گار وعبادت گزار تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس کی عبادت پر تعجب کیا کرتے تھے۔ وہ نوجوان نمازِ عشاء مسجد میں ادا کرنے کے بعد اپنے بوڑھے باپ کی خدمت کرنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ راستے میں ایک خوبرو عورت اسے اپنی طرف بلاتی اور چھیڑتی تھی لیکن یہ نوجوان اس پر توجہ دیئے بغیر نگاہیں جھکائے جایا کرتا تھا۔ آخر کار ایک دن وہ نوجوان شیطان کے ورغلانے اور اس عورت کی دعوت پر برائی کے ارادے سے اس جانب بڑھا لیکن جب دروازے پر پہنچا تو اسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالی شان یاد آ گیا ''اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ '' بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔''

(ترجمہ کنزالایمان پ ۹' الاعراف ۲۰۱)

اس آیت پاک کے یاد آتے ہی اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا جب یہ بہت دیر تک گھر نہ پہنچا تو اس کا بوڑھا باپ اسے تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچا اور لوگوں کی مدد سے اسے اٹھوا کر گھر لے آیا۔ ہوش آنے پر باپ نے تمام واقعہ دریافت کیا' نوجوان نے پورا واقعہ بیان کر کے جب اس آیت پاک کا ذکر کیا تو ایک مرتبہ پھر اس پر اللہ تعالیٰ کا شدید خوف غالب ہوا۔ اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کا دم نکل گیا۔ راتوں رات ہی اس کے غسل و کفن و دفن کا انتظام کر دیا

گیا۔

صبح جب یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ اس کے باپ کے پاس تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ "ہمیں رات کو ہی اطلاع کیوں نہیں دی، ہم بھی جنازے میں شریک ہو جاتے؟" اس نے عرض کی "امیر المومنین! آپ کے آرام کا خیال کرتے ہوئے مناسب معلوم نہ ہوا۔" آپ نے فرمایا کہ "مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔" وہاں پہنچ کر آپ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ (ترجمہ کنز الایمان پ ۲۷ ۱۱ الرحمٰن ۴۶)

تو قبر میں سے اس نوجوان نے بلند آواز کے ساتھ پکار کر کہا کہ "یا امیر المومنین! بیشک میرے رب نے مجھے دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔" (شرح الصدور ص ۲۱۳)

## (48) آنکھ نکال دی

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مبارکہ میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا تو لوگوں نے آپ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ "حضور! بارش کے لئے دعا کر دیجئے۔" حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا" "میرے ساتھ پہاڑ پر چلو" چنانچہ سب لوگ آپ کے ساتھ چل پڑے۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ "میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آئے جس نے کوئی گناہ کیا ہو۔" یہ سن کر سب لوگ واپس ہوئے لیکن صرف ایک آنکھ والا شخص ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا" "کیا تم نے میری بات نہیں سنی" اس نے عرض کی جی ہاں! سنی ہے۔ فرمانے لگے" "کیا تم بالکل بے گناہ ہو؟" اس نے جواب دیا "حضور! مجھے اپنا کوئی گناہ یاد نہیں لیکن ایک گناہ کا تذکرہ کرتا ہوں اور وہ گناہ باقی رہا کہ نہیں اس کا فیصلہ آپ ہی فرمائیں۔" آپ نے پوچھا" "وہ کیا؟" اس نے بتایا ایک دن میں نے راستے سے گزرتے ہوئے کسی کے مکان میں جھانکا تو کوئی کھڑا تھا۔ کسی کے گھر

میں اس طرح جھانکنے کا مجھے بہت افسوس ہوا اور میں خوف خدا سے لرزا تھا۔ پھر مجھ پر ندامت غالب آئی اور میں نے وہ آنکھ نکال کر پھینک دی جس سے جھانکا تھا۔ اگر میرا وہ عمل غلط تھا یا گناہ تھا تو آپ فرما دیجئے میں واپس چلا جاتا ہوں۔''

حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اس کی بات سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا'' ساتھ چلو! اب ہم دعا کرتے ہیں'' پھر آپ نے دعا فرمائی کہ'' اے اللہ عزوجل تیرا خزانہ کبھی ختم نہیں ہونے والا اور بخل تیری صفت نہیں۔ اپنے فضل وکرم سے ہم پر پانی برسا دے۔'' اتنا کہنا تھا کہ فوراً بارش شروع ہو گئی اور یہ دونوں حضرات بارش میں بھیگتے ہوئے پہاڑ سے واپس تشریف لائے۔ (کتاب التوابین ص ۸۰)

## (49) رونے والا پتھر

حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک پتھر کے قریب سے گزرے جس کے دونوں طرف سے پانی بہہ رہا تھا کسی کو معلوم نہ تھا یہ پانی کہاں سے آرہا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے دریافت فرمایا۔'' اے پتھر! یہ پانی کہاں سے آرہا ہے اور کہاں جائے گا'' اس نے عرض کی'' جو پانی میری سیدھی جانب سے آرہا ہے وہ میری دائیں آنکھ کے آنسو ہیں اور الٹی جانب سے آنے والا پانی میری بائیں آنکھ کے آنسو ہیں۔'' آپ علیہ السلام نے پوچھا'' تم یہ آنسو کس لئے بہا رہے ہو؟'' پتھر نے جواب دیا'' اپنے رب کے خوف کی وجہ سے کہ کہیں وہ مجھے جہنم کا ایندھن نہ بنا دے۔''

(شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۵۲۸ رقم الحدیث ۵۳۲)

## (5) چٹان ہٹ گئی......

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے کہ'' گزشتہ زمانے میں آدمی سفر میں تھے کہ رات گزارنے کے لئے انہیں ایک غار کا سہارا لینا پڑا جونہی وہ غار میں داخل ہوئے تو پہاڑ کے اوپر سے ایک چٹان ٹوٹ کر غار کے منہ پر آن گری جس سے غار کا منہ بند گیا۔ انہوں نے سوچا کہ اس چٹان سے چھٹکارا پانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم

اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کر کے اللہ تعالٰی سے دعا مانگیں۔''

ان میں سے ایک شخص نے خدمت والدین کو وسیلہ بنا کر دعا کی تو چٹان تھوڑی سی سرک گئی لیکن وہ ابھی باہر نہ نکل سکتے تھے۔

دوسرے نے اس طرح دعا کی ''یا اللہ عزوجل! میری ایک چچازاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی میں نے کئی مرتبہ اس سے بری خواہش کا اظہار کیا لیکن اس نے انکار کر دیا یہاں تک کہ وہ قحط سالی میں مبتلا ہوئی اور مدد حاصل کرنے میرے پاس آئی۔ میں نے اسے سو دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میرے ساتھ تنہائی میں جائے لہٰذا وہ مجبوراً اس پر تیار ہو گئی جب ہم تنہائی میں پہنچے اور میں نے اپنی خواہش پوری کرنا چاہی تو اس نے کہا ''اللہ تعالٰی سے ڈر اور یہ گناہ مت کر۔'' یہ سن کر میں اس گناہ سے رک گیا اور وہ دینار بھی اسی کو دے دیئے۔ اے اللہ عزوجل! اگر میرا یہ عمل تیری رضا کے لئے تھا تو ہماری یہ مصیبت دور کر دے۔'' چٹان اور سرک گئی مگر وہ ابھی بھی باہر نہ نکل سکتے تھے۔

تیسرے نے ایک مزدور کو اس کی امانت لوٹا دینے کو وسیلہ بنایا اور عرض کی ''اے اللہ اگر میرا یہ عمل محض تیری رضا جوئی کے لئے تھا تو ہمیں اس پریشانی سے نجات دلا دے'' چنانچہ چٹان مکمل طور پر ہٹ گئی اور وہ نکل کر چل پڑے۔ (ملخصاً)

(صحیح المسلم باب قصۃ اصحاب الغار الثلاثۃ ص ۱۱۵۵ رقم الحدیث ۲۷۴۳)

## (51) مجھے جلا دینا

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے زندگی بھر کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی۔ اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ ''جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری آدھی راکھ جنگل میں اڑا دینا جبکہ آدھی دریا کے سپرد کر دینا۔ رب تعالٰی کی قسم اگر اللہ نے میری گرفت کی تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا کہ پورے جہاں میں سے کسی کو نہ دیا ہوگا۔

جب اس شخص کا انتقال ہو گیا تو اس کی رضا کے مطابق گھر والوں نے اس کی

وصیت پوری کردی۔ اللہ نے دریا کو اس کی راکھ جمع کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اس نے اپنے اندر موجود تمام راکھ جمع کردی پھر جنگل کو بھی یہی حکم دیا۔ اس نے بھی ایسا کیا پھر اللہ عزوجل سے اس شخص سے سوال کیا کہ بتاؤ! تم نے ایسا کیوں کیا؟'' اس نے عرض کی

''اے میرے رب عزوجل تو جانتا ہے کہ میں نے یہ فقط سب تیرے خوف کی وجہ سے کیا ہے'' یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

(شعب الایمان جلد اص ۱۹ رقم الحدیث ۱۰۳۷)

## (52) دعا کے وقت چہرہ زرد ہو جاتا

حضرت سیّدنا فضل بن وکیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں نے تابعین میں سے کسی شخص کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرح شدت خشوع سے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ دعا مانگتے وقت خوفِ خداوندی سے آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کا بدن کسی سالخوردہ مشک کی طرح مرجھایا ہوا معلوم ہوتا۔ ایک مرتبہ آپ نے رات کو نماز میں قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ تلاوت کی؛

''بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمَرّ بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہائت کڑی ہے اور سخت کڑوی۔ (ترجمہ کنزالایمان پ ۲۷، القمر ۴۶)

پھر بار بار اسی آیت کو دہراتے رہے یہاں تک کہ مؤذن نے صبح کی اذان کہہ دی۔

(تذکرۃ المحدثین ص ۵۷)

## (53) ہوش و حواس جاتے رہے

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت تلاوت کی؛

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ○وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ○

ترجمہ کنزالایمان: یہ دن ہے کہ وہ بول نہ سکیں گے اور نہ انہیں اجازت ملے کہ عذر کریں۔ (المرسلٰت ۳۵، ۳۶)

اس آیت کو سنتے ہی امام شافعی رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور جسم پر

لرزہ طاری ہوگیا۔ خوف خدا کی شدت سے آپ کے ہوش وحواس جاتے رہے اور وہیں سجدے میں گر گئے۔ پھر جب ہوش آیا تو کہنے لگے "اللّٰھم انی اعوذبك من مقام الکذابین ومن اعراض الجاھلین لھب لی من رحمتك وجللنی بسترك واعف بکرمك ولاتکلنی الی غیرك ولاتقنطنی من خیرك اے اللہ! میں کذابوں کے مقام اور جاہلوں کے اعراض سے تیری پناہ مانگتا ہوں مجھے اپنی رحمت عطا فرمادے میرے عیوب پر پردہ ڈال دے مجھے اپنے کرم کے صدقے معاف فرمادے۔ مجھے غیر کے حوالے نہ فرما۔ مجھے اپنی رحمت سے مایوس نہ کرنا۔

(تذکرۃ المحدثین بحوالہ مرقاۃ ج ۱ ص ۲۱)

## (54) مجھے بھوک ہی نہیں لگتی

حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ "خوف خدا عزوجل مجھے کھانے پینے سے روک رہا ہے اور مجھے بھوک ہی نہیں لگتی۔"

(مکاشفۃ القلوب باب الخوف من الذنب ص ۱۹۷)

## (55) آنکھوں کی خوبصورتی جاتی رہی

حضرت سیّدنا یزید بن ہارون واسطی رضی اللہ عنہ حافظِ حدیث تھے۔ ان کی آنکھیں نہایت خوبصورت تھیں مگر یہ دن رات خوف الٰہی سے اس قدر رویا کرتے تھے کہ مستقل طور پر آشوب چشم کی شکایت پیدا ہوگئی۔ یہاں تک کہ آنکھوں کی خوبصورتی روشنی دونوں جاتی رہیں۔ (اولیائے رجال الحدیث ص ۲۶۳)

## (56) بادل سایہ فگن ہوگیا

حضرت شیخ ابوبکر بن عبداللہ حزنی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا۔ ایک دن وہ لونڈی کسی کام سے دوسرے گاؤں جارہی تھی قصاب نے موقع غنیمت جان کر اس کا پیچھا کیا اور کچھ دور جاکر اسے پکڑ لیا۔ تب کنیز نے کہا کہ "اے نوجوان! میرا دل بھی تیری طرف مائل ہے لیکن میں اپنے رب عزوجل سے ڈرتی ہوں"

جب اس قصاب نے یہ سنا تو بولا ”جب تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے تو کیا میں اس ذاتِ پاک سے نہ ڈروں؟“ یہ کہہ کر اس نے توبہ کر لی اور وہاں سے پلٹ پڑا۔ راستے میں پیاس کے مارے دم لبوں پر آ گیا۔ اتفاقاً اس کی ملاقات ایک شخص سے ہوگئی جو کہ کسی نبی کا قاصد تھا۔ اس مردِ قاصد نے پوچھا؟ اے نوجوان کیا حال ہے؟ قصاب نے جواب دیا، پیاس سے نڈھال ہوں، قاصد نے کہا کہ ”آؤ ہم دونوں مل کر خدا سے دعا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ابر کے فرشتے کو بھیج دے اور وہ شہر جانے تک ہم پر اپنا سایہ کئے رکھے“ نوجوان نے کہا کہ ”میں نے تو خدا کی کوئی قابل ذکر عبادت بھی نہیں کی ہے میں کس طرح دعا کروں؟ تم دعا کرو میں آمین کہوں گا اس شخص نے دعا کی، بادل کا ایک ٹکڑا ان کے سروں پر سایہ فگن ہو گیا۔

جب یہ دونوں راستہ طے کرتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو وہ بادل قصاب کے سر پر آ گیا اور قاصد دھوپ میں ہو گیا۔ قاصد نے کہا ”اے نوجوان! تو نے کہا تھا کہ تو نے اللہ عزوجل کی کچھ بھی عبادت نہیں کی، پھر یہ بادل تیرے سر پر کیسے سایہ فگن ہو گیا؟ تو مجھے اپنا حال سنا۔“ نوجوان نے کہا اور تو مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن ایک کنیز سے خوف خدا کی بات سن کر میں نے توبہ ضرور کی تھی۔“ قاصد بولا ”تو نے سچ کہا اللہ تعالیٰ کے حضور میں جو مرتبہ ودرجہ تائب (توبہ کرنے والے) کا ہے وہ کسی دوسرے کا نہیں ہے۔“ (کتاب التوابین ص ۷۵)

## (57) مجھے اپنے رب تعالیٰ کا خوف ہے

کوفہ میں ایک خوبصورت نوجوان بہت زیادہ عبادت وریاضت کیا کرتا تھا ”نخع“ علاقے کے کچھ لوگ اس کے پڑوس میں آ کر رہنے لگے۔ ایک دن اچانک اس کی نگاہ ان کی لڑکی پر پڑ گئی اور یہ دل ودماغ ہار بیٹھا اور وہ لڑکی بھی اس پر فریفتہ ہو گئی۔ اس نوجوان نے لڑکی کے باپ کو پیغام نکاح بھیجا تو اس نے بتایا کہ اس لڑکی کی منگنی اپنے چچازاد کے ساتھ ہو چکی ہے۔ اس انکار کے باوجود یہ دونوں بے حد بے چین رہنے لگے آخر کار لڑکی

نے اس نوجوان کو کسی قاصد کے ذریعے یہ پیغام بھجوایا کہ "مجھے تمہاری حالت کا اندازہ ہے اور خود میری حالت بھی تم سے مختلف نہیں ہے اب یا تو تم میرے پاس چلے آؤ یا پھر میں تمہارے پاس آ جاؤں؟ اس نوجوان نے پیغام لانے والے کو جواب دیا کہ "یہ دونوں باتیں ممکن نہیں، کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میں اپنے رب کی نافرمانی کر کے بڑی گھبراہٹ (یعنی قیامت) کے دن عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤں اور میں اس آگ سے ڈرتا ہوں جس کے شعلے کبھی ٹھنڈے نہیں پڑتے۔ جب قاصد نے جا کر یہ ساری بات اس لڑکی کو بتائی تو وہ کہنے لگی "اتنی شدت سے چاہنے کے باوجود وہ اللہ سے ڈرتا ہے اور وہ ڈرنے کا حق دار بھی ہے اور بندے اس معاملے میں برابر ہیں" پھر وہ لڑکی بھی دنیا سے کنارہ کش ہو کر عبادت میں مشغول ہو گئی یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ (کتاب التوابین ص ۲۶۷)

## (58) بوسیدہ ہڈیوں کی نصیحت

ایک شخص جسے دینار "عیار" کہا جاتا تھا اس کی ماں اسے بری حرکتوں سے منع کرتی لیکن وہ باز نہ آتا تھا۔ ایک دن اس کا گزر ایک قبرستان سے ہوا جہاں بہت سی بوسیدہ ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک ہڈی اٹھائی تو وہ اس کے ہاتھ میں بکھر گئی۔ یہ دیکھ کر وہ سوچ میں پڑا اور خود سے کہنے لگا "تیری ہلاکت ہو! ایک دن تو بھی ان میں شامل ہو جائے گا اس کے باوجود تو گناہوں میں مشغول ہے؟" اس کے بعد اس نے توبہ کی اور کہنے لگا "اے میرے رب عزوجل! میں خود کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، مجھ پر رحم کر اور مجھے قبول فرما لے۔"

پھر وہ نوجوان زرد چہرے اور شکستہ دل کے ساتھ اپنی ماں کے پاس گیا اور کہنے لگا "امی جان! بھاگا ہوا غلام جب پکڑا جائے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جا سکتا ہے؟" ماں نے جواب دیا کہ "اسے کھردرا لباس اور سوکھی روٹی دی جاتی ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جاتے ہیں۔" اس نے عرض کی "آپ میرے ساتھ وہی سلوک کریں جو بھاگے ہوئے غلام کے ساتھ کیا جاتا ہے شاید کہ میری اسی ذلت کو دیکھ کر میرا مالک

مجھے معاف کر دے۔" اس کی ماں نے اس کی یہ خواہش پوری کر دی جب رات ہوتی تو یہ روتا اور آہ وزاری شروع کر دیتا اور کہتا" اے دینار! تو ہلاک ہو جائے! کیا تجھے اپنے آپ پر قابو نہیں ہے تو کس طرح اللہ کے غضب سے بچ سکے گا؟" یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ ایک رات اس کی ماں نے کہا" بیٹا! اپنے آپ پر ترس کھاؤ اور اتنی مشقت مت اٹھاؤ" اس نے جواب دیا" مجھے اسی حالت پر رہنے دیں، تھوڑی سی مشقت کے بعد شاید مجھے طویل آرام نصیب ہو جائے۔ امی جان! میری نافرمانیوں کی ایک طویل فہرست رب تعالیٰ کے سامنے موجود ہے اور میں نہیں جانتا کہ مجھے مقامِ رحمت میں جانے کا حکم ہوگا یا وادیٔ ہلاکت میں ڈال دیا جاؤں گا؟ مجھے اس تکلیف کا خوف ہے جس کے بعد کوئی راحت نہیں ملے گی۔ مجھے ایسی سزا کا ڈر ہے جس کے بعد کبھی معافی نہیں ملے گی۔" ماں نے یہ سن کر کہا" اچھا! تھوڑا سا تو آرام کرلو۔" وہ کہنے لگا" میں کیسے آرام کر سکتا ہوں کیا آپ میری مغفرت کی ضمانت دیتی ہیں؟ کون میری بخشش کی ضمانت دے گا؟ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے! ایسا نہ ہو کہ لوگ کل جنت کی جانب جارہے ہوں اور میں جہنم کی طرف۔"

ایک مرتبہ اس کی ماں اس کے قریب سے گزری تو اس نے یہ آیت پڑھی،

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ۝عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝

" تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے، جو کچھ وہ کرتے تھے۔"

(ترجمہ کنزالایمان، پ۱۴، الحجر ۹۲، ۹۳)

اور اس پر غور کرنے لگا یہاں تک کہ سانپ کی طرح کانٹنے لگا، بالآخر بے ہوش ہو گیا۔ اس کی ماں نے اسے پکارا لیکن کوئی جواب نہ ملا" وہ کہنے لگی میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اب کہاں ملاقات ہوگی؟" نوجوان نے کمزور سی آواز میں جواب دیا اگر میں قیامت کے دن آپ کو نہ مل سکوں تو داروغہ جہنم سے پوچھ لینا" پھر اس نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ (کتاب التوابین ص ۲۵۶)

## (59) مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا

حضرت سیّدنا صالح مری رضی اللہ عنہ ایک محفل میں وعظ فرما رہے تھے۔ انہوں نے اپنے سامنے بیٹھنے والے ایک نوجوان کو کہا ''کوئی آیت پڑھو'' تو اس نے یہ آیت پڑھ دی'

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ط مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝

اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔'' (ترجمہ کنزالایمان پ ۲۴ المؤمن ۱۸)

یہ آیت سن کر آپ نے فرمایا ''کوئی کیسے ظالم کا دوست یا مددگار ہو سکتا ہے؟ کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوگا بے شک تم سرکشی کرنے والے گناہ گاروں کو دیکھو گے کہ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا اور وہ برہنہ پاؤں ہوں گے۔ ان کے جسم بوجھل' چہرے سیاہ اور آنکھیں خوف سے نیلی ہوں گی۔'' وہ پکار کر کہیں گے ''ہم ہلاک ہو گئے! ہم برباد ہو گئے! ہمیں کیوں جکڑا گیا ہے ہمیں کہاں لے جایا جا رہا ہے اور ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے؟'' فرشتے انہیں آگ کے کوڑوں سے ہانکیں گے۔ کبھی وہ منہ کے بل گریں گے اور کبھی انہیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا۔ جب رو رو کر ان کے آنسو خشک ہو جائیں گے تو خون کے آنسو رونا شروع کر دیں گے' ان کے دل دہل جائیں گے' اور حیران و پریشان ہوں گے اگر کوئی انہیں دیکھ لے تو ان پر نگاہ نہ جما سکے گا' نہ دل کو سنبھال سکے گا اور یہ ہولناک منظر دیکھنے والے کے بدن پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔''

یہ کہنے کے بعد حضرت سیّدنا صالح مری علیہ الرحمہ بہت روئے اور آہ بھر کر کہنے لگے افسوس! کیسا خوفناک منظر ہوگا'' یہ کہہ کر پھر رونے لگے اور ان کو روتا دیکھ کر لوگ بھی

رونے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا ''حضور! کیا یہ سارا منظر روزِ قیامت ہو گا؟'' آپ نے جواب دیا ''ہاں! اور یہ منظر زیادہ طویل نہیں ہو گا کیونکہ جب انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا' تو ان کی آوازیں آنا بند ہو جائیں گی۔'' یہ سن کر نوجوان نے ایک چیخ ماری اور کہا ''افسوس! میں نے اپنی زندگی غفلت میں گزار دی' افسوس! میں کوتاہیوں کا شکار رہا' افسوس! میں اپنے پروردگار کی اطاعت میں سستی کرتا رہا' آہ! میں نے اپنی زندگی ضائع کر دی۔'' اور رونے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ کہنے لگا ''اے میرے رب عزوجل! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے تیری بارگاہ میں حاضر ہوں' مجھے تیرے سوا کسی سے غرض نہیں' مجھ میں جو برائیاں ہیں انہیں معاف فرما کر مجھے قبول کر لے' میرے گناہ معاف کر دے' مجھ سمیت تمام حاضرین پر اپنا کرم و فضل فرما اور ہمیں سخاوت سے مالا مال کر دے' یا ارحم الراحمین! میں نے گناہوں کی گٹھڑی تیرے سامنے رکھ دی ہے اور صدقِ دل سے تیرے سامنے حاضر ہوں اگر تو مجھے قبول نہیں کرے گا' تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔'' اتنا کہہ کر وہ نوجوان غش کھا کر گر گیا اور بے ہوش ہو گیا اور چند دن بستر علالت پر گزار کر انتقال کر گیا۔

اس کے جنازے میں کثیر لوگ شامل ہوئے اور رو رو کر اس کے لئے دعائیں کی گئیں۔ حضرت صالح مری علیہ الرحمہ اکثر اس کا ذکر اپنے وعظ میں کیا کرتے تھے' ایک دن کسی نے اس نوجوان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا ''تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟'' تو اس نے جواب دیا'' ''مجھے حضرت صالح مری علیہ الرحمہ کی محفل کی برکت ملی اور مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا۔'' (کتاب التوابین ص ۲۵۱)

## (60) اللہ عزوجل دیکھ رہا ہے

ایک شخص کسی شامی عورت کے پیچھے لگ گیا اور ایک مقام پر اسے خنجر کے بل بوتے پر یرغمال بنالیا۔ جو کوئی اس عورت کو بچانے کے لئے آگے بڑھتا وہ اسے زخمی کر دیتا۔ وہ عورت مسلسل مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ اتنے میں حضرت سیّدنا بشر بن حارث علیہ الرحمہ

وہاں سے گزرے تو اس شخص کو کندھا مارتے ہوئے آگے نکل گئے' وہ شخص پسینے سے شرابور ہو کر زمین پر گر گیا اور وہ عورت اس کے چنگل سے آزاد ہو کر ایک طرف کو چل دی۔ اس کے اردگرد جمع ہونے والے لوگوں نے اس سے پوچھا: ''تجھے کیا ہوا؟'' اس نے کہا' ''میں نہیں جانتا! لیکن جب وہ بزرگ گزرنے لگے تو مجھے کندھا مار کر کہا ''اللہ دیکھ رہا ہے'' ان کی یہ بات سن کر میں ہیبت زدہ ہو گیا نہ جانے وہ کون تھے؟'' لوگوں نے اسے بتایا'' یہ حضرت سیّدنا بشر بن حارث تھے'' تو اس نے کہا' آہ میری بدنصیبی! میں آج کے بعد ان سے نگاہ نہیں ملا پاؤں گا'' پھر اس شخص کو بخار آ گیا اور ساتویں دن اس کا انتقال ہو گیا۔ (کتاب التوابین ص ۲۱۳)

## (61) میں کس گنتی میں آتا ہوں؟

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا داؤد طائی رضی اللہ عنہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی'' آپ چونکہ اہل بیت میں سے ہیں اس لئے مجھے کوئی نصیحت فرمائیں''، لیکن وہ خاموش رہے' جب آپ نے دوبارہ عرض کی کہ'' اہل بیت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت بخشی ہے اس لحاظ سے نصیحت کرنا آپ پر بمنزلہ فرض کے ہے'' یہ سن کر امام جعفر نے فرمایا'' مجھے تو خود یہ خوف لاحق ہے کہ کہیں قیامت کے دن میرے جد اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر یہ نہ پوچھیں کہ تو نے خود میری پیروی کیوں نہیں کی؟ کیونکہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں اعمال صالحہ پر موقوف ہے۔'' یہ سن کر حضرت داؤد طاری رضی اللہ عنہ کو بہت عبرت ہوئی کہ جب اہل بیت کے خوف خدا کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں آتا ہوں؟'' (تذکرۃ الاولیاء ج ا ص ۳۲)

## (62) نیند کیسے آسکتی ہے؟

حضرت سیّدنا احمد حرب رضی اللہ عنہ عمر بھر شب بیدار رہے۔ جب کبھی لوگ آپ سے آرام کرنے کے لئے اصرار کرتے تو فرماتے۔'' جس کے لئے جہنم بھڑکائی جارہی ہو

اور بہشت کو آراستہ کیا جا رہا ہو، لیکن اس کو علم نہ ہو کہ ان دونوں میں اس کا ٹھکانہ کہاں ہے اس کو نیند کیسے آسکتی ہے؟'' (تذکرۃ الاولیاء ج اص ۲۲۰)

## (63) میرے پاس کوئی جواب نہ ہوگا

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنی مناجات اس طرح شروع کرتے ''اے اللہ عزوجل! اگرچہ میں بہت گناہ گار ہوں پھر بھی تجھ سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں کیونکہ میں سر تا پا معصیت اور تو معاف کرنے والا ہے۔ اے اللہ عزوجل! تو نے فرعون کے دعویٰ خدائی کے باوجود حضرت موسیٰ وہارون کو نرمی کا حکم دیا تھا لہٰذا جب تو ''انا ربکم الاعلی (میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں) (النازعات)'' کہنے والے پر کرم فرما سکتا ہے تو ان پر تیرے لطف و کرم کا اندازہ کون کرسکتا ہے جو ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے اونچے رب کی) کہتے ہیں، اے اللہ عزوجل! میرے پاس اس کمبل کے سوا کچھ نہیں لیکن اگر یہ بھی کوئی طلب کرے تو میں تیری خاطر دینے کے لئے تیار ہوں۔ اے اللہ عزوجل! تیرا ہی ارشاد ہے کہ نیکی کرنے والوں کو نیکی کی وجہ سے بہتر صلہ دیا جاتا ہے میں تجھ پر ایمان رکھتا ہوں جس سے افضل دنیا میں کوئی نیکی نہیں ہے لہٰذا اس کے صلے میں مجھے اپنے دیدار سے نواز دے...... اے اللہ عزوجل! چونکہ تو گناہوں کو بخشنے والا ہے اور میں گناہ گار ہوں، اس لئے تجھ سے بخشش کا سوالی ہوں...... اے اللہ عزوجل! تیری غفاری اور میری کمزوری کی بناء پر معصیت کا ارتکاب کر بیٹھتا ہوں، اس لئے اپنی غفاری یا میری کمزوری کے پیش نظر مجھے بخش دے...... اے اللہ عزوجل! جب میدان محشر میں مجھ سے پوچھا جائے گا کہ دنیا سے کیا لایا؟ تو میرے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔'' (تذکرۃ الاولیاء ج اص ۲۷۵)

## (64) صاحبزادے کا دم نکل گیا

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا ابوبکر وراق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جب قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے!

اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا۟ ○

ترجمہ کنزالایمان !اگر کفر کرو اس دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔(المزمل:۱۷)

تو خوفِ الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ دم نکل گیا۔(تذکرۃ الاولیاء ج۲ ص ۸۷)

## (65) آپ اسے مار ڈالیں گے

حضرت سیّدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کو جب یہ علم ہوتا کہ ان کا بیٹا بھی ان کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو وہ غم کی آیات تلاوت نہ کرتے۔ایک مرتبہ انہوں نے سمجھا کہ وہ ان کے پیچھے نہیں ہے اور یہ آیت پڑھی:

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ○

کہیں گے اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔

(ترجمہ کنزالایمان پ۱۸ المومنون ۱۰۶)

تو ان کا بیٹا یہ آیت سن کر بے ہوش ہو گیا۔ جب آپ کو یہ اندازہ ہوا تو تلاوت مختصر کر دی۔ جب ان کی ماں کو یہ خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے آ کر اپنے بیٹے کے چہرے پر پانی چھڑکا اور اسے ہوش میں لائیں۔ انہوں نے حضرت فضیل سے عرض کی' اس طرح تو آپ اسے مار ڈالیں گے'' ایک مرتبہ پھر ایسا ہی اتفاق ہوا کہ آپ نے یہ آیت تلاوت کی

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ○

اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔'' (ترجمہ کنزالایمان۔ پ۲۴' الزمر ۴۷)

یہ آیت سن کر وہ پھر بے ہوش ہو کر گر گیا جب اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی گئی تو وہ دم توڑ چکا تھا۔ (کتاب التوابین ص ۲۰۹)

## (66) اے میرے ربّ عزوجل! کیوں نہیں؟

حضرت سیّدنا جعفر بن حرب رضی اللہ عنہ پہلے پہل بہت مالدار شخص تھے اور اسی کے بل بوتے پر بادشاہ کے وزیر بھی بن گئے اور لوگوں پر ظلم و ستم ڈھانا شروع کر دیا۔ ایک

دن آپ نے کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ

کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لئے۔ (ترجمہ کنز الایمان پ ۲۷ الحدید ۱۶)

یہ سن کر آپ نے ایک چیخ ماری اور کہا "اے میرے رب عزوجل! کیوں نہیں" آپ بار بار یہی کہتے جاتے اور روتے جاتے پھر اپنی سواری سے اتر کر اپنے کپڑے اتارے اور دریائے دجلہ میں چھپ گئے۔ ایک شخص جو آپ کے حالات سے واقف تھا دریائے دجلہ کے قریب سے گزرا تو آپ کو پانی میں کھڑے ہوئے پایا۔ چنانچہ اس نے آپ کو ایک قمیض اور تہبند بھجوایا۔ آپ نے ان کپڑوں سے اپنا بدن ڈھانپا اور پانی سے باہر نکل آئے۔ لوگوں سے ظلماً لیا گیا مال واپس کر دیا اور بچ رہنے والا مال صدقہ کر دیا۔ اس کے بعد آپ تحصیل علم اور عبادت میں مشغول ہو گئے حتیٰ کہ انتقال کر گئے۔

(کتاب التوابین ص ۱۶۳)

## (67) میرا کیا بنے گا؟

حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ غسل فرمانے کے لئے کسی حمام میں گئے۔ حمام کے مالک نے آپ کو روکا اور کہنے لگا۔ "اگر درہم نہیں دو گے تو اندر داخل نہیں ہونے دوں گا۔" اس کی یہ بات سن کر آپ نے رونا شروع کر دیا۔ وہ آپ کو روتا دیکھ کر پریشان ہو گیا اور عرض کرنے لگا "اگر آپ کے پاس درہم نہیں ہیں تو کوئی بات نہیں، آپ یونہی غسل فرما لیجئے۔" آپ نے فرمایا "میں تمہارے روکنے کی وجہ سے نہیں رویا بلکہ مجھے تو اس بات نے رلا دیا کہ آج درہم نہ ہونے کی وجہ سے مجھے اس حمام میں جانے سے روک دیا گیا ہے جس میں نیک و بد بھی نہاتے ہیں اور اگر کل نیکیاں نہ ہونے کے سبب مجھے اس جنت سے روک لیا گیا جو صرف نیکوں کا مقام ہے تو میرا کیا بنے گا؟"

(رسالہ: میں سدھرنا چاہتا ہوں، ص ۱۶)

## (68) فناء ہو جانے والی کو ترجیح نہ دو

حضرت سیّدنا ابراہیم بن بشار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت ابراہیم بن ادہم کے ساتھ صحراء میں محو سفر تھا کہ اچانک ہمیں ایک قبر نظر آئی۔ حضرت ابراہیم بن ادہم اس قبر کے پاس تشریف لے گئے اور قبر والے کے لئے دعائے مغفرت کی، پھر رونے لگے۔ میں نے عرض کی'' یہ قبر کس کی ہے؟ تو جواب دیا'' یہ قبر حمید بن ابراہیم (علیہ الرحمہ) کی ہے جو پہلے ہمارے شہروں کے امیروں میں سے تھے اور دنیا کی محبت میں غرق تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں بچالیا'' اتنا کہنے کے بعد فرمایا'' مجھے پتا چلا کہ یہ ایک دن اپنی مملکت کی وسعت اور دنیاوی مال و دولت کی کثرت سے بہت خوش تھے اسی دوران جب یہ سوئے تو خواب میں دیکھا ایک شخص جس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ اس کے سرہانے آن کھڑا ہوا۔ حمید نے اس شخص سے کتاب لے کر اسے کھولا تو اس میں جلی حرف سے لکھا تھا'' فنا ہو جانے والی کو باقی رہ جانے والی پر ترجیح نہ دو۔ اور اپنی مملکت، حکومت، بادشاہت، خدام، غلام اور لذات و خواہشات میں کھو کر غافل مت ہو جاؤ، بے شک جس میں تو مگن ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں، بظاہر جو تیری مملکت ہے وہ حقیقتاً ہلاکت ہے جو فرح و سرور ہے وہ حقیقت میں لہو و غرور ہے جو آج ہے اس کا کل کچھ پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جلدی حاضر ہو جاؤ کیونکہ اس کا فرمان ہے:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان اور زمین آ جائیں پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہے۔''

(ترجمہ کنز الایمان پ ۴، آل عمران ۱۳۳)

جب یہ نیند سے بیدار ہوئے تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا'' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ اور نصیحت ہے'' پھر کسی کو کچھ بتائے بغیر یہ اپنے ملک سے نکل آئے اور

ان پہاڑوں میں آن بسے۔ جب مجھے ان کا واقعہ معلوم ہوا تو میں نے انہیں تلاش کیا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے یہ واقعہ مجھے سنایا پھر میں نے بھی انہیں اپنا واقعہ سنایا۔ میں برابر ان سے ملاقات کے لئے آتا رہا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور یہیں ان کو دفن کر دیا گیا۔ (کتاب التوابین ص ۱۵۲)

## (69) پاؤں اندر داخل نہیں کیا

بنی اسرائیل میں ایک بزرگ رضی اللہ عنہ عرصہ دراز سے اپنے حجرہ میں مصروفِ عبادت تھے۔ ایک مرتبہ ایک عورت ان کے دروازے پر آن کھڑی ہوئی اور ان کی نگاہ اس عورت پر پڑی تو شیطان نے انہیں بہکا دیا' چنانچہ آپ اس عورت کی طرف بڑھے جیسے ہی اپنا ایک پاؤں حجرہ سے باہر نکالا' خوفِ خدا عزوجل آپ پر غالب آ گیا اور کہنے لگے "نہیں! مجھے یہ کام نہیں کرنا چاہئے" پھر آپ کے دل میں خیال آیا کہ "یہ پاؤں جو دروازے سے باہر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لئے نکلا ہے دوبارہ میرے حجرے میں داخل نہیں ہوگا" چنانچہ آپ وہیں بیٹھ گئے اور قدم کو کمرے کے اندر نہ لے گئے یہاں تک کہ پاؤں گرمی اور سردی کے اثرات سے گل سڑ کر آپ کے جسم سے الگ ہو گیا۔ (کتاب التوابین ص ۹۷)

## (70) غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا خوفِ خدا عزوجل

حضرت سیّدنا شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "مسجد الحرام میں کچھ لوگ کعبہ اللہ شریف کے قریب عبادت میں مصروف تھے اچانک انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دیوارِ کعبہ سے لپٹ، کر زار وقطار رو رہا ہے اور اس کے لبوں پر یہ دعا جاری ہے "اے اللہ عزوجل! اگر میرے اعمال تیری بارگاہ کے لائق نہیں تو بروزِ قیامت مجھے اندھا اٹھانا۔"

لوگوں کو یہ عجیب وغریب دعا سن کر بڑا تعجب ہوا چنانچہ انہوں نے دعا مانگنے والے سے استفسار کیا "اے شیخ! ہم تو قیامت میں عافیت کے طلب گار ہیں اور آپ اندھا

اٹھائے جانے کی دعا فرما رہے ہیں' اس میں کیا راز ہے؟'' اس شخص نے روتے ہوئے جواب دیا'' میرا مطلب یہ ہے کہ اگر میرے اعمال اللہ عزوجل کی بارگاہ کے لائق نہیں تو میں قیامت میں اس لئے اندھا اٹھایا جانا پسند کرتا ہوں کہ مجھے لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔'' وہ سب لوگ اس عارفانہ جواب کو سن کر بے حد متاثر ہوئے لیکن اپنے مخاطب کو پہچانتے نہ تھے' اس لئے پوچھا'' اے شیخ! آپ کون ہیں؟'' اس نے جواب دیا '' میں عبدالقادر جیلانی ہوں۔'' (فیضان سنت بحوالہ گلستان سعدی' ص ۲۳۳)

## (71) جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے

سیدی اعلیٰ حضرت' امام اہل سنت' مجددِ دین وملت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی روزہ کشائی کی تقریب کا حال بیان کرتے ہوئے مولانا سیّد ایوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ'' رمضان مبارک کا مہینہ ہے اور حضور پرنور کے پہلے روزہ کشائی کی تقریب ہے۔ کاشانۂ اقدس میں جہاں افطار کا اور بہت قسم کا سامان ہے ایک محفوظ کمرے میں فیرینی کے پیالے جمانے کے لئے چنے ہوئے تھے۔ آفتاب نصف النہار پر ہے ٹھیک شدت کی گرمی کا وقت ہے کہ حضور کے والد ماجد آپ کو اسی کمرے میں لے جاتے ہیں اور دروازہ کے پٹ بند کرکے ایک پیالہ اٹھا کر دیتے ہیں کہ'' اسے کھالو'' آپ عرض کرتے ہیں'' میرا روزہ ہے کیسے کھاؤں؟'' ارشاد ہوتا ہے'' بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے لو کھالو' میں نے دروازہ بند کر دیا ہے کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے'' آپ عرض کرتے ہیں'' جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے'' یہ سنتے ہی حضور کے والد ماجد کی چشمانِ مبارک سے اشکوں کا تار بندھ گیا اور کمرہ کھول کر باہر لے آئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت ص ۸۷)

## (72) بے ہوشی میں دُعا

تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے بانی' امیر اہل سنت حضرت مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی کو سالہا سال سے کثرت

پیشاب کا عارضہ لاحق تھا۔ بالآخر دسمبر ۲۰۰۲ء میں ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا جس کے آپ ہی کے مطالبہ پر نمازِ عشاء کے بعد کا وقت طے کیا گیا تا کہ آپ کی کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے۔ آپریشن ہو جانے کے بعد نیم بے ہوشی کے عالم میں درد سے کراہنے یا چلانے کی بجائے آپ نے وقتاً فوقتاً جن کلمات کی بار بار تکرار کی وہ یہ تھے:......

''سب لوگ گواہ ہو جاؤ میں مسلمان ہوں' یا اللہ عزوجل! میں مسلمان ہوں' میں تیرا حقیر بندہ ہوں' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کا ادنیٰ غلام ہوں' الحمد للہ عزوجل! میں غوث الاعظم کا غلام ہوں' اے اللہ عزوجل! میرے ماں باپ کی مغفرت فرما' اے اللہ عزوجل! میرے بہن بھائیوں کی مغفرت فرما' اے اللہ عزوجل! میرے تمام مریدوں کی مغفرت فرما' اے اللہ عزوجل! (مجلس شوریٰ کے مرحوم نگران) حاجی مشتاق کی مغفرت فرما' اے اللہ عزوجل! تمام دعوتِ اسلامی والوں اور والیوں کی مغفرت فرما' اے اللہ عزوجل (اپنے) محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کی مغفرت فرما'

(ملخصاً ماخوذ از امیر اہل سنت مدظلہ العالی کے آپریشن کی ایمان افروز جھلکیاں ص ۳)

## (73) مجھے اپنے ربّ عزوجل کا ڈر ہے

سندھ باب الاسلام کی سطح پر ۲'۳'۴ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ کو ہونے والے سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والے بیان کے دوران شیخ طریقت امیر اہل سنت بانی دعوتِ اسلامی علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے توبہ کی شرائط کی وضاحت کرتے ہوئے وہاں موجود لاکھوں اسلامی بھائیوں اور ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعے سننے والی اسلامی بہنوں سے ارشاد فرمایا توبہ کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس کی حق تلفی کی ہو یا اذیت پہنچائی ہو اس سے معافی مانگی جائے۔'' (پھر بطور عاجزی ارشاد فرمایا) جس کے تعلقات جتنے زیادہ ہوتے ہیں اتنا ہی لوگوں کی دل آزاری ہو جانے کا احتمال زیادہ ہوتا ہے اور میرے تعلقات یقیناً آپ سب سے زیادہ ہیں لہٰذا میری درخواست ہے کہ میری طرف سے اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہو' کوئی حق تلف ہو گیا ہو' کبھی ڈانٹ

دیا ہو' ملاقات نہ کرنے پر آپ ناراض ہو گئے ہوں' تو ہاتھ جوڑ کر درخواست ہے مجھے معاف کر دیجئے مجھے آپ سے نہیں اپنے رب تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے کہہ دیجئے'' جا معاف کیا''

اور پھر اس کا اقرار کرنے والوں کو دعا دیتے ہوئے فرمایا'' جس نے معاف کر دیا' اللہ تعالیٰ اسے جلد مدینہ دکھائے' جو کیسٹ میں سنیں' یا انٹرنیٹ یا فون کے ذریعے سن رہے ہوں وہ بھی معاف کر دیں۔'' (ملخصاً)

## (74) ایمان کی شمع سدا روشن رہے

امیر اہل سنت' مجددِ دین وملت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے صفر المظفر ۱۴۲۴ھ میں مرکزی مجلس شوریٰ و دیگر مجالس کے اراکین اور دوسرے اسلامی بھائیوں کے نام لکھے گئے ایک کھلے خط میں تحریر فرمایا۔

محبت میں اپنی گما یا الٰہی
نہ پاؤں میں اپنا بتا یا الٰہی
ترے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ
میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الٰہی
مرے دل سے دنیا کی الفت مٹا دے
بنا عاشق مصطفیٰ یا الٰہی

(پھر لکھا کہ)

میں اپنی قیام گاہ کے مکتب میں مغموم وملول قلم سنبھالے آپ حضرات کی بارگاہوں میں تحریراً دستک دے رہا ہوں۔ آج کل یہاں طوفانی ہوائیں چل رہی ہیں کہ جو دلوں کو خوفزدہ کر دیتی ہیں' ہائے ہائے! بڑھاپا آنکھیں پھاڑے پیچھا کئے چلا جا رہا ہے اور موت کا پیغام سنا رہا ہے مگر نفس امارہ ہے کہ سرکشی میں بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے' کہیں ہوا کا کوئی

یقیناً بجھ کر رہے گا' میرے ایمان کی شمع سدا روشن رہے' یا اللہ عزوجل! مجھے گناہوں کے دَلدل سے نکال دے' کرم' کرم' کرم (ماخوذ از رسالہ غیبت کی تباہ کاریاں ص ا)

## (75) پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے

صحرائے مدینہ' مدینۃ الاولیاء ملتان شریف ۲۰۰۴ھ میں منعقد ہونے والے دعوت اسلامی کے سنتوں بھرے سالانہ بین الاقوامی اجتماع میں ''اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر'' کے موضوع پر رقت انگیز بیان کرتے ہوئے شیخ طریقت امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے جب ایمان کی حفاظت سے متعلق ترغیب دلاتے ہوئے یہ واقعہ سنایا کہ:

''حضرت عبداللہ مؤذن (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں طواف کعبہ میں مشغول تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ غلافِ کعبہ سے لپٹ کر ایک ہی دعا کی تکرار کر رہا ہے ''یا اللہ عزوجل! مجھے دنیا سے مسلمان ہی رخصت کرنا'' میں نے اس سے پوچھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس نے کہا ''میرے دو بھائی تھے میرا بڑا بھائی ایک عرصہ تک مسجد میں بلا معاوضہ اذان دیتا رہا' جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے قرآن پاک مانگا' ہم نے اسے دیا کہ وہ اس سے برکتیں حاصل کرے مگر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر وہ کہنے لگا ''تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں قرآن کے تمام اعتقادات واحکامات سے بیزاری ظاہر کرتا ہوں اور نصرانی (یعنی عیسائی) مذہب اختیار کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ کفر کی حالت میں مر گیا۔ پھر دوسرے بھائی نے تیس برس تک مسجد میں فی سبیل اللہ اذان دی مگر وہ بھی آخری وقت میں نصرانی ہو کر مرا' لہٰذا! میں اپنے خاتمہ کے بارے میں بے حد فکرمند ہوں اور ہر وقت خاتمہ بالخیر کی دعا مانگتا رہتا ہوں۔ حضرت سیّدنا عبداللہ مؤذن نے اس سے پوچھا کہ تمہارے دونوں بھائی آخر ایسا کون سا گناہ کرتے تھے جس کے سبب ان کا خاتمہ برا ہوا؟ اس نے بتایا'' وہ غیر عورتوں میں دل چسپی لیتے تھے اور اَمردوں (یعنی بے ریش لڑکوں) سے دوستی کرتے تھے۔'' تو یہ واقعہ سنانے

کے بعد خوفِ خدا عزوجل کے غلبے کی وجہ سے امیر اہل سنت مدظلہ العالی اپنے آنسوؤں پر قابو نہ پا سکے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور کافی دیر تک روتے رہے اور بیان جاری نہ رکھ سکے۔

مسلماں ہے عطّار تیری رضا سے
ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی
ترے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ
میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الٰہی

## (76) دیوار سے لپٹ کر رونے لگے

ماہ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ میں عید الاضحیٰ کے موقع پر بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے اونٹ اور گائے کی قربانی دی گئی' قربانی کا انتظام ''دعوتِ اسلامی'' کے عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی کے باہر کیا گیا تھا۔ وقت عصر کے کچھ دیر قبل قربانی کے وقت آپ بھی وہیں تشریف لے آئے۔ جب اس اونٹ کو نحر اور گائے کو ذبح کیا گیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ یکا یک آپ کے چہرے پر اداسی طاری ہوگئی اور آپ بے حد غمگین نظر آنے لگے۔ قربانی ہو جانے کے بعد آپ محراب کے پیچھے واقع اپنے کمرے کی طرف روانہ ہو گئے اور کمرے میں پہنچنے کے بعد دیوار سے لپٹ کر زار وقطار رونے لگے۔ اتنے میں موذن اسلامی بھائی نے اذانِ عصر دی اور آپ نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں آ گئے۔ نماز ادا کرنے کے بعد (اپنے ہی کلام میں سے) چند اشعار پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ جب اسلامی بھائی نے ان اشعار کو پڑھنا شروع کیا تو آپ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے' آپ کو روتا دیکھ کر وہاں پر موجود اسلامی بھائی بھی رونے لگے اور پوری فضاء سوگوار ہوگئی۔ آپ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ نمازِ مغرب کا وقت ہو گیا۔ ان اشعار میں چند یہ ہیں'

کاش! کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا
قبر وحشر کا سب غم ختم ہو گیا ہوتا
آہ! سلب ایمان کا خوف کھائے جاتا ہے
کاش! میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا
آ کے نہ پھنسا ہوتا میں بطورِ انسان کاش!
کاش! میں مدینے کا اونٹ بن گیا ہوتا
اونٹ بن گیا ہوتا اور عید قرباں میں
کاش! دست آقا سے میں نحر ہوا ہوتا
کاش! میں مدینے کا کوئی دنبہ ہوتا یا
سینگ والا چتکبرا مینڈھا بن گیا ہوتا
آہ! کثرتِ عصیاں ہائے! خوف دوزخ کا
کاش! اس جہاں کا میں بشر نہ بنا ہوتا

(ارمغانِ مدینہ از امیر اہل سنت مدظلہ العالی' ص ۱۲۷)

پیارے بھائیو! یہ تمام واقعات ان نفوس قدسیہ کے تھے جن میں بعض وہ ہیں جو مرتبہ نبوت پر فائز ہیں اور بعض وہ ہیں جن کے سروں پر اللہ عزوجل نے اپنی ولایت کا تاج رکھا۔ یہ وہی پاکیزہ لوگ ہیں جن کا ذکر کرتے ہی ہماری زبان پر بے اختیار صلی اللہ علیہ وسلم...... یا......علیہ السلام...... یا رضی اللہ عنہ یا......رحمۃ اللہ علیہ...... یا مدظلہ العالی' جیسے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں اور ہماری نگاہیں فرطِ عقیدت سے جھک جاتی ہیں اور دل تعظیم کی خاطر فرش راہ بن جاتا ہے مقامِ غور ہے کہ جب ان بزرگ و برتر ہستیوں کے خوفِ خدا عزوجل کا یہ عالم ہے تو ہم جیسے پاپی وگناہ گاروں کو رب تعالیٰ کی بے نیازی' ناراضگی' گرفت اور اس کے عذاب سے کتنا ڈرنا چاہئے۔ اس کا اندازہ کوئی بھی ذی فہم بآسانی لگا سکتا ہے۔

## (77) خود احتسابی کی عادت اپنانے کی کوشش کرتے ہوئے "فکر مدینہ" کرنا

ذکر کردہ دیگر امور اپنانے کے ساتھ ساتھ اپنی ذات کا محاسبہ کرنے کی عادت اپنا لینے سے بھی خوفِ خدا عزوجل کے حصول کی منزل پر پہنچنا قدرے آسان ہو جاتا ہے اور اس عادت کو اپنانے کے لئے روزانہ فکر مدینہ کرنے کی ترکیب بنا لینا بے حد مفید ثابت ہو گا (ان شاء اللہ) فکر مدینہ کا آسان سا مطلب یہ ہے کہ "انسان اُخروی اعتبار سے اپنے معمولاتِ زندگی کا محاسبہ کرے، پھر جو کام اس کی آخرت کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہوں انہیں درست کرنے کی کوشش میں لگ جائے اور جو امور اُخروی اعتبار سے نفع بخش نظر آئیں ان میں بہتری کے لئے اقدامات کرے" فکر مدینہ کی برکت سے انسان کے دل میں خوفِ خدا عزوجل بیدار ہوتا ہے جس کی وجہ سے نیک اعمال کی زبردست رغبت پیدا ہوتی ہے نیز گناہوں سے وحشت محسوس ہوتی ہے اور سابقہ زندگی میں ہو جانے والے گناہوں پر توبہ کی توفیق بھی حاصل ہو جاتی ہے خود ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فکر مدینہ کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "پانچ سے قبل، پانچ کو غنیمت جانو۔

(1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے
(2) مالداری کو تنگدستی سے پہلے
(3) فراغت کو مصروفیت سے پہلے
(4) صحت کو بیماری سے پہلے
(5) زندگی کو موت سے پہلے

(المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد ص ۵۸)

اور امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم فرماتے ہیں کہ "اے لوگو! اپنے اعمال کا حساب کر لو اس سے پہلے کہ قیامت آ جائے اور تم سے ان کا حساب لیا جائے۔"

(حلیۃ الاولیاء ج۱ ص ۵۶)

جبکہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ فرماتے کہ "دنیا کی فکر دل میں اندھیرا جب کہ آخرت کی فکر روشنی و نور پیدا کرتی ہے۔" (المنبہات اعلی الاستعداد ولیوم المعادص ۴)

اور حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کریم، کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا اور حکیم (یعنی صاحب عقل) کبھی دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دیتا۔" (ایضا)

فکر مدینہ کی برکات سے کامل طور پر مستفید ہونے کے لئے ہمیں چاہیے کہ روزانہ سونے سے پہلے گھر وغیرہ کے کسی کمرے میں تنہا یا کسی جگہ جہاں پر مکمل خاموشی ہو آنکھیں بند کر کے سر جھکائے کم از کم بارہ منٹ فکر مدینہ کرنے کی عادت بنائیں اور پھر مدنی انعامات کا کارڈ پر کریں اس کے طریقہ کار کی وضاحت کے لئے فکر مدینہ کی چند مثالیں توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

ابھی تو اس طرح اپنے روزمرہ کے معمولات کا محاسبہ کیجئے کہ

"کل صبح نیند سے بیدار ہونے سے اب تک میں اپنی زندگی کے کتنے گھنٹے گزار چکا ہوں؟ جس انداز سے میں نے یہ وقت گزارا اس دوران جو افعال مجھ سے سرزد ہوئے کیا زندگی بسر کرنے کا میرا یہ انداز، اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پسندیدہ ہے؟ یا ناپسندیدہ؟ افسوس! میرا طرزِ زندگی تو ناپسندیدہ ہی شمار ہوگا کیونکہ ایام گزشتہ کی طرح میں نے سب سے پہلا کام تو یہ کیا تھا کہ نیند کو عزیز رکھتے ہوئے نمازِ فجر قضاء کر دی پھر دن چڑھے بیدار ہونے کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری اور نورانی سنت مبارکہ ایک مٹھی داڑھی شریف رکھنے کو ترک کر دینے کا سلسلہ قائم رکھتے ہوئے اسے مونڈ یا کاٹ کر (معاذ اللہ) گندی نالی تک میں بہا دینے سے دریغ نہیں کیا پھر کپڑے وغیرہ تبدیل کرنے کے دوران ٹیپ ریکارڈ یا کیبل وغیرہ پر گانے سننے کا بھی سلسلہ رہا۔ نامحرم عورتوں مثلاً بھابھی وغیرہ سے چھیڑ چھاڑ بھی جاری رہی، ناشتے میں تاخیر کی وجہ سے والدہ کے سامنے گستاخانہ انداز گفتگو اختیار کر کے ان کا دل بھی تو دکھایا تھا، ابا جان نے کوئی کام کہا تو حسب معمول انہیں ٹکا سا جواب دے دیا تھا،

پھر اپنے دفتر جانے کے لئے جو لباس میں نے پہن رکھا تھا وہ بھی تو خلافِ سنت تھا' جب گھر سے روزانہ ہوا تو چلتے چلتے اپنے پڑوسیوں کی رنگ شدہ صاف ستھری دیوار پر پان کی پیک پھینک کر اسے داغدار کر ڈالا تھا' بس میں کنڈیکٹر وغیرہ سے خواہ مخواہ الجھ کر دو چار گالیاں بھی تو بکی تھیں اور بس میں بیٹھی بے پردہ خواتین کو مسلسل گھورا بھی تو تھا' پھر دوران ملازمت اپنی ڈیوٹی پوری کرنے کی بجائے ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کر دیا' اپنے دفتری ساتھیوں کو ناگوار گزرنے کے یقین کے باوجود ان کی اشیاء ان کی اجازت کے بغیر بھی استعمال کر ڈالیں۔ ظہر کی نماز کا طویل وقت میں نے اپنے دوستوں سے گپ شپ کرتے ہوئے گزار دیا۔ اسی طرح عصر و مغرب کی نمازیں بھی میں نے دیگر مصروفیات کی نذر کر دیں۔ پھر گھر میں جا کر میں نے شدید تھکاوٹ کی وجہ سے نماز عشاء بھی نہ پڑھی اور رات کا کھانا کھانے کے بعد فریش ہونے کے لئے آوارہ دوستوں کی محفل میں جا بیٹھا۔ فحش کلامی' گالی گلوچ' تاش کا کھیل اس محفل کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ اس دوران کسی کی بیٹی' کسی کی بہن کے متعلق معلومات کا تبادلہ بھی ہم تمام دوستوں کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ جب رات گئے گھر لوٹا تو سب گھر والے سو چکے تھے لہٰذا میں ذہنی سکون کے لئے کیبل پر فلم دیکھنے میں مشغول ہو گیا۔ جس میں سیکس اپیل مناظر کی کثرت تھی۔ یہاں تک کہ نیند سے آنکھیں بند ہونے لگیں اور میں سونے کے لئے بستر پر چلا گیا' یوں میں نے کل کا سارا وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزار دیا۔

اس مقام پر پہنچ کر آنکھیں کھول کر اپنے آپ سے یوں مخاطب ہوں کہ "اے نادان! تو کب تک اس منحوس طرزِ زندگی کو اپنائے رکھے گا۔ کیا روزانہ یونہی تیرے اعمال میں گناہوں کی تعداد بڑھتی رہے گی؟ کیا تجھے نیکیوں کی بالکل حاجت نہیں؟ کیا تجھ میں اتنی ہمت و طاقت ہے کہ دوزخ کے عذابات برداشت کر سکے؟ کیا تو جنت سے محرومی کا دکھ برداشت کر پائے گا؟ یاد رکھ اگر اب بھی تو خواب غفلت سے بیدار نہ ہوا تو موت کے جھٹکے بالآخر تجھے جھنجوڑ کر اٹھا دیں گے لیکن افسوس! اس وقت بہت دیر ہو چکی ہوگی'

پچھتانے کے سوا تو کچھ نہ کر سکے گا ابھی تو زندہ ہے اس لئے اس وقت کو غنیمت جان اور سنبھل جا اور اپنی اس مختصر زندگی کو احکم الحاکمین عزوجل کی اطاعت اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی اتباع میں بسر کر لے۔"

فکر مدینہ کے دوران ہو سکے تو رونے کی کوشش کیجئے اور اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت بنا لیجئے کہ یہ رونا ہمیں رب تعالیٰ کی ناراضگی سے بچا کر اس کی رضا تک پہنچائے گا' بطور ترغیب ان روایات کو ملاحظہ فرمائیں......

## ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا

رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اللہ کے خوف سے روتا ہے وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا حتیٰ کہ دودھ (جانور کے) تھن میں واپس آ جائے۔"

(شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ا ص ۴۹۰ الحدیث ۸۰۰)

## بخشش کا پروانہ؟

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اللہ کے خوف سے روئے وہ اس کی بخشش فرما دے گا۔"

(کنز العمال ج ۳' ص ۶۳ رقم الحدیث ۵۹۰۹)

## نجات کیا ہے؟

حضرت سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نجات کیا ہے؟" فرمایا: "اپنی زبان کو قابو میں رکھو تمہارا گھر تمہیں کفایت کرے (یعنی بلا ضرورت باہر نہ جاؤ) اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہاؤ۔"

(شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ ج ا ص ۴۹۲' رقم الحدیث ۸۰۵)

## بلا حساب جنت میں

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کی امت میں سے کوئی بلا حساب بھی جنت میں

جائے گا؟ تو فرمایا: "ہاں! وہ شخص جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے۔"

(احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۳۰۰)

## آگ نہ چھوئے گی

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو آنکھوں کو آگ نہ چھوئے گی، ایک وہ جو رات کے اندھیرے میں رب کے خوف سے روئے اور دوسری وہ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کے لئے جاگے۔"

(شعب الایمان باب الخوف من اللہ ج ۱ ص ۴۸۷ رقم الحدیث ۷۹۶)

## پسندیدہ قطرہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ کو اس قطرے سے بڑھ کر کوئی قطرہ پسند نہیں جو (آنکھ سے) اس کے خوف سے بہے یا خون کا وہ قطرہ جو اس کی راہ میں بہا دیا جائے۔" (احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۰۰)

## مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا مانگتے: "اللّٰھم ارزقنی عینین ھطالتین تشفیان بذروف الدمع قبل ان تعیر الدموع دما والاضراس جمرا۔ اے اللہ عزوجل! مجھے ایسی دو آنکھیں عطا فرما جو کثرت سے آنسو بہاتی ہوں اور آنسو گرنے سے تسکین دے اس سے پہلے کہ آنسو خون بن جائیں اور داڑھیں انگاروں میں بدل جائیں۔" (احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۰۰)

## فرشتوں کی دعا

ایک مرتبہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو حاضرین میں سے ایک شخص رو پڑا یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر آج کی اس محفل میں تم میں سے ہر ایک پر پہاڑ کے برابر بھی گناہ ہوتے تو اس شخص کی آہ و بکا کے صدقے معاف کر دیئے جاتے کیونکہ ملائکہ بھی رو رو کر دعا کر رہے ہیں: "اے اللہ عزوجل! گریہ وزاری کرنے

والوں کی شفاعت نہ رونے والوں کے حق میں قبول فرما۔"

(شعب الایمان کتاب الخوف من اللہ ج ۱ ص ۴۹۴ رقم الحدیث ۸۱۰)

## خوفِ خدا عزوجل سے رونے والا

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ۝

تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو ہنستے ہو اور روتے نہیں۔

(ترجمہ کنز الایمان پ ۲۷، النجم ۵۹، ۶۰)

تو اصحابِ صفہ اس قدر روئے کہ ان کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے انہیں روتا دیکھ کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہتے آنسو دیکھ کر وہ اور بھی زیادہ رونے لگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رویا ہو"

(شعب الایمان باب الخوف من اللہ ج ۱ ص ۴۸۹، رقم الحدیث ۷۹۸)

## دونوں رونے لگے

حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت سیّدنا یحییٰ علیہ السلام ایک مرتبہ کہیں کھو گئے۔ تین دن کے بعد آپ ان کی تلاش میں نکلے تو دیکھا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ایک قبر کھود رکھی ہے اور اس میں کھڑے ہو کر رو رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا "اے میرے بیٹے! میں تمہیں تین دن سے ڈھونڈ رہا ہوں اور تم یہاں قبر میں کھڑے آنسو بہا رہے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی کہ "ابا جان! کیا آپ نے مجھے نہیں بتایا کہ جنت و دوزخ کے درمیان ایک خشک وادی ہے جسے رونے والوں کے آنسو ہی بھر سکتے ہیں؟" تو آپ نے فرمایا "ضرور ضرور! میرے بیٹے" اور خود بھی ان کے ساتھ مل کر رونے لگے۔

(شعب الایمان کتاب الخوف من اللہ ج ۱ ص ۴۹۴ رقم الحدیث ۸۰۹)

## رونے جیسی صورت بنالے

امیر المومنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جو شخص رو سکتا ہو تو

روئے اور اگر رونا نہ آتا ہو تو رونے جیسی صورت بنا لے۔"

(احیاء العلوم کتاب الخوف الرجاء ج ۴ ص ۲۰۱)

## آنسو نہ پونچھو

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو رونا آئے تو وہ آنسوؤں کو کپڑے سے صاف نہ کرے بلکہ رخساروں پر بہہ جانے دے کہ وہ اسی حالت میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔"

(شعب الایمان کتاب الخوف من اللہ ج ۱ ص ۴۹۴ الحدیث ۸۰۸)

## آگ نہ چھوئے گی

حضرت سیّدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا "خوف خدا سے آنسو بہانا مجھے اس سے بھی زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے وزن کے برابر سونا صدقہ کروں اس لئے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے اور اس کے آنسو کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر جائے تو آگ اس کو نہ چھوئے گی۔ (درۃ الناصحین المجلس الخامس والستون ص ۲۹۳)

## آنسوؤں کو داڑھی سے صاف کرتے

حضرت سیّدنا محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ جب روتے تو آنسوؤں کو اپنے چہرے اور داڑھی سے صاف نہ کرتے اور فرماتے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آگ اس جگہ کو نہ چھوئے گی جہاں آنسو گرے ہوں۔" (احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۰۱)

## رونا نہ آئے تو

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا "رویا کرو! اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کسی کو علم ہوتا تو وہ اس قدر چیختا کہ اس کی آواز ٹوٹ جاتی اور وہ اس طرح نماز پڑھتا کہ اس کی پیٹھ ٹوٹ جاتی۔

(احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۳۰)

## اس امت کو عذاب نہیں ہوتا

حضرت سیّدنا ابو سلیمان دارانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جو آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائیں گی' اس چہرے پر قیامت کے دن غبار اور ذلت نہیں چڑھے گی اگر اس کے آنسو جاری ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان آنسوؤں کے پہلے قطرے کے ساتھ آگ کے کئی سمندر بجھا دیتا ہے اور جس امت میں سے کوئی شخص (خوفِ خدا سے) روتا ہے اس امت کو عذاب نہیں ہوتا۔'' (احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۰۱)

## ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے بہتر

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کے خوف سے ایک آنسو کا بہنا میرے نزدیک ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔''

(شعب الایمان باب الخوف من اللہ ج ا ص ۵۰۲ رقم الحدیث ۸۴۳)

## ایک قطرے کی وجہ سے جہنم سے آزادی

مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو بارگاہِ خداوندی میں لایا جائے گا اور اسے اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا' تو وہ اس میں کثیر گناہ پائے گا۔ پھر عرض کرے گا یا الٰہی! میں نے تو یہ گناہ کیے ہی نہیں؟ اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا ''میرے پاس اس کے مضبوط گواہ ہیں وہ بندہ اپنے دائیں بائیں مڑ کے دیکھے گا لیکن کسی گواہ کو موجود نہ پائے گا اور کہے گا یا رب! وہ گواہ کہاں ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کو گواہی دینے کا حکم دے گا۔ کان کہیں گے ''ہاں! ہم نے (حرام) سنا اور ہم اس پر گواہ ہیں' آنکھیں کہیں گی ہاں! ہم نے (حرام) دیکھا' زبان کہے گی ہاں! میں نے (حرام) بولا تھا' اسی طرح ہاتھ اور پاؤں کہیں گے ''ہاں! ہم (حرام کی طرف) بڑھے تھے'' شرمگاہ پکارے گی ''ہاں! میں نے زنا کیا تھا۔''

وہ بندہ یہ سب سن کر حیران رہ جائے گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم میں جانے کا حکم دے گا' تو اس شخص کی سیدھی آنکھ کا ایک بال رب تعالیٰ سے کچھ عرض کرنے

کی اجازت طلب کرے گا اور اجازت ملنے پر عرض کرے گا۔ ''اے اللہ عزوجل کیا تو نے نہیں فرمایا تھا کہ میرا جو بندہ اپنی آنکھ کے کسی بال کو میرے خوف میں بہائے جانے والے آنسوؤں میں تر کرے گا' میں اس کی بخشش فرما دوں گا'' اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ''کیوں نہیں!'' تو وہ بال عرض کرے گا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا یہ گناہ گار بندہ تیرے خوف سے رویا تھا جس سے میں بھیگ گیا تھا'' یہ سن کر اللہ تعالیٰ اس بندے کو جنت میں جانے کا حکم فرما دے گا۔ ایک منادی پکار کر کہے گا سنو فلاں بن فلاں اپنی آنکھ کے ایک بال کی وجہ سے جہنم سے نجات پا گیا۔'' (درۃ الناصحین المجلس الخامس والستون ص ۲۹۴)

## اشکوں کا پیالہ

منقول ہے کہ بروزِ قیامت جہنم سے پہاڑ کے برابر آگ نکلے گی اور امت مصطفیٰ کی طرف بڑھے گی تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلائیں گے کہ'' اے جبرائیل اس آگ کو روک لو یہ میری اُمت کو جلانے پر تلی ہوئی ہے'' حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی لائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر کے عرض کریں گے اس پانی کو اس آگ پر ڈال دیجئے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پانی کو آگ پر انڈیل دیں گے جس سے وہ آگ فوراً بجھ جائے گی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کریں گے' اے جبرائیل! یہ کیسا پانی تھا جس سے آگ فوراً بجھ گئی؟ تو وہ عرض کریں گے'' یہ آپ کے ان امتیوں کے آنسوؤں کا پانی ہے جو خوفِ خدا کے سبب تنہائی میں رویا کرتے تھے مجھے رب تعالیٰ نے اس پانی کو جمع کر کے محفوظ رکھنے کا حکم فرمایا تھا تا کہ آج کے دن آپ کی امت کی طرف بڑھنے والی اس آگ کو بجھایا جا سکے۔''

(درۃ الناصحین المجلس الخامس والستون ص ۲۹۵)

## جہنم کے کس کونے میں ڈالے گا؟

مروی ہے کہ ایک گناہ گار و فاسق شخص بصرہ کے گرد و نواح میں کسی جگہ فوت ہو گیا۔

اس کی بیوی کو کوئی بھی ایسا شخص نہ ملا جو اس کا جنازہ اٹھائے کہ پڑوسیوں میں سے بھی کوئی آگے نہ بڑھا کیونکہ یہ شخص بڑا فاسق تھا چنانچہ اس عورت نے دو مزدور اجرت پر لئے جو اسے جنازہ گاہ تک لے گئے مگر کسی نے بھی اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ پھر وہ اسے دفن کرنے کی غرض سے صحراء کی طرف روانہ ہوئے۔ اس صحرا کے قریب ایک پہاڑ تھا جس پر ایک بڑے زاہد و عابد بزرگ رہتے تھے اس عورت نے دیکھا کہ وہ یوں کھڑے ہیں جیسے اسی جنازہ کا انتظار کر رہے ہوں اس بزرگ نے اس شخص کا نماز جنازہ پڑھنے کی خواہش ظاہر کی تو یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی کہ وہ بزرگ فلاں کا جنازہ پڑھیں گے۔

لوگ یہ سن کر اس جگہ اکٹھے ہو گئے اور بزرگ کے ہمراہ نماز جنازہ ادا کی۔ لوگوں نے بزرگ کے اس شخص کا جنازہ پڑھنے پر بڑی حیرت کا اظہار کیا تو انہوں نے بتایا "مجھے خواب میں حکم دیا گیا تھا کہ اس جگہ جاؤ جہاں تمہیں ایک جنازہ ملے گا جس کے ساتھ ایک عورت ہو گی اس کی نماز جنازہ پڑھو کہ وہ مغفرت یافتہ ہے۔ یہ سن کر لوگوں کی حیرانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ پھر اس بزرگ نے اس شخص کی بیوی سے اس کے کردار کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ یہ دن بھر مستی کرنے اور شراب خوری میں رہتا تھا۔ بزرگ نے دوبارہ کہا یاد کرو کیا تم نے کبھی اس میں کوئی بھلائی کی بات دیکھی؟ تو اس نے عرض کی "جی ہاں! تین باتیں ہیں (پہلی) یہ کہ صبح کے وقت اس کا نشہ اترتا تو یہ اپنے کپڑے تبدیل کرتا اور وضو کر کے صبح کی نماز جماعت سے پڑھتا اور پھر سے فسق و فجور میں کھو جاتا (دوسری) یہ کہ یہ ہمیشہ اپنے گھر میں ایک یا دو یتیم بچوں کو رکھتا اور اپنے بچوں سے بڑھ کر ان کا خیال رکھتا تھا۔

(تیسری) جب رات گئے وہ نشے سے کچھ دیر کے لئے ہوش میں آتا تو رونے لگتا اور کہا کرتا "میرے رب! تو نے مجھ خبیث کو جہنم کے کس کونے میں ڈالنے کا ارادہ کیا ہے؟" یہ سن کر وہ بزرگ واپس ہو لئے کہ عقدہ کھل چکا تھا۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۲۱۵)

## ہنستے ہوئے جنت میں

کسی بزرگ کا قول ہے ''جو ہنستے ہوئے گناہ کرے گا' تو رب تعالیٰ اسے اس حال میں جہنم میں ڈالے گا کہ وہ رو رہا ہو گا اور جو روتے ہوئے نیکی کرے گا' تو اللہ تعالیٰ اسے اس حال میں جنت میں داخل فرمائے گا کہ وہ ہنس رہا ہو گا۔'' (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد ص ۵)

میرے اشک گرتے رہیں کاش! ٹپ ٹپ
تیرے خوف سے! یا خدا یا الٰہی

لیکن یہ ذہن میں رہے کہ جہاں خوفِ خدا عزوجل سفرِ آخرت کی کامیابی کے لئے اہمیت رکھتا ہے وہیں رحمت الٰہی کی برسات کی امید رکھنا بھی نوید کامرانی ہے بلکہ یوں سمجھئے کہ انسان گویا ایسا پرندہ ہے جسے سفرِ آخرت کامیاب بنانے کے لئے خوفِ خدا اور رحمت الٰہی کی امید کے دو پروں کی ضرورت ہے۔ رحمت خداوندی کس طرح اپنے امیدوار کو آغوش میں لیتی ہے۔ اس کا اندازہ درج ذیل روایات سے لگائیں۔

## میں رحمت خداوندی کا امیدوار ہوں

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو نزع کے عالم میں دیکھ کر اس سے دریافت فرمایا کہ ''تو خود کو کس حال میں پاتا ہے؟'' اس نے عرض کی کہ ''میں گناہوں سے ڈرتا ہوں اور رحمت خداوندی کا امیدوار بھی ہوں'' تب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایسے وقت میں جس شخص کے دل میں یہ دو باتیں جمع ہوتی ہیں رب تعالیٰ اسے ڈر سے نجات دیتا ہے اور اس کی امید بر لاتا ہے۔'' (شعب الایمان ج ۲' ص ۳' رقم الحدیث ۱۰۰۱)

## زمین بھر رحمت

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''اگر میرا بندہ آسمان بھر کے گناہ کر بیٹھے پھر مجھ سے بخشش چاہے اور امید مغفرت رکھے تو میں اس کو بخش دوں گا اور اگر بندہ زمین بھر کے گناہ کرے تو بھی میں اس کے واسطے زمین بھر رحمت رکھتا ہوں۔''

(کیمیائے سعادت ج ۲' باب فضیلۃ الرجاء ص ۸۱۳)

## رحمت غضب پر سبقت لے گئی

رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔''

(شعب الایمان ج ۲ ص ۱۵ رقم الحدیث ۱۰۳۸)

## رحمت الٰہی کی مثال

مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حق تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے جتنا کہ ایک ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے۔''

(مسلم باب فی سعۃ رحمۃ اللہ ص ۱۱۶۰، رقم الحدیث ۲۸۶۴)

## ہنسنے والا اعرابی

ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی کہ ''قیامت کے دن بندوں کے اعمال کا حساب ہوگا؟'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! اس نے عرض کی: ''کیا وہ خود ہی حساب فرمائے گا؟'' جواب دیا ''ہاں'' یہ سن کر وہ اعرابی ہنسنے لگا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ دریافت کی تو عرض کرنے لگا کہ ''میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ ''کریم جب غالب ہوتا ہے تو وہ بندے کی تقصیر معاف فرما دیتا ہے اور حساب آسانی سے لیتا ہے'' رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اعرابی نے سچ کہا' رب کریم سے زیادہ کوئی کریم نہیں ہے یہ اعرابی بہت بڑا فقیہ اور دانش مند ہے۔''

(احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۱۸۳)

## بروزِ قیامت رب تعالیٰ کی رحمت

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس قدر بخشش فرمائے گا جس کا کسی کے دل میں تصور بھی نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ابلیس بھی اس کا منتظر ہوگا کہ شاید مجھے بخش دیا جائے۔''

(کیمیائے سعادت ج ۲، باب فضیلۃ الرجاء ص ۸۱۵)

## اللہ عزوجل کی سو (۱۰۰) رحمتیں

نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں، ننانوے رحمتیں اس نے قیامت کے لئے رکھی ہیں اور دنیا میں فقط ایک رحمت ظاہر فرمائی ہے ساری مخلوق کے دل اسی ایک رحمت کے باعث رحیم ہیں۔ ماں کی شفقت ومحبت اپنے بچے پر اور جانوروں کی ماں کی اپنے بچے پر مامتا، اسی رحمت کے باعث ہے قیامت کے دن ان ننانوے رحمتوں کے ساتھ اس ایک رحمت کو جمع کر کے مخلوق پر تقسیم کیا جائے گا، اور ہر رحمت آسمان وزمین کے طبقات کے برابر ہوگی، اور اس روز سوائے ازلی بدبخت کے اور کوئی تباہ نہ ہوگا۔" (کنزالعمال ج۴ص ۱۱۸)

## جنتیوں کی صفوں میں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" "مجھے جبرائیل علیہ السلام نے بتایا" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت مجھ سے دریافت فرمائے گا" اے جبرائیل! کیا بات ہے، میں فلاں بن فلاں کو جہنمیوں کی صفوں میں دیکھ رہا ہوں؟ تو میں عرض کروں گا" یاالٰہی ہم نے اس کے نامہ اعمال میں کوئی ایسی نیکی نہ پائی جو آج کے دن اس کے کام آسکے" اللہ عزوجل فرمائے گا "اس نے دنیا میں مجھے" یا حنان، یامنان کہہ کر پکارا تھا...... کیا میرے علاوہ بھی کوئی حنان ومنان ہے؟ یہ کہنے کے بعد اس شخص کو جنتیوں کی صفوں میں شامل فرمادے گا۔"

(الدرالمنثور ج۷ص ۲۰۶)

## بڑے گناہ نظر نہیں آرہے؟

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میں جنتیوں میں سے آخری داخل ہونے والے جنتی اور دوزخیوں میں سے نکلنے والے آخری شخص کو جانتا ہوں کہ وہ شخص ہو گا جسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ "اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور بڑے گناہ چھپائے رکھو" چنانچہ اس کے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے اور کہا

جائے گا کہ "تو نے فلاں دن فلاں گناہ اور فلاں دن فلاں گناہ کیے؟ وہ انکار کرنے کی ہمت نہ کر سکے گا اور کہے گا "ہاں" اس وقت وہ اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہو گا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی پیش کر دیئے جائیں جب اسے بتایا جائے گا کہ تیرے لئے ہر گناہ کے بدلے میں نیکی ہے تو وہ کہے گا کہ "میں نے تو اور بڑے بڑے گناہ بھی کئے ہیں وہ یہاں نظر نہیں آ رہے ہیں؟" حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ میں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹ کے باعث داڑھیں چمک گئیں۔"

(مشکوۃ المصابیح باب الحوض والشفاعۃ ص ۲۱۶' رقم الحدیث ۵۵۸۷)

## میں تجھ پر ظلم نہیں کروں گا

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کے ننانوے اعمال نامے اس کے ساتھ ہوں گے' جن میں سے ہر ایک حد نگاہ تک طویل ہو گا' اس شخص کو اس کے سارے گناہ بتائے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا "کیا تم ان میں سے کسی تقصیر کا انکار کر سکتے ہو؟ کہیں فرشتوں نے اس کے لکھنے میں تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟ وہ شخص جواب دے گا یا رب نہیں' پھر رب العالمین دریافت فرمائے گا "کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟" وہ عرض کرے گا نہیں۔ اور وہ یہ سمجھے گا کہ اب تو مجھے دوزخ میں جانا پڑے گا۔ تب رب تعالیٰ فرمائے گا "اے بندے! تیری ایک نیکی میرے پاس ہے میں تجھ پر ظلم نہیں کروں گا۔" پھر ایک رقعہ لایا جائے گا جس پر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہو گا۔ اسے دیکھ کر وہ شخص حیران ہو کر پوچھے گا "یا رب عزوجل! یہ رقعہ ان بڑے بڑے دفاتر گناہ کے کیونکر ہم پلہ ہو سکتا ہے؟ اللہ فرمائے گا "میں تجھ پر ظلم نہیں کروں گا" پھر گناہوں پر مشتمل ان تمام اعمال ناموں کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا جبکہ اس رقعہ کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا' تو رقعہ والا پلڑا ان تمام پر بھاری ہو جائے گا۔

(کیمیائے سعادت ج ۲ باب فضیلۃ الرجاء ص ۸۱۵)

## محبت کا عجب انداز

مروی ہے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مسعود میں کسی جنگ میں قید ہو جانے والوں میں ایک بچہ شامل تھا سخت گرمی کے دن تھے کہ قیدیوں کے ایک خیمے سے کسی عورت کی نگاہ اس بچے پر پڑی اور وہ دوڑتی ہوئی آئی خیمے کے دوسرے لوگ بھی اس کے پیچھے دوڑے اس عورت نے دوڑ کر اس بچے کو اٹھالیا اور اپنے سینے سے لگا کر اپنا سایہ اس پر ڈالا تا کہ وہ دھوپ سے محفوظ رہ سکے لوگ عورت کی محبت کا یہ عجیب انداز دیکھ کر حیران رہ گئے اور رونے لگے جب یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ اس عورت کی شفقت اور ان لوگوں کی گریہ وزاری سے شاد ہو کر فرمانے لگے "کیا تمہیں اس عورت کی شفقت پر تعجب ہے؟" لوگوں نے عرض کی ہاں! یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" "اللہ تعالیٰ اس سے کہیں زیادہ تم سے محبت فرماتا ہے جتنا کہ اس عورت کو بچے سے محبت ہے" تمام مسلمان یہ خوشخبری سن کر شاداں وفرماں واپس لوٹے۔" (کیمیائے سعادت ج ۲ باب فضیلۃ الرجاء ص ۸۱۹)

## جنت میں جانے کا حکم

حضرت سعید ابن ہلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو شخصوں کو جہنم سے باہر لایا جائے گا حق تعالیٰ ارشاد فرمائے گا جو عذاب تم نے دیکھا وہ تمہارے ہی عملوں کے سبب سے تھا' میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہوں" پھر ان کو دوبارہ جہنم میں ڈالے جانے کا حکم دے دیا جائے گا ان میں سے ایک شخص زنجیریں پڑی ہونے کے باوجود جلدی جلدی دوزخ کی طرف جائے گا اور کہتا جائے گا کہ "میں گناہوں کے بوجھ سے اتنا ڈر گیا ہوں کہ اب اس حکم کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔"

اور دوسرا کہے گا کہ "الٰہی عزوجل! میں نیک گمان رکھتا تھا اور مجھے امید تھی کہ ایک مرتبہ دوزخ سے نکالنے کے بعد دوبارہ دوزخ میں ڈالنا' تیری رحمت گوارا نہ کرے گی" تب اللہ کی رحمت جوش میں آئے گی اور ان دونوں کو جنت میں جانے کا حکم دے دیا

جائے گا۔ (ترمذی کتاب صفۃ الجنہم، ج ۴، ص ۲۶۹)

## صاحب زادے کو نصیحت

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاجزادے سے فرمایا ''اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ایسا خوف رکھو کہ تمہیں گمان ہونے لگے کہ اگر تم تمام اہل زمین کی نیکیاں اس کی بارگاہ میں پیش کروتو وہ انہیں قبول نہ کرے اور اللہ سے ایسی امید رکھو کہ تم سمجھو کہ اگر سب اہل زمین کی برائیاں لے کر اس کی بارگاہ میں جاؤ گے تو بھی تمہیں بخش دے گا۔''

(احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۰۲)

## ایک شخص کے سواء

امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اگر آواز دی جائے کہ ایک شخص کے سواسب جہنم میں چلے جائیں تو مجھے امید ہے کہ وہ (جہنم میں نہ جانے والا) شخص میں ہوں گا اور اگر یہ اعلان کیا جائے کہ ایک آدمی کے علاوہ سب جنت میں داخل ہو جائیں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ میں نہ ہوں۔''

(حلیۃ الاولیاء ذکر الصحابۃ بن المہاجرین ج ۱ ص ۱۵)

## راستے کا کانٹا ہٹانے نے بخشش کرادی

حضرت سیّدنا منصور بن زکی علیہ الرحمہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو رونے لگے اور اتنا بے قرار ہوئے جیسے کوئی ماں اپنے بچے کی موت پر بے قرار ہوتی ہے لوگوں نے پوچھا ''حضرت! آپ کیوں رو رہے ہیں؟'' جبکہ آپ نے تو بڑی پاکیزہ اور پرہیز گاری کی زندگی بسر کی ہے اور اسی برس اپنے رب کی عبادت و بندگی کی ہے۔''

آپ نے فرمایا ''میں اپنے گناہوں کی نحوست پر آنسو بہار ہا ہوں جن کی وجہ سے میں اپنے رب کی رحمت سے دور ہوں'' یہ فرما کر آپ دوبارہ رونے لگے پھر کچھ دیر بعد اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر فرمایا ''میرے بیٹے! میرا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دو اور جب

میری پیشانی سے قطرے نمودار ہونے لگیں اور میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں تو میری مدد کرنا اور کلمہ شریف پڑھانا شاید مجھے کچھ افاقہ ہو جائے گا۔ اور میرے مرنے کے بعد جب مجھے دفن کرو اور میری قبر پر مٹی ڈال چکو تو وہاں سے روانہ ہونے میں جلدی نہ کرنا بلکہ میری تربت کے سرہانے کھڑے ہو کر "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھنا کہ اس سے مجھے منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں آسانی ہو سکتی ہے اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرنا "اے مالک و مولا! یہ تیرا بندہ ہے اس نے جو گناہ کئے سو کئے اگر تو اسے عذاب دے تو یہ اسی کا حقدار ہے اور اگر تو اسے معاف کر دے تو یہ تیرے شایان شان ہے پھر مجھے الوداع کہتے ہوئے واپس پلٹ جانا۔

آپ کے انتقال کے بعد بیٹے نے آپ کی وصیت پر حرف بحرف عمل کیا پھر اس نے دوسری رات خواب میں آپ کو دیکھا تو پوچھا "ابا جان کیا حال ہے؟ آپ نے جواب دیا "میرے بیٹے! معاملہ تو اتنا مشکل اور سخت تھا کہ تو تصور بھی نہیں کر سکتا جب میں اپنے رب کی بارگاہ میں حساب کے لئے کھڑا ہوا تو اس نے فرمایا "میرے بندے! بتاؤ میرے لئے کیا لے کر آئے ہو؟" میں نے عرض کی "یا اللہ عزوجل! ساٹھ حج لایا ہوں" جواب ملا "مجھے ان میں سے ایک بھی قبول نہیں" یہ سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا' اللہ تعالیٰ نے پھر پوچھا "بتاؤ اور کیا لائے ہو؟" میں نے عرض کی ایک ہزار درہم کا صدقہ۔ ارشاد فرمایا "ان میں سے ایک درہم بھی مجھے قبول نہیں۔" میں نے کہا یا الٰہی! پھر تو میں ہلاک ہو گیا اور اب میرے لئے تباہی و بربادی ہے تو رب تعالیٰ نے فرمایا "کیا تجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ تو اپنے گھر سے باہر کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں تو نے ایک کانٹا دیکھا اور لوگوں کو اذیت سے محفوظ رکھنے کی نیت سے وہ کانٹا راستے سے ہٹا دیا تھا' میں نے تیرا وہی عمل قبول کیا اور اس کی وجہ سے تجھے بخش دیا۔ (حکایات الصالحین ص ۱۵)

## ایسے لوگوں کی محبت اختیار کرنا جو اس صفتِ عظیمہ سے متصف ہوں

اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے نیک لوگوں کی محبت میں بیٹھنا بھی انسان کے دل

میں خوفِ الٰہی پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے' پیارے آقا مکی مدنی سلطان' رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "اچھے اور برے مصاحب کی مثال مشک اٹھانے والا اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے کستوری اٹھانے والا تمہیں تحفہ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تمہیں اس سے ناگوار بُو آئے گی۔

(صحیح المسلم ص ۱۱۱۶ رقم الحدیث ۲۶۲۸)

واقعی! ہر محبت اپنا اثر رکھتی ہے مثال کے طور پر اگر آپ کو کسی میت والے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں کی فضا پر چھائی ہوئی اداسی کو دیکھ کر کچھ دیر کے لئے آپ بھی غمگین ہو جائیں گے اور اگر کسی شادی پر جانے کا اتفاق ہوا ہو' تو خوشیوں بھرا ماحول آپ کو بھی کچھ دیر کے لئے مسرور کر دے گا۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص غفلت کا شکار ہو کر گناہوں پر دلیر ہو جانے والے لوگوں کی محبت میں بیٹھے گا' تو غالب گمان ہے کہ وہ بھی بہت جلد انہی کی مانند ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا جن کے دل خوفِ خدا سے معمور ہوں' ان کی آنکھیں اللہ کے ڈر سے روئیں تو یقینی طور پر یہی کیفیات اس شخص کے دل میں بھی سرایت کر جائیں گی۔ (ان شاء اللہ عزوجل)

رہا یہ سوال کہ فی زمانہ ایسی صحبتیں کہاں ملتی ہیں تو آپ سے گزارش ہے کہ اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے آپ ان گزارشات پر عمل فرمایئے۔

اسلامی بھائی اپنے اپنے شہر میں اتوار کے دن دوپہر کے وقت ہونے والے اسلامی بھائیوں کے اجتماع میں شرکت فرمائیں جہاں پر ہونے والی تلاوتِ قرآن' اصلاحی بیانات' اجتماعی طور پر کی جانے والی فکرِ مدینہ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر رو رو کر مانگی جانے والی دعائیں' سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جانے والا درود و سلام پھر سنتیں سیکھنے اور دعائیں یاد کرنے کے حلقے وغیرہ یہ سب کچھ آپ کے دل و دماغ میں انقلاب برپا کر دے گا۔ (ان شاء اللہ عزوجل) جس مدنی مقصد کو آپ نے اجتماع میں

شرکت کی برکت سے اپنایا تھا اس مقصد کو پورا کرنے کا بہترین ذریعہ کہ اپنی اصلاح کے لئے امیر اہل سنت بانی دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کیجئے۔ مدنی انعام کا کارڈ آپ کو مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے بآسانی ہدیۃً مل جائے گا۔ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ یہ دراصل خود احتسابی کا ایک جامع اور خود کار نظام ہے جس کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بتدریج دور ہو جاتی ہیں اور اس کی برکت سے پابندِ سنت بننے گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ مدنی انعامات کے سلسلے میں درود مناجات کے لئے ''مدنی تحفہ'' نامی رسالہ بھی مکتبۃ المدینہ سے حاصل فرمالیں۔ ان انعامات پر عمل کرنے کے ساتھ روزانہ اس کارڈ کو پر کیجئے (یہ بھی ایک مدنی انعام ہے) اور ہر مدنی ماہ (یعنی قمری مہینے) کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے علاقے کے ذمہ دار اسلامی بھائی کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

باب نمبر 4

# آدابِ دُعا و مناجات

## دعا کی اہمیت کا بیان

### اللہ تعالیٰ نے دعا نہ مانگنے والے کو متکبر قرار دیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ○ (غافر:۶۰)

''تمہارے رب کا فرمان سرزد ہو چکا ہے کہ مجھ سے دعا کرتے رہو۔ میں تمہاری دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔ یقیناً جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔''

### دعا نہ مانگنے والے سے اللہ ناراض ہو جاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، نور کے پیکر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من لم يسأل الله يغضب عليه)

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اس پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہو جاتا ہے۔''

(صحیح: صحیح الجامع الصغیر ۲۴۱۸) ہدایۃ الرواۃ (۲۱۷۸) السلسلہ الصحیحہ ۲۶۵۴ ترمذی (۳۳۷۳) (کتاب الدعوات) المشکاۃ (۲۲۳۸) الأدب المفرد (۲۲۹۱)، (۶۵۸) مستدرک حاکم (۱۸۱۸) امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے)

ایک شاعر کہتا ہے کہ

**اللہ یغضب ان ترکت سو الہ و بنی ادم حین یسأل یغضب**

''اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ جب تو اس سے نہ مانگے تو وہ ناراض ہوتا ہے اور انسان کی یہ حالت ہے کہ اس سے مانگا جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔''

(کمافی تفسیر ابن کثیر ۴/۵۳۶)

## دُعا کی فضیلت کا بیان

### دُعا ہی عبادت ہے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ہم بے کسوں کے مددگار، دو عالم کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**الدعا ہو العبادة قال ربکم ادعونی استجب لکم**

''دعا ہی عبادت ہے (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے) مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کرتا ہوں۔'' دعا ہی عبادت ہے'' اس کا مطلب یہ نہیں کہ دعا کے علاوہ کوئی اور عبادت ہی نہ کی جائے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ دعا عبادت کی انواع و اقسام میں سے سب سے ارفع و اعلیٰ اور اشرف قسم ہے۔

جس روایت میں ہے کہ

**(الدعاء مخ العبادة**

''دعا عبادت کا مغز (یعنی روح) ہے۔''

اسے محققین نے حسن قرار دیا ہے۔

(ترمذی ترمذی (۳۳۷۱) کتاب الدعوات: باب ماجاء فی فضل الدعاء الترغیب والترہیب (۱۰۱۶) کتاب الدعاء: باب الترغیب فی کثرۃ الدعاء ماجاء فی فضلہ الجامع الصغیر (۳۳۰۳)

## دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سراج السالکین، راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تقدیر کو کوئی چیز نہیں بدل سکتی سوائے دعا کے اور عمر میں کوئی چیز اضافہ نہیں کر سکتی سوائے نیکی (یعنی احسان واطاعت) کے۔''

(حسن، صحیح ترمذی، ترمذی (۲۱۳۹) کتاب القدر: باب ما جاء لا یرد القدر الا الدعاء صحیح الجامع الصغیر (۷۶۸۷) ہدایۃ الرواۃ (۲۱۷۴) صحیح الترغیب والترھیب (۱۶۳۹) کتاب الدعاء باب الترغیب فی کثرۃ الدعا فی فضلہ، السلسلۃ الصحیحہ (۱۵۴) امام ابن حبان اور امام حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے)

ایک روایت میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سراج السالکین، راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عمر میں کوئی چیز زیادتی نہیں کر سکتی سوائے نیکی کے، تقدیر کو کوئی چیز نہیں بدل سکتی سوائے دعا کے اور یقین جانو کہ آدمی (بعض اوقات) کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے محروم کر دیا جاتا ہے۔''

(حسن، صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۹۰) مقدمہ باب فی القدر، صحیح الترغیب والترھیب (۱۶۳۸) کتاب الدعاء: باب الترغیب فی کثرۃ الدعاء وما جاء فی فضلہ)

## اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے معزز ومکرم عمل دعا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز کوئی عمل نہیں۔''

(حسن، صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۳۸۲۹) کتاب الدعاء: باب فضل الدعا ترمذی (۳۳۷۰) کتاب الدعوات: باب ما جاء فی فضل الدعا، صحیح الترغیب والترھیب (۱۶۲۹) کتاب الذکر والدعاء: باب فی کثرۃ الدعا وما جاء فی فضلہ صحیح الجامع الصغیر (۵۳۹۲) المشکاۃ (۲۲۳۲) الأدب المفرد (۲۴۹/۱) صحیح ابن حبان (۸۶۷) مستدرک الحاکم (۴۹۰/۱) امام ابن حبان اور امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

## دعا نازل شدہ اور نازل ہونے والی آفات و مصائب کے لئے نفع مند ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور مختارِ کل کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یقیناً دعا ایسی آفات کہ جو نازل ہو چکی ہیں اور ایسی کہ جو ابھی نازل نہیں ہوئیں سب کے لئے فائدہ مند ہے اس لئے اے اللہ کے بندو! دعا کو لازم پکڑو۔''

(حسن' صحیح ترمذی' ترمذی (۳۵۴۸) کتاب الدعوات: باب فی دعاء النبی' صحیح الجامع الصغیر (۳۴۰۹) صحیح الترغیب والترھیب (۱۶۳۴) کتاب الدعوات' باب الترغیب فی کثرۃ الدعاء وماجاء فی فضلہ' ہدایۃ الرواۃ (۲۱۷۵)' (۲/۴۱۰)

## جسے دعا کی توفیق دی گئی ہو اس کیلئے رحمت کے دروازے کھل گئے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صاحب لولاک' سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ تعالیٰ سے جتنی بھی چیزوں کا سوال ہوتا ہے ان میں سے اللہ کو سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ اس سے (دنیا و آخرت میں) عافیت کے ساتھ سوال کیا جائے گا۔''

(حسن' صحیح ترمذی' ترمذی (۳۵۴۸) کتاب الدعوات: باب فی دعاء النبی)

''جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا'' سے مراد ہے کہ جسے دعا کے آداب و شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے بکثرت دعا کرنے کی توفیق دی گئی اور ''اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے'' سے مراد ہے کہ اس کی مانگی ہوئی دعا بعض اوقات قبول کر لی جائے گی اور بعض اوقات اس سے (اس دعا کے بدلے میں اسے آنے والی) کوئی مصیبت و آفت دور کر دی جائے گی۔ جیسا

کہ بعض روایات میں ہے کہ (جسے دعا کی توفیق دی گئی) ''اس کے لئے قبولیت کے دروازے کھل گئے'' اور بعض روایات میں تو یہ بھی ہے کہ ''اس کے لئے جنت کے دروازے کھل گئے۔'' (تحفۃ الأحوذی تحت الحدیث ۳۵۴۸۱)

## دعا کے لئے اٹھے ہوئے ہاتھ خالی واپس لوٹانے سے اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''بلاشبہ تمہارا پروردگار بہت حیا والا اور کرم والا ہے جب اس کا بندہ اس کی جانب (دعا کے لئے) اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ اپنے بندے سے شرم کرتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی واپس لوٹائے۔''

(صحیح' صحیح الترغیب والترھیب (۱۶۳۵) کتاب ذکر والدعاء: باب الترغیب فی کثرۃ الدعاء وما جاء فی فضلہ' ابوداؤد (۱۴۸۸) کتاب الصلاۃ' باب الدعاء' ترمذی (۳۵۵۶) کتاب الدعوات: باب فی دعاء النبی: ابن ماجہ (۳۸۶۵) کتاب الدعاء: باب رفع الیدین فی الدعاء' صحیح ابن حبان (۸۷۳) مستدرک حاکم (۱/ ۴۹۷) امام حاکم نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے)

# دعا کے آداب کا بیان

## (1) اخلاصِ نیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ٥ (غافر:۱۴)

''تو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اس کے لئے دین کو خالص کر کے گو کافر برا مانیں۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ (الاعراف:۲۹)

''اور اس (یعنی اللہ تعالیٰ کی) عبادت کرو نرے (خالص) اس کے بندے ہو کر۔''

سورۃ البینۃ میں ارشاد ہے کہ

**وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ** (البینۃ: ۵)

''انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں' اسی کے لئے دین کو خالص کریں۔''

سورۃ حج میں ارشاد ہے کہ

**لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ** (الحج: ۳۷)

''اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ہی ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔''

فرمانِ نبوی ہے کہ

**انما الاعمال بالنیات**

''اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے۔''

(بخاری (۱) کتاب بدء الوحی: باب بدء الوحی' مسلم (۱۹۰۷) کتاب الامارۃ: باب قولہ انما الاعمال بالنیۃ' ابوداؤد (۲۲۰۱) کتاب الطلاق: باب فیما عنی بہ الطلاق والنیات' ترمذی (۱۶۴۷) کتاب فضائل الجہاد: باب ماجاء فیمن یقاتل ریاء وللدنیا' ابن ماجہ (۴۲۲۷) کتاب الزہد باب النیۃ' نسائی (۱/۵۸) احمد (۱/۲۵) حمیدی (۲۸) ابن خزیمۃ (۱۴۲)

(قرطبی) دعا کا سب سے اہم ادب اخلاص ہے۔ (تفسیر قرطبی (۲/۳۱۱)

(ابن حجر) اخلاص قبولیت دعا کی لازمی شرط ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۹۵)

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ مشرکین عرب بھی کسی مشکل میں گرفتار ہوتے تو وہ صرف خالص ہو کہ اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کا یوں ذکر فرمایا ہے:

''وہ اللہ ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے (یعنی سیر کرنے کی توفیق سے نوازتا ہے) یہاں تک جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو

موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں۔ ان پر ایک جھونکا سخت ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ (برے) آ گھرے (اس وقت) سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارتے ہیں کہ اگر تو ہم کو اس سے بچا لے تو ہم ضرور شکر گزار بن جائیں گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو بچا لیتا ہے تو فوراً ہی وہ زمین میں ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں' اے لوگو! یہ تمہاری سرکشی تمہارے لئے وبال ہونے والی ہے۔ دنیاوی زندگی کے (چند) فائدے ہیں۔ پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر ہم تمہارا کیا ہوا تم کو بتلا دیں گے۔" (یونس ۲۲)

اس سلسلے میں ایک قصہ یہ بھی تفاسیر میں موجود ہے کہ

جب مکہ فتح ہوا تو حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ وہاں سے فرار ہو گئے' باہر کسی جگہ جانے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے' تو کشتی طوفانی ہواؤں کی زد میں آ گئی' جس پر ملاح نے کشتی پر سوار لوگوں سے کہا کہ آج اللہ واحد سے دعا کرو' تمہیں اس طوفان سے اس کے علاوہ کوئی نجات دینے والا نہیں ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا اگر سمندر میں نجات دینے والا صرف ایک اللہ ہے تو خشکی میں بھی نجات دینے والا صرف وہی ہے اور یہی بات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں چنانچہ انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اگر یہاں سے میں زندہ بچ کر نکل گیا تو مکہ واپس جا کر اسلام قبول کر لوں گا۔ پھر یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔"

(دیکھئے تفسیر البیان (ص/ ۵۶۸)

## (2) حرام سے اجتناب

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (المائدۃ: ۲۷)

"اللہ تعالیٰ صرف (حرام و دیگر ممنوعہ کاموں سے) پرہیز کرنے والوں کا ہی

عمل قبول کرتا ہے۔"

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک چیز کو ہی قبول کرتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اے رسولو! پاکیزہ اشیاء سے کھاؤ اور نیک عمل کرو یقیناً میں جانتا ہوں جو تم عمل کرتے ہو" اور (ایک دوسرے مقام پر) فرمایا کہ "اے ایمان والو! پاکیزہ رزق میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیا ہے" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے۔ اس کے بال پراگندہ ہیں (جسم) غبار آلود ہے وہ آسمان کی طرف اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے اور (کہتا ہے کہ) اے میرے رب! اے میرے رب! اے میرے رب! لیکن اس کا کھانا بھی حرام کا ہے اس کا پینا بھی حرام کا ہے اس کا لباس بھی حرام کا ہے اور اسے غذا بھی حرام کی دی جاتی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول کی جائے۔"

(مسلم ۱۰۱۵ا) کتاب الزکاۃ: باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب وتربیتھا' ترمذی (۲۹۸۹) کتاب تفسیر القرآن: باب ومن سورۃ البقرہ' احمد ۸۳۵۶)

## (3) دعا سے پہلے وضو کرنا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کی گئی تو:

"حضور صاحب شریعت' مکی مدنی تاجدار' مدینے کے سلطان صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا' وضو کیا' پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا فرمائی کہ اے اللہ! اپنے بندے ابوعامر (رضی اللہ عنہ) کو بخش دے۔"

(بخاری ۴۳۲۳ کتاب المغازی: باب غزوۃ اوطاس)

(حافظ ابن حجر) اس حدیث سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ دعا کا ارادہ ہو تو طہارت اختیار کرنا مستحب ہے۔(فتح الباری تحت الحدیث ۶۳۲۳)

یاد رہے کہ دعا کے لئے وضو مستحب اور بہتر ضرور ہے مگر فرض یا واجب نہیں اس لئے اگر کوئی شخص وضو نہ کر سکے تو کوئی حرج نہیں بالخصوص اس لئے بھی کہ بار بار دعا کے لئے وضو کرنا نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دعا کے لئے وضو کیا۔

## (4) دعا کے لئے قبلہ رخ ہونا

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ

حضور مختارِ کل کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رخ ہوئے اور قریش کے کچھ لوگوں پر بددعا کی (کہ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گندگی ڈالنے کا جرم عظیم کیا تھا)"

(بخاری (۳۹۶۰) کتاب المغازی: باب دعاء النبی علی کفار قریش مسلم (۱۷۹۴) کتاب الجہاد والسیر' باب مالقی النبی من أذی المشرکین والمنافقین)

(۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"جنگ بدر کے روز حضور مختار کل کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین پر نگاہ ڈالی' ان کی تعداد ایک ہزار جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی تعداد تین سو انیس تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رخ ہوئے' پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر اپنے رب کو پکار پکار کر دعا کرنے لگے کہ اے اللہ! اپنے وعدے کو پورا کر جو تو نے مجھ سے کیا تھا۔"

(مسلم (۱۷۶۳) کتاب الجہاد والسیر: باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر)

یہاں بھی یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ دعا کے لئے قبلہ رخ ہونا بہتر ضرور ہے مگر واجب نہیں اس لئے قبلہ رخ ہوئے بغیر بھی دعا کرنا درست ہے جیسا کہ امام بخاری نے بھی یہ عنوان قائم کیا ہے کہ "باب قبلہ رخ ہوئے بغیر دعا کرنا" اور اس کے تحت

دعائے استسقاء سے متعلقہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رخ ہو کر نہیں بلکہ لوگوں کی طرف کر کے کی تھی۔ (بخاری (۶۳۴۲) کتاب الدعوات)

## (5) دعا سے پہلے حمد وثناء اور درود پڑھنا

(۱) حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

''ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی (مسجد میں) داخل ہوا' نماز شروع کی اور (نماز کے بعد) دعا کرنے لگا کہ اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے نمازی! تو نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔ جب تم نماز پڑھو تو پھر دعا کے لئے بیٹھو تو (پہلے) اللہ کی شان کے مطابق اس کی حمد وثناء کرو اور مجھ پر درود بھیجو پھر دعا کرو۔ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد ایک دوسرے آدمی نے آ کر نماز پڑھی (اور نماز سے فارغ ہو کر) اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نمازی! دعا کر قبول کی جائے گی۔

(صحیح...... صحیح الترغیب والترہیب (۱۶۴۳) کتاب الذکر والدعاء: باب الترغیب فی کلمات یستفتح بہا الدعا' ترمذی (۳۴۷۶) کتاب الدعوات: باب ماقی جامع الدعوات عن النبی' ابوداؤد (۱۴۸۱) کتاب الصلاۃ' باب الدعاء' نسائی (۳/۴۴) مسند احمد (۶/۱۸) ابن حبان (۱۹۶۰) ابن خزیمہ (۱۰۱۷) اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے۔

''بلاشبہ دعا آسمان وزمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اس سے کچھ بھی اوپر نہیں چڑھتا جب تک تم اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھ لو۔''

(صحیح لغیرہ: صحیح الترغیب والترھیب (۱۶۷۶) کتاب الذکر والدعاء: باب الترغیب فی اکثار الصلاۃ علی النبی' ترمذی (۴۸۶) کتاب الصلاۃ: باب ماجاء فی الصلاۃ علی النبی' ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی سے ملتا جلتا قول مروی ہے۔ (صحیح الترغیب ۱۶۷۵)

ان احادیث سے قطع نظر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی ملوک وحکام سے بھی کچھ مانگنا ہو تو پہلے ان کی اور ان کے محبوب لوگوں کی تعریف وتوصیف کے کلمات

ادا کئے جاتے ہیں اور پھر ان سے درخواست کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جو بادشاہوں کا بادشاہ اور حکم الحاکمین ہے' سب سے اعلیٰ ہے اس لئے جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگنے کا ارادہ کرے اسے چاہئے کہ پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کے کلمات ادا کرے اور پھر سوال کرے۔

## (6) دعا سے پہلے گناہوں کی توبہ اور ان پر اظہار ندامت

انسان کی دعا قبول ہونے میں بعض اوقات اس کے گناہ بھی رکاوٹ بن جاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے کسی بھی چیز کا سوال کرتے وقت پہلے اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا' ان پر اظہار ندامت کرنا اور اللہ تعالیٰ سے ان کی معافی مانگنا بہتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ○ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا○ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ○ (نوح ۱۰-۱۲)

"اپنے رب سے استغفار کرو' وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے وہ تم پر آسمان کو خوب برستا' ہوا چھوڑ دے گا' اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا۔"

اسی طرح حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا:

وَ يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ○

(ھود:۵۲)

"اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لو اور اس کی جناب میں توبہ کرلو تاکہ وہ برسنے والے بادل تم پر بھیج دے اور تمہاری طاقت پر اور طاقت قوت بڑھا دے اور تم جرم کرتے ہوئے

روگردانی نہ کرو۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ کو بندے کی یہ بات بہت اچھی لگتی ہے جب وہ کہتا ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے تیرے یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے پس تو میرے گناہوں کو بخش دے بلاشبہ تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا" (یہ سن کر خوشی سے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے یہ جان لیا ہے کہ اس کا ربّ ہے جو معاف بھی کرتا ہے اور سزا بھی دیتا ہے۔"

(صحیح: السلسلۃ الصحیحۃ (۱۶۵۳) توبہ واستغفار کا تفصیلی بیان آئندہ باب "توبہ واستغفار کا بیان" کے تحت ملاحظہ فرمائیے)

## (7) دعا میں زیادتی سے اجتناب

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

(الاعراف:۵۵)

"اپنے رب کو عاجزی اور پوشیدگی سے پکارو یقیناً وہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

امام بخاری علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے کہ

قال ابن عباس ...... انه لايحب المعتدين فى الدعاء وفى غيره

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت "اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا" میں زیادتی کرنے والوں سے دعا میں زیادتی کرنے والے مراد ہیں۔"

(بخاری (قبل الحدیث/ ۴۶۳۷) کتاب تفسیر القرآن باب سورۃ الاعراف)

(۲) ابونعامہ بیان کرتے ہیں کہ

''حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ ''اے اللہ! جب میں جنت میں داخل ہو جاؤں تو مجھے اس کے دائیں جانب سفید محل عطا کرنا'' تو انہوں نے کہا! اے بیٹے! اللہ سے جنت کا سوال کرو اور اس سے آتش دوزخ سے پناہ مانگ' بلاشبہ میں نے حضور پُر نور' سرکار دو عالم' فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب اس امت میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو طہارت اور دعا میں زیادتی کریں گے۔''

(صحیح' صحیح الجامع الصغیر (۲۳۹۶) صحیح ابوداؤد' ابوداؤد (۹۶) کتاب الطہارت: باب الاسراف فی الماء' المشکوٰۃ (۴۱۸)

دعا میں حد سے تجاوز کرنا حرام ہے کیونکہ یہ زیادتی ہے اور اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (موسوعۃ المناہی الشرعیہ (۳/۳۴۷)

دعا میں زیادتی کی مختلف صورتیں ہیں جن میں سے بطورِ مثال چند ایک کا ذکر حسب ذیل ہے:

- ☆ دعا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا' یقیناً یہ سب سے بڑی زیادتی ہے۔
- ☆ دعا میں بدعات کا ارتکاب کرنا (یعنی ایسے اُمور انجام دینا جو کتاب وسنت سے ثابت نہیں)
- ☆ ایسی دعا کرنا جس کی شرعاً اجازت ہی نہیں ''مثلاً یہ کہ انبیاء کا مقام مل جائے۔''
- ☆ کسی حرام کے کرنے پر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا
- ☆ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو صرف اپنے لئے خاص کر کے دعا مانگنا کہ اے اللہ صرف مجھ پر رحم فرما۔
- ☆ دنیا میں اپنے گناہوں کی سزا کا مطالبہ کرنا۔
- ☆ کسی بیماری یا مصیبت کی وجہ سے موت کی دعا کرنا

☆ کسی ناممکن کام ''مثلاً شیطان کے جنت میں داخلے وغیرہ کے لئے دعا کرنا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے حکم وحکمت کے برخلاف کسی چیز کا سوال مثلاً ہمیشہ دنیا میں رہنے کی دعا وغیرہ

☆ بے ادبی اور برے انداز سے دعا کرنا بھی دعا میں زیادتی کی ایک قسم ہے۔

☆ ایسی دعا جو عاجزی سے بالکل خالی ہو کہ یہ ظاہر ہوتا ہو کہ دعا مانگنے والا اللہ سے بھی بڑا غنی ہے۔

☆ دعا میں تکلف اور قافیہ بندی سے بچنا۔

## (8) جلد بازی سے اجتناب

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارے ایک کی دعا اس وقت تک قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے کہ یوں کہنے لگے، میں نے تو دعا کی تھی مگر میری دعا قبول ہی نہیں ہوئی، صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ حضور سیّد دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بندے کی دعا اس وقت تک قبول نہیں ہوتی ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جلدی نہ کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! جلدی کرنے سے مقصود کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دعا کرنے والا یوں کہے کہ میں نے (کئی بار) دعا کی لیکن مجھے قبولیت کے آثار ہی دکھائی نہیں دیتے پھر وہ اُکتا کر دعا کرنا چھوڑ دے''

(بخاری (۶۳۴۰) کتاب الدعوات: باب یستجاب للعبد مالم یعجل، مسلم (۲۷۳۵) کتاب الذکر والدعاء)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ ہمیشہ خیر وبھلائی میں رہتا ہے جب تک جلد بازی نہ کرے۔ صحابہ نے عرض

کیا' اے اللہ کے رسول! وہ کیسے جلد بازی دکھاتا ہے؟ حضور مختارِ کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' وہ کہتا ہے میں نے اپنے رب سے دعا کی لیکن اس نے میری دعا قبول نہ کی۔"

(صحیح لغیرہ: صحیح الترغیب والترھیب (۶۵۰) کتاب الذکر والدعاء' باب الترھیب من ابطاء الاجابۃ وقولہ دعوت فلم یستجب لی' مسند احمد (۳/۱۹۲۔۲۱۰) مسند أبی یعلی (۵/۲۸۶۵)

واضح رہے کہ جلد بازی کا مطلب یہ نہیں کہ انسان یہ دعا کرے کہ اے اللہ! میری دعا جلد قبول فرما بلکہ جلد بازی اکتا کر ترک کر دینے کا نام ہے۔ اس لئے اگر مراد پوری نہ ہو رہی ہو تو بھی مسلسل دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ انسان یہ نہیں جانتا کہ شاید اس کی دعا کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ذخیرہ آخرت بنالیا ہے یا پھر اس کی دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے پہنچنے والی کوئی مصیبت ٹال دی ہے (یاد رہے کہ دعا کی قبولیت کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مطلوبہ چیز بعینہٖ مل جائے' دوسرے یہ کہ اس دعا کے بدلے میں کوئی مصیبت ٹال دی جائے اور تیسرے یہ کہ اس کے بدلے میں آخرت میں درجات بلند کر دیے جائیں)

## (9) معلق دعا سے اجتناب

مراد یہ ہے کہ دعا کرتے وقت کسی بھی قسم کے شک وتردد کا اظہار نہ کیا جائے بلکہ پورے اعتماد و وثوق سے دعا کی جائے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور مختارِ کل کائنات' مدینے کے سلطان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"(دعا کرتے وقت) تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے' اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما' اگر تو چاہے تو مجھے رزق دے بلکہ بالجزم (پختہ کر کے) سوال کرے کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اسے کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔"

(بخاری (۷۴۷۷) کتاب التوحید باب فی المشیۃ والارادۃ' مسلم (۲۶۷۸) کتاب ذکر ولدعاء: باب العزم بالدعاء ولا یقل ان شئت لأدب المفرد (۶۰۸) نسائی فی الکبریٰ (۶/۱۰۴۲۰) ابن ابی شیبہ (۱۰/۱۹۸)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ حضور سرور دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو یوں نہ کہے اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے بلکہ عزم کے ساتھ سوال کرے اور بڑی سے بڑی چیز کی رغبت ظاہر کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کسی بھی چیز کا عطا کرنا مشکل نہیں۔"

(مسلم (۲۶۷۹) کتاب الذکر والدعاء: باب عزم بالدعاء ولا یقل ان شئت' مؤطا (۴۹۴) کتاب القرآن: باب ماجاء فی الدعاء' ترمذی (۳۴۹۷) کتاب الدعوات)

ابن عیینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص گناہ گار ہے تو اپنے گناہوں کی وجہ سے دعا کرنے سے مت رکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی مخلوق میں سے سب سے بدتر "ابلیس" کی دعا بھی قبول فرمائی تھی کہ جب اس نے کہا تھا اے پروردگار! مجھے قیامت تک مہلت دے دے۔ (تفسیر قرطبی (۲/۳۱۳)

## (10) کامل یکسوئی' توجہ اور قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ' راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرو کہ تمہیں اس کی قبولیت کا یقین ہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لہو ولعب والے دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔"

(حسن: صحیح ترمذی' ترمذی (۳۴۷۹) کتاب الدعوات' صحیح الجامع الصغیر (۲۴۵) صحیح الترغیب والترہیب (۱۶۴۹) کتاب الدعاء باب الترہیب من استبطاء الاجابۃ وقولہ دعوت فلم یستجب لی' ہدایۃ الرواۃ (۲۱۸۱)

معلوم ہوا کہ ایسی دعا شرفِ قبولیت سے محروم رہتی ہے جو غفلت وسستی اور بے توجہی کی حالت میں کی جائے۔ ایسی دعا کی مثال یہ دی جاتی ہے کہ جیسے کسی ڈھیلی کمان سے نکلا ہوا تیر نکل تو جاتا ہے مگر قوت سے خالی ہوتا ہے' اسی طرح توبہ اور حضورِ قلبی کے بغیر دعا کرنے والا دعا تو کر رہا ہوتا ہے مگر اس کی دعا میں اتنی قوت نہیں ہوتی کہ وہ درجہ قبولیت تک پہنچ سکے۔

## (11) خضوع وخشوع اور عاجزی وانکساری سے دعا کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ (الانعام:۶۳)

''آپ کہہ دیجئے کہ کون ہے جو تمہیں بحر و بر کے اندھیروں سے اس وقت نجات دیتا ہے جب تم عاجزی وانکساری اور چپکے چپکے سے پکارتے ہو۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

(الاعراف:۵۵)

''اپنے رب کو عاجزی و پوشیدگی سے پکارو اور یقیناً وہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

زیادتی کی ایک قسم یہ ہے کہ عاجزی کے بغیر یوں دعا کی جائے کہ گویا وہ اپنے رب سے مستغنی (بے پروا) ہے اور یہ بہت بڑی زیادتی ہے پس جو شخص بھی مسکینی و عاجزی کی حالت بنائے بغیر دعا کرتا ہے وہ زیادتی کرنے والا ہے۔

## (12) ہلکی آواز سے دعا کرنا

جیسا کہ گزشتہ عنوان کے تحت مذکور دونوں آیات میں پوشیدگی اور چپکے چپکے دعا کرنے کا ذکر ہے علاوہ ازیں ایک صحیح حدیث سے بھی یہ ثبوت ملتا ہے کہ رب تعالیٰ کو آہستہ آواز سے پکارنا چاہئے جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

''ہم ایک سفر میں حضور مختار کل کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب ہم کسی وادی میں اترتے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آواز بلند ہو جاتی' اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ'

کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب خدا کو نہیں پکار رہے ہو وہ تو تمہارے ساتھ ہی ہے' بے شک وہ سننے والا اور تم سے بہت قریب ہے۔اس کا نام اور اس کی عظمت بہت ہی بڑی ہے۔"

(بخاری (۲۹۹۲) کتاب الجہاد والسیر :مسلم (۲۷۰۴) کتاب الذکر والدعاء: باب استحباب خفض الصوت بالذکر' مسند احمد (۱۹۶۱۶) ابوداؤد (۱۵۲۶) کتاب الصلاۃ: باب فی الاستغفار' ترمذی (۳۴۶۱) کتاب الدعوات: باب ماجاء فی فضل التسبیح والتکبیر والتھلیل' نسائی فی السنن الکبریٰ (۴/۷۶۸۰) ابن حبان (۸۰۴) ابن أبی شیبۃ (۱۰/۳۷۶) تحفۃ الأشراف (۹۰۱۷)

(نووی) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہلکی آواز سے (اللہ تعالیٰ کا) ذکر کرنا مستحب ہے کیونکہ بلند آواز سے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں اور جب کوئی پست آواز سے ذکر کرے گا' تو یہ اللہ تعالیٰ کی توقیر وتعظیم میں زیادہ بلیغ ثابت ہوگا۔

(شرح مسلم للنووی (۲۹۳۱۸)

انہوں نے آہستہ آواز سے دعا کرنے کے دس فوائد ذکر فرمائے ہیں' قارئین کے فائدے کے لئے ان کا مختصر بیان حسب ذیل ہے:

(۱) اس سے عظیم ایمان حاصل ہوتا ہے کیونکہ ہلکی آواز سے دعا کرنے والے کا یہ یقین وعقیدہ ہوتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ مخفی دعا بھی سن سکتا ہے۔

(۲) اس میں ادب واحترام کا عظیم پہلو موجود ہے کیونکہ بادشاہوں کے نزدیک اونچی آواز کرنا سوءِ ادب کہلاتا ہے کہ جو ان کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ (جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے) کے لئے تو اعلیٰ مثال ہے۔ جب وہ ہلکی آواز سے کی جانے والی دعا سن لیتا ہے تو پھر اس کے سامنے صرف ہلکی آواز سے دعا کرنا ہی مناسب ہے۔

(۳) اس میں خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کا اظہار زیادہ ہے جو کہ دعا کی روح ہے جب کوئی انسان مسکینی والے انداز میں سوال کرتا ہے تو اس کا دل عاجز بن جاتا ہے اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں' اس کی آواز جھک جاتی ہے حتیٰ کہ مسکنت وعاجزی کے باعث اس کی زبان خاموشی کی طرف مائل ہو جاتی ہے مگر یہ حالت اونچی آواز کے ساتھ دعا کرنے سے کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۴) اس میں اخلاص انتہائی زیادہ پایا جاتا ہے۔

(۵) اس میں انسان کا دل کامل طور پر ذلت کی حالت تک پہنچ جاتا ہے جبکہ اونچی آواز سے ایسا نہیں ہوسکتا۔

(۶) اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ قریب ہے کیونکہ اونچی آواز سے اسی کو پکارا جاتا ہے جو دور ہو اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اور جب تجھ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں قریب ہوں۔"
(البقرۃ:۱۸۶)

(۷) ہلکی آواز سے دعا کرنے والے کی زبان اکتائے گی نہیں، اس کے اعضاء تھکاوٹ محسوس نہیں کریں گے اور وہ زیادہ دیر تک دعا کر سکے گا لیکن اونچی آواز سے دعا کرنے والا زیادہ دیر تک نہیں دعا کر سکے گا کیونکہ اس کی زبان اکتا جائے گی اور اس کے قویٰ و اعضاء تھک جائیں گے۔

(۸) آہستہ آواز سے دعا کرنے سے دوسرے لوگ پریشان نہیں ہوتے جبکہ اونچی آواز سے ایسا ہو جاتا ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور (دعا وغیرہ کے ذریعے) اس کی عبادت کرنا بہت بڑی نعمت ہے اور ہر نعمت پر حسد کرنے والے لوگ موجود ہوتے ہیں، اس لئے اسے حاسدوں کے شر سے بچانے کے لئے مخفی رکھنا ہی بہتر ہے۔ جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا کہ "اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان کرنا ورنہ وہ تمہارے خلاف ضرور کوئی چال چلیں گے۔" (یوسف:۵)

(۱۰) دعا ذکر بھی ہے اور ذکر کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہلکی آواز سے کیا جائے جیسا کہ ارشاد ہے کہ "اور اپنے رب کو اپنے نفس میں عاجزی سے اور چپکے چپکے یاد کر۔" (الاعراف:۲۰۵)

## (13) دعا میں تکرار اور اصرار کرنا

تکرار سے مراد یہ ہے خاص خاص دعاؤں کو ایک سے زیادہ مرتبہ کرنا مثلاً جنت مانگنے، دوزخ سے بچنے وغیرہ جیسی دعائیں دو یا تین مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ کرنا مگر تین مرتبہ مستحب ہے۔ حضور سرورِ کل کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے اور اس کی ترغیب بھی دلایا کرتے تھے اور اصرار سے مراد ہے گریہ وزاری سے دعا کرنا۔ یقیناً جب کوئی انسان دعا میں تکرار کرتا ہے اور بار بار اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اس دعا میں از خود گریہ وزاری اور اصرار کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

"ایک رات حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، پھر دعا کی، پھر دعا کی۔"

(مسلم (۲۱۸۹) کتاب الاسلام: باب السحر، بخاری (۵۷۶۶) کتاب الطب: باب السحر، ابن ماجہ (۳۵۴۵) کتاب الطب، باب السحر، مسند احمد (۲۴۳۵۴) ابن حبان (۶۵۸۳) ابن ابی شیبہ (۳۰۱۸) تحفۃ الاشراف (۱۶۹۸۴)

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص تین مرتبہ جنت کا سوال کرے تو جنت کہتی ہے اے اللہ! اسے جنت میں داخل فرما دے اور جو شخص تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگے تو جہنم کہتی ہے اے اللہ! اسے جہنم سے بچا لے۔"

(صحیح، صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۴۳۴۰) کتاب الزہد: باب مفتاح الجنۃ، نسائی (۵۵۲۱) کتاب الاستعاذہ: باب الاستعاذہ من حر النار، ترمذی (۲۵۶۱)

ان اللہ یحب الملحین فی الدعاء

"بے شک اللہ تعالیٰ دعا میں اصرار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

(الجامع الصغیر (۱۷۱۰) السلسلۃ الضعیفۃ (۶۳۷)

## (14) دعا کے لئے جامع کلمات استعمال کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعائیں پسند فرماتے تھے اور اس کے علاوہ دوسری دعائیں چھوڑ دیتے تھے۔"

(صحیح' صحیح ابوداؤد/ابوداود(۴۸۲) کتاب الصلاۃ: باب الدعاء' صحیح الجامع الصغیر(۴۹۴۹) المشکاۃ(۲۲۴۶)

## (15) اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا

جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ تین آدمی ایک غار میں پھنس گئے تھے اور پھر انہوں نے اپنے اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس غار سے چھٹکارا عطا فرمایا تھا۔ (بخاری(۲۲۱۵) کتاب البیوع)

## (16) اسمائے حسنیٰ کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود اس کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں تم اسے ان کے ساتھ پکارو۔"

## (17) افضل وقت' افضل جگہ اور افضل حالت میں دعا کرنا

افضل وقت مثلاً سحری کا وقت' اذان اور اقامت کا درمیانی وقت اور فرض نماز کے بعد کا وقت وغیرہ' افضل جگہ مثلاً مساجد' جمراتِ رمی اور مکہ شہر وغیرہ اور افضل حالت مثلاً جب انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ راغب ہو یا جب اس پر خشیت الٰہی اور حساب وکتاب کا خوف شدت کے ساتھ طاری ہو وغیرہ۔

## (18) خوشحالی میں دعا کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مدینے کے تاجدار' مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ سختی اور غم وتکلیف کے وقت اس کی دعا قبول فرمائے تو اسے چاہئے کہ خوشحالی اور آسودگی میں بکثرت دعا کرے۔"

(صحیح السلسلۃ الصحیحۃ (۵۹۳) ہدایۃ الرواۃ (۲۱۷۰) صحیح الترغیب والترھیب (۱۶۲۸) کتاب الذکر والدعاء)

## (19) گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بندے کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔

(مسلم (۲۷۳۵) کتاب الذکر والدعاء باب بیان أن یستجاب للداعی مالم یعجل' ابوداؤد (۱۴۸۴) کتاب الصلاۃ: باب الدعاء' ترمذی (۳۳۸۷) کتاب الدعوات: باب ماجاء فیمن یستعجل فی دعاۂ' ابن ماجہ (۳۸۵۳) کتاب الدعاء: باب یستجاب لأحد مالم یعجل)

## (20) دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا

(۱) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور' شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلاشبہ تمہارا پروردگار بہت حیا والا اور کرم والا ہے جب اس کا بندہ اس کی جانب (دعا کے لئے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ اپنے بندے سے شرم کرتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی واپس لوٹائے۔''

(صحیح الترغیب والترہیب (۱۶۳۵) کتاب الذکر والدعاء)

(۲) دعائے استسقاء میں حضور مختارِ کل کائنات' جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔

(بخاری (۱۰۳۱) کتاب الجمعۃ: باب رفع الامام یدہ فی الاستسقاء' مسلم (۸۹۵) کتاب الصلاۃ الاستسقاء: باب رفع الیدین بالدعاء فی الاستسقاء' نسائی (۱۷۴۷) ابوداؤد (۱۱۷۱) شرح السنۃ للبغوی (۱۱۶۳))

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کی مغفرت کے لئے دعا فرمائی۔ (بخاری (۴۳۲۳) کتاب المغازی: باب غزوۃ أوطاس)

(حافظ بن حجر) اس حدیث سے ان لوگوں کے برخلاف کہ جو ہاتھ اٹھانا صرف دعائے استسقاء کے لئے ہی خاص کرتے ہیں، یہ ثابت ہوتا ہے کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔(فتح الباری (تحت الحدیث ۴۳۲۳)

(۴) امام بخاری نے باب قائم کیا ہے کہ

"باب دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور مختار کل کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور اپنے ہاتھ اٹھائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دیکھی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی، اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے بری ہوں...... یحییٰ بن سعید اور شریک بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ (دعا کے لئے) اتنے اٹھائے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔" (بخاری، کتاب الدعوات، باب: رفع الایدی فی الدعاء)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر کثرت کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے کہ اس کا شمار محال ومشکل ہے۔ (مجموع الفتاویٰ (۵/۲۶۵)

(نووی) اسی کے قائل ہیں۔ (شرح مسلم للنووی (۶/۱۹۰)

(سیوطی) دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے والی احادیث متواتر ہیں۔

(تدریب الراوی (۲/۱۸۰)

(منذری) اس کے قائل ہیں۔ (الفتح (۱۱/۱۴۲))

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم اپنی ہتھیلیوں کے باطن (یعنی اندرونی حصے) کو پھیلا کر سوال کروان

کے ظاہر سے سوال نہ کرو اور جب تم (دعا سے) فارغ ہو جاؤ تو ہتھیلیوں کو اپنے چہرے پر پھیر لو۔"

(ابوداؤد (۱۴۸۵) کتاب الصلاۃ: باب الدعاء ضعیف الجامع الصغیر (۳۲۷۴) ہدایۃ الرواۃ (۲۱۸۳)

(۲) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تو انہیں اس وقت تک نیچے نہ کرتے جب تک چہرے پر نہ پھیر لیتے"

(ترمذی (۳۳۸۶) کتاب الدعوات باب ماجاء فی رفع الیدین الأیدی عند الدعاء ارواء الغلیل (۴۳۳) الجامع الصغیر (۴۴۱۲) ہدایۃ الرواۃ (۲۱۸۵)

(۳) سائب بن یزید سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ

"حضور سیدالمبلغین راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے (پھر دعا کے بعد) ہاتھوں کو چہرے پر پھیرتے۔"

(ہدایۃ الرواۃ (۲۱۹۵) بیہقی فی الدعوات الکبیر (۱۸۴)

## دعا کی قبولیت کا بیان

### اقسام قبولیت

دعا کی قبولیت کی تین بڑی اقسام ہیں:

(۱) یا تو مطلوبہ چیز (دنیا میں جلد ہی یا بدیر) مل جاتی ہے۔

(۲) یا مطلوبہ چیز تو نہیں ملتی مگر دعا کے عوض کوئی آنے والی مصیبت ٹل جاتی ہے۔

(۳) یا پھر وہ دعا ذخیرۂ آخرت بنالی جاتی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب بھی کوئی مسلمان دعا کرتا ہے جس میں نافرمانی اور قطع رحمی (رشتہ داری توڑنا) نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے ایک چیز عطا فرماتا ہے یا تو (دنیا میں) اس کی دعا کو جلد قبول فرمالیتا ہے یا آخرت میں اس دعا

کو اس کے لئے ذخیرہ کر لیتا ہے یا اس سے اس کے برابر کسی مصیبت کو دور فرما دیتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ پھر تو ہم کثرت کے ساتھ دعائیں کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ (کی رحمت اور اس کا فضل) بہت زیادہ وسیع ہے۔"

(صحیح: ہدایۃ الرواۃ (۲۱۹۹) (۲/۴۱۸) مسند احمد (۳/ ۱۸) مستدرک حاکم (۱/۴۹۳) امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے)

یہاں یہ بات قابل وضاحت ہے کہ قبولیت دعا کی کوئی صورت بھی اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک دعا کی ان شرائط کو ملحوظ نہ رکھا جائے کہ جو کتاب وسنت میں بیان کی گئی ہیں مثلاً اخلاص، حرام سے اجتناب، غفلت و سستی سے اجتناب اور جلد بازی سے اجتناب وغیرہ، گو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں متعدد مقامات پر قبولیت دعا کا وعدہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ چند ایک آیات حسب ذیل ہیں:

(۱) اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (غافر:۶۰)

"مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کرتا ہوں۔"

(۲) اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرۃ:۱۸۶)

"میں دعا کرنے والوں کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے۔"

(۳) اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (آل عمران:۹)

"بے شک اللہ تعالیٰ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔"

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اس کی دعا قبول نہیں ہوتی تو وہ ان آیات کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ کو یہ الزام نہیں دے سکتا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں دعا قبول کرتا ہوں مگر میری تو دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ اسے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ:

فَلْيَسْتَجِيْبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (البقرہ:۱۸۶)

''(میں قبول کرتا ہوں) اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔''

اب اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ایک نہ مانے اور پھر یہ کہتا پھرے کہ اللہ تعالیٰ تو میری سنتا ہی نہیں تو یہ اس کی اپنی غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس میں کوئی الزام نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب لاریب میں ہر بات کی مکمل وضاحت کر چکا۔

## اوقاتِ قبولیت

### ماہِ رمضان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور فیض گنجینہ، راحت قلب وسینہ، مکی مدنی سرکار، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ ماہِ رمضان کے ہر دن اور رات میں (لوگوں کو جہنم سے) آزاد کرتا ہے اور (ماہ رمضان کے) ہر دن ورات میں ہر مسلمان کے لئے ایک ایسی دعا ہے جسے قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔

(صحیح لغیرہ۔ صحیح الترغیب (۱۰۰۲) کتاب الصوم: الترغیب فی الصیام رمضان احتسابا' بزار مثل کشف الأستار (۹۶۲)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ابد قرار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین بندے ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں کی جاتی' عادل حکمران، روزہ دار حتیٰ کہ وہ افطار کرلے اور مظلوم کی دعا کو اللہ تعالیٰ روز قیامت بغیر بادلوں کے اٹھائے گا اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت کی قسم! میں ضرور تمہاری مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد ہی کروں۔''

(حسن' ترمذی (۳۵۹۸) کتاب الدعوات: باب فی العفو والعافیۃ' ابن ماجہ (۱۷۵۲) کتاب الصیام: باب فی الصائم لاترد دعوتہ' احمد (۲/۳۰۵) ابن حبان (۳۴۲۸) بیہقی فی شعب الایمان (۵۸۸)

# شب قدر

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ؁ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ؁ سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ؁

(القدر:۳/۵)

''شب قدر کی عبادت ایک ہزار مہینوں (کی عبادت) سے بہتر ہے اس (میں ہر کام) سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل علیہ السلام) اترتے ہیں۔ یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر طلوع ہونے تک رہتی ہے۔''

اس رات کی عظیم الشان متقاضی ہے کہ اس میں دعا کرنے والوں کی دعا قبول ہو، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہ رات تلاش کرنے کا حکم دیا اور اس کی شدید رغبت دلائی۔ (تحفۃ الذاکرین (ص/۴۶)

نیز اس رات دعاؤں کے قبول ہونے کی وجہ سے حضور پرنور، مصطفیٰ جان رحمت، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ خاص اس رات کے لئے معافی کی ایک دعا سکھائی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''میں نے رسول اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ شب قدر ہے تو میں کیا پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھو: ''**اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی** ''یعنی اے اللہ عزوجل! تو بہت معاف کرنے والا ہے معاف کرنا تجھے پسند ہے پس تو مجھے معاف فرما۔''

(صحیح، ابن ماجہ (۳۱۰۵) کتاب الدعاء: باب الدعاء بالعفو والعافیۃ ترمذی (۳۵۱۳) کتاب الدعوات: باب فی فضل سؤال العافیۃ والمعافاۃ، ابن ماجہ (۳۸۵۰) نسائی فی الکبریٰ (۶/۲۱۸) احمد (۶/۱۷۱) المشکاۃ (۲۰۹۱)

## عرفہ کا روزہ (یعنی نو ذوالحجہ کا دن)

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ حضور نور کے پیکر، مصطفیٰ جان رحمت، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور بہترین دعا میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے مانگی وہ ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے، اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

(حسن: صحیح ترمذی، ترمذی (۳۵۸۵) کتاب الدعوات: باب فی دعاء یوم عرفۃ صحیح الجامع الصغیر (۱۱۰۲) المشکاۃ (۲۵۹۸) صحیح الترغیب (۱۵۳۶)

## رات کا آخری حصہ

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہمارا پروردگار (بلند برکت والا) ہر رات کو اس وقت آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے، جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے، وہ فرماتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے میں اسے دوں، کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔''

(بخاری (۱۱۴۵) کتاب الجمعہ: باب الدعاء فی الصلاۃ من آخر اللیل؛ مسلم (۷۵۸)

(۲) حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''رب تعالیٰ بندے کے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری حصے میں

ہوتا ہے' اس لئے اگر تم اس وقت اللہ کے ذکر کرنے والوں میں شامل ہونے کی طاقت رکھو تو ضرور ایسا کرو۔"

(صحیح ترمذی (۳۵۷۹) کتاب الدعوات' باب فی الدعاء الضعیف' صحیح الجامع الصغیر (۱۱۷۳) نسائی (۵۷۲) کتاب المواقیت' باب النہی عن الصلاۃ بعد العصر' المشکاۃ (۱۲۲۹) صحیح الترغیب (۱۶۴۷)

## اذان و اقامت کا درمیانی وقفہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور' سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الدعآء لایرد الاذن والاقامة

"اذان و اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔"

(صحیح' ترمذی (۱۷۵) کتاب الصلاۃ: باب ماجاء فی أن الدعاء لا یرد بین الأذان والاقامۃ' المشکاۃ (۶۷۱) ارواء الغلیل (۲۴۴) صحیح ابوداؤد (۵۳۴) ابوداؤد (۵۲۱) کتاب الصلاۃ' باب ماجاء فی الدعاء بین الاذان والاقامۃ' ترمذی (۲۱۲) أحمد (۳/۱۱۹) بیہقی (۱/۴۱۰) ابن خزیمۃ (۴۲۵)

## دورانِ سجدہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر' تمام نبیوں کے سرور' صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے اس لئے تم (اس حالت میں) کثرت کے ساتھ دعا کیا کرو۔"

(صحیح' الجامع الصغیر (۱۱۷۵) صحیح الترغیب والترھیب (۳۸۷) کتاب الصلاۃ' باب الترغیب حق الصلاۃ مطلقاً' ابوداؤد (۸۷۵) کتاب الصلاۃ باب فی الدعاء فی الرکوع والسجود' نسائی (۱۱۳۷) کتاب التطبیق' باب أقرب ما یکون العبد من اللہ تعالیٰ' المشکاۃ (۸۹۴)

## فرض نمازوں کے بعد

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کون سی دعا سب سے زیادہ سنی جاتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔''

(حسن' صحیح ترمذی' ترمذی (۳۴۹۹) کتاب الدعوات: باب ماجاء فی عقد التسبیح بالید' صحیح الترغیب (۱۶۴۸) کتاب الدعاء' باب الترغیب فی الدعاء فی السجود ودبر الصلوات وجوف اللیل' المشکاۃ (۱۲۳۱)

## کفار سے جنگ کے وقت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں' ایک اذان کے بعد دوسری جنگ کے وقت جب دونوں لشکر (لڑائی) کے لئے ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو جاتے ہیں۔''

(صحیح' الجامع الصغیر (۳۰۷۹) صحیح الترغیب والترھیب (۲۶۶) کتاب الصلاۃ: باب الترغیب فی الدعاء بین الأذان والاقامۃ' ابوداؤد (۲۵۴۰) کتاب الجہاد: باب الدعاء عند اللقاء)

## زمزم کا پانی پیتے وقت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم شفیع محشر' تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ماء زمزم لما شرب له

''جس (نیک) مقصد کے لئے آب زمزم پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔''

(صحیح' ابن ماجہ (۲۴۸۴) کتاب المناسک: باب الشرب من زمزم' ارواء الغلیل (۱۱۲۳) ابن ماجہ (۳۰۶۲) مسند احمد (۳/۳۵۷)

## بروزِ جمعہ ایک خاص گھڑی

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور، شفیع محشر، تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''اس میں ایک گھڑی ایسی ہے جو مسلمان بندہ اس گھڑی میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔''

(بخاری (۹۳۵، ۵۲۹۴) کتاب الجمعہ: باب الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ، مسلم (۸۵۲) کتاب الجمعۃ: باب فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ، نسائی (۳/۱۱۰) ابن ماجہ (۱۱۳۷) کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا: باب ما جاء فی الساعۃ التی ترجی فی الجمعۃ، أحمد (۲/۲۳۰) ابوداؤد (۱۰۴۶) کتاب الصلاۃ: باب فضل یوم الجمعۃ، ترمذی (۴۸۸))

(۲) حضرت ابولبابہ بدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ لفظ ہیں:

''اس میں ایک گھڑی ایسی ہے جو بندہ اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ضرور وہ چیز عنایت فرما دے گا۔''

(حسن، صحیح ابن ماجہ (۸۸۸) کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا: باب فضل الجمعۃ، ابن ماجہ (۱۰۸۴) أحمد (۳/۴۳۰))

اس خاص گھڑی کے وقت کی تعیین کے بارے میں احادیث کے مختلف ہونے کی وجہ سے علماء میں اختلاف ہے جیسا کہ حافظ بن حجر نے اس میں مختلف علماء کے چالیس اقوال نقل فرمائے ہیں۔ (فتح الباری (۳/۸۲))

لہٰذا سب سے زیادہ مناسب یہ ہے کہ اس گھڑی کو حاصل کرنے کے لئے نماز جمعہ کے بعد سے دن کے آخر تک دعا کی کوشش کی جائے، جیسا کہ شیخ ابن جبرین نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (فتاویٰ اسلامیۃ (۱/۴۰۰))

## نزولِ بارش کے وقت

ایک روایت میں ہے کہ حضور تاجدار انبیاء آقائے بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دعا کی قبولیت تلاش کرو لشکروں کے (باہم لڑائی کے لئے) ملتے وقت' اقامت صلوٰۃ کے وقت اور نزولِ بارش کے وقت''

(حسن: السلسلۃ الصحیحۃ (۱۴۶۹)

## تلاوتِ قرآن کے بعد

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسولِ اکرم نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''جو شخص قرآن کی تلاوت کرے وہ اس کے ذریعے ''اللہ تعالیٰ'' سے سوال کرے یقیناً عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے اور اس کے ذریعے ''لوگوں'' سے سوال کریں گے۔''

(یعنی بھیک مانگیں گے)

(حسن: صحیح ترمذی' ترمذی (۲۹/۷) کتاب فضائل القرآن: باب ماجاء فیمن قرأ حرفا من القرآن مالہ من آخر' مسند احمد (۱۹۰۳۹)

## جب مرغ بولے

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم آمنہ کے لال' مدینے کے تاجور' سرکارِ ابدقرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم مرغ کے بولنے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب گدھے کے رینکنے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔''

(بخاری (۳۳۰۳) کتاب بدء الخلق: باب خیر مال المسلم غنم یتبع بہا شعف الجبال' مسلم (۲۷۲۹) کتاب الذکر وا

لدعاء باب استحباب الدعاء عند صیاح الدیک' ترمذی (۳۴۵۹) کتاب الدعوات: باب ما یقول اذا سمع نہیق الحمار: ابوداؤد (۵۱۰۲) مسند احمد (۷۷۱۹)

## میت کی آنکھیں بند کرنے کے بعد

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد) حضور آمنہ کے لال' مدینے کے تاجور' سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھیں بند کر دیں پھر فرمایا کہ جب روح قبض کی جاتی ہے تو نظر اس کے پیچھے لگتی ہے پھر ان کے گھر کے لوگ چیخے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اپنے اوپر صرف خیر کی دعا کرو کیونکہ (اس وقت) تم جو کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔''

(مسلم (۹۲۰) کتاب الجنائز' باب فی اغماض المیت والدعاء له اذا حضر' ابوداؤد (۳۱۱۸) کتاب الجنائز: باب تغمیض المیت' ابن ماجہ (۱۴۵۴) کتاب الجنائز: باب ماجاء فی تغمیض المیت' مسند احمد (۲۵۳۳۲)

## جن اشخاص کی دعا قبول ہوتی ہے

### مجاہد اور حج وعمرہ کرنے والا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ' راحت قلب وسینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا' حاجی اور عمرہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلایا تو انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور پھر انہوں نے اللہ سے مانگا' تو اس نے انہیں عطا کر دیا۔''

(حسن: صحیح الترغیب والترہیب (۱۱۰۸) کتاب الحج: باب الترغیب والحج لاعمرۃ وما جاء فیمن خرج یقصد ہا فمات' ابن ماجہ (۲۸۹۳) کتاب المناسک باب فضل دعاء الحاج' ابن ماجہ فی صحیحہ (۴۵۹۴)

## مظلوم، مسافر اور والد جو اپنی اولاد کے حق میں دعا کرے

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تین دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں (۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) اور والد کی اپنی اولاد کے حق میں دعا۔''

(حسن: صحیح الجامع الصغیر (۳۰۳۱) ابن ماجہ (۳۸۶۲) کتاب الدعاء: باب دعوۃ الوالد ودعوۃ المظلوم، ابوداؤد (۱۵۳۶) کتاب الصلاۃ: باب الدعاء بظہر الغیب، صحیح الترغیب والترہیب (۱۶۵۵) کتاب الدعاء: باب الترہیب من دعاء الانسان علی نفسہ وولدہ وخادمہ، السلسلۃ الصحیحہ (۱۷۹۷) الأدب المفرد (۳۲))

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مظلوم کی دعا قبول کی جاتی ہے خواہ وہ گناہ گار ہی ہو اور اس کا گناہ اس کے اپنے نفس پر ہے۔'' (صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۳۳۸۲))

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے وقت انہیں یہ نصیحت فرمائی کہ

''مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔'' (بخاری (۱۴۹۶) کتاب الزکاۃ: باب أخذ الصدقۃ من الأغنیاء، مسلم (۱۹))

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک عامل کو یہ نصیحت فرمائی کہ

''مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ مظلوم کی دعا قبول کی جاتی ہے۔''

(بخاری (۳۰۵۹) کتاب الجہاد والسیر: باب اذا أسلم قوم فی دار الحرب ولہم مال)

## نیک اولاد جو اپنے والدین کے حق میں دعا کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور، سید المبلغین، راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرماتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! یہ درجہ مجھے کیوں دیا گیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ درجہ تجھے تیرے لئے تیرے بیٹے کے استغفار کے ذریعے حاصل ہوا ہے۔''

(حسن: الصحیحہ (۱۵۹۸) ہدایۃ الرواۃ (۲/۴۵۵) ابن ماجہ (۳۶۶۰) کتاب الأدب: باب برالوالدین' احمد (۲/۵۰۹)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین اعمال کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔

(۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔

(مسلم (۱۶۳۱) کتاب الوصیۃ' باب مایلحق الانسان من الثواب بعد المیت الأدب المفرد للبخاری (۳۸) ابوداؤد (۲۸۸۵) نسائی (۲/۲۸۸) مشکل الآثار (۱/۸۵) بیہقی (۶/۲۷۸) أحمد (۲/۳۷۲) ابن حبان (۳۰۱۶) بغوی (۱۳۹) نسائی فی السنن الکبریٰ (۴/۶۴۷۸)

## جن اشخاص کی دعا قبول نہیں ہوتی

### حرام کھانے والا

جیسا کہ ایک حدیث میں ہے رسولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے اس کے بال پراگندہ ہیں (جسم) غبار آلود ہے' وہ آسمان کی طرف اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے (اور کہتا ہے کہ) اے میرے رب! اے میرے رب! اے میرے رب! لیکن اس کا کھانا بھی حرام کا ہے اس کا پینا بھی حرام کا ہے اس کا لباس بھی حرام کا ہے اور اسے غذا بھی حرام کی دی جاتی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول کی جائے'' (مسلم (۱۰۱۵))

### غفلت و بے توجہی سے دعا کرنے والا

فرمانِ نبوی ہے کہ یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لہو ولعب والے دل کی دعا قبول

نہیں فرماتا۔ (حسن: ترمذی (۳۴۷۹))

## گناہ اور قطع تعلقی کی دعا کرنے والا

ایک روایت میں ہے کہ بندے کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔ (مسلم (۲۷۳۵))

## امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا نہ کرنے والا

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیّد دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم ضرور امر بالمعروف (نیکی کا حکم) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنے) کا فریضہ سرانجام دیتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیج دے گا اور پھر تم دعا کرو گے مگر وہ تمہاری دعا قبول نہیں کرے گا۔''

(حسن: صحیح الجامع الصغیر (۷۰۷۰) صحیح الترغیب والترہیب (۲۳۱۳) کتاب الحدود وغیرہا باب الترغیب فی الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر)

## زانیہ اور زبردستی ٹیکس وصول کرنے والا

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک اعلان کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرتا ہے کہ کیا کوئی دعا کرنے والا ہے اس کی دعا قبول کر لی جائے، کیا کوئی سائل ہے اسے عطا کر دیا جائے، کیا کوئی غمگین و پریشان ہے اس کی پریشانی دور کر دی جائے (حتیٰ کہ) کوئی بھی ایسا مسلمان باقی نہیں رہتا جو دعا کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرما لیتا

ہے سوائے اس بدکار عورت کے جو اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمائی کرتی ہے یا زبردستی ٹیکس وصول کرنے والے کے۔"

(صحیح: السلسلۃ (۱۰۷۳) صحیح الترغیب والترہیب (۲۳۹۱) کتاب الحدود وغیرہا: باب الترہیب من الزنا سیما بحلیلۃ الجار والمغیبۃ، صحیح الجامع الصغیر(۲۹۷۱) مسند احمد (۲۲/۴) والطبرانی))

# اندازِ مناجات الصالحین

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مناجات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کے وقت پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری خالہ ام المومنین حضرت میمونہ کے گھر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے پھر جب فجر کی دو سنتیں پڑھ لیں تو یوں دعا فرمائی:

(ترجمہ) اے اللہ میں آپ کے پاس سے ایسی رحمت کا سوال کرتا ہوں جس سے تو میرے دل کی رہنمائی کرے اور اس سے میرے بکھرے ہوئے کاموں کو مجتمع کرے، اور میری پراگندہ حالت کی اصلاح کر دے اور مجھ سے فتنوں کو دور کر دے، اور میرے دین کی اصلاح کر دے، اور میرے غائب کی حفاظت کر دے اور میرے موجود دین کو بلندی عطا کر دے، اور میرے عمل کو پاکیزہ کر دے اور میرے چہرے کو سفید کر دے، اور میرے لئے رہنمائی کا مجھے الہام کر دے اور ہر برائی سے میری رہنمائی فرما۔ اے اللہ! مجھے ایمان صادق عطا فرما اور ایسا یقین بھی جس کے بعد کفر واقع نہ ہو اور رحمت بھی جس سے میں دنیا اور آخرت میں تیری عزت کا شرف حاصل کروں۔

اے اللہ! میں موت کے وقت تجھ سے کامیابی کا سوال کرتا ہوں اور منازل

شہداء اور سعادت مندوں کا عیش اور دشمنوں پر مدد اور انبیاء کرام کی رفاقت۔

اے اللہ! میں اپنی حاجت تیرے سامنے رکھتا ہوں اگرچہ میری رائے ضعیف ہے اور حیلہ قلیل ہے اور عمل مختصر ہے اور میں آپ کی رحمت کا محتاج ہوں' پس میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اے سب کاموں میں کفایت کرنے والے اور سینوں کو شفاء بخشنے والے جس طرح سے تو سمندروں کے درمیان کی حفاظت کرتا ہے مجھے بھی جہنم کے عذاب سے اور ہلاکت کی پکار سے اور قبر کی تکلیف سے محفوظ فرما۔

اے اللہ! جس عمل میں رائے کمزور رہی اور میرا عمل ضعیف ہو گیا وہاں تک میری نیت اور خیر کی آرزو نہ پہنچی' جس کا تو نے اپنے بندوں میں سے کسی سے وعدہ کیا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو کوئی خبر دینا چاہتا ہے تو میں بھی اس کے لئے آپ سے رغبت رکھتا ہوں اور اے رب العالمین! اس کا میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔

اے اللہ! ہمیں ہدایت دینے والا' ہدایت یافتہ' گمراہ نہ ہونے والا اور گمراہ نہ کرنے والا' اپنے دشمنوں سے جنگ کرنے والا اور اپنے دوستوں سے صلح رکھنے والا بنا' ہم آپ کی محبت کی خاطر تیری مخلوق میں سے ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں' جو تیری فرمانبرداری کرتے ہیں اور تیری مخلوق میں سے جو تیری مخالفت کرتے ہیں ہم تیری عداوت کی خاطر ان سے عداوت رکھتے ہیں۔

اے اللہ! یہ میری دعاء ہے اور قبول کرنا آپ کے ذمہ ہے! اور یہ عمل کی محنت ہے اور بھروسہ آپ پر ہے ہم اللہ کے لئے ہیں اور گناہوں سے کوئی ہٹانے والا نہیں اور نیکی کی کوئی طاقت دینے والا نہیں مگر اللہ علی و عظیم کی تائید

سے جو مضبوط قوت والا ہے اور سیدھے معاملے والا ہے۔ میں آپ سے خوف کے دن امن کا سوال کرتا ہوں اور حاضر باش مقربین، رکوع اور سجود کرنے والے، اور ذمہ داریوں کو نبھانے والے حضرات کے ساتھ جنت کی طلب کرتا ہوں تیری ذات رحیم ہے ودود ہے اور تو جو چاہتا ہے کرتا ہے تیری ذات پاک ہے جس نے عزت کا لباس پہن رکھا ہے اور اس کا اظہار بھی کیا ہے، پاک ہے وہ ذات جو اپنی بزرگی کے سبب شفقت کرتی ہے اور عزت بخشتی ہے پاک ہے وہ ذات جس کے سوا کسی کے لئے تسبیح ادا کرنا لائق نہیں، پاک ہے وہ ذات اور فضل و نعمت والی ہے پاک ہے وہ ذات جو عزت و کرم والی ہے پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کو اپنے علم سے محیط کر رکھا ہے۔

اے میرے اللہ! میرے دل میں نور عطا! فرما، میری قبر میں نور عطا، فرما، میری سماعت میں نور عطا، فرما، میری بصارت میں نور عطا فرما، میرے بالوں میں نور عطا فرما، میری جلد میں نور عطا فرما، میرے گوشت میرے خون، میری ہڈیوں، میرے آگے، میرے پیچھے، میرے دائیں، میرے بائیں، میرے اوپر میرے نیچے نور عطا فرما، اے اللہ! مجھ میں نور کا اضافہ فرما اور مجھے نور عطا فرما، اور میرے لئے نور عطا فرما۔ (اتحاف: 301)

## رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد

(حدیث) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تھے تو (تکبیر افتتاح کے بعد نماز میں بطورِ ثناء کے) یہ پڑھا کرتے تھے:

(ترجمہ) اے اللہ! سب تعریفیں صرف آپ کے لئے ہیں، آپ سب

آسمانوں زمین اور ان میں جو کچھ ہے سب کو اپنی تدبیر کے ساتھ قائم رکھنے والے ہیں۔ آپ ہی کے لئے حمد ہے آپ ہی آسمانوں' زمین اور ان سب کی ہر چیز کو روشن کرنے والے ہیں' آپ کے لئے ہی حمد ہے' آپ ہی آسمانوں اور زمینوں اور ہر چیز کے مالک ہیں۔ آپ کے لئے حمد ہیں۔ آپ حق ہیں آپ کا وعدہ حق ہے' آپ کی ملاقات حق ہے آپ کی بات حق ہے' جنت حق ہے' دوزخ حق ہے انبیاء حق ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حق ہیں' قیامت حق ہے' اے اللہ! میں آپ کے لئے اسلام لایا' آپ پر ایمان لایا' آپ پر توکل کیا' آپ کی طرف متوجہ ہوا' تیری وجہ سے میں نے (تیرے دشمنوں سے) دشمنی کی' اور (اپنی زندگی وغیرہ کے مسائل میں) تیرے دین سے فیصلے لیتا ہوں تو ہی ہمارا پروردگار ہے اور آخرکار تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ میرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردے پوشیدہ بھی اور ظاہری بھی' جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو مقدم بھی ہیں اور مؤخر بھی۔ تو میرا الٰہ ہے تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں' نہ حرکت ہے نہ قوت' مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے۔ (بخاری شریف)

## حضرت آدم علیہ السلام کی حمد

حضرت ابوصالح فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو ان کو زراعت اور کپڑا بننے کی ضرورت میں مبتلا کردیا گیا جبکہ آپ مقرب فرشتوں کے ساتھ تسبیح بیان کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یارب! اگر تو چاہتا تو مجھے تسبیح اور تعریف کے لئے فارغ کردیتا؟

اللہ عزوجل نے وحی فرمائی کہ آپ یہ کہیں:

"الحمد للہ رب العالمین حمد "ایوافی نعمه ویکا فی مریده"

جب آپ نے یہ کہا تو جتنی مخلوق کو میں نے تسبیح ومحامد کے لئے پیدا کیا' آپ کی تسبیح

غالب آجائے گی۔ (ابوالشیخ فی العظمۃ۔۱۰۵۳)

## حضرت آدم علیہ السلام کی مناجات

وہ دعا جو حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ کرتے وقت پڑھی وہ قبول ہوگئی وہ یہ ہے:

(ترجمہ) اے اللہ! تو میری مخفی حالت کو اور میری ظاہری حالت کو جانتا ہے۔ پس تو میری معذرت قبول فرما لے' تو میری حاجت کو جانتا ہے پس میری ضرورت مجھے عطا کر دے جو کچھ میرے دل میں ہے تو اس کو جانتا ہے پس تو میرے گناہوں کو معاف کر دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسا دائمی ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں پیوست رہے اور یقین صادق کا طلب گار ہوں حتیٰ کہ جان لوں کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی مگر جو کچھ تو نے میرے لئے رکھ دیا ہے اور مجھے اس رزق پر راضی فرما جو میرے لئے لکھ دیا ہے۔ (حدائق الانوار للرازی واحیاء العلوم للغزالی)

جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس طور پر دعا مانگی' ان کی دعا قبول ہوگئی اور خدا تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تیری اولاد میں سے جو شخص یہ دعا مانگے گا اس کی توبہ قبول کر کے اس کے گناہوں کو بخش دوں گا اور اس کے دل سے غم نکال دوں گا اور اس کو درویشی و تنگدستی سے بچائے رکھوں گا اور دنیا کو اس پر جمع کر دوں گا۔

## حضرت آدم علیہ السلام کی مناجات

(ترجمہ) کوئی معبود نہیں سوائے تیرے تو پاک ہے اور اپنی حمد کے ساتھ ہے اے میرے پروردگار! میں نے برا کیا ہے اور اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو مجھے بخش دے اور میری توبہ کو قبول فرما بے شک تو ہی بخشنے والا' بڑا مہربان ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاکیزہ ہے اور اپنی حمد کے ساتھ ہے میں نے برا کیا اور اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس مجھ پر رحم فرما اور میری توبہ کو قبول فرما لے۔ بے

شک تو سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔ (کتاب العظمۃ ۔ لابی الشیخ)

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مناجات

اس دعا کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نیند سے بیدار ہونے کے وقت ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔

(ترجمہ) اے اللہ! یہ دن تیری جدید مخلوق ہے اس کو میرے لئے اپنی اطاعت کے ساتھ کھول اور میرے لئے اپنی مغفرت اور رضا کے ساتھ اس کو اختتام کو پہنچا۔ اس میں مجھے ایسی نیکی کی توفیق دے جس کو تو مجھ سے قبول فرمالے اور اس کو پاکیزہ کر دے اور میرے لئے اس کے اجر و ثواب کو بڑھا دے اور اس میں میں جو لغزش کھاؤں اس کو میرے لئے معاف کر دے، تو غفور و رحیم ہے اور ودود و کریم ہے۔

(احیاء العلوم، امام غزالی، کتاب الاذکار، امام نووی حدائق الانوار، امام رازی، مترجم ص ۳۸۵)

پس جس شخص نے صبح کے وقت یہ دعا کی اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا۔

## حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تعلیم کردہ دعا

حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا: اے یعقوب! اللہ تعالیٰ آپ سے فرما رہا ہے کہ آپ یہ دعا کریں:

یا کثیر الخیر یا دائم المعروف ردعلی ابنتی (المطر ف ۲/۲۷۹)

ترجمہ: "اے خیر کی کثرت والے اے دائمی حسن سلوک والے مجھ پر میرے دونوں بیٹوں کو لوٹا دے۔"

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ میری عزت کی قسم اگر وہ دونوں (حضرت یوسف و بن یامین) مر بھی چکے ہوں تب

بھی ان کو تیرے لئے زندہ کر دیتا۔

## حضرت یوسف علیہ السلام کی مناجات

جب حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینکا گیا اور آپ کو گھبراہٹ لاحق ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ دعا لے کر آپ کے پاس تشریف لے آئے:

''اے اللہ! اے ہر دکھ کے دور کرنے والے اے ہر دعا کے قبول کرنے والے اے ہر ٹوٹے ہوئے دل کے نقصان پورا کرنے والے اے ہر مناجات کے سننے والے اے بے وطن کے رفیق، تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے میں ہی ظالمین میں سے ہوں۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں تو میرے دل میں اپنی محبت ڈال دے حتیٰ کہ تیرے سوا میرا کوئی شغل اور فکر نہ ہو اور یہ کہ تو میرے لئے اس دکھ میں کشائش اور کشادگی فرما دے کیونکہ اے ارحم الراحمین تو مجھ پر بڑا مہربان ہے۔ (نزہۃ المجالس)

## حضرت سلیمان علیہ السلام کی مناجات

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ۝ (سورۃ النمل:۱۹)

(ترجمہ) اے میرے رب! میری قسمت میں اپنے احسان کا شکر کرنا لکھ دے، جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا اور یہ کہ میں ایسے نیک اعمال کروں جو تجھے پسند آئیں اور مجھے اپنی رحمت کے ساتھ اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مناجات

امام عبدالرزاق اپنے شیخ معمر سے وہ جعفر بن برقان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

''اے اللہ! میں نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ میں جس چیز کو ناپسند کرتا ہوں اس کو دفع کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور جس کی امید رکھتا ہوں اس نے نفع کا مالک نہیں ہوں' معاملہ میرے غیر کے ہاتھ میں ہے میں اپنے عمل کا رہین ہوں' مجھ سے بڑا کوئی فقیر نہیں ہے۔ اے اللہ! مجھ پر دشمنوں کو ہنسنے کا موقع نہ دے اور میرے دوست کو مجھ پر نہ بگاڑ میرے دین میں مجھ پر مصیبت نہ ڈال دنیا کو میری سب سے بڑی فکر نہ بنا' اور مجھ پر کسی ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے۔

اس دعا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اضافہ فرمایا:

اور ہمارے دشمنوں پر ہماری مدد فرما اور ہمارے دین میں کوئی مصیبت داخل نہ کر اور دنیا کو ہماری بڑی فکر نہ بنا اور نہ ہی اسے ہمارا مبلغ علم اور ہم پر کسی ایسے کو مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کرے۔''

(مصنف عبدالرزاق' احیاء العلوم للغزالی' السیتی الملا امام الرازی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بہت کم ہی کوئی مجلس ہو گی جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے وقت یہ دعا نہ فرماتے تھے۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مناجات

جب یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے کے لئے جمع ہوئے تو آپ کے پاس حضرت جبرائیل یہ دعا لے کر آئے!

(ترجمہ) اے اللہ! میں تجھ سے تیرے سب سے عزت والے سب سے

بڑے توحید والے نام کی برکت سے سوال اور دعا کرتا ہوں' اے اللہ! میں تیرے اسم احد وصمد کی برکت سے سوال اور دعا کرتا ہوں' اے اللہ! میں تیرے نام عظیم کی برکت سے سوال ودعا کرتا ہوں' اے اللہ! میں تیرے اسم کبیر ومتعال کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں' جس نے (عرش کے) تمام ارکان کو بھر رکھا ہے کہ تو مجھ سے اس مصیبت کو ٹال دے جو مجھے صبح کو پہنچے یا شام کو (جب آپ نے یہ دعا کی تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اٹھا لیا) (نزہۃ المجالس)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو ہاشم اور اے بنو عبد مناف! اپنے رب سے ان کلمات کے ساتھ دعا کرو قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے جب بھی ان کلمات کے ساتھ کوئی مومن شخص دعا کرے گا عرش اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کانپ اٹھیں گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرمائے گا گواہ ہو جاؤ' میں نے ان کلمات کے ساتھ دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کیا اور اس کی یہ دعا اس کو دنیا میں فوراً یا آخرت میں بدیر عطا کر دی۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا

حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ یہود (اللہ تعالیٰ انہیں رسوا کرے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے ارادے سے جمع ہوئے لیکن اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ ان کے پروں کے اندر یہ لکھا ہوا تھا:

اے اللہ! میں تجھے تیرے اس بزرگ و برتر نام سے پکارتا ہوں اور میں تجھے اے اللہ اس احد وصمد نام سے پکارتا ہوں اور اے اللہ میں تجھے تیرے نام الکبیر المتعال کے ساتھ سوال کرتا ہوں جس نے تمام مقامات (حکومت الٰہیہ) کو بھر رکھا ہے تو مجھ سے صبح

اور شام کے ہر ضرر کو دور کر دے۔ (المستطرف: ۲/۲۸۰)

'پس اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کی طرف وحی کی کہ میرے بندے کو میری طرف اٹھا کر لے آؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا اس دعا کو لازم پکڑو اور اس کی اجابت میں دیر نہ سمجھنا۔ اس لئے کہ اللہ پاک کے ہاں جو کچھ ہے خیر ہے اور باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اس دعا کی سند حضرت کرخی تک متصل ہے اگر اس میں اور کوئی برکت نہ ہو صرف حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہی ہو تو یہ بھی عمل کے لئے کافی ہے۔

## حضرت خضر علیہ السلام کی مناجات

علامہ دمیری نے حیوٰۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ یہ مناجات حضرت خضر نے خلیفہ ابو منصور کو بھجوائی تھی اور اس کے یہ خصائص بیان کئے تھے یہ مشائخ کی دعا ہے جو شخص اس کو صبح کے وقت پڑھے گا اگر اس دن فوت ہوا تو شہید کا ثواب ملے گا اور جو شام کو پڑھے گا اور اس رات کو فوت ہوا تو شہید کا ثواب ہوگا اور اس کا ثواب اور فضیلت بہت بڑی ہے۔

دعا یہ ہے:

(ترجمہ) "اے اللہ تعالیٰ جس طرح سے تو اپنی عظمت اور قدرت میں سب مہربانوں سے بڑھ کر ہے اور اپنی عظمت میں سب بڑوں سے بلند ہے اور جو کچھ تیری زمین کے نیچے ہے اس کو تو ایسے ہی جانتا ہے جس طرح سے اپنے عرش کے اوپر کی چیز کو جانتا ہے پس سینوں کے وسوسے تیرے نزدیک ظاہر کی طرح ہیں اور ظاہر کی باتیں تیرے علم کی مخفیات کی طرح ہیں۔ ہر چیز تیری عظمت کے سامنے مطیع ہے اور ہر سلطنت کا مالک تیری سلطنت کے سامنے کمزور اور عاجز ہے۔ دنیا اور آخرت کے سارے معاملات تیرے قبضہ میں ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ میرے لئے ہر غم اور فکر ہے۔ میں صبح کروں یا شام کشائش اور نکلنے کی سبیل عطا فرما۔ اے اللہ عزوجل! میرے گناہوں پر

تیری معافی نے اور میری خطاؤں پر تیرے درگزر نے اور میرے قبیح اعمال پر تیری پردہ پوشی نے مجھے طمع دلائی ہے کہ میں تجھ سے اس انعام کا سوال کروں جس سے میں اپنی کوتاہی کی وجہ سے محروم ہو گیا ہوں۔ میں آپ سے ایمان کی حالت میں دعا کرتا ہوں اور انس کی حالت میں سوال کرتا ہوں کیونکہ تم میرے محسن ہو اور میں اپنے اور تیرے درمیان اپنے نفس کے ساتھ غلطی کر رہا ہوں تو مجھ پر نعمتوں کی عنایت کے ساتھ محبت کا معاملہ کرتا ہے اور میں تیرے سامنے نافرمانیوں کے ساتھ بغض کا۔ پس اے اللہ! اپنے فضل کے ساتھ مجھ پر سخاوت فرما بے شک تو رؤف و رحیم ہے۔"

(حیوۃ الحیوان ۲/۱۹۳ بحوالہ غزالی و ابن للبیان)

## حضرت خضر کی مناجات

(اللھم) افعل بی وبھم عاجلاً واجلا فی الدین والدنیا والآخرۃ ما أنت له اھل ولا تفعل بنایا مولآ نا ما نحن له اھل انك غفور رحیم جواد کریم رء وف رحیم۔

(کتاب ادعیۃ الحج والعمرۃ ص ۸)

(سات مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ) اے اللہ! میرے ساتھ اور ان مسلمانوں کے ساتھ فوری اور بدین دنیا اور آخرت میں ایسا معاملہ فرما جس کا تو اہل ہے اے ہمارے مولیٰ! ہمارے ساتھ وہ معاملہ نہ فرما جس کے ہم اہل ہیں بے شک تو پردہ پوش ہے بردبار ہے سخی ہے' کرم کرنے والا' مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

## حضرت خضر علیہ السلام کی طرف سے دعائے صحت

شیخ عبدالعزیز دیرینی حضرت خضر سے نقل کرتے ہیں کہ اگر مریض کی موت نہ آتی

ہو اور وہ صبح و شام سات مرتبہ یہ دعا کرے تو اللہ اس کو صحت عطا فرمائے گا۔

**اللّٰهم لاتشمت أعدالی بدالنی و اجعل القرآن العظیم شفائی و ذوالی فانا العلیل و أنت المداوی** (نزہۃ المجالس)

(ترجمہ) اے اللہ! میرے دشمنوں کو میری بیماری کی وجہ سے ہنسنے کا موقع نہ دے اور قرآن عظیم کو میری شفاء اور دوا بنا دے میں بیمار ہوں اور تو علاج کرنے والا ہے۔

## دعائے خضر علیہ السلام برائے غناء

فرمایا تین بار یہ دعا پڑھو:

**یا لطیف الخلقه یا خبیرا لخلقه یاد کیما بخلقه الطف بی یا لطیف یا علیم یا خبیر**

میں نے پڑھا فرمایا یہ ایسا تحفہ ہے کہ اس سے ہمیشہ کے لئے غنا ہے جب تمہیں کوئی بیماری آئے تو شفا نصیب ہوگی۔ (روض الریاحین)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام ہر سال عرفات میں ملاقات کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک دوسرے سے سر کو ملاتا ہے اور ان کلمات کے ادا کرنے کے ساتھ وہ ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔

(ترجمہ) ہم اللہ کے نام کے ساتھ جدا ہوتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اللہ کے سوا کوئی خیر جاری نہیں کر سکتا۔ ہم اللہ کے نام کے ساتھ جدا ہوتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ جو اللہ چاہتا ہے اللہ کے سوا کوئی تکلیف کو نہیں مٹا سکتا جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے ہر نعمت اللہ کی طرف سے ہے ہم اللہ کے نام پر جدا ہوتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ خوبیوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں لا سکتا ہم اللہ کے نام پر جدا ہوتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا

ہے نہیں کوئی قوت اور طاقت مگر اللہ کے پاس۔

(احیاء العلوم، مثیر العزم الساکن لابن الجوزی، نزہۃ المجالس)

**فائدہ:**

جو شخص ان کلمات کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہر آفت، مصیبت، دشمن، ظالم، شیطان، سانپ اور بچھو سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو شخص ان کلمات کو نو ذوالحجہ کے دن پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو پکار کر فرمائے گا اے میرے بندے تو نے مجھے راضی کر دیا اور میں تجھ سے راضی ہو گیا جو تو چاہتا ہے تو مانگ لے مجھے اپنی عزت کی قسم میں تجھے ضرور ضرور عطا کروں گا۔

## حضرت عزیر علیہ السلام کی مناجات

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی کہ:

"یا اللہ! اے رب! تو نے اپنا نام رحمٰن اور رحیم رکھا ہے تو ارحم الراحمین ہے کیونکہ تو خطا کاروں پر رحم کرتا ہے اور گناہ گاروں سے درگزر کرتا ہے تو نے اپنا نام جواد رکھا ہے کیونکہ تجھ سے جو مانگا جاتا ہے تو اس سے زیادہ عطا کرتا ہے ہم تیری مخلوق ہیں۔ تیرے دستِ (قدرت) سے بنے ہیں۔ ہمارے اجسام کو تو نے ہماری ماؤں کے رحم میں پیدا کیا پھر جیسے چاہا اپنی قدرت سے شکلیں بنائیں۔ ہمارے اعضاء بنائے ان میں ہڈیاں پیدا کیں ہمارے کان لگائے پھر اس اندھیرے میں ان کو نور بخشا اور تنگی میں کشادگی بخشی اس غم میں راحت بخشی پھر تو نے اپنی حکمت کے ساتھ زچہ اور بچہ کے لئے رزق تیار کیا کہ ماں بچے کو (پیٹ میں) اٹھائے ہوئے بھی ہے اور (ناف کے ذریعے ناف سے) رزق بھی مہیا کر رہی ہے پھر جب اس کو ایک مدت کے

بعد باہر نکالا تو اعضاء کو حکم دیا وہ کھل گئے اور رگوں کو حکم دیا وہ چمک گئیں اور اپنے فضل سے اس کے لئے صاف ستھرا دودھ پیدا کیا جو تیری مرضی کے مطابق اس کو قوت بخشے پھر تو نے اپنی کتاب اور حکمت کے ساتھ وعظ ونصیحت کی پھر اس پر اپنا ایک ضروری فیصلہ موت کا فرمایا پھر تو اس کو اس طرح سے دوبارہ اٹھائے گا جس طرح سے اس کو ابتداء میں تخلیق کیا تھا۔

## حضرت جبرائیل علیہ السلام کی مناجات

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا مجھے آپ سے زیادہ محبوب اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا کیا میں آپ کو ایسی دعا نہ بتلاؤں جس کو میں نے چھپا رکھا ہے آپ سے پہلے میں نے کسی کو اس کی تعلیم نہیں دی۔ آپ اس کو رغبت اور خوف کی حالتوں میں مانگ سکتے ہیں وہ دعا یہ ہے:

اے آسمانوں اور زمین کے نور' اے آسمانوں اور زمین کے قائم رکھنے والے اے آسمانوں اور زمین کے سہارا' اے آسمانوں اور زمین کے جمال' اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے' اے جلال واکرام والے' اے فریادیوں کی فریاد سننے والے' اے عابدین کی رغبت کے منتہی اور دکھیاروں کے دکھ دور کرنے والے' اے غم گینوں پر کشائش کرنے والے' اے چیخ وپکار کرنے والوں کی پکار کو سننے والے' اے لاچاروں کی دعا قبول کرنے والے (اور) ہر دکھ کو دور کرنے والے' اے تمام جہانوں کے معبود۔

## بعض ملائکہ کی تسبیحات

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش مجید والا ہے پاک ہے وہ ذات جو ملک وملکوت کی مالک ہے پاک ہے وہ ذات جو عرش کی مالک ہے پاک ہے وہ ذات جو قدرت وعظمت والی ہے پاک ہے وہ ذات جو زندہ ہے کبھی موت نہیں آئے گی۔ پاک ہے وہ

ذات جو سب مخلوق کو موت دے گی اور خود نہیں مرے گی وہ پاک ہے، ہر نقص وعیب سے پاک ہے۔ فرشتوں اور روح کا مالک ہے (روح بھی فرشتوں کی ایک قسم ہے) ہمارا رب سب سے اعلیٰ ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو قدرت، سلطنت، کبریائی، عظمت، اقتدار اور نور کی مالک ہے پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ کے لئے رہنے والی ہے۔ (العظمۃ ...... ۹۰۹)

## فرشتوں کی مناجات

حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ فرشتوں کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے۔

حدثنا عبداللہ بن المبارك، حدثنا عبدالعزيز بن أبي روادقال:

ان من دعاء الملائكة:

اللّٰهم ما لم تبك قلوبنا من خشيتك فاغفرلنا يوم نعمتك من أعدائك (حلیۃ الاولیاء: ۸/۲۱۰)

(ترجمہ) اے اللہ! جن لمحات میں ہمارے دل آپ کے خوف وخشیت میں نہیں روئے اس دن جب آپ اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے ہمیں معاف کردینا۔

## ایک عابد کی عظیم تسبیح

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آسمان میں اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کے ایک لاکھ سر ہیں اور ہر سر میں ایک لاکھ منہ ہیں اور ہر منہ میں ایک لاکھ زبانیں ہیں اور ہر زبان سے ایک الگ لغت (بولی) میں اللہ کی تسبیح کہتا ہے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں۔ اس فرشتہ نے (اللہ تعالیٰ سے) پوچھا کیا آپ نے کوئی ایسی مخلوق بھی پیدا فرمائی ہے جو مجھ سے بھی زیادہ آپ کی تسبیح کہتی ہو؟ تو رب تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں زمین میں میرا ایک بندہ ہے جو تسبیح کہنے کے لحاظ سے تم سے

آگے ہے تو فرشتہ نے درخواست کی کہ اے پروردگار کیا آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں گے کہ اس کے پاس حاضری دوں؟ فرمایا اجازت ہے تو وہ فرشتہ اس بندہ کے پاس پہنچا اور اس کی تسبیح کو دیکھنے لگا' تو وہ بندہ کہہ رہا تھا۔

(ترجمہ) اتنی تعداد میں "سبحان اللہ" پڑھتا ہوں جتنی مقدار میں اللہ کی تسبیح کہنے والوں نے کہا ہے' ازل سے ابد تک دُگنا در دُگنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قیامت تک اور "الحمد للہ" پڑھتا ہوں جتنی مقدار میں اللہ کی حمد اور تعریف کرنے والوں نے پڑھا ہے شروع سے اسی طرح ہمیشہ تک دگنا در دگنا "لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللہُ" پڑھتا ہوں۔ اتنی تعداد میں جتنا اس کی تہلیل کہنے والوں نے شروع سے ہمیشہ تک کہا ہے اسی طرح (یعنی قیامت تک) اور "اللہ اکبر" بھی اتنی تعداد میں ادا کرتا ہوں جتنی مقدار میں اس کی بڑائی بیان کرنے والوں نے بڑائی بیان فرمائی ہے شروع سے ہمیشہ تک اسی طرح (دگنا در دگنا قیامت تک) اور "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" کہتا ہوں اتنی مقدار میں جتنی میں اس کی بزرگی بیان کرنے والوں نے اس کی بزرگی بیان فرمائی ہے شروع سے ہمیشہ تک اسی طرح (دگنا در دگنا قیامت تک)

(تاریخ قزوین امام رافعیؒ الحبائک فی اخبار الملائک للسیوطی)

## حمد الٰہی

سبحان اللہ وبحمدہ عدد ما سبحابہ خلقا واضعاف ذلک کلہ حتی یرضی ربنا وکما ینبغی لکرم وجھہ عز جلالہ وعظم ربوبیتہ وکما ھولہ أھل واللہ کذلک واحمدہ کذالک واشکرہ کذلک (نزہۃ المجالس)

(ترجمہ) پاک ہے اللہ اور اپنی حمد کے ساتھ ہے اس کی تسبیح اتنی تعداد میں ہو جس قدر اس کی مخلوق نے تسبیح بیان کی ہو بلکہ اس سے بھی دگنی ہو حتیٰ کہ ہمارا

رب راضی ہو اور جتنا تیری محترم ذات کے لائق ہو اس کا جلال غالب ہو، اس کی ربوبیت عظیم ہو اور وہ جس کا اہل ہو میں اس کے لئے اسی قدر تہلیل (کلمہ طیبہ) ادا کرتا ہوں اور اسی قدر تحمید اور اسی قدر شکر۔

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مناجات

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ کے پاس صحابہ کرام میں سے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے خلیفہ رسول اللہ! ہمیں کچھ ہدیہ عنایت فرمائیں کیونکہ ہم آپ کی (جان کنی کی) حالت کو دیکھ رہے ہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص یہ کلمات کہے گا پھر فوت ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی روح کو افق مبین میں منتقل کر دیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا افق مبین کیا چیز ہے؟ فرمایا عرش کے سامنے کا صحن ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کا باغ ہے، نہریں ہیں، درخت ہیں جس کو روزانہ سو رحمتیں ڈھانپتی ہیں جو شخص یہ کلمات کہے گا اللہ تعالیٰ اس کی روح کو اس جگہ منتقل کر دے گا۔

"اے اللہ! تو نے مخلوق کو ان سے اپنی حاجت کے بغیر پیدا کیا پھر ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک کو جنت کے لئے اور ایک کو جہنم کے لئے پس مجھے جنت کے لئے بنا دے اور جہنم سے محفوظ فرما دے۔ اے اللہ! تو نے مخلوق کو کئی حصوں میں پیدا کیا پس ان میں سے کچھ کو بد بخت بنایا اور کچھ کو سعادت مند، کچھ کو گمراہ اور کچھ کو ہدایت یافتہ، پس مجھے اپنی نافرمانیوں کے سبب بد بخت نہ بنایا اے اللہ! بے شک تو جانتا ہے کہ ہر نفس کیا عمل کرنے والا ہے۔ پہلے اس کے کہ تو نے ان کو پیدا کیا جو کچھ تو جانتا تھا اس سے کسی طرح خلاصی نہیں پس تو مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے جن کو تو اپنی فرمانبرداری کے لئے استعمال کرے۔ اے اللہ! کوئی بھی کچھ نہیں چاہ سکتا جب تک کہ تو

نہ چاہے پس تو اپنی مشیت کو ایسا بنا دے کہ اگر میں چاہوں تو اس عمل کی توفیق ہو جو مجھے تیرے قریب کرے۔ اے اللہ! بے شک تو نے بندوں کی حرکات کو بھی متعین کر دیا ہے۔ پس کوئی بھی چیز تیری اجازت کے بغیر حرکت نہیں کر سکتی پس تو میری حرکات کو اپنے تقویٰ پر متعین کر دے۔ اے اللہ! تو نے خیر اور شر کو پیدا کیا اور تو نے ہر ایک کے لئے ان میں سے کوئی نہ کوئی عمل کرنے والا پیدا کیا جو اس پر عمل کرے پس مجھے ان دونوں قسموں میں سے اچھی قسم میں سے بنا دے۔ اے اللہ! تو نے جنت و دوزخ کو پیدا کیا اور ہر ایک کے لئے ان میں سے کچھ لوگ متعین کئے پس مجھے اپنی جنت کے ساکنین میں سے بنا دے۔ اے اللہ! بے شک تو نے کسی قوم سے گمراہی کا ارادہ کیا اور اس کی و ہے ان کے سینوں کو تنگ کر دیا پس میرے سینے کو ایمان کے لئے کھول دے اور س کو میرے دل میں مزین کر دے۔ اے اللہ! بے شک تو نے امور کی تدبیر فرمائی اور ان کے انجام کار کو اپنی طرف لوٹایا پس مجھے موت کے بعد حیات طیبہ کے ساتھ زندہ رکھنا اور اپنا انتہائی قرب نصیب کرنا۔ اے اللہ! کچھ لوگ تو وہ ہیں جو صبح و شام تیرے غیر پر بھروسہ اور امید کرتے ہیں مگر میرا بھروسہ اور امید تو ہی ہے پس ناگفتہ بہ حالت سے ہٹانے والا اور خیر کی طاقت دینے والا کوئی نہیں ہے سوائے اللہ کے' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ کتاب الٰہی میں موجود ہے۔

## حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور دعا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خود پسندی سے بہت ڈرتے تھے۔ جب آپ کی عمدہ تعریف کی جاتی تو آپ یوں دعا کرتے۔

اللّٰھم اجعلنی خیرا مما یقولون واغفرلی مالا یعلمون
(تنبیہ المغترین)

ترجمہ: اے اللہ! جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس کو خیر کر دے اور جو کچھ یہ نہیں جانتے اس پر میری مغفرت کر دے۔

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور مناجات

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا ہے:

رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیك وانی من المسلمین ۔ (سورۃ الاحقاف:۱۵)

ترجمہ: اے میرے پروردگار میری قسمت میں اپنے اس احسان کا شکر کرنا لکھ دے جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جو تجھے پسند آ جائیں اور میرے لئے میری اولاد کو صلاح عطا فرما، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں (آپ کے) تابعداروں میں سے ہوں۔

## سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور مناجات

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے نجی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل اور حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کے وسیلہ سے اور ہر اس وحی کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں جو تو نے نازل فرمائی یا کوئی ضرورت پوری کی ہے یا کسی سائل کو عطا کیا ہے یا کسی غنی کو۔ بے نیاز کیا ہے یا

کسی فقیر کو غنی کیا ہے یا کسی گمراہ کو ہدایت بخشی ہے اور میں تیرے نام کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں جس کے وسیلہ سے بندوں کو رزق ملتا ہے جس کو تم نے زمین پر رکھا اور وہ ٹھہر گئی اور جس کو تو نے آسمان پر رکھا تو وہ تھم گئے' میں تجھ سے تیرے نام کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں جس کو تو نے پہاڑوں پر رکھا تو وہ گر گئے۔ اور تجھ سے تیرے نام کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں جس کے ساتھ تیرا عرش تھما ہوا ہے اور تجھ سے تیرے نام کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں جو تیری طرف سے تیرے قرآن میں اتارا گیا اور تیرے نام کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں جس کو تو نے دن پر رکھا تو وہ روشن ہو گیا اور رات پر رکھا تو وہ تاریک ہو گیا۔ تیری عظمت و کبریائی اور تیری ذات کے نور کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے قرآن اور علم دین عطا فرما دے اور ان کو میرے گوشت' خون' کانوں اور آنکھوں میں بسا دے اور اپنی طاقت وقدرت کے ساتھ اس کو میرے جسم سے استعمال کرا دے کیونکہ یا ارحم الراحمین! مجھ میں نقصان کی چیزوں سے بچنا اور نیکی کی توفیق صرف تیری ہی طرف سے ہے۔

## دعاء سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تلوار کی ضرب لگی اور خون آپ کی داڑھی مبارک پر بہنے لگا' تو یوں دعا فرماتے رہے۔

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین' اللّٰھم انی استعدیک علیھم واستعینک علی جمیع اموری واسالک الصبر علی ما ابتلیتنی ۔(احیاء العلوم)

(ترجمہ) تیرے سوا اس مصیبت کو ٹالنے والا کوئی نہیں۔ تیری ذات پاک

ہے میں ہی حد سے گزرنے والوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! میں ان کے خلاف تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور اپنے تمام امور پر تجھ سے استعانت کرتا ہوں اور جس آزمائش میں تو نے مجھے مبتلا کیا ہے اس پر میں تجھ سے صبر کا سوال کرتا ہوں۔

## حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مناجات

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

**اللّٰھم وسع علی الدنیا وزھدنی ولا تقترھا علی وترغبی اللّٰھم اجعلنی الیوم مشغولا بما اکون عنہ غدا مسئولا**

(تنبیہ المغترین ص۔۸۲)

ترجمہ: اے اللہ! مجھ پر دنیا کو وسیع کر دے اور مجھے ترک دنیا عطا فرما اور مجھ پر دنیا کی تنگی نہ فرما اور مجھے اپنی طرف رغبت عطا فرما۔ اے اللہ! مجھے آج کے دن اس عمل میں مشغول فرما جس کے بارے میں کل مجھ سے پوچھا جائے گا۔

## سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مناجات

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب رات کی تہجد ادا کرتے تو یہ دعا مانگتے تھے:

**اللّٰھم قدنامت العیون وغارت النجوم وانت حی قیوم، اللّٰھم طلبی للجنۃ بطی، وھربی من النار ضعیف اللّٰھم اجعل لی عندک ھدی ترمدہ الی یوم القیامۃ انک لاتخلف المیعاد.**

(حلیۃ الاولیاء ۱/۲۳۳)

(ترجمہ) اے اللہ! آنکھیں سو گئیں، ستارے چمک اٹھے جبکہ تو حی

وقیوم ہے۔ اے اللہ! میری جنت کی طلب ست ہے اور جہنم سے بھاگنا کمزور ہے۔ اے اللہ! تو میرے لئے اپنے پاس سے ایسی ہدایت کا انتظام فرما دے جو قیامت کے دن کام آئے بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

## حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی اور مناجات

(ترجمہ) اے اللہ! میں تجھ سے ڈرا کرتا تھا لیکن آج میں تجھ سے (رحمت کی) امید کرتا ہوں اے اللہ! بے شک تو جانتا ہے کہ میں دنیا سے لمبی عمر کی اس لئے امید نہیں کرتا تھا کہ (میرے لئے) نہریں جاری ہوں گی اور نہ باغات لگانے کے لئے (محنت کرتا تھا) بلکہ گرمیوں میں (روزے کی حالت میں) پیاسا رہنے کے لئے اور اوقات میں فکر مند رہنے کے لئے اور ذکر کے حلقوں میں علماء کے مجمعوں میں شریک ہونے کے لئے (طویل زندگی کو پسند کرتا تھا)

(اور جب آپ کو شدید نزع لاحق ہوئی اور وہ بھی اس طرح سے کے کسی کو لاحق نہ ہوگی اس میں جب بھی آپ کو موت کی سختی سے افاقہ ہوتا تھا تو آپ اپنی آنکھیں کھول کر یہ کہتے تھے۔

رب ما احتفنی حنقك فوعزتك انك تعلم ان قلبی یحبك

(احیاء العلوم)

(ترجمہ) اے میرے پروردگار! تجھے میرا گلا دبانا بھی کتنا تکلیف دہ ہے مجھے تیرے غلبہ قدرت کی قسم تو جانتا ہے کہ میرا دل تجھ سے محبت کرتا ہے (یعنی تو اپنے محبوب کو اتنی تکلیف میں مبتلا نہ کرے)

## حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مناجات

حضرت زبیر بن بطار نے کتاب الانساب میں بحوالہ حافظ (ابن عبدالبر) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا نقل کی ہے۔

**اللّٰهم انه لم ينزل بلاء الا بذنب ولم يكشف الا بتوبة وقد توجه القوم بى اليك لمكانى من نبيك' وهذه ايدينا اليك بذنوب' ونفر امينا اليك بالتوبة فاسقنا الغيث**

(البخاری ۲/۱۰۱۰ والزبیر بن بکار فی الانساب واللفظ لہ)

(ترجمہ) ''اے اللہ! بلا بغیر گناہ کے نہیں اترتی اور بغیر توبہ کے نہیں ٹلتی' یہ صحابہ کرام کی قوم مجھے تیرے سامنے لاتی ہے۔ تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری رشتہ داری کی وجہ سے' یہ کوتاہیوں سے آلودہ ہاتھ تیرے سامنے ہیں اور توبہ کے ساتھ ہماری پیشانیاں تیرے سامنے جھکی ہوئی ہیں ہم پر بارش برسادے۔

## حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مناجات

**''اللّٰهم انى اسألك بنور وجهك الذى اشرقت له الموت والارض آن تجعلنى فى جرزك وحفظك وجوارك وتحت كنفك''** (رواہ البزار ورجالہ الصحیح' مجمع الزوائد ج ۱۰' ص ۱۸۲)

''اے اللہ! میں تیری ذات کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جس سے آسمان وزمین منور ہوئے تو مجھے اپنے حفظ وایمان میں رکھ اور اپنے ہمسائے کی حفاظت عطا فرما۔''

## حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی صبح کی مناجات

''اے اللہ! تو مجھے اپنے ان بندوں میں سب سے نصیب والا کر دے ہر خیر کے معاملہ میں جس کو تو کل (قیامت میں) تقسیم کرنے والا ہے اور مجھے سب سے بڑا نور عطا فرما جو ہدایت دینے والا ہو، اور ایسی رحمت عطا فرما، جس کو تو پھیلانے والا ہو اور ایسا رزق عطا فرما جس کو تو فراخ کرنے والا ہو، اور ایسی تکلیف دے جس کو تو ہٹانے والا ہو، اور ایسی بلا دے جس کو تو اٹھانے والا ہو اور ایسے فتنہ میں مبتلا کرنا جس کو تو پھیرنے والا ہو۔ (یعنی ایسی مشکلات میں مجھے نہ گھیرنا جو ٹلنے والی نہ ہوں)

## حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی دوسری مناجات

اے اللہ! اپنے دین کے ساتھ اور اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کے ساتھ میری حفاظت فرما، اے اللہ! مجھے اپنی حدود شریعت کی خلاف ورزی کرنے سے بچا۔ اے اللہ! مجھے ان لوگوں سے بنا جو تجھ سے محبت کرتے ہیں اور تیرے فرشتوں سے محبت کرتے ہیں۔ تیرے رسولوں سے محبت کرتے ہیں۔ تیرے نیک بندوں سے محبت کرتے ہیں۔ اے اللہ! مجھے دین پر چلنا آسان کر دے اور دین کے خلاف چلنے سے بچا، اے اللہ! مجھے دنیا میں بھی معاف فرما اور آخرت میں بھی معاف فرما، اور مجھے متقین کے ائمہ میں سے بنا اے اللہ! تیرا ارشاد ہے:

ادعونی استجب لکم

(مجھے پکارو میں قبول کروں گا)

اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا، اے اللہ! جب تو نے مجھے اسلام کی ہدایت دے دی تو تو اس کو مجھ سے نہ چھیننا اور اس وقت تک سلب نہ کرنا حتیٰ کہ تو میری روح کو قبض کر لے اور میں اسی حالت پر جان دے دوں۔

# حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خاص دعا

## حکایت:

حجاج بن یوسف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا میرے گھوڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے میں کوئی فرق ہے؟ تو آپ نے فرمایا' ان دونوں میں بڑا دور کا فرق ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کا پیشاب پاخانہ اجر میں شامل ہوتا تھا اور تو نے اپنے گھوڑے کو دکھلاوے اور سناوے کے لئے رکھا ہے۔ حجاج نے کہا اگر امیر المومنین کی تحریر نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ آپ نے فرمایا تو اس کی قدرت نہیں رکھتا کیونکہ مجھے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا تعلیم کی تھی جس کے پڑھنے کے بعد (نہ تو میں کسی بادشاہ سے ڈرتا ہوں اور نہ کسی شیطان سے اور نہ کسی درندے سے) اس نے کہا آپ یہ دعا میری اولاد کو سکھا دیں۔

فرمایا ہرگز نہیں:

وہ دعا یہ ہے:

"اللہ سب سے بڑا ہے! اللہ سب سے بڑا ہے! اللہ سب سے بڑا ہے! میں اللہ کے نام سے اپنی جان کو اور دین کو محفوظ کرتا ہوں' میں اپنے اہل اور مال کو اللہ کے نام سے محفوظ کرتا ہوں' میں ہر اس چیز کو جو میرے رب نے مجھے عطا فرمائی ہے اس کو اللہ کے نام پر محفوظ کرتا ہوں۔ میں اللہ کے اس نام کے ساتھ برکت حاصل کرتا ہوں جو سب ناموں سے اچھا ہے۔ میں اللہ کے اس نام کے ساتھ حفاظت چاہتا ہوں جس نام کے ساتھ نہ تو کوئی چیز زمین میں نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ ہی آسمان میں' وہ (ہر فریاد کو) سنتا ہے اور (ظلم کو) دیکھتا ہے میں اللہ کے نام سے (دن) شروع کرتا ہوں اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اللہ میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس خیر کا سوالی ہوں جو تیرے سوا کوئی اور نہیں دے سکتا' تیرا پناہ گیر غالب آ گیا' تیری ثناء بلند ہو گئی' تیرے سوا کوئی الہ نہیں میری ہر اس شر والے سے حفاظت فرما جس کو تو

نے پیدا کیا میں تیرے ساتھ اس سے پناہ لیتا ہوں اور میں "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ " اپنے سامنے رکھتا ہوں اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ کو بھی اپنے سامنے رکھتا ہوں، میرے پیچھے بھی ایسی ہی حفاظت ہو اور میرے اوپر سے بھی۔ (نزہۃ المجالس)

## حضرت ابو موسیٰ اشعری علیہ الرحمہ کی مناجات

اعمش، ابوالضحیٰ سے اور وہ مسروق سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہم ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ کسی غزوہ کے لئے نکلے اور ایک ویران باغ میں رات گزاری تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور انہوں نے عمدہ طریقہ سے قرأت کی پھر یہ دعا کی:

اللّٰھم انت المومن تحب المومن، وانت المھیمن تحب المھیمن، وانت السلام تحب السلام

(سیر اعلام النبلاء (۲:۲۹۳) ابن عساکر (۵۳۲،۵۳۳)

(ترجمہ) اے اللہ تو مومن ہے، مومن کو پسند کرتا ہے، تو مہیمن ہے اور مہیمن کو پسند کرتا ہے اور تو سلام ہے، سلام کو پسند کرتا ہے۔

## حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی مناجات

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر روز سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ۗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝

(التوبہ: ۱۲۹، احیاء العلوم للغزالی)

اللہ تعالیٰ اس کے دنیا و آخرت کے معاملہ میں کافی ہوگا چاہے وہ پڑھنے میں

توجہ سے پڑھے یا بلاتوجہ۔

(آیت کا ترجمہ) پس اگر وہ منہ پھیریں تو آپ کہہ دیجئے کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

## حضرت ابوالدرداء کی اور مناجات

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ آپ کا گھر جل چکا ہے جبکہ ان کے محلہ میں آگ لگ چکی تھی۔ تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والا نہیں ہے۔ ان سے تین مرتبہ یہی کہا گیا اور وہ یہی کہتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والا نہیں ہے پھر کسی شخص نے آکر بتایا کہ اے ابوالدرداء! آگ جب آپ کے مکان کے پاس آئی تو بجھ گئی۔ انہوں نے فرمایا میں جانتا ہوں ان سے کہا گیا ہمیں تو سمجھ نہیں آیا کہ آپ کی دونوں باتوں میں سے کون سی زیادہ عجیب ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے فرمایا جو شخص یہ کلمات رات کو یا دن کو پڑھے اسے کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی اور میں ان کلمات کو پڑھ چکا ہوں۔

"اے اللہ تو ہی میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ پر میں نے توکل کیا تو ہی عرش عظیم کا رب ہے کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے مگر اللہ علی وعظیم کے پاس اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے علم کے اعتبار سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے اور ہر چیز اس کے شمار میں ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر جانور کے شر سے تو ہی اس کو اپنے قابو میں لانے والا ہے۔ بے شک میرا رب صراط مستقیم ہے۔ (طبرانی)

## حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مناجات

(۱) اللّٰھم ارزقنی مالاً فلا تصلح الفعال الا بالمال

(سیر اعلام النبلاء، (۲۷۵:۲۱))

(ترجمہ) ''اے اللہ مجھے مال عطا فرما کیونکہ اعمال بغیر مال کے عمدہ طریقے سے ادا نہیں ہوتے۔

(۲) اللّٰھم ھب لی حمداً او مجداً اللّٰھم لا یصلحی القلیل ولا اصلح علیہ

(ابن سعد (۱۴۳:۲/۳) حاکم (۲۵۳:۳) سیر اعلام (۲۷۶:۱)

(ترجمہ) ''اے اللہ! مجھے اپنی حمد اور بزرگی بجالانے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! مجھے قلیل مال و دولت نہ دے اور نہ میں اتنا کم مال کے قابل ہوں۔

## سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی مناجات

جب حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے یہ دعا فرمائی:

اللّٰھم ارحم الشیخ العاصی ذاالقلب القاسی، اللّٰھم اقل عثرتی واغفرلی وعد لحلمك علی جھل من لم یثق باحد سواك ولم یرج غیرك،

ترجمہ: ''اے اللہ! اس گناہ گار، سخت دل بوڑھے پر رحم فرما، اے اللہ! میری لغزشوں کو کم کردے اور میرے گناہوں کو معاف کردے اور اس شخص پر اپنے حلم کا معاملہ فرما، اس شخص کی جہالت پر جو تیرے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتا۔''

پھر آپ رو پڑے اور زور زور سے رونے لگے۔ (سجیہ المحتضرین ص۔۴۳)

## سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مناجات

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھ رہے تھے اور رو رہے تھے اور یہ دعا کر رہے تھے:

"اے اللہ! تو نے عمرو کو مال دیا ہے اگر تجھے یہ بات پسند ہو کہ اس سے مال چھین لے اور آگ کا عذاب نہ دے تو اس سے اس کا مال چھین لے اور تو نے عمرو کو اولاد دی ہے اگر تجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ تو عمرو کی اولاد کو موت دے دے اور اس کو جہنم کا عذاب نہ دے تو تو اس کی اولاد کو موت دے دے اور بے شک تو نے عمرو کو اقتدار دیا ہے اگر تجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ اس سے اقتدار کو چھین لے اور آگ کا عذاب نہ دے تو تو اس سے اس کا اقتدار چھین لے۔"

آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رات کے وقت ایک رکعت نماز پڑھنا دن میں دس رکعت نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (مختصر قیام اللیل (ص:۲۵))

(فائدہ) اگر کوئی شخص اس دعا کو اپنے لئے پڑھنا چاہے تو جہاں جہاں "عمرو" کا نام آیا وہاں اپنا نام ذکر کرے۔

## حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی مناجات

روایت کیا گیا ہے حضور پاک' صاحب لولاک' مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بریدہ! کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ اللہ پاک جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے یہ کلمات سکھا دیتا ہے پھر وہ ان کلمات کو کبھی نہیں بھلاتا؟ حضرت بریدہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھ!

"اے اللہ! میں ضعیف ہوں' میرے ضعف کو اپنی رضا میں قوی کر دے اور

میری پیشانی کو خیر کی طرف پھیر دے' اور اسلام کو میری عرض کا منتہی بنا دے۔ اے اللہ! میں ضعیف ہوں' مجھے قوی کر دے' کمزور ہوں غلبہ دے دے' فقیر ہوں' غنی کر دے' اے ارحم الرحمین (طبرانی)

## حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ کی مناجات

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ نے حضور پاک' صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ ایسے کلمات تعلیم فرمادیں جن سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ عطا فرمائے' میں عمر رسیدہ ہو گیا ہوں اور بہت سے اعمال جن کو میں ادا کرتا تھا عاجز آ گیا ہوں' تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تیری دنیا کے لئے تو یہ عمل ہے کہ جب تو صبح کو نماز پڑھے تو تین مرتبہ یہ کہہ لیا کرو!

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

## حضرت علی کی مناجات

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے یہ دعا منقول ہے۔

اللّٰھم احملنی علی عفوك ولا تحملنی علی عدلك

ترجمہ: ''اے اللہ! میرے ساتھ معاملہ عفو کا فرمادے' اور عدل وانصاف کا نہ کرنا۔''

(کتاب الادعیہ والتعویذات ص ۱۲)

## مناجات منسوب بہ علی رضی اللہ عنہ

الٰھی کفی بی عزا ان اکون لك عبدا' وکفی فی فخرا ان تکون لی ربا' انت کما احب فاجعلنی کما تحب

ترجمہ: ''الٰہی میری عزت کے لئے اتنا کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں اور

میرے فخر کے لئے اتنا کافی ہے کہ تو میرا رب ہے تو میرے لئے ایسا ہے جیسا کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں پس تو مجھے ویسا بنا دے جیسا تو چاہتا ہے۔

## حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی مناجات

حضور پرنور، مکی مدنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' اے فاطمہ! جس چیز کی میں تجھے وصیت کر رہا ہوں اس کے سننے سے تجھے کیا چیز روکنے والی ہے؟ (وہ وصیت یہ ہے) کہ تو یہ پڑھا کر:

**یا حی یا قیوم برحمتك استغیث لاتکلنی الی نفسی طرفه عین واصلح لی شانی کل** (احیاء العلوم' ہکذا ساقہ فی القوت)

ترجمہ: اے حی وقیوم! میں تیری رحمت سے فریاد کرتی ہوں' کہ تو مجھے پلک جھپکنے کے برابر بھی اپنے نفس کے سپرد نہ کر اور میرے سب حالات وضروریات درست کر دے۔

## امام زین العابدین کی مناجات

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے تھے:

(ترجمہ) اے اللہ! میں تجھ سے پناہ لیتا ہوں کہ تو میرے ظاہر اعمال کو ظاہری آنکھوں میں عمدہ کر دے اور میرے مخفی حالات کو مخفی آنکھوں میں قبیح' اے اللہ! جس طرح سے میں نے کوتاہی کی اور تو نے مجھ پر احسان فرمایا' اگر میں پھر کوتاہی کروں تو پھر احسان کر دینا۔

## امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی اور مناجات

حضرت زید بن اسلم نے فرمایا کہ یہ حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) کی

دعا ہے۔

**اللّٰھم لاتکلنی الی نفسی فاعجز عنھا' ولا تکلنی الی المخلوقین فیغعونی** (صلاح الامۃ۔ص ۱۲۶)

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے نفس کے سپرد نہ کرنا کہ میں اس کو سنبھالنے سے عاجز آجاؤں اور مجھے مخلوق کے سپرد نہ کرنا کہ وہ مجھے ضائع کردے۔''

## آپ کی مصیبت کے وقت کی دعا

حضرت ثقفی علیہ الرحمہ نے (امام باقر) محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کے حوالے سے روایت کی ہے کہ فرمایا کرتے تھے وہ اپنے بیٹے سے کہ اے بیٹے جسے دنیا میں کوئی مصیبت پہنچے یا کوئی حادثہ پیش آجائے تو چاہئے کہ وہ اچھی طرح سے وضو کرے اور چار رکعت یا دو رکعت نماز پڑھے۔

جب نماز سے فارغ ہو' تو یہ پڑھے:

''اے ہر شکایت کو سننے کی جگہ اے ہر سرگوشی کو سننے والے' اے ہر مصیبت کو دیکھنے والے اے موسیٰ اور محمد مصطفیٰ اور حضرت خلیل ابراہیم علیہم السلام کو نجات دینے والے میں تجھ سے اس شخص کی دعا کی طرح مانگتا ہوں جس کا فاقہ سخت ہوگیا ہو اور اس کی حرکت کمزور ہوگئی ہو اس کا حیلہ کمزور پڑ گیا ہو بے وطن غرق ہونے والے اس فقیر کی دعا کی طرح جو اپنی مصیبت کو دور کرنے کی کوئی صورت نہیں پاتا۔ سوائے تیرے اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور بے شک میں ہی زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں۔ (المستطرف:۲/۲۸۲)

حضرت علی بن حسین (امام زید العابدین) نے فرمایا کہ کوئی مصیبت زدہ اس کے ساتھ دعا نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس سے مصیبت کو دور فرما دیتا ہے۔

## امام جعفر صادق علیہ الرحمہ کی مناجات

اے اللہ! میری حفاظت اپنی اس آنکھ کے ساتھ فرما جو سوتی نہیں' اور میری حمایت اپنی اس قوت کے ساتھ فرما جو زائل ہونے والی نہیں ہے اور جو قدرت تجھے مجھ پر حاصل ہے اس سے میری حفاظت فرما اور مجھے ہلاک مت کر' تو ہی میری امید ہے۔

اے میرے پروردگار! تو نے کتنی نعمتیں مجھ پر ایسی فرمائی ہیں جن کا میں تجھ سے تھوڑا سا شکر ادا کر سکا ہوں' اور کتنی مصیبتیں ایسی ہیں جن میں تو نے مجھے مبتلا کیا اور ان کی وجہ سے تیرے نزدیک میرا صبر کم ہو گیا' پس اے وہ ذات! جس کی نعمت کا شکر تھوڑا ادا ہو مگر اس نے مجھے محروم نہ کیا اور اے وہ ذات! کہ اس کی آزمائش میں میرا صبر کم ہو گیا مگر اس نے مجھے رسوا نہ کیا اور اے وہ ذات! جس نے مجھے نافرمانیاں کرتے ہوئے دیکھا مگر مجھے شرمسار نہ کیا' اے ان نعمتوں کے مالک! جن کو ہمیشہ ہمیشہ تک شمار نہیں کیا جا سکتا' اور اے اس احسان کے مالک! جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا دنیا کے بدلے میں میری دین پر مدد فرما اور تقویٰ کے ساتھ میری آخرت پر مدد فرما اور میری حفاظت فرما' ان چیزوں اور حالات میں جہاں سے میں غائب ہوں' اور مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر جہاں میں خوفزدہ ہوں۔

(سیر اعلام النبلاء ج (۶) ۲۶۷)

## حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی مناجات

خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت امام جعفر صادق کے صاحبزادہ حضرت امام موسیٰ کاظم کو بغداد میں قید میں ڈالا' پھر جیل کے افسر کو اک دن بلا کر کہا کہ میں نے نیند میں ایک حبشی کو دیکھا جس کے پاس نیزہ ہے اس نے کہا اگر تم نے موسیٰ بن جعفر کو نہ چھوڑا تو میں تجھے اس نیزہ کے ساتھ ذبح کر دوں گا تم جا کر ان کو آزاد کر دو' اور ان کو تیس ہزار درہم دے

دو اور یہ کہو کہ اگر آپ میرے پاس رہنا چاہتے ہیں تو میرے پاس آپ کو وہ سب کچھ ملے گا جو آپ پسند فرمائیں اور اگر آپ مدینہ جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں' وہ جیل کا افسر کہتا ہے کہ میں نے اس کی تعمیل کی اور ان سے عرض کیا کہ میں نے آپ کے متعلق بڑا عجیب معاملہ دیکھا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں خود اپنا واقعہ تمہیں بتاتا ہوں: ''میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم (خواب میں) تشریف لائے اور فرمایا ''اے موسیٰ! تم مظلومی میں قید کئے گئے ہو' یہ کلمات پڑھو' تم یہ رات جیل خانے نہیں گزار پاؤ گے'' (کہ آزاد ہو جاؤ گے)

''اے ہر آواز کے سننے والے! اے ہر گم گشتہ چیز سے سبقت لے جانے والے' اے ہڈیوں کو گوشت پہنانے والے اور ان کو موت کے بعد زندہ اٹھانے والے! میں تجھ سے ان بڑے ناموں کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ اور تیرے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جو تیرے خزانوں میں چھپا ہوا ہے اور اس پر تیری مخلوق میں سے کوئی بھی مطلع نہیں ہے' اے حلیم بردباری والے! اور جس کی بردباری پر کوئی غالب نہیں آ سکتا' اے مرغوب عمل والے! جس سے اس کا مرغوب عمل منقطع نہیں ہوتا اور ہم ایسے احسانات کو شمار بھی نہیں کر سکتے' مجھ سے اس دکھ کی کشائش فرما۔

## حضرت امام موسیٰ کاظم کی دیگر مناجات

امام موسیٰ کاظم علیہ الرحمہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور رات کے ابتدائی حصہ میں ایک سجدہ ادا کیا جس میں آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

عظم الذنب عندی فلیحسن العفو عندك یا اهل التقوی ویا اهل المغفرة (تاریخ بغداد (۳۱/۳)

ترجمہ: اے تقویٰ کے مالک! اے مغفرت کے مالک! میرا گناہ بڑھ گیا ہے

تو میری طرف سے حسن عفو کا معاملہ فرمادے۔

## امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی مناجات

حضرت یزین بن کمیت فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے والے تھے۔ ہمارے ساتھ علی بن حسین مؤذن نے ایک رات عشاء میں اذا زلزلت کی تلاوت کی، امام ابوحنیفہ ان کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ اسی حالت میں صبح تک یہ کہتے ہوئے کھڑے رہے:

**یا من یجزی بمثقال ذرّۃ خیرا ویا من یجزی بمثقال ذرۃ شرا اجر النعمان عبدك من النار وما یقرب منها من السوء وادخله فی سعة رحمتك**

(تاریخ بغداد (۳: ۱۵۳۔۱۵۷) فضائل التہجد ...... ص: ۸۶) مناقب الامام اعظم لعلی القاری (ص: ۴۹۴ المطبوع باخر ذیل الجواہر المضیہ)

ترجمہ: اے وہ ذات! جو ایک ذرہ خیر کی مقدار پر خیر عطا کرنے والی ہے اور اے وہ ذات! جو ذرہ شر کی مقدار پر سزا دینے والی ہے اپنے بندے نعمان کو جہنم سے پناہ عطا فرما اور برائی سے بھی جو جہنم کے قریب کردے اور اس کو اپنی رحمت کی وسعت میں داخل فرما۔

## امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی دیگر مناجات

حضرت عبداللہ اللیثی الخوارزمی سے منقول ہے کہ درمیان کلام میں آپ کی عادت یہ دعا کہنے کی تھی:

**ربنا اننا امنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیا تنا وتوفنا مع الابرار۔**

ترجمہ: اے ہمارے رب بے شک ہم (تجھ پر) ایمان لائے بس تو ہمارے

لئے ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری سیاہ کاریوں کو مٹا دے اور ابرار کے ساتھ ہمیں وفات دے دے۔

## حضرت شریح کی دعا

حضرت شریح علیہ الرحمہ کی دعا یہ ہے:

**اللّٰھم انی اسألك الجنة بلاعمل عملته واعوذبك من النار بلا ذنب ترکته**

(المستطرف۔۲/۲۷۷)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے بغیر عمل کے جس کو میں نے کیا ہو جنت کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے بغیر گناہ کے جس کو میں نے چھوڑا ہو جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔

## امام سفیان ثوری علیہ الرحمہ کی دعا

اور حضرت امام سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بزرگوں کی ایک دعا یہ ہے:

**اللّٰھم قدنا فی الدنیا ووسع علینا فیھا ولا تزوھا عنا ولا ترغبنا فیھا** (المستطرف:۲/۲۷۸)

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں دنیا سے بے رغبت فرما اور دنیا کو ہم پر وسیع فرما اس کو ہم سے نہ لپیٹ اور ہمیں اس میں رغبت نہ دے۔

## امام احمد بن حنبل کی مناجات

**اللّٰھم کما صنت وجھی عن السجود لغیرك فصنه عن ذل السؤال لغیرك**

(کتاب الادعیہ والتعویذات ص۱۲)

ترجمہ: اے اللہ! جیسے تو نے میرے منہ کو غیر کے سجدے سے محفوظ رکھا اسی طرح غیر سے سوال کرنے کی ذات سے بھی محفوظ فرما۔

## امام الحرمین ابن الجوینی کی مناجات

**اللّٰھم لاتعنعنی عن قربلك بما نع**

(کتاب الادعیہ والتعویزات اُص ۱۳)

ترجمہ: "اے اللہ! اپنے قرب سے مجھے نہ روک دے کسی روکنے والی چیز کے سبب"

## حضرت سعید بن المسیب کی مناجات

حضرت سعید بن المسیب جب حجاج کے خوف سے بھاگے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک حجرہ میں پناہ لی۔ آپ صرف نماز کے اوقات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے اندر کی آواز سے معلوم کرتے تھے۔ آپ نے کچھ دنوں کے بعد ایک آواز سنی جس میں حضور شہنشاہِ مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ کہو

**اللّٰھم انت الملك وانت علی کل شیء قدیر وماتشآ من امر یکون**

(ترجمہ) "اے اللہ! تو بادشاہ ہے اور ہر چیز پر قادر ہے اور جو تو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے (جب میں نے یہ کلمات کہے تو اللہ کی قسم جس مشکل میں تھا اللہ نے اس کو میرے لئے آسان کر دیا۔ (نزہۃ المجالس)

## حضرت وہب بن منبہ کی دعا

کرب کی ایک دعا یہ ہے جو حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا کہ کیا تم جو کتابیں پڑھتے ہو ان میں کوئی ایسی دعا

ہے جو تم تکلیف کے وقت مانگو تو انہوں نے عرض کیا جی ہاں: ''ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے وہ ذات جو مانگنے والوں کی ضروریات کی مالک ہے اور خاموش رہنے والوں کے مخفی حالات کو جانتی ہے کیونکہ تو ہر مسئلہ کو بخوبی سنتا ہے اور صحیح جواب دیتا ہے اور تیرے سامنے ہر خاموش رہنے والے کو بھی تیرے بولنے والے محیط علم کی طرح جانتا ہے میں تجھ سے تیرے سچے وعدوں کا اور تیری اضافی نعمتوں کا اور وسیع رحمت کا سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے ان کے ساتھ اعلیٰ درجہ سے نواز دے۔'' (المستطرف:۲/۲۸۰)

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا یہ وہ دعا ہے جو مجھے خواب میں سکھائی گئی میں نہیں سمجھتا کہ کوئی اس سے اچھی دعا کر سکے۔

## امام زہری علیہ الرحمہ کی دعا

اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ حدیث پڑھانے کے بعد یہ جامع دعا مانگتے تھے۔

''اے اللہ! میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں جس کا دنیا اور آخرت میں تیرے علم نے احاطہ کر رکھا ہے اور میں تیری ہی پناہ مانگتا ہوں جس کا تیرے علم نے دنیا اور آخرت میں احاطہ کر رکھا ہے۔ (المستطرف ۲/۲۷۹)

## حضرت ایوب سختیانی کی مناجات

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ قرآنی دعا پڑھتے اور ان کے پیچھے آمین کہتے اور آخر میں درود شریف پھر یہ دعا پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے لئے استعمال فرما اور اس کی ملت پر موت عطا فرما اور اس کے راستہ پر چلا اور آپ کے حوض پر حاضری نصیب فرما اور سیر ہو کر پینا نصیب فرما کہ اس کے بعد ہم کبھی پیاسے نہ ہوں' اے اللہ! ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغیر رسوائی اور ندامت کے ملا دے نہ تو ہم آپ کے راستہ سے نکلنے والے ہوں' اور نہ فسق

کرنے والے اور تبدیلی کرنے والے اور نہ شک کرنے والے ہوں۔ اور ہمیں ان حضرات انبیاء صدیقین اور شہداء میں سے بنا جن پر تو نے انعام فرمایا' اور بہترین رفیق بنایا۔

اور آپ رمضان المبارک کے نوافل میں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

''اے اللہ! میں تجھ سے ایمان' اس کے حقائق اور دقائق طلب کرتا ہوں' اور اخلاق واعمال میں سے وہ شان والے اعمال طلب کرتا ہوں جس کے ساتھ تو نے انعام فرمایا اور اس کے سبب بڑے حضرات تجھ سے حسن ثواب حاصل کرنے والے بنے' اے اللہ! مجھے ان حضرات میں سے بنا جو تجھ سے ڈرتے ہیں اور تیرا تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور تجھ سے حیا کرتے ہیں اور تیری رحمت کی امید کرتے ہیں اے اللہ! عافیت کے ساتھ پردہ پوشی فرما''۔

## امام ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کی مناجات

**یا ملکی ادعوا اللہ لی فانکما اطوع للہ منی**

(سلاح الامۃ)

ترجمہ: ''اے میرے (کراماً کاتبین) فرشتو میرے لئے اللہ سے دعا کرو کیونکہ تم دونوں مجھ سے زیادہ اللہ کے فرمانبردار ہو۔

## محدث ابومحمد الاصلی

## عبداللہ بن ابراہیم کی مناجات

''اے اللہ! تو نے مصیبت پر جزاء کا وعدہ فرمایا ہے اور مجھ پر میرے نفس سے زیادہ کوئی مصیبت نہیں ہے' پس اے ارحم الراحمین اس کے متعلق بھی مجھے عمدہ جزاء عطا فرما۔

## علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی مناجات

**اللّٰھم اغفرلی جمیع ما معنی من ذنوبی واعصمینی فیما بقی من عمری وارزقنی عملاً زاکیا ترقی بہ نخی**

(عمل الیوم واللیلۃ للسیوطی ص ٦٦)

ترجمہ: ''اے اللہ میرے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دے اور میری بقایا عمر میں میری حفاظت فرما اور مجھے ایسے پاکیزہ عمل کی توفیق دے جس کی وجہ سے تو مجھ سے راضی ہو جائے۔

## امام رازی کی مناجات

''اے اللہ! اے آوازوں کے سننے والے' اے دعاؤں کے قبول کرنے والے' اے لغزشوں کو معاف کرنے والے' اے آنسوؤں پر ترس کھانے والے' اے محدثات وممکنات کے قیوم' میں تجھ سے حسن ظن رکھتا ہوں تیری رحمت میں بڑی امید کرتا ہوں تیرا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندوں کے متعلق گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اور تیرا یہ بھی ارشاد ہے کہ ''مضطر کی دعا کو جب وہ اللہ کو پکارتا ہے (میرے سوا اور) کون سنتا ہے'' اور تیرا یہ بھی ارشاد ہے کہ (اے میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں (تو آپ فرما دیجئے کہ) میں قریب ہوں (پس جو لغزشیں مجھ سے سرزد ہوئیں تو ان کو معاف فرما دے تو غنی وکریم ہے اور میں محتاج یتیم ......اور مجھے معلوم ہے کہ تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں میں تیرے سوا کسی کو محسن نہیں پاتا میں اپنی خطا اور قصور کا معترف ہوں اور عیب وفتور کا بھی پس تو میری امید کو نامراد نہ کرنا اور میری دعا کو مردود نہ کرنا مجھے موت سے پہلے اور موت کے وقت اور موت کے بعد اپنی گرفت سے محفوظ رکھیں' مجھ پر موت کے سکرات کو آسان کر دے' مجھ پر نزول موت کو خفیف بنا دے۔ آلام واسقام کے سبب مجھ پر سختی نہ کرنا تو سب مہربانوں سے بڑا

مہربان ہے۔"

## ایک طواف کرنے والے کی مناجات

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں ایک رات طواف میں مصروف تھا۔ میں نے ایک جوان کی حالت سجدہ میں دردبھری آواز اور اپنے معبود سے مناجات سنی جو کہہ رہا تھا:

ترجمہ: "الٰہی! سونے والی آنکھیں سو گئیں اور ہمارے یقین تیری فیاضیوں کی تصدیق کرنے لگے' الٰہی! بندہ نابکار کون تھا جو جلیل القدر بادشاہ کے سامنے مناجات کرے' ہمیشہ تو نے ہی اپنے بندہ میں تصرف کیا ہے پس حاسد شیطان کو اس پر ہنسنے کا موقع نہ دے اور اس کو اور بے رحم دشمن کو اکٹھا نہ کر۔

## غلاف کعبہ سے لپٹے والے نوجوان کی مناجات

حضرت ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جس کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا اور کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر یہ دعا کر رہا تھا۔

اللّٰھم ان لک علی حقوقا متصدق علی بھا وان لعبادک علی حقوقا فتحملھا عنی من فضلک وقد تم فضلک علی ۔

ترجمہ: "اے اللہ! تیرے مجھ پر بہت حق ہیں۔ ان کو مجھ پر صدقہ کر دے اور تیرے بندوں کے بھی مجھ پر بہت حق ہیں۔ اپنے فضل سے ان کو اپنے ذمہ لے لے' بے شک مجھ پر تیرا فضل کامل ہے۔

## غلاف کعبہ کو پکڑ کر مناجات کرنے والا نوجوان

ایک نوجوان کعبہ کا غلاف پکڑ کر یہ مناجات کر رہا تھا:

"اے الٰہی! تیرا کوئی شریک نہیں جو عطا کرے تیرا کوئی وزیر نہیں جو رشوت سے بات منوائے' اگر میں نے تیری اطاعت کی تو تیرے فضل سے اس پر

تیری حمد ہے اور اگر میں نے تیری نافرمانی کی تو اپنے جہل کی وجہ سے اس پر میرے خلاف تیری حجت قائم ہے" پس تیرے سامنے مجھ پر حجت قائم ہونے اور تیرے سامنے حجت، منقطع ہونے کے سبب سے ہی مجھے معاف کر دے۔"

تو اس نے ایک ہاتف کی آواز سنی جو یہ کہہ رہا تھا کہ نوجوان دوزخ سے آزاد ہو گیا۔ (رسالہ قشیریہ)

## حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مناجات

"اے وہ ذات! جس کا لطف و رحمت تکلیف کے تحمل پر ہے اور اے وہ ذات! جس کے قریب کی وجہ سے مناجات کرنا ممکن ہوئی، اور اے وہ ذات! جس کے انس کی طرف میلان سے تسکین میں عمدگی ملی۔ مجھے اپنی ذات پر بھروسہ کی ٹھنڈک اور تفویض کی راحت اور توکل کی نعمت چکھا دے۔

## مامون الرشید کی دعا

خلیفہ مامون الرشید نے راکھ کا فرش بچھایا پھر اس پر لیٹ گیا اور یوں کہا:

**یا من لایزول ملکه ارحم من قد زال لملکه!** (احیاء العلوم)

ترجمہ: "اے وہ ذات! جس کا ملک زائل ہونے والا نہیں اس پر رحم فرما جس کا ملک زائل ہو گیا ہے۔

## ابو مسلم خراسانی کی دعا

ابو مسلم خراسانی کو جب کوئی حادثہ پیش آتا تو وہ یہ دعا کرتا تھا۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ٥ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ٥

(المستطرف۔۲/۲۷۹)

''اے قیامت کے دن کے مالک ہم تیری ہی عبادت کریں اور تجھ سے ہی مدد چاہیں''۔

(فائدہ) یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایک جنگ کے موقع پر منقول ہے ابو مسلم خراسانی حجاج بن یوسف کی طرح ظالم حکمران گزرا ہے اس نے بھی کئی لاکھ مسلمانوں کا ناجائز خون بہایا تھا۔

## سلطان مراد فاتح بلغاریہ کی مناجات

''اے میرے مولیٰ! حکومت وقت صرف تیرے پاس ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے عطاء کرتا ہے میں تیری رحمت کا محتاج اور عاجز بندہ ہوں تو میری پوشیدہ اور ظاہری حالت کو جانتا ہے میں تیری عزت وجلال کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے جہاد کرنے میں فانی دنیا کو اپنے ماتحت نہیں کرنا چاہتا بلکہ تیری رضا چاہتا ہوں میری رضا کے سوا مجھے کوئی چیز مطلوب نہیں ہے۔

اے رب! مجھے اپنے تمام مسلمانوں کا فدیہ بنا دے۔ اپنے راستہ کے علاوہ کسی راستہ میں مسلمانوں میں سے کسی ایک کے لئے مجھے ہلاکت کا سبب نہ بنا اور ان سب مسلمانوں کو یارب! کافروں کی قید میں جانے سے محفوظ رکھ اور ان کے دشمنوں پر ان کی مدد فرما۔

الٰہی ومولیٰ! اگر میری شہادت میں مسلمانوں کے لشکر کے لئے نجات ہے تو مجھے اپنے راستہ میں شہادت سے محروم نہ فرمانا تاکہ تیرے جوارِ رحمت سے نعمت پاؤں اور تیرا جوار سب سے بہتر جوار ہے۔

میرے اللہ ومولا! مجھے تو اپنے راستے میں جہاد کی ہدایت سے مشرف فرما۔ پس اپنے راستے میں شہادت کے شرف کا بھی اضافہ فرما دے۔

## ایک دیہاتی کی مناجات

ایک دیہاتی اپنی دعا یوں کہہ رہا تھا:

"اے اللہ! گناہوں پر میرے اصرار کے باوجود میرا استغفار نہ کرنا ملامت ہے اور آپ کی رحمت اور درگزر کی وسعت کا علم رکھنے کے بعد میرا استغفار کو چھوڑ دینا عجز ہے۔ پس میری ملامت کو میری تجھ سے امید کے ساتھ بخش دے یا ارحم الراحمین۔ (تنبیہ المغترین: ص ۱۰۶)

## ایک تائب کی مناجات

(حکایت) ابو جعفر نیشاپوری علیہ الرحمہ نے ذکر کیا کہ ایک نوجوان اکثر یہ کہا کرتا تھا۔

(ترجمہ) "اے قدیم الاحسان مجھ پر اپنے قدیم احسان کی وجہ سے احسان فرما۔" (نزہۃ المجالس)

پس اس نوجوان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں عورتوں کے کپڑے پہن کر ان کے ساتھ ہر شادی اور ولیمے میں عورتوں کو دیکھنے کے لئے جایا کرتا تھا پس میں عورتوں کے ساتھ ایک امیر کی شادی میں گیا جب شادی ختم ہوگئی تو امیر کے خادم نے چیخ کر کہا دروازے کی نگرانی کرو۔ ہمارا جوہر گم ہوگیا ہے پھر وہ عورتوں کی تلاشی لینے لگے مجھے میرے پروردگار نے الہام کیا کہ میں کہوں کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کی: یارسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھلا دیجئے جو میں سفر وحضر میں پڑھا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ تین سکھلائی کہ ہر شدت کے وقت اور ہر نماز کے بعد ان کو پڑھ کر دعا مانگا کر: یا قدیم الاحسان یامن احسانہ فوق کل احسان یا ملک الدنیا والآخرہ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ دوبارہ ایسا نہ کروں گا۔ پس جب خادم میرے پاس تلاشی کے لئے آیا تو کسی پکارنے والے نے کہا

اس عورت کو چھوڑ دو ہمیں جو ہر مل گیا ہے۔ پس قریب تھا کہ میں خوشی کے مارے مر جاتا پھر میں وہاں سے یہ کہتا ہوا نکلا

یا قدیم الاحسان احسن الی باحسانك القدیم

## فوت شدہ بیٹے کے لئے باپ کی مناجات

ایک دیہاتی کا بیٹا فوت ہوا تو اس نے یوں دعا کی۔

اللّٰهم انی وهبت له ما قصر فیه من بری فهب لی ما قصر فیه من طاعتك (البیان والتبیین)

(ترجمہ) اے اللہ! اس نے میرے ساتھ جو حسن وسلوک میں جو کوتاہی کی میں نے اس کو بخش دی پس تو بھی اپنی عبادت کے اس حق کو میرے لئے معاف کر دے جس میں اس نے کوتاہی کی ہو۔

## ایک حاجی کی رزق کے لئے مناجات

ایک دیہاتی نے حج کیا تو یوں دعا کی:

"اے اللہ! اگر میرا رزق آسمان میں ہے تو اس کو اتار دے اور اگر زمین میں ہے تو نکال دے' اور اگر دور ہے تو قریب کر دے اور اگر قریب ہے تو آسان کر دے۔" (البیان التبیین)

## ایک اعرابی کی دعا

ایک اعرابی نے دعا کی:

"اے اللہ! میں تجھ سے بیماری سے اور اس کے متعدی ہونے سے پناہ چاہتا ہوں اور ذی رحم (رشتہ دار) کو تکلیف دینے سے اور اس کی بددعا سے پناہ چاہتا ہوں' اور فاجر (گناہ گار) اور اس کے تکلیف پہنچانے سے پناہ چاہتا

ہوں اور ایسے عمل سے بھی جو تجھے پسند نہ آئے۔" (البیان والتبیین ۳/۱۵۶)

## ایک اور اعرابی کی مناجات

ایک اور اعرابی نے دعا میں کہا:

**اللّٰھم ھب لی حقك وارض عنی خلقك**

(البیان والتبیین ۳/۱۵۶)

ترجمہ: "اے اللہ! مجھے اپنا حق معاف فرما اور مجھ سے اپنی مخلوق کو راضی کر دے۔"

## ایک ترکمانی کی دعا

اور حضرت معروف القاضی سے حکایت کیا گیا ہے کہ حجاج بہت دلجمعی سے دعا کر رہا تھا۔ ان میں ترکمان کا ایک شخص بھی تھا جو خاموش تھا وہ اچھی طرح دعا نہ کر سکتا تھا۔ پس اس کے دل میں خوف پیدا ہوا اور وہ رونے لگا پھر اس نے اپنی زبان میں عرض کیا:

**اللّٰھم انك تعلم انی لا احسن شیئاً الدعاء فأسالك ما یطلبون منك بمادعوا** (المستطرف: ۲/۲۷۸)

"اے اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے اچھی طرح دعا کرنے کا سلیقہ نہیں۔ میں تجھ سے ان سب کی ان دعاؤں سے مانگتا ہوں جس جس عمدہ طریقہ سے انہوں نے دعا کی ہے۔"

کسی صالح شخص نے خواب میں دیکھا کہ اللہ نے اس ترکمانی کی دعا کی وجہ سے لوگوں کا حج قبول کیا کیونکہ اس نے اپنی طرف فقر و فاقہ کا اظہار کیا تھا۔

## دیگر منسوب بہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ

(۱) اے خدا تو جنات و انسان کا معبود ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو عرش و کرسی والا

ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

(۲) میں خاکسار گناہ گار ہوں' میں نے بہت سے گناہ کئے ہیں۔ میری رہائی میں معافی دے۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

(۳) میں گناہوں سے بھرا ہوا بندہ ہوں۔ شرمندہ ہوں۔ ہمیشہ عذر چاہتا ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

(۴) تو ہمارا بادشاہ ہے میں خستہ دل فقیر ہوں بے شک تو ایک خدا ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

(۵) تو مجھے پل صراط پر چلائے گا میں ڈرتا ہوں کہ میں کمزور ہوں تو مجھے بجلی کی طرح گزار دے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

(۶) میں نے تیری فرمانبرداری نہیں کی اب میں نے اپنے آپ کو تیرے حوالے کیا' میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

(۷) میں نے عہد کو پورا نہیں کیا جو کچھ مجھ سے ہوا سو ہوا' میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

(۸) میری جوانی گزر گئی' آہ زندگی کی مدت ہی ختم ہو گئی' میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

(۹) سب لوگ چل دیئے اور مٹی کے نیچے سو گئے سب نے یہی کہا میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

(۱۰) عہد و پیمان ٹوٹ گیا میں نے اس کے کے خلاف کیا۔ اس درد کا کیا علاج' میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

## حضرت بایزید بسطامی کی مناجات

چار چیز ام شاہا کہ درگنج تو نیست

نیستی وحاجت وجرم وگناہ آوردہ ام

ترجمہ: اے بادشاہ! چار چیزیں لایا ہوں جو تیرے نذرانہ میں نہیں نیستی'

حاجت، جرم اور گناہ لایا ہوں۔

## غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مناجات

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو حرم کعبہ میں دیکھا گیا تو انہوں نے کنکریوں پر اپنا چہرہ رکھا ہوا تھا اور یہ مناجات کر رہے تھے۔

"اے رب کریم! مجھے بخش دے، اور اگر میں سزا کا مستوجب ہوں تو مجھے قیامت کے دن اندھا اٹھانا تا کہ میں نیک حضرات کے سامنے شرم سار نہ ہوں۔"

## منسوب بہ حضرت غوث اعظم

## سید محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ

(۱) اے الٰہی! میں ہمیشہ تیری مہربانیوں کی امید رکھتا ہوں اگر میں تجھ سے امید نہ رکھوں تو پھر کہاں سے امید رکھوں۔

(۲) میں نے ایک مدت تک دشمنوں کی طرح زندگی بسر کی لیکن تو مجھے دشمن قرار نہ دے اگرچہ میں نے بے وفائی کی ہے لیکن تجھ سے وفا کی امید رکھتا ہوں۔

(۳) میں فقیر، غریب، بے کس و بیمار اور کمزور ہوں۔ میں تیرے شفا خانے کے شربت سے ایک پیالہ کی امید رکھتا ہوں۔

(۴) میں اپنے آپ سے اور تمام دنیا سے ناامید ہوں۔ میں سب سے ناامید ہوں لیکن تجھ سے امید رکھتا ہوں۔

(۵) تیرے کاموں کا منتہا ہمیشہ بخشنا ہے اس لئے میں تیری بے انتہا رحمتوں کی امید رکھتا ہوں۔

(۶) ہر شخص خدا سے خدا کے علاوہ کچھ اور چاہتا ہے لیکن ایک مدت سے اے خدا! میں تجھ

سے بس تجھی کو چاہتا ہوں۔

(۷) تو نے یہ بھی دیکھ لیا کہ میں نے کیا کچھ کیا اور تو نے سب کو ڈھانپ لیا' اب یہ بھی تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے کیا چاہتا ہوں۔

(۸) جب خداوند عالم میری لحد کی خاک کو ذرہ ذرہ کر دے' تو اے خدا! میں ہر ذرّے کے لئے تیرے فضل کی امید رکھتا ہوں۔

(۹) میں برا ہوں اور برا کیا ہے ان خطاؤں کے باوجود میں تیری بخشش کی امید رکھتا ہوں۔

(۱۰) اے میرے حبیب! میری آنکھوں کی روشنی رونے سے کم ہوگئی ہے اب اس وقت میں تیرے کوچے کی مٹی کے سرمے کی امید رکھتا ہوں۔

(۱۱) محی کہتا ہے کہ میرا خون میرے حبیب نے بہا دیا' اس قتل کے بعد اس سے الطاف کی امید رکھتا ہوں۔

## ایک ولی کی مناجات

عذر تقصیر خدمت او دم کہ
ندارم بطاعت استظہار
عاصیاں از گناہ توبہ کنند
عارفاں از عبادت استغفار

ترجمہ: (1) عبادت میں تقصیر کا عذر لایا ہوں اپنی اطاعت کا اظہار نہیں چاہتا۔
(2) گناہ گار گناہ سے توبہ کرتے ہیں اور عارفین عبادت کی تقصیر پر استغفار

بیت:

گرکشی ورجرم بخشی روی وسر بر آستانم
بندہ دا فرماں نباشد ہرچہ فرمائی برانم

(گلستان سعدی)

چاہو تو ذبح کردو' چاہو تو جرم بخش دو میں نے اپنا سر اور چہرہ آپ کے آستانہ پر رکھ دیا ہے بندہ کی مرضی نہیں چلتی تو جو فرمائے گا پیروی کروں گا۔

**قطعہ:**

من نگویم کہ طاعتم بپذیر
قلم عفو برگناہم کش

(گلستان سعدی)

میں نہیں کہتا کہ میری عبادت کو قبول فرمالے بس میرے گناہوں پر معافی کا قلم پھیر دے۔

## شیخ سعدی کی مناجات

(۱) میں بندہ شرمسار ہوں اے رحم کرنے والے رحم فرما' بے شک گناہوں میں مبتلا ہو چکا ہوں اے رحم کرنے والے رحم فرما۔

(۲) جہانِ فانی میں میں نے جو گناہ کیے ان کو تو جانتا ہے۔ عاجز کی فریاد سن لے' اے رحم کرنے والے رحم فرما۔

(۳) زردرو شرمندہ ہوں۔ جرم عظیم کر چکا ہوں' خود کو تیرے حوالے کرتا ہوں' اے رحم کرنے والے رحم فرما۔

(۴) غیبت اور جھوٹ بول چکا ہوں۔ بہت غافل ہو چکا ہوں۔ بہت دفعہ توبہ کر کے توڑ چکا ہوں اے رحم کرنے والے رحم فرما۔

(۵) مجھے سب مومنوں کے ساتھ جنت دے دے عاجز بے چارہ ہوں' اے رحم کرنے والے رحم فرما۔

(۶) حالت نزع میں میری زبان کو بولنے کی اجازت دے تاکہ کلمہ طیبہ پڑھ سکوں۔ اے رحم کرنے والے رحم فرما۔

(۷) قبر میں اکیلا بے کسوں کی طرح رہ جاؤں گا ہر لمحہ کے لئے تجھے یاد کرتا رہوں۔ اے

رحم کرنے والے رحم فرما۔

(۸) اے پروردگار نیک بندوں کے حق کی وجہ سے میری قبر کو کشادہ فرما۔ اے رحم کرنے والے رحم فرما۔

(۹) اے پروردگار گناہ گار ہوں عیبوں سے شرمسار ہوں تیرے سوا میرا کوئی نہیں اے رحم کرنے والے رحم فرما۔

(۱۰) جب میرے بدن سے جان جائے گی میری زبان بند ہو جائے گی میں ہمیشہ یہی کہوں گا اے رحم کرنے والے رحم فرما۔

(۱۱) میں ناچیز سعدی ہوں جو اپنے آقا رسول مکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں ہر وقت یہی عرض ہے اے رحم کرنے والے رحم فرما۔

## شیخ سعدی کے دیگر اشعار

اے کریما کہ از خزانہ غیب
گبرد ترسا وظیفہ خورداری
دوستاں لاکجا کنی محروم
تو کہ بادشمناں نظر داری

(گلستان ص ۲)

(۱) اے کریم! کہ خزانہ غیب سے آتش پرست اور عیسائی بھی وظیفہ پاتے ہیں۔

(۲) تو دوستوں کو کیسے محروم کرے گا، تو تو دشمنوں کا بھی خیال رکھتا ہے۔

کریما بہ بخشائے برحال ما
کہ ہستم اسیر کمند ہوا
نداریم غیراز تو فریاد رس
توئی عاصیاں لاخطا بخش وبس

نگہ دار مالا زراہ خطا خطا
خطا درگزر رو صوابم نما

(کریما سعدی)

(۱) اے کریم رحم کر میرے حال پر کیونکہ میں ہوس کی کمند کا اسیر ہوں۔

(۲) ہم تیرے سوا کوئی فریادرس نہیں رکھتے تو ہی ہے گناہ گاروں کی خطا بخشنے والا اور بس۔

(۳) تو ہم کو خطا کی راہ سے محفوظ رکھ خطا کو معاف کر دے اور راہ راست دکھا۔

شعر

یا رب تو کریم و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

"اے رب تو کریم ہے اور تیرا رسول بھی کریم ہے، صد شکر ہے کہ ہم دو کریموں کے درمیان ہیں۔

## مناجات

(۱) اے خدائے واحد! تو مناجات کا سننے والا ہے اے احد! تو مہمات میں کافی ہے۔

(۲) میں زیر و بالا نہیں کہہ سکتا، تو زمین اور آسمان کا بنانے والا ہے۔

(۳) میں اپنی ضروریات اور کس سے کہوں، کیونکہ تو جملہ حاجات کا پورا کرنے والا ہے۔

(۴) کوئی پوشیدہ تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے تو پوشیدگیوں کا جاننے والا ہے۔

(۵) تیرے کرم کا شکر میں کب ادا کر سکوں گا، تو میری تمام کیفیات کا نگراں ہے۔

## از حضرت نظامی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) اے خدا! میرے اعمال سے درگزر فرما، کیونکہ میں گناہوں سے پر ہوں اور تو بخشنے والا ہے۔

(۲) تو میرا خدا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ خدمت کی کمی سے بہت شرمندہ ہوں۔

(۳) اے خدا! تو نے کہا کہ رنج اور سختی میں جو دعا کرتا ہے میں قبول کرتا ہوں۔

(۴) میں تیرے سامنے گناہ کا عذر کیا لاؤں کہ میرے بال سفید ہیں اور میرا چہرہ سیاہ ہے۔

(۵) ہم نے سوائے گناہ کے کوئی کام نہیں کیا تمام عمر ضائع اور تباہ ہوگئی۔

(۶) چونکہ ہم نے بندگی میں کمی کی اس لئے شرمندگی کے سمندر میں جا پڑے۔

(۷) ہم عاجز ہیں تو ہماری فریاد کو پہنچ تو ہی عاجزوں کا فریادرس ہے۔

(۸) جب میں جانتا ہوں کہ تو عاجز کو رہائی دینے والا ہے تو اس عاجزی میں میں تجھ کو کیوں نہ پکاروں۔

(۹) اے خدا! مجھے قیامت میں بدنام نہ کرنا میرے گناہ جو چھپے ہوئے ہیں ان کو ظاہر نہ کرنا۔

(۱۰) میں اپنے سرمایہ کو تیرے سپرد کرتا ہوں تو کم وبیش کے حساب کو جانتا ہے۔

(۱۱) کہ بندہ نظامی تیرا دعا گو ہے' یہ کمینہ غلام تیرا دعا گو ہے۔

## از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ

(۱) اے خدا! میں گناہوں کا بوجھ لایا ہوں' تیرے دروازہ پر یہ بوجھ گٹھڑی پیٹھ کے ساتھ لایا ہوں۔

(۲) رحمت کی آنکھ کھول' میرے سفید بال دیکھ اگرچہ میں شرمندگی سے سیاہ چہرہ لایا ہوں۔

(۳) عاجزی دے بے کسی اور درویشی اور دل رنجی اور درد" یہ سب چیزیں تیری محبت کے دعویٰ کی گواہ لایا ہوں"

(۴) میں نہیں کہتا کہ تیرے راستہ میں سالہا سال رہا ہوں میں وہ گمراہ ہوں کہ بس ابھی

صحیح راستے پر آیا ہوں۔

(۵) ڈاکو شیطان گھات میں ہے اور نفس و خواہش دین کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ ان سب سے میں تیری مہربانی کے سایہ کی پناہ میں آیا ہوں۔

(۶) اگرچہ گستاخی نے مجھے معذرت کے قابل نہیں رکھا' گستاخی کر کے عذر چاہنے والی زبان لایا ہوں۔

(۷) میں نے طبیعت کے کانٹوں والے جنگل سے لگا تار درخت لگائے ہیں' یعنی بہشت کے لئے صرف گھاس کے چند تنکے لایا ہوں۔

(۸) دین اور دنیا میں تیرے سوا کوئی میرا ملجا و ماویٰ نہیں ہے۔ اے رحیم' رحم کر میں تباہ حالت لایا ہوں۔

(۹) دونوں جہاں میں تیرے سوا کوئی نہیں تیری رحمت پر نظر ہے اپنے اوپر آیت لاتقنطوا کو گواہ لایا ہوں۔

(۱۰) اے بادشاہ چار چیزیں لایا ہوں جو کہ تیرے خزانہ میں نہیں ہیں' یعنی بے کسی اور ضرورت مندی' عاجزی اور گناہ لایا ہوں۔

(۱۱) میرے گناہوں پر مت دیکھ اپنی کریمی پر دیکھ کیونکہ میں اس بیماری کے لئے توبہ کی دوا لایا ہوں۔

(۱۲) میں نے توبہ کی' تو رحم کر اور رحمت ظاہر کر' جبکہ میں اپنے لئے تیری درگاہ میں پناہ کے لئے آیا ہوں۔

## از حضرت فریدالدین عطار علیہ الرحمہ

(۱) اے بادشاہ! ہمارے گناہ معاف فرما ہم گناہ گار ہیں اور تو بخشنے والا ہے۔

(۲) تو اچھا کرنے والا ہے اور ہم نے برا کیا بے اندازہ اور بے حد قصور کئے ہیں۔

(۳) ہم کئی سال تک گناہوں کی قید میں رہے ہیں۔ آخر اپنے کئے سے ہم پشیمان

ہوئے ہیں۔

(۴) ہم ہمیشہ فسق اور گناہ گاری میں رہے ہیں، ہم نفس اور شیطان کے ساتھی رہے ہیں۔

(۵) دن رات گناہوں میں مبتلا رہے ہیں امر ونواہی سے غافل رہے ہیں۔

(۶) مجھ پر بغیر گناہ کے کوئی گھڑی نہیں گزری، میں نے حضور دل سے کوئی بندگی نہیں کی۔

(۷) تیرے دروازہ پر بھاگا ہوا غلام آیا اپنی آبرو گناہوں سے ضائع کر دی ہے۔

(۸) میں تیری مہربانی سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں کیونکہ تو نے خود فرمایا ہے کہ لاتقنطوا (ناامید مت ہو)

(۹) تیری مہربانیوں کا سمندر بے انتہا ہے تیری رحمت سے ناامید شیطان ہوتا ہے۔

(۱۰) اے کریم! نفس وشیطان نے میرا راستہ روک رکھا ہے تیری رحمت میری بخشش چاہنے والی ہووے۔

(۱۱) میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو تو گناہوں سے پاک کر دے، اس سے پہلے کہ لحد میں مجھے مٹی کر دے۔

(۱۲) جس وقت تو میرے بدن سے جان لے جاوے دنیا سے مجھ کو ایمان کے نور سے لے جائیو۔

(۱۳) اے خدا! ہم سب پر رحم فرما، اے خدا! ہمارے سب گناہوں کو بخش دے۔

(۱۴) ہم عاجز ہیں اور ہم نے بہت سے گناہ کئے ہیں۔ ہمارے لئے تیرے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے۔

(۱۵) اگرچہ تو پکارے یا دھتکار دے ہم تیرے بندے ہیں جو کچھ تیرا حکم ہے ہم اس سے خوش ہیں۔

(۱۶) اے خدا! جس وقت جان ہونٹوں پر پہنچے اور مرجھایا ہوا جسم پیچ وتاب کھائے۔

(۱۷) میں شہادت کے شہید کا شربت پیوں اور سعادت کے راستہ کا خلعت پہنوں۔

(۱۸) جبکہ میں دونوں جہاں میں تیرے سوا کوئی نہیں رکھتا بس تو ہی میرا فریادرس ہو یو۔

## از حضرت شاہ شرف بوعلی قلندر پانی پتی علیہ الرحمہ

(۱) میں درد سے بے چین ہوں۔ اے اللہ! فریادرسی فرما' تیرے سوا میرا کوئی یار نہیں اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۲) میں مسکین اور دردمند ہوں اور کالے دانے کی طرح جلنے والا ہوں' تیرے سوا کسی سے دل نہیں لگاتا ہوں (اے اللہ! فریادرسی فرما)

(۳) میں راتوں کو بہت تپا ہوں میں نے بہت غم سہے ہیں اب میں جان کنی کو پہنچا ہوں۔ اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۴) میں بیمار اور ناتواں ہوں۔ میری جان لبوں پر آئی ہے تیرے سوا کوئی علاج نہیں جانتا ہوں۔ اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۵) زندگی تلخ ہے جوانی میرے لئے زہر ہوگئی ہے تو ہی تدبیریں جانتا ہے۔ اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۶) میں بہت سی بلاؤں سے دوچار ہوں اور بہت سے قصور کئے ہیں۔ گویا خود پر جفائیں کی ہیں' اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۷) میں بے چارہ فقیر ہوں' غم کے ہاتھ میں قیدی ہوں' ایک حقیر ذرہ ہوں' اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۸) جب تیری رحمت آئے زحمت کو مجھ سے لے جائے' مجھے صحت عطا کرے۔ اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۹) تو ہر درد کی دوا ہے تو ہر رنج کی شفا ہے' میں تجھ سے بھیک مانگتا ہوں۔ اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۱۰) میں شکستہ دل ہوں۔ تیری عبادت میں قاصر ہوں' تو خدائے ناظر ہے' اے اللہ!

فریادرسی فرما۔

(۱۱) تو بے مشیر کے بادشاہ ہے تو بے مثال خالق ہے تو مددگار رزق دینے والا ہے' اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۱۲) تو غیبوں کا جاننے والا بھی ہے اور عیبوں کا چھپانے والا بھی اور گناہوں کا بخشنے والا بھی ہے' اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۱۳) تو بے زوال معبود ہے اور باکمال موجود ہے اور ہمیشہ رہنے والا مقصود ہے۔ اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۱۴) آسماں تیری قدرت سے معلق ہے۔ تیرا فرمان مطلق ہے۔ برتر و برحق خدا ہے' اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۱۵) میرے درد کا علاج کر' زحمت کو مجھ سے الگ کر دے' ایمان مجھ کو عطا کر دے۔ اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۱۶) میں ایک کمزور مشت خاک ہوں اور ہلاکت کے مقام میں ہوں' بہت دردناک ہوں' اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۱۷) میں عذاب سے ڈرنے والا ہوں۔ حساب سے لرزنے والا ہوں۔ مجھے عذاب سے آزاد کر دے۔ اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۱۸) میں نے بے حد گناہ کئے اور نامۂ اعمال سیاہ کر دیا ہے۔ ایک عمر تباہ کر دی ہے۔ اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۱۹) اے خدا احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اپنے دروازے سے مت ہنکا اور مجھ پر بے حد مہربانی فرما' اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۲۰) میں نے بہت اقرار باندھے اور بہت سے عہد توڑے' ہر برے کے ساتھ بیٹھا ہوں' اے اللہ! فریادرسی فرما۔

(۲۱) تیری بخششیں ہزاروں ہیں اور میرے گناہ بہت ہیں۔ غم حد کو پہنچ گئے ہیں۔ اے

اللہ! فریاد رسی فرما۔

(۲۲) اگرچہ میں نے گناہ کئے لیکن لاتقنطوا میرا ہر وقت کا وظیفہ ہے، میں ہر وقت یہی کہتا ہوں، اے اللہ! فریاد رسی فرما۔

(۲۳) جب میں شرف نام ہوں تو مجھ کو ہزاروں شرف (بزرگی) عطا کر میں تجھ کو ایمان سپرد کرتا ہوں۔ اے اللہ! فریاد رسی فرما۔

باب نمبر 5

# اللہ والوں کے آخری لمحات

## سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب حضور پاک' صاحب لولاک' سیاح افلاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر دیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو ان کی پشت سے ہر وہ جان نمودار ہوئی جس کو اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کے طور پر قیامت تک پیدا کرنے والے تھے اور ان میں سے ہر ایک کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی چمک پیدا کی' پھر ان کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے کر دیا تو انہوں نے پوچھا: اے رب! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: تمہاری اولاد ہے تو انہوں نے ان لوگوں میں سے ایک آدمی کو دیکھا تو اس کو دیکھ کر پسند کیا اور پوچھا: اے رب! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیری اولاد میں سے آخری امتوں میں سے ایک آدمی ہے' اس کا نام داؤد ہے' عرض کیا: اے میرے رب! اس کی عمر کیا ہے؟ فرمایا: ساٹھ سال' عرض کیا: اے پروردگار! میری عمر میں سے چالیس سال دے کر اس کی عمر کو زیادہ کر دیں' جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر پوری ہوئی تو ان کے پاس ملک الموت آیا' تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں ہیں؟

ملک الموت نے فرمایا: کیا آپ یہ اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دے چکے؟ تو حضرت آدم علیہ السلام نے انکار کیا تو آپ کی اولاد نے بھی انکار کیا اور حضرت آدم علیہ السلام

بھولے تو ان کی اولاد بھی بھولی اور حضرت آدم علیہ السلام سے خطاء ہوئی تو ان کی اولاد سے بھی خطاء ہوئی۔

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لما توفی آدم غسلته الملائكة بالماء وترا' والحدواله' وقالوا: هذه سنة آدم في ولده

ترجمہ: جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو آپ کو فرشتوں نے پانی کے ساتھ طاق مرتبہ غسل دیا اور لحد بنائی اور کہا یہ انسان کے دفن کا طریقہ رہے گا' حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں۔

(۲) رواه احمد فی "المسند" (۶/۴۵) والبخاری فی "الجنائز" موت یوم الاثنین .

## حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ فرشتوں نے پڑھا

"ان الملائكة صلت على آدم فكبرت عليه اربعا"

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ فرشتوں نے پڑھا تھا اور (ان کے) جنازہ پر چار تکبیریں کہی تھیں۔

(۳) طبقات ابن سعد" (۱۹۸/۳)' و"کتاب المحتضرین" لابن ابی الدنیا ص (۵۲)

## حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مسجد خیف میں پڑھایا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور مسجد خیف میں فرشتوں کی امامت کرتے ہوئے جنازہ پڑھایا۔

ابن عساکر نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ "اس دن دیگر فرشتوں پر حضرت جبرائیل

علیہ السلام کی فضیلت معلوم ہوئی''۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ فرشتوں نے پڑھایا تھا' امامت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کی تھی' جنازہ میں چار تکبیریں کہی گئیں اور نماز جنازہ مسجد خیف میں ادا کی گئی جو میدان منیٰ مکہ مکرمہ میں واقع ہے۔

## سیّدنا حضرت نوح علیہ السلام

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: اللہ کے نبی نوح علیہ السلام کی جب وفات کا وقت ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں' دو چیزوں کا تجھے حکم کرتا ہوں اور دو چیزوں سے تجھے منع کرتا ہوں۔ میں تمہیں لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ کا حکم کرتا ہوں کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور دوسرے پلڑے میں لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ سب سے بھاری ہو جائے اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک بڑے حلقہ میں ہو جائیں تو بھی لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اور سبحان اللہ وبحمدہ ان پر غالب آ جائیں گے۔ یہی ہر چیز کی نماز ہے' اسی کے ساتھ مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے اور میں تجھے شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔

## سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس موت کا فرشتہ ان کی روح قبض کرنے کے لئے گیا تو ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

آپ نے پوچھا: کیا چاہتے ہو؟ کہا آپ کی روح قبض کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا دوست بھی اپنے دوست کی روح کو قبض کرتا ہے؟' یعنی اللہ ابراہیم علیہ السلام کا دوست ہے اور ابراہیم اللہ کا دوست ہے۔ تو کیا دوست اپنے دوست کی روح کو قبض کرے گا؟

تو ملک الموت نے کہا: کیا آپ نے کسی دوست کو دیکھا جو اپنے دوست سے ملاقات کو پسند نہ کرتا ہو؟

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام خاموش ہو گئے اور ان کی روح قبض کر لی گئی۔

(فتح الباری شرح بخاری لابن حجر)

## سیّدنا حضرت داؤد علیہ السلام

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: حضرت داؤد علیہ السلام میں بڑی غیرت تھی، جب گھر سے نکلتے تو دروازے بند کر کے نکلتے تھے۔ آپ کے آنے تک ان کے گھر میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک دن آپ گھر سے نکلے اور گھر کو بند کر دیا تھا۔ آپ کی بیوی گھر میں دیکھ رہی تھیں کہ ایک آدمی کو گھر کے درمیان میں کھڑے پایا تو گھر میں موجود لوگوں سے کہنے لگیں: یہ شخص کہاں سے داخل ہوا؟ گھر کو تو تالا لگا ہوا ہے، خدا کی قسم! ہم داؤد سے ضرور شرمندہ ہوں گے، پھر حضرت داؤد تشریف لے آئے تو وہ شخص گھر کے درمیان میں وہیں کھڑا ہوا تھا تو حضرت داؤد نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ فرمایا: میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا اور دربانوں سے نہیں رکتا، تو حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: پھر تو اللہ کی قسم موت کا فرشتہ ہے، اللہ کے حکم کو مرحبا، پھر تھوڑی دیر ہی رکے تھے کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی، جب آپ کو غسل اور کفن دے دیا گیا اور ان کی تدفین سے فراغت ہوئی اور سورج طلوع ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کو حکم دیا کہ داؤد پر سایہ کرو تو انہوں نے آپ پر سایہ کیا حتیٰ کہ ساری زمین پر تاریکی چھا گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں سے فرمایا: اپنے پر سمیٹ لو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وہ کر کے دکھایا کہ پرندوں نے کیسے کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی مٹھی کو

بند کیا (اور فرمایا) اس دن حضرت داؤد پر (سایہ کے لئے) شکرے چھا گئے۔

## سیّدنا حضرت سلیمان علیہ السلام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(فلما قضينا عليه الموت مادلهم على موته الا دابة الارض تاكل منساته فلما خرتبينت الجن ان لو كانوا يعلمون الغيب مالبثوا في العذاب المهين) (سبا:۱۴)

ترجمہ: پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا، مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان کے عصا کو کھاتا تھا، سو جب وہ زمین پر آیا، تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے۔

# حضرت سیّد الاولین والآخرین
# خاتم الانبیاء والمرسلین
# سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری لمحات

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: میں نے حضور انور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا:

**مامن نبی یمرض الاخیر بین الدنیا والآخرۃ**

ترجمہ: جو نبی بھی بیمار ہوتا ہے، اس کو دنیا و آخرت میں سے کسی ایک میں رہنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بیماری لاحق ہوئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا، آواز بھاری ہو گئی تھی۔ میں نے اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا:

**مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدآء والصالحین۔ (النساء: ۶۹)**

ترجمہ: (ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین میں سے) اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ حضور انور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی (دنیا میں یا آخرت کے حضرات کے ساتھ رہنے کا) اختیار دیا گیا۔

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا: **الصلوۃ، الصلوۃ، اتقوا اللہ فیما ملکت ایمانکم** (نماز کا خیال رکھنا، نماز کا خیال رکھنا اور اپنے زیر دست لوگوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہنا)

حدیث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت عام وصیت یہی تھی۔ نماز کا خیال رکھنا' نماز کا خیال رکھنا اور اپنے زیردست لوگوں کا بھی، حتیٰ کہ اسی بات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سینہ میں گھماتے رہے اور زبان سے ادا نہیں کر سکتے تھے۔

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

حضور انور' نور کے پیکر' تمام نبیوں کے سرور' دو جہاں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک میری ہی باری میں قبض ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہی سینہ پر اپنا سر رکھا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے موت کے وقت میرے لعاب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب کو جمع کر دیا تھا۔ میرا بھائی عبدالرحمٰن میرے پاس آیا جبکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینہ کی ٹیک دی ہوئی تھی۔ اس (عبدالرحمٰن) کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے سمجھ لیا کہ آپ حضور تاجدار رسالت' پیکر عظمت و شرافت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک کی خواہش ہے' میں نے عرض کیا: آپ کے لئے اس کو لے دوں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر سے ہاں کا اشارہ کیا تو میں نے اس کو اس سے لے دیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے منہ میں ڈالا' لیکن مسواک سخت محسوس ہوئی تو مجھے دے دی۔ میں نے عرض کیا: میں اس کو آپ کے لئے نرم کر دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک سے اشارہ کیا ہاں! تو میں نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نرم کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چھاگل رکھی ہوئی تھی یا آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیالہ رکھا ہوا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اس میں ڈالتے تھے اور اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے: لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ان الموت لسکرات (لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ موت کی بھی بڑی سختی ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کھڑا کر کے کہا: الرفیق الاعلیٰ الرفیق الاعلیٰ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم

کی روح قبض کر لی گئی اور ہاتھ جھک گیا۔

**صلوات اللہ علیہ وسلماہ** ۔(بخاری کتاب المغازی حدیث ۴۱۸۶)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ترجمہ: جب حضور تاجدار رسالت، پیکر عظمت وشرافت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت بوجھل ہوئی اور غشی ہونے لگی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے ابا جان کا دکھ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: **لیس علی ابیک کرب بعد الیوم** (تیرے والد پر آج کے بعد کوئی دکھ نہیں آئے گا) پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے ابا جان! اباجان نے اپنے ربّ کو اس کے بلانے پر لبیک کہی ہے، ہائے ابا جان! جنت الفردوس ان (اباجان) کا ٹھکانہ ہے، ہائے ابا جان! ہم جبرائیل علیہ السلام کے سامنے آپ کی وفات کے صدمہ کا اظہار کرتے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا: اے انس! کیا تمہارے جی کو اچھا لگا تھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو"۔

اے انس! کیا تمہارے جی کو اچھا لگا تھا کہ تم نے مٹی میں حضور تاجدار رسالت، پیکر عظمت وشرافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا اور لوٹ آئے؟

# حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

## خلیفہ رسول اللہ بلافصل، امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوالسفر فرماتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو لوگ آپ کی عیادت کے لئے گئے اور کہا: کیا ہم آپ کے لئے طبیب نہ بلوادیں۔ فرمایا کہ وہ مجھے دیکھ چکا ہے۔ انہوں نے عرض کیا تو پھر اس نے آپ کو کیا کہا ہے۔ فرمایا: اس نے کہا:

اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (ترجمہ: میں جو چاہتا ہوں وہی کرتا ہوں)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طبیعت بہت بوجھل ہوئی تو پوچھا یہ کون سا دن ہے؟ تو ہم نے کہا: پیر کا تو فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ اس دن اور رات کے درمیان میرا (سفر آخرت) ہو جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اس وقت ایک استعمال شدہ کرتہ تھا فرمایا کہ جب میری موت ہو جائے تو میرے اس کپڑے کو دھو لینا اور اس کے ساتھ دو نئے کپڑے ملا کر مجھے تین کپڑوں میں کفن دے دینا۔ ہم نے عرض کیا: کیا ہم سب کے سب کپڑے نئے نہ بنادیں۔ فرمایا: نہیں۔ زندہ اس کے زیادہ لائق ہیں پھر آپ رضی اللہ عنہ منگل کی شب کو فوت ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمنا کرتے تھے کہ مجھے موت اس دن آئے جس

دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں ابا جان کے پاس حاضر ہوئی جبکہ وہ موت کی حالت میں تھے۔ میں ان کے سر کے قریب بیٹھ گئی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو غشی ہوئی تو ان کی حالت مجھے اس شعر کی صورت میں نظر آئی میں نے کہا:

من لا یزال دمعہ مقنعا
فانہ لابد مرۃ مدفوق

ترجمہ: جو آنسو ہمیشہ چھپا رہا وہ ایک مرتبہ ضرور بہے گا۔

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: اے بیٹی! ایسا نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ (ق:۱۹)

ترجمہ: اور موت کی سختی (قریب) آ پہنچی یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا۔

## امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو فرمایا: اے ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے قتل کیا ہے؟ تو وہ کچھ دیر کے لئے دوڑ کے گئے اور واپس آئے اور عرض کیا: مغیرہ (بن شعبہ) کے غلام نے' تو فرمایا کہ محنت کش نے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اس کو خدا مارے' میں نے تو اس کو نیکی کا حکم دیا تھا تمام تعریفیں ہیں اس اللہ کے لئے جس نے میری موت اس آدمی کے ہاتھ سے نہ ہونے دی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے۔

پھر کچھ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے' ان میں ایک جوان بھی تھا جس کی چادر زمین کو مس کر رہی تھی۔ فرمایا: اے بھتیجے! اپنا کپڑا اوپر کر لو یہ تمہارے کپڑے کی عمر کو بڑھائے گا اور تمہارے رب کے تقویٰ کے لائق ہے پھر اپنے بیٹے سے فرمایا:

اے عبداللہ! ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور عرض کرو: عمر آپ کو سلام عرض کرتا ہے' امیر المومنین مت کہنا کیونکہ آج میں مومنوں کا امیر نہیں رہا اور پوچھو کہ عمر آپ سے اجازت چاہتا ہے کہ اس کو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے چنانچہ وہ چلے گئے اور پھر واپس آئے اور بتایا کہ انہوں نے اجازت دے دی ہے تو فرمایا: الحمدللہ میرے نزدیک اس سے اہم کوئی چیز نہیں تھی۔ جب میری روح قبض ہو جائے تو مجھے اٹھا کر لے جانا اور کہنا کہ عمر اجازت مانگتا ہے' اگر (ام المومنین) میرے لئے اجازت دے دیں تو مجھے (ان کے حجرہ میں) داخل کر دینا اور اگر مجھے واپس لوٹا دیں تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان کی طرف لے جانا۔

(۴) رواہ البخاری فی "المناقب" قصة البیعة وفی کتاب "الجنائز" ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما' فی کتاب "الجھاد" و کتاب "التفسیر" ورواہ النسائی فی "السنن الکبری" فی التفسیر .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جس بیماری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ اس وقت ان کا سر مبارک میری گود میں تھا مجھے فرمایا: میرا رخسار زمین پر رکھ دو۔ میں نے عرض کیا آپ کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہے وہ میرے گود میں رہے یا زمین پر' فرمایا: تیری ماں مر جائے اس کو رکھ دے تو میں نے رکھ دیا۔ پھر فرمایا: میرے لئے ہلاکت ہے میری ماں کے لئے ہلاکت' اگر میرے پروردگار نے مجھ پر رحم نہ کیا تو!

(۵) "حلیة الاولیاء" (۵۲/۱) "المصنف" لابن ابی شیبة (۲۸۶/۱۳)' و کتاب "المحتضرین" لابن ابی الدنیا ص (۵۵) و"وصایا العلماء عند حضور الموت" للربعی ص (۳۸)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس گئے اور فرمایا: اے امیر المومنین! آپ اس وقت ایمان لائے جب لوگوں نے کفر کیا' آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا جبکہ

لوگوں نے آپ کو زچ کیا تھا' آپ کو شہید کر کے قتل کیا گیا جبکہ آپ کی ذات کے بارے میں دو آدمیوں کو بھی کوئی اختلاف نہیں تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں فوت ہوئے کہ وہ آپ سے راضی تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ شخص دھوکہ میں ہے جس کو تو دھوکہ میں رکھے۔ خدا کی قسم! اگر میری ملکیت میں وہ سرمایہ ہو جس پر سورج طلوع ہوتا اور غروب ہوتا ہے تو میں موت کے جھانکنے کی ہولناکی کے بدلہ میں اس کو فدیہ میں دے دوں۔ (۶) "وصایا العلماء" ص (۳۸)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے مجھے عقل ملی اتنا غم نہیں ہوا جتنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر خنجر زنی کی رات میں ہوا تھا فرمایا کہ انہوں نے ظہر' عصر' مغرب اور عشاء ہمارے ساتھ پڑھی کہ لوگ بھی خوش تھے اور ان کا حال بھی اچھا تھا۔ جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو ہمیں ایسے شخص نے نماز پڑھائی جس کی تکبیر کی آواز کو ہم نہیں پہچانتے تھے۔ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) تھے۔ جب ہم نے سلام پھیرا تو کہا گیا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مار دیا گیا ہے تو لوگ اس حال میں نماز سے فارغ ہوئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے خون میں لت پت تھے اور فجر کی نماز نہ پڑھ سکے۔ ان سے عرض کیا گیا: اے امیر المومنین نماز پڑھ لیں۔ نماز پڑھ لیں۔ فرمایا: نماز تو اللہ کی طرف سے فرض ہے جو شخص نماز کو ضائع کرتا ہے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں' پھر جلدی سے اٹھنے لگے تو ان کے گھاؤ سے خون پھوٹنے لگا' تو فرمایا کہ میری پگڑی لاؤ اور اس کے ساتھ اس زخم کو باندھ دو' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے لوگو! تمہاری موجودگی میں یہ کچھ ہو گیا تو ان سے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: نہیں خدا کی قسم! ہمیں معلوم نہیں۔ اللہ کی مخلوق میں سے کون سرکش تھا۔ ہماری جانیں تو آپ پر نچھاور ہیں اور ہمارے خون آپ کے خون کے بدلہ میں بہائے جا سکتے ہیں۔

پھر وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: چلے

جاؤ۔لوگوں کا حال پوچھواور پھر آ کر مجھے سچی بات بتاؤ تو وہ نکل کھڑے ہوئے پھر واپس آئے تو فرمایا: اے امیر المومنین! آپ کو جنت کی خوشخبری ہو'خدا کی قسم! اللہ کی مخلوق میں سے مرد ہو یا عورت' میں نے ہر آنکھ کو جو جھپکتی ہے' آپ کے غم میں روتے ہوئے دیکھا ہے۔وہ اپنی ماؤں اور باپوں کو آپ پر قربان کررہے ہیں۔(۷)

(''مناقب عمر بن الخطاب'' ص(۲۲۶'۲۲۵)

حضرت مجاہد (تابعی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ہم کہا کرتے تھے کہ شیاطین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں باندھ دیئے گئے تھے۔جب ان کو شہید کردیا گیا تو یہ زمین میں نمودار ہو گئے۔(۸) مناقب امیر المومنین ص (۲۵۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خدا کے دشمن ابولولؤ کے بارے میں فرمایا کہ مجھے ابولولؤ نے خنجر مارا ہے' میں تو اس کو کتا ہی سمجھتا ہوں۔(۹) مناقب امیر المومنین ص (۲۱۶)

## امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت مسلم بن ابو سعید فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیس غلام آزاد کئے اور شلوار منگوا کر پہن کر مضبوطی سے باندھ لی جبکہ انہوں نے نہ تو کبھی جاہلیت کے زمانہ میں پہنی تھی اور نہ اسلام کے زمانہ میں۔اور فرمایا: میں نے حضور مختارِ کل کائنات' محسن انسانیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گزشتہ رات نیند میں دیکھا ہے۔انہوں نے فرمایا: صبر کرو آئندہ رات ہمارے پاس افطار کرو گے۔اس کے بعد قرآن کریم منگوایا اور اپنے سامنے کھولا (پھر اس کی تلاوت کرتے رہے) جب ان کو شہید کیا گیا تو قرآن ان کے سامنے تھا۔

(۱۰) قال الهيثمی فی "مجمع الزوائد" (۷/۲۳۲): رواه عبدالله وابو يعلی فی "الكبير" ورجالهما ثقات

حضرت حماد بن زید نے روتے ہوئے کہا: کہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین پر رحمت

فرمائے کہ چالیس راتوں سے بھی زیادہ ان کا محاصرہ کیا گیا لیکن ان کی زبان سے ایک کلمہ بھی ایسا نہ نکلا جس میں مخالفین اسلام کو کوئی اعتراض کی گنجائش ملتی ہو۔

(۱۱) ابن عساکر فی "تاریخ دمشق" "المختصر" (۱۶/۲۲۰، ۲۲۱) وابن قدامة

## امیر المومنین حضرت

## سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو انہوں نے اپنی اولاد کو وصیت فرمائی پھر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ کے سوا کوئی کلمہ منہ سے نہ نکالا: حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ کی روح اللہ نے قبض کرلی۔ (۱۲) "کتاب المحتضرین" ص (۶۱) "والثبات عند الممات" (۱۳۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی ہے۔

## امین الامت

## حضرت سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ "عمواس" کے طاعون کی زد میں آ کر فوت ہوئے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضرت حارث بن عمیرہ کو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تا کہ ان کی حالت پوچھ کر آئیں تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی ہتھیلی میں ایک پھوڑا دکھایا جب ان کے دکھ کو دیکھا تو اس جگہ سے ہٹ کر رونے لگے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا: سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ مجھے یہ پھوڑا محبوب ہے۔

(۱۳) اخرجھا "البزار" و "الطبرانی" وحسن اسنادہ ابن حجر العسقلانی فی "بذل الماعون" ص (۲۲۶، ۲۲۷)

(کیونکہ یہ پھوڑا طاعون کی بیماری سے ان کے ہاتھ پہ نکلا تھا۔ اس کی بڑی شدید

تکلیف تھی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس بڑی تکلیف کو برداشت کر کے اللہ تعالیٰ سے بہت بڑے ثواب کے امیدوار تھے۔ اس لئے ان کے سامنے بہت سارے قیمتی اونٹوں کے مقابلہ میں اس پھوڑے کے ثواب کی زیادہ قدر واہمیت تھی)

## خال رسول اللہ

## حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضرت امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا' تو انہوں نے اون کا اپنا پرانا جبہ منگوا کر فرمایا: مجھے اس میں کفن دے دینا کیونکہ یہی جبہ پہن کر میں نے جنگ بدر میں مشرکین کا مقابلہ کیا تھا' میں نے اس جبہ کو اسی دن کے لئے محفوظ کر کے رکھا ہوا تھا۔

(۱۴) "وصایا العلماء عند حضور الموت" ص (۴۵) واخرجه الحاکم (۴۹۶/۳) الطبرانی فی "الکبیر" (۳۱۶)' وذکر الهیثمی فی "المجمع" (۲۵/۳)

آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت مصعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کا سر میری گود میں تھا۔ وہ موت کی حالت میں تھے اور میں رو رہا تھا۔ انہوں نے میری طرف سر اٹھا کر فرمایا: اے میرے بیٹے کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: آپ کی حالت کو دیکھ کر۔ فرمایا: مت روؤ۔

فان اللہ لایعذ بنی ابدا وانی من اهل الجنة

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ مجھے کبھی عذاب نہیں دے گا میں تو جنتیوں میں سے ہوں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! انہوں نے سچ فرمایا تھا: ان کو جنت مبارک ہو۔

(۱۵) "سیر اعلام النبلاء" (۱۲۲/۱)' و"طبقات ابن سعد" (۱۰۴/۳)

# سیّدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

یہ ان حضرات میں سے تھے۔ جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے سعادت اور مغفرت اس وقت سے لکھ دی تھی جبکہ یہ ابھی اپنی ماؤں کے پیٹوں میں تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو ایک درد کی وجہ سے غشی ہوئی۔ جس سے حاضرین نے سمجھا کہ ان کی روح نکل گئی ہے۔ تو وہ ان کے پاس سے چلے گئے (تاکہ گھر والوں کو ان کے پاس بیٹھنے کا وقت مل جائے) جب ان کو ہوش آیا' تو انہوں نے اللہ اکبر کہا تو گھر کے لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا مجھ پر ابھی غشی آئی تھی۔ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو میری غشی کے دوران مجھے دو آدمی لے چلے جن میں کچھ سختی اور روکھا پن تھا۔ انہوں نے کہا چلو ہم تمہارا فیصلہ عزیز وامین کے سامنے کرائیں گے چنانچہ یہ مجھے لے کر چل پڑے۔ حتیٰ کہ ایک آدمی سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: اس کو کہاں لے جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا: ہم اس کا عزیز وامین کے سامنے فیصلہ کرائیں گے تو اس نے کہا کہ واپس لوٹ جاؤ۔ یہ شخص تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے سعادت اور مغفرت لکھ دی تھی جبکہ وہ اپنی ماؤں کے پیٹوں میں ہوتے ہیں اس شخص سے اس کی اولاد جب تک اللہ ان کو زندہ رکھے گا فائدہ اٹھائے گی چنانچہ یہ اس واقعہ کے بعد کئی مہینے زندہ رہے۔

(۱۶) اخرجه الحاکم (۳/۳۰۷)' والفسوی فی "المعرفة والتاریخ" (۱/۳۶۷) و"ابن سعد" (۳/۹۵)' والحافظ فی "المطالب العالیة" (۴۰۰۷) وذکره صاحب "کنز العمال" (۳۶۶۸۹)' ونسبه الی ابی نعیم' وابن عساکر۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں پچاس ہزار دینار دینے کی وصیت فرمائی تھی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق ایک ایک آدمی کو ہزار ہزار دینار (اشرفیاں) دی گئیں اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے جہاد کے لئے

ہزار گھوڑے دینے کی وصیت فرمائی تھی۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بدری صحابہ کے لئے وصیت فرمائی تھی (ان کی وفات کے بعد ان کو شمار کیا گیا) تو وہ حضرات سو کے قریب زندہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک کو چار سو دینار دیئے گئے۔ ان میں ایک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے بھی یہ دینار لئے تھے۔

سیر اعلام النبلاء (۱/۹۰)

## ریحان رسول اللہ

## حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی وفات کا وقت قریب آیا' تو وہ بہت رونے لگے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: اے بھائی کیوں روتے ہو جبکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت فاطمہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ملنے (ہم سب سے پہلے) جا رہے ہو جبکہ وہ تمہارے والدین میں سے ہیں (یعنی تم ہم سے پہلے ان آباء کو ملو گے) اور تمہارے لئے اپنے نبی کی زبان پر یہ بات جاری فرمائی کہ تم جنتی جوانوں کے سردار ہو اور تم نے تین مرتبہ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں تقسیم کیا ہے اور پندرہ مرتبہ بیت اللہ تک پیدل چل کر حج کیا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اس گفتگو کا مقصد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خوش کرنا تھا۔ فرمایا کہ خدا کی قسم! اس سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا رونا اور زیادہ ہو گیا اور فرمایا: بھائی میں ایسے امر عظیم اور ہولناکی کی طرف جا رہا ہوں کہ ایسی چیز کو میں نے کبھی سر نہیں کیا ہے۔

(۱۸) کتاب المحتضرین ص (۱۷۴)' ومختصر افی تھذیب الکمال (۶/۲۵۴)

# مقدام العلماء

## سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

حضرت حارث بن عمیرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ یمن سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے اور ان کے ساتھ ان کی منزل میں ٹھہرے تو ان حضرات کو طاعون نے لپیٹ لیا جن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ' حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سب کو ایک دن میں ہی طاعون لاحق ہوا اور جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی تو وہ اس سے بہت بھاگے اور فرمایا: اے لوگو! ان وادیوں میں بکھر جاؤ' تم پر ایسی مصیبت ٹوٹی ہے جس کو میں تم پر عذاب یا طاعون سمجھتا ہوں تو ان سے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جھوٹ بولتے ہو' ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں جبکہ تم اپنے گھر کے گدھے سے بھی زیادہ گمراہ تھے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا ہے یہ نہ طاعون ہے اور نہ عذاب ہے بلکہ یہ تمہارے رب کی رحمت ہے اور تمہارے نبی کی دعا ہے اور تم سے پہلے کے صالحین کی موت ہے۔

اللّٰھم فات آل معاذ النصیب الاوفر من ھذہ الرحمۃ

ترجمہ: اے اللہ! آل معاذ کو اس رحمت سے وافر حصہ عطا فرما۔

فرمایا کہ ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن کو طاعون نے لپیٹ لیا جبکہ یہ بیٹا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔ اسی کے نام سے انہوں نے اپنی کنیت رکھی تھی۔ پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف لوٹے پھر بیٹے کو دکھ میں دیکھا تو پوچھا: اے عبدالرحمٰن کیسے ہو؟ تو حضرت عبدالرحمٰن نے عرض کیا: اے اباجان! الحق من ربك فلا تکونن من الممترین

(البقرۃ:۱۴۷) (یہ امر واقعی منجانب اللہ ہے سو ہرگز شک وشبہ لانے والوں میں شمار نہ ہونا) تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وانا ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین (اور مجھے بھی تم انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے)۔ چنانچہ صاحبزادہ کا اسی رات انتقال ہوا اور صبح کو دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی طاعون میں موت نے لپیٹ لیا تو ان کو شدید ترین نزع لاحق ہوئی جب بھی سکرات سے تھوڑا افاقہ ہوتا تو اپنی آنکھ کھولتے اور (اللہ کو مخاطب کر کے) کہتے۔ مجھے آپ کے گلا دبانے نے دبالیا مجھے آپ کی عزت کی قسم! آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ "بذل الماعون فی فضل الطاعون" (ص ۲۶۶،۲۷۰)

مؤرخ ابن سعد نے بیان کیا: اس کے بعد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی دونوں بیویوں کو طاعون لاحق ہوا وہ بھی ہلاک ہو گئیں پھر خود حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ان کے انگوٹھے میں طاعون ہوا تو وہ اس کو اپنے منہ سے چومتے تھے اور کہتے تھے: اللّٰھم انھا صغیرۃ فبارك فیھا فانك تبارك فی الصغیر ۔(اے اللہ! یہ چھوٹا سا ہے اس میں برکت دے کیونکہ تو چھوٹی چیز میں برکت ڈال دیتا ہے) حتیٰ کہ خود بھی (اسی میں) فوت ہو گئے۔ "طبقات ابن سعد" (۳/۵۸۹)

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کا جب وقت قریب ہوا تو فرمایا: دیکھو صبح ہو گئی۔ عرض کیا گیا نہیں! پھر جب بتایا گیا کہ صبح ہو گئی تو فرمایا: میں اس رات سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ جس کی صبح دوزخ میں ہو۔ موت کو خوش آمدید' خوش آمدید' غائب رہنے والا زائر حبیب کے پاس فاقہ کی حالت میں آرہا ہے۔ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے ڈرا کرتا تھا لیکن آج میں تجھ سے پر امید ہوں۔ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں دنیا کو اور دنیا میں زیادہ رہنے کو اس لئے پسند نہیں کرتا تھا تا کہ نہریں چلائی جائیں' درخت لگائے جائیں (کہ میں دنیا کی عیش وعشرت حاصل کرسکوں) بلکہ میں گرمیوں کی پیاس اور اوقات کی تکالیف اور ذکر کے حلقوں کے پاس

جماعت در جماعت علماء کے آنے کو پسند کرتا تھا۔

"الزهد" لاحمد (۲/۱۱۶)' و"حلية الاولياء" (۱/۲۳۹)'و "صفة الصفوة" ۱/۵۰۱)'
و"الثبات عند الممات" (۱/۱۱۹)' و"كتاب المحتضرين" (۱۱۱)

## سیّدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عبید بن سعید فرماتے ہیں کہ وفات کے وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ ان سے عرض کیا گیا: آپ بھی روتے ہیں آپ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں: فرمایا: میں کیسے نہ روؤں۔ جبکہ میں نے وہ کام کیے جن سے انہوں نے مجھے روکا تھا اور میں نے وہ کام چھوڑ دیئے جن کا مجھے حکم دیا تھا۔ دنیا رخصت ہوگئی لیکن اعمال کے ہار لوگوں کی گردنوں میں باقی ہیں۔ اگر اچھے ہوئے تو اچھائی ملے گی اگر برے ہوئے تو تکلیف۔ "کتاب المحتضرین" ص (۱۲۸)

حضرت قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کے لئے گئے تو ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے مولائے حق کی طرف لوٹ رہا ہوں تو ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ بھی پاکیزہ ہے اور آپ نے بھی اچھی زندگی گزاری ہے۔

"كتاب المحتضرين" ص (۲۲۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی بیماری میں عیادت کے لئے گئے تو ہم نے پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن کیا حال ہے۔ فرمایا: ہم نے اللہ کی نعمت کے ساتھ بھائی بھائی بن کر صبح کی ہے۔ ہم نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! خود کو کیسا پا رہے ہو فرمایا: میرا دل ایمان پر مطمئن ہے۔ ہم نے کہا: آپ کو کوئی شکایت؟ فرمایا: میں اپنے گناہوں اور خطاؤں کی شکایت کرتا ہوں۔ ہم نے پوچھا: آپ کی کوئی خواہش؟ فرمایا: اللہ کی مغفرت اور رضا کی

خواہش ہے۔ ہم نے کہا: کیا آپ کے لئے کوئی طبیب بلوا دیں۔ فرمایا: طبیب (اللہ) نے ہی تو مجھے بیمار کیا ہے۔

"کتاب المحتضرین" ص (۲۳۸، ۲۳۹) ومختصر تاریخ دمشق (۱۴/۲۷۰)

## محدث صحابہ سیّدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت مسلم بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی بیماری میں رونے لگے تو ان سے پوچھا گیا: آپ کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا: میں تمہاری اس دنیا پر نہیں روتا بلکہ اپنے بعید سفر اور قلت زاد پر روتا ہوں، میں ایک سیڑھی پر چڑھنے والا ہوں۔ جس سے یا تو جنت میں اترنا ہوگا یا دوزخ میں مجھے معلوم نہیں کہ ان میں سے کون سی مجھے لے جاتی ہے۔

"الزھد" لابن المبارک ص (۳۸)، و"الطبقات" لابن سعد (۴/۳۳۹)، و"وصایا العلماء" ص (۵۸) وکتاب المحتضرین ص (۱۳۹، ۲۲۰، ۲۰۱) وانظر "السیر" (۲/۵۷۸، ۶۳۲) ترجمة ابی ھریرة

حضرت سعید بن ابی سعید المقبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مروان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس بیماری میں آیا۔ جس میں آپ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے اور کہا: اللہ آپ کو شفا دے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللّٰھم انی احب لقاء ك فاحب لقائی ۔اے اللہ! میں آپ سے ملنے کو پسند کرتا ہوں تو بھی مجھ سے ملنے کو پسند کر لے) پھر جب مروان ''اصحاب القطا'' تک پہنچا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔

''طبقات ابن سعد'' ص (۴/۳۳۹)، ''السیر'' (۲/۶۲۵)، ''الثبات عند الممات'' ص (۱۳۱)

(اللہ کے دوستوں کی زندگی اور صالحین کی موت اس طرح ہوتی ہے)

## حکیم الامت سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ

عنہ کے پاس اس دن گئے جس دن ان کی وفات ہوئی۔ حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے رشتہ داروں میں ایسے تھے جیسا کہ خود ان کا اپنا آدمی ہوتا ہے تو حضرت ابو مسلم تکبیر کہنے لگ گئے تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کچھ دیر ٹھہر جاؤ تو حاضرین نے کہا: اللہ تعالیٰ جب کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو اس کو پسند کرتے ہیں کہ اس پر ان کو راضی کیا جائے۔ "کتاب المحتضرین" ص (۱۰۹)

حضرت معاویہ بن قرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو تکلیف ہوئی تو ان کے پاس ان کے دوست ملنے گئے اور پوچھا: آپ کو کیا شکایت ہے۔ فرمایا: مجھے گناہوں کی تکلیف ہے۔ انہوں نے کہا: آپ کی کیا خواہش ہے؟ فرمایا: جنت کی خواہش ہے۔ انہوں نے کہا: کیا آپ کے لئے کوئی طبیب بلا دیں۔ فرمایا: طبیب نے ہی مجھے لٹایا ہے۔

"طبقات ابن سعد" (۳۹۳/۷)، و"صفة الصفوة" (۶۴۲/۱)، و"الثبات عند الممات" ص (۱۲۸) والحلية (۲۱۸/۱)، و"الزهد" لاحمد (۱۳۴)، و"المصنف" لابن ابی شيبة (۳۰۹/۱۳) و"كتاب المحتضرين" ص (۱۳۷)

ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا، تو انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اس بستر مرگ کے لئے کون نیک عمل کرے گا۔

انظر: "السير" ترجمة ابی الدرداء (۳۵۳، ۳۳۵/۲)

## نجیب الامت سیّدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ

حضرت سعید بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو فرمایا کہ ہم کل اپنے دوستوں (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں) سے ملاقات کریں گے تو ان کی بیوی نے (رنج کی حالت میں) کہا: ہائے بلال! (فی روایۃ ابن ابی الدنیا و"السیر": "واویلاہ")

تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا خوشی کا مقام ہوگا۔

''الثبات عند الممات'' ص (۱۰۸)' و''السیر'' (۱/۳۵۹)' و''کتاب المحتضرین'' ص (۲۰۷'۲۰۸)

## سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت زیاد رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس بیماری میں حاضر ہوئے جس میں آپ کا انتقال ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! تو جانتا ہے۔ اگر میں اس دن کو آخرت کے ایام میں سے پہلا دن اور دنیا کے ایام میں سے آخری دن نہ جانتا ہوتا تو یہ بات (کبھی) نہ کہتا' اے اللہ! تو جانتا ہے میں فقر کو دولت پر ترجیح دیتا تھا اور کمزوری کو عزت پر اور موت کو زندگی پر' دوست ہے جو فاقہ کی حالت میں آ رہا ہے جو شخص شرمندہ ہوا وہ کامیاب نہ ہو سکا۔

"الثبات عند الممات" ص (۱۲۱'۱۲۲)' و"حلية الاولياء" (۱/۲۸۲)' و"کتاب المحتضرين" ص (۲۳٦)

## زاہد الصحابہ سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا اس وقت بوسہ لیا جبکہ وہ فوت ہو چکے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے رخسار پر بہہ رہے تھے۔

اخرجه الترمذی' وابن ماجه

اگر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت اور کوئی فضیلت نہ ہوتی سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے تو یہ بھی ان کے شرف کے لئے کافی ہوتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ایک اور فضیلت بھی اس کے ساتھ حاصل ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم کے آنسوؤں نے بھی چھوا۔

جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا جنازہ لے جایا جا رہا تھا تو آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذهبت ولم تلبس منها بشیء

تو دنیا سے جارہا ہے جبکہ تو اس میں کچھ بھی ملوث نہیں ہوا۔

اخرجه مالك فی "الجنائز" ووصله ابن عبدالبر عن عائشة

## سلمان الخیر، سلمان ابن الاسلام

## حضرت سیّدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس موت کے وقت تشریف لے گئے تو وہ رو پڑے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: کہ ایک عہد کی وجہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ باندھا تھا، مگر ہم اس کی حفاظت نہ کر سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: کہ دنیا میں تمہارا توشہ مسافر کے سامان کی طرح ہونا چاہئے۔ اے سعد! جب تم فیصلہ کرو تو اللہ سے ڈرنا اور قسم میں بھی جب قسم دلاؤ اور غور وفکر میں بھی جب غور وفکر کرو، حضرت ثابت رضی اللہ عنہ (البنانی) فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بیس سے کچھ زائد درہم ترکہ میں چھوڑے تھے۔ وہ بھی ان میں سے کچھ کھائے جا چکے تھے۔

"حلية الاولياء" (۱/۱۹۵، ۱۹۶)، (۲/۲۳۷)، و"مسند احمد" (۵/۴۳۷)، وانظر "السير" ترجمة سلمان (۵۰۵، ۵۵۸)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت بقیرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب سلمان رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے مجھے بلایا جبکہ وہ بالا خانہ میں تھے۔ جس کی چار کھڑکیاں تھیں، فرمایا کہ ان کھڑکیوں کو کھول دو۔ آج میری ملاقات کے لئے کچھ لوگ آنے والے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ ان دروازوں میں سے کیسے میرے پاس آئیں گے پھر مشک منگوایا اور فرمایا: اس کو چھوٹے برتن میں پانی میں گھول دے، تو

میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر فرمایا: اس کو میرے بستر کے اردگرد چھڑک دے پھر یہاں سے اتر کر نیچے ٹھہری رہ' پھر تم کچھ دیر بعد مجھے بستر پر جھانک کر دیکھ لینا چنانچہ کچھ دیر کے بعد میں نے جھانک کر دیکھا تو وہ فوت ہو چکے تھے۔

"الثبات عند الممات" ص(۱۲۰' ۱۲۱)' و"الحلیة" (۱/۲۰۸)' و"وصایا العلماء عند الموت" ص(۴۴)

حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ جب ان کی روح نکلی تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ وہ بستر پر سو رہے تھے۔

## زاہد التابعین حضرت عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت عامر کی وفات کا وقت ہوا تو آپ رو پڑے۔ کسی نے عرض کیا آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: میں موت سے گھبرا کر نہیں روتا اور نہ دنیا کی حرص پر روتا ہوں بلکہ میں گرمیوں کی پیاس یعنی روزوں اور رات کی عبادت کے چھوٹ جانے پر رو رہا ہوں۔ (کہ اب ان عبادتوں سے محروم ہو جاؤں گا)۔

"السیر" (۴/۱۵' ۱۹)' و"الزھد" لابن المبارك ص (۹۵)' و"الزھد" لاحمد (۲/۱۷۶) و"وصایا العلماء" ص (۸۱)

حضرت ہمام بن یحیٰی فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن عبداللہ اپنی مرض الوفات میں بہت روئے' ان سے عرض کیا گیا: اے ابوعبداللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: کتاب اللہ کی اس آیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (المائدۃ: ۲۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ متقین سے ہی (نیک اعمال کو) قبول کرتے ہیں۔

"کتاب المحتضرین" ص(۱۴۱)

پتہ نہیں میرے اعمال مقبول ہیں یا نہیں؟

## حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مصعب فرماتے ہیں کہ حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ نے مؤذن سے آواز سنی حالانکہ وہ موت کے قریب تھے لیکن فرمایا: مجھے پکڑ کر کے لے جاؤ۔ ان سے عرض کیا گیا: آپ بیمار ہیں۔ فرمایا: میں اللہ کی طرف بلانے والے کی آواز سن رہا ہوں تو میں اس کی حاضری کیسے نہ دوں' چنانچہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تھام کر لے گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام کے ساتھ مغرب کی نماز میں شمولیت اختیار کی' ایک ہی رکعت پڑھنے پائے تھے کہ فوت ہو گئے۔

## حضرت ابو مسلم خولانی

## سید التابعین وزاهد العصر رحمة الله عليه

حضرت محمد بن شعیب اور سعید بن عبدالعزیز دونوں فرماتے ہیں: کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگوں پر قحط پڑا تو حضرت معاویہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ طلب باران کے لئے نکلے۔ جب انہوں نے مصلّی کی طرف دیکھا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: آپ کو پتا ہے لوگ کس مشقت میں پڑے ہوئے ہیں۔ پس آپ اللہ سے دعا کر دیجئے تو انہوں نے فرمایا: میں اپنی تقصیر کے باوجود دعا کروں' چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے۔ ان کے سر پہ ایک ٹوپی تھی انہوں نے اپنے سر سے اس ٹوپی کو ہٹایا پھر یہ دعا فرمائی:

اللّٰهم انا بك نستمطر وقد جئت بذنوبى اليك فلا تخيبنى

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے ہی بارش طلب کرتے ہیں' میں آپ کے سامنے اپنے گناہوں کے باوجود حاضر ہو گیا ہوں۔ پس مجھے ناکام نہ لوٹانا۔

فرماتے ہیں: کہ ابھی لوگ وہاں سے واپس نہیں مڑے تھے کہ بارش ہو گئی۔

اس واقعہ کے یہ دونوں راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابو مسلم نے یہ

دعا کی:

**اللّٰھم ان معاویۃ اقامنی مقام سمعۃ فان کان لی عندک خیر فاقبضنی الیک**

ترجمہ: اے اللہ! معاویہ نے مجھے شہرت کے مقام پر کھڑا کر دیا ہے پس اگر آپ کے پاس میری کوئی نیکی ہے تو اس کی برکت سے مجھے اپنے پاس بلا لے۔

یہ دونوں راوی فرماتے ہیں: جب انہوں نے یہ دعا کی تھی تو جمعرات کا دن تھا' چنانچہ یہ اگلی جمعرات کو فوت ہو گئے۔

"الزھد" لاحمد ص (۳۹۲)' و"ارواء الغلیل" (۳/۱۴۰)

## امام اعظم' امام الائمہ

## حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام صیمری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے حضرت بشر بن ولید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیل میں فوت ہوئے اور "مقابر خیزران" میں دفن ہوئے۔ یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے ہیں تو سجدہ کی حالت میں تھے۔

آپ کے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ خلیفہ منصور کے زہر دلانے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ جیل میں شہید ہوئے تھے۔

صیمری نے اپنی سند سے عبداللہ بن مطیع سے نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے ایک آدمی کا جنازہ ابوجعفر منصور کے زمانہ میں دیکھا اس کو چار آدمی اٹھا کر جا رہے تھے۔ انکے پیچھے بھی ایک شخص تھا میں نے کہا یہ میت کس کی ہے؟ کہنے لگے کوفہ کے ایک آدمی کی ہے جو جیل میں مر گیا تھا۔ میں نے پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ کہنے لگے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' ہم اس کو دفن کرنے جا رہے ہیں (چنانچہ میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا)

جب ہم باب خراسان نکلے تو گویا کہ مخلوق خدا میں منادی کر دی گئی تھی کہ سب جمع ہو گئے۔

باب الجسر کے پاس ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور ''مقابر خیزران'' میں دفن کیا گیا۔ کثرت رش کی وجہ سے ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دفن سے عصر کے بعد ہی فارغ ہوئے پھر منصور نے بھی آ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر جنازہ کی نماز پڑھی اور لوگ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر بیس دن تک جنازہ کی نماز پڑھتے رہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کی نماز قاضی بغداد حضرت امام حسن بن عمارہ نے پڑھائی۔ حضرت ابوالحکم بن میسرہ فرماتے ہیں: ہم حضرت مقاتل بن سلیمان کے پاس موجود تھے۔ ایک شخص کھڑا ہوا جبکہ حضرت مقاتل کے پاس پانچ ہزار آدمی موجود تھے۔ اس نے اپنا سر دائیں اور بائیں گھمایا پھر کہا: اے لوگو! اگر میں تمہارے نزدیک سچا ہوں تو حضرت مقاتل کے سامنے میری سچائی کی گواہی دو تو لوگوں نے حضرت ابوالحسن کی طرف مخاطب ہو کر کہا یہ سچے ہیں پسندیدہ ہیں' ان کی گواہی درست ہے۔ ان کی بات معقول ہے۔ صادق اللهجة ہیں پھر اس شخص نے حضرت مقاتل کو مخاطب کر کے فرمایا: اے ابوالحسن میری طرف توجہ فرمائیں تو انہوں نے اس کی طرف توجہ کی پھر اس شخص نے کہا: میں نے گزشتہ رات ایک شخص کو منارۂ مسیب پر منادی کرتے ہوئے دیکھا کہ اے لوگو! آج رات اہل جنت میں سے ایک فقیہ کا انتقال ہوا۔ جب صبح ہوئی تو سوائے امام ابوحنیفہ کے فقہاء میں سے کوئی فوت نہیں ہوا تھا تو لوگ صدمے سے دھاڑیں مار کر رونے لگے تو حضرت مقاتل نے فرمایا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ وہ شخص فوت ہو گیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے دکھ اور مشکلات کو دور کرتا تھا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ ان کی قبر کی زیارت کے لئے جاتا ہوں اور جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میں دو رکعت نفل پڑھ کر ان کی قبر پر جاتا ہوں اور اللہ سے اپنی

حاجت طلب کرتا ہوں میں قبر سے ابھی نہیں ہٹا ہوتا کہ میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

## حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابن ابی اویس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کئی دن بیمار رہے تھے (پھر فوت ہو گئے) میں نے ان کے گھر والوں سے پوچھا کہ انہوں نے وفات کے وقت کیا کہا تھا: فرمایا کہ انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا پھر یہ آیت پڑھی۔

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ (الروم:۴)

ترجمہ: پہلے بھی اللہ کا حکم چلتا ہے اور بعد میں بھی۔

"صفة الصفوة" (۱۷۹/۲) و "الثبات عند الممات" ص (۱۵۲)

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسد بن موسیٰ سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام مالک کو ان کی وفات کے بعد دیکھا کہ ان پر سائبان اور سبز لباس تھا۔ اونٹنی پر سوار تھے اور آسمان و زمین کے درمیان اڑ رہے تھے، میں نے پوچھا: کہ اے ابو عبداللہ! آپ فوت نہیں ہو گئے؟ فرمایا: کیوں نہیں، میں نے کہا پھر آپ کا کیا بنا؟ فرمایا: میں اپنے رب کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے میرے ساتھ بالمشافہ گفتگو فرمائی اور فرمایا مانگو میں تمہیں دوں گا اور تمنا کرو میں تمہیں راضی کروں گا۔

## حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں ہے کہ کسی شخص نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ مسلمانوں پر احسان کیا ہو۔ "توالی التاسیس" ص (۶۱)

اور یونس بن عبدالاعلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسی بیماری برداشت کی ہو۔ "تہذیب الاسماء واللغات" (۶۵/۱)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے شاگرد امام ربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خلیفۂ وقت کا قاصد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مصر میں آیا اور قضاء کی پیشکش کی تو امام شافعی

رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دعا فرمائی:

اللّٰھم ان کان خیرالی فی دینی ودنیای وعاقبۃ امری فامضہ والا فاقبضنی الیک

ترجمہ: اے اللہ! اگر قاضی بننا میرے لئے میرے دین دنیا اور انجام کار کے لئے بہتر ہے تو مجھے قاضی بنا دے ورنہ مجھے اپنے پاس بلا لے۔ امام ربیع فرماتے ہیں اس دعا کے تین دن بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے' جبکہ قاصد ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر تھا۔ ''توالی التاسیس'' لابن حجر' ص (۱۹۳)

امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی اس بیماری میں حاضر ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا: اے ابوعبداللہ! آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ نے سر اٹھا کر فرمایا: میرا یہ حال ہے کہ میں دنیا سے جا رہا ہوں۔ اپنے دوستوں سے جدا ہو رہا ہوں اور اپنی بداعمالیوں کے پاس پہنچنے والا ہوں اور اللہ کے سامنے حاضر ہونے والا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں ہے میری روح جنت میں جاتی ہے تو میں اس کو مبارک باد دوں یا جہنم کی طرف جاتی ہے تو میں اس کو تعزیت کروں پھر رو کر یہ شعر کہے:

ولما قسی قلبی وضاقت مذاھبی — جعلت رجائی دون عفوک سلما
تعاظمنی ذنبی فلما قرنتہ — بعفوک ربی کان عفوک اعظما
فمازلت ذاعفو عن الذنب لم تزل — تجود تعفومنۃ وتکرما
ولولاک لم یغوی بابلیس عابد — فکیف وقاداغوی صفیک آدما
وانی لآتی الذنب اعرف قدرہ — واعلم ان اللہ یعفو ترحما
الیک الہ الخلق ارفع رغبتی — وان کنت یاذا المن والجود مجرما

''صفۃ الصفوۃ'' (۲/۱۴۶) و''سیر اعلام النبلاء'' و''توالی التاسیس'' ص (۱۸۹)

ترجمہ: ۱- اور جب میرا دل سخت ہو گیا اور میرے راستے تنگ ہو گئے تو میں نے تجھ سے

معافی کے حصول کے لئے اپنی امید کو سیڑھی بنادیا۔

۲- میرا گناہ مجھے بہت بڑا محسوس ہو رہا ہے لیکن جب میں اس کو اے میرے رب! تیرے درگزر کے مقابلہ میں لاتا ہوں تو تیرا درگزر کرنا بہت بڑا ہے۔

۳- تو ہمیشہ سے گناہ معاف کرتا رہا ہے، ہمیشہ سخاوت کرتا رہا ہے اور احسان اور عزت سے درگزر کرتا رہا ہے۔

۴- اگر آپ نہ ہوتے تو ابلیس ہر عابد کو گمراہ کر دیتا، میں کیسے چھٹکارا پاتا جبکہ اس نے آپ کے برگزیدہ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی لغزش میں مبتلا کر دیا تھا۔

۵- میں نے گناہ کئے اور اس کی خطرناکی کو بھی جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ ترس کھا کر معاف کر دے گا۔

۶- اے مخلوق کے معبود! میں اپنی رغبت اور حاجت آپ کے آگے پیش کرتا ہوں۔ اگر چہ اے احسان وسخاوت والے میں مجرم ہوں۔

امام ربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے اس کی تعبیر پوچھی تو مجھے کہا گیا یہ روئے زمین کی سب سے بڑی موت کی اطلاع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے تھے۔ (اور وہ روئے زمین کے بڑے عالم تھے) پس تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے۔ ''المجموع'' للنووی (۲۵/۱)

امام ربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا: اے ابو عبداللہ! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے اللہ نے سونے کی کرسی پر بٹھایا ہے اور مجھ پر تازہ موتیوں کی بارش کی ہے۔

"صفة الصفوة" (۱۴۲/۲)

# امام اہلسنّت

## حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ صالح فرماتے ہیں: جب ۲۴۱ھ کی یکم ربیع الاول ہوئی تو میرے والد کو بدھ کی رات کو بخار آ گیا اور ساری رات بخار میں رہے۔ دقت سے سانس لیتے تھے۔ میں ان کی بیماری کو جانتا تھا جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوتے تو میں ان کی تیمارداری کرتا تھا۔ میں نے پوچھا: اے ابا جان! آپ نے کل کس چیز سے افطار کیا تھا؟ فرمایا: لوبیا کے پانی سے۔ پھر اٹھنے کا ارادہ کیا تو فرمایا: میرا ہاتھ پکڑلو تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا پھر جب بیت الخلاء میں گئے تو تھک گئے اور میری ٹیک لگائی۔ آپ کے پاس ہر قسم کے مسلمان آتے جاتے رہے' طبیب نے آپ کے لئے بھنا ہوا کدو تجویز کیا اور اسکا پانی پینے کو کہا سوموار کا دن تو اسی طرح گزرا۔ پھر آپ جمعہ کے دن فوت ہوئے۔ آپ نے فرمایا: اے صالح! میں نے کہا: لبیک فرمایا: اپنے گھر میں نہ بھوننا اور نہ اپنے بھائی کے گھر میں بھوننا۔ حضرت فتح بن صالح عیادت کے لئے دروازے پر آئے تھے۔ میں نے ان کو چھپا دیا اور حضرت علی بن الجعد آئے تو میں نے ان کو روک دیا اور لوگ بھی بہت آ گئے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کیا خیال ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ ان کو اجازت دیں گے تو وہ آپ کے لئے دعا مانگیں گے۔ فرمایا: میں اللہ سے خیر کی طلب کرتا ہوں' پھر لوگ آپ کے پاس فوج درفوج آتے رہے۔ حتیٰ کہ گھر پر ہو گیا۔ آپ کا حال بھی پوچھتے تھے اور دعا بھی کرتے تھے اور چلے جاتے تھے' پھر لوگوں کا ایک اور جم غفیر داخل ہوا اور لوگ بہت ہو گئے۔ روڈ بھر گیا' راستہ کھچا کھچ بھر گیا تو ہم نے گلیوں کے دروازے بند کر دیئے' پھر ہمارا ایک ہمسایہ آیا جس نے خضاب لگایا ہوا تھا۔ ابا جان نے فرمایا: میرا اس شخص کے بارے میں خیال ہے کہ یہ کچھ سنت کو زندہ کرے گا اس کے آنے سے خوش ہوئے۔ پھر فرمایا: جاؤ کھجور لے آؤ اور میری طرف سے قسم کا کفارہ ادا کرو۔

حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پوٹلی میں تین درہم باقی رہ گئے تھے۔ میں نے عرض کیا تو فرمایا: الحمدللہ! اب میرے سامنے میری وصیت پڑھو۔ میں نے پڑھی تو آپ نے اس کی تائید کی۔

میں آپ کے پہلو میں سوتا تھا۔ جب آپ کو کوئی ضرورت ہوتی تو مجھے حرکت دیتے تھے۔ میں آپ کو وہ چیز دے دیتا تھا اور آپ کے کراہنے کی آواز نہ آئی مگر اس رات جس میں آپ فوت ہوئے آپ کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھتے رہے۔ میں رکوع اور سجدے کی حالت میں آپ کو تھامے رہتا تھا اور آپ کو رکوع سے اٹھاتا تھا۔

حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ قبض اور دیگر بیماریوں کے دردوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گھیر لیا لیکن ہوش وحواس قائم رہے۔ جب بارہ ربیع الاول جمعہ کا دن ہوا تو دن کی دو گھڑی گزرنے کے بعد آپ کی وفات ہوگئی۔

جب لوگوں کو اطلاع ہوئی تو وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور رونے کی آواز بلند ہوگئی۔ ایسے معلوم ہوا کہ ساری دنیا گونج رہی ہے، گلیاں اور راستے بھر گئے۔ ابوعقیل قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی فرماتے ہیں: میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو قزوین میں فوت ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا بخش دیا ہے۔ میں نے کہا تمہیں بخش دیا ہے؟ کہا ہاں! تو میں حیران ہو گیا پھر اور کئی لوگوں کا پوچھا اور میں نے کہا کیا بات ہے تم جلدی میں ہو؟ کہا ہاں! کیونکہ تمام آسمانوں والے امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) کے استقبال کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ میں بھی ان کے استقبال کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بھی انہیں دنوں وفات ہوئی تھی۔

شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک باخرزی سے سنا۔ یہ باخرز نیشاپور کے نواح میں ہے۔ اس نے کہا میں نے دیکھا گویا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور ایک آدمی ایک ایسے گھوڑے پر سوار ہے جس کے حسن کو اللہ ہی خوب جانتا

ہے اور ایک منادی ندا کر رہا ہے۔ خبردار! آج کوئی بھی ان کے آگے نہ چلے، میں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا امام احمد بن حنبل۔ ''سیر اعلام النبلاء'' (۱۱/۳۳۹)

## حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد بن عبید تنافسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں حضرت سفیان ثوری کے پاس حاضر تھا۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مغرب کے ملک سے ایک پھول اٹھالیا گیا ہے۔ فرمایا: اگر تمہارا خواب سچا ہے تو امام اوزاعی فوت ہو گئے ہیں تو انہوں نے اس تعبیر اور تاریخ کو لکھ لیا۔ اسی دن امام اوزاعی کی وفات ہوئی تھی۔

"سیر اعلام النبلاء" (۸/۱۲۶)

## حضرت قاری جعفر بن حسن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت جعفر بن حسن درزیجانی رحمۃ اللہ علیہ خوب نیکی کا حکم کرنے والے تھے۔ اس معاملہ میں بڑے مشہور مقامات کے مالک تھے۔ بادشاہوں کے سامنے ایمان ویقین کے نور کے ساتھ ساتھ بڑی ہیبت رکھتے تھے۔ قاضی ابویعلیٰ کے شاگرد تھے۔ انہی سے فقہ سیکھی تھی۔

نماز میں حالت سجدہ میں وفات پائی۔

"المقصد الارشد" (۱/۲۹۷) و "شذرات الذهب" (۴/۱۵)

## شیخ الحنابلہ امام ابویعلیٰ

## حضرت محمد بن الحسین بن الفراء رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مذہب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی انتہاء آپ پر تھی۔ آپ بہترین عبادت گزار اور اللہ کے فرمانبردار تھے۔ جب آپ کی موت کے ایام قریب تھے تو آپ نے اپنا کفن خود بنا اور وصیت فرمائی کہ اس کے علاوہ

میں ان کو کفن نہ دیا جائے اور صدمہ سے رونے والے اپنے کپڑے نہ پھاڑیں اور نہ ہی تعزیت کے لئے بیٹھیں۔ ''الثبات عند الممات'' ص (۱۷۶)

## حضرت ابوحکیم الخبری رحمۃ اللہ علیہ

ان کا نام ابوحکیم عبداللہ بن ابراہیم خبری (رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔ شافعی فقیہ تھے۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے ابوالفضل بن ناصر نے اپنے دادا حضرت ابوحکیم الخبری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کیا کہ آپ بیٹھ کر لکھ رہے تھے کہ ان کے ہاتھ سے قلم گر پڑا اور فرمایا: اگر موت ایسی ہی ہے تو اللہ کی قسم! یہ بہت پاکیزہ موت ہے، پھر اسی وقت فوت ہو گئے۔ ''الثبات عند الممات'' ص (۱۷۶)

## امام الحنابلہ

## حضرت ابوالخطاب الکلوذانی رحمۃ اللہ علیہ

نام محفوظ بن احمد بن حسن کلوذانی (رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔

شافعی فقیہ امام کیا ہراسی رحمۃ اللہ علیہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے تھے: فقہ آ گئی۔

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت عمر بن ہدیہ الصواف نے بیان کیا کہ جس رات حضرت ابوالخطاب رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے میں آپ کے پاس ہی تھا، وہ موت کی آمد سے ہشاش بشاش تھے۔ میں نے ان کو مہندی لگائی، اس کے بعد آپ فوت ہو گئے۔

''الثبات عند الممات'' ص (۱۷۷)

## حضرت امام یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حسان الغلابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موت کے وقت اپنے قدموں کی طرف دیکھا اور رونے لگے تو پوچھا گیا

آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں نے یہ یاد کیا ہے کہ یہ دونوں پاؤں جہاد میں غبار آلود نہیں ہوئے۔ (اس لئے رو پڑا)

"سیر اعلام النبلاء" (۲۹۱/۶) و"کتاب المحتضرین" ص (۱۷۲)

## حضرت حمید الطّویل رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے' اسی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کچھ لوگوں نے آپ کا یہ واقعہ بیان کیا اور اس کو ان کی فضیلت جانا تو حضرت ابن عون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حمید نے جو کچھ نیک اعمال کئے تھے ان کے وہ زیادہ محتاج تھے۔

"تذکرۃ الحفاظ" (۱۵۲/۱)

## شیخ الاسلام
## حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابو عیسیٰ النخعی فرماتے ہیں کہ ان کے لئے پچاس سال تک بستر نہیں بچھایا گیا۔

حضرت حمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا' تو ان کی بہن رو پڑیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مت رو اس گھر کے کونہ کی طرف دیکھو تمہارے بھائی نے اس کونہ میں اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔

"حلیۃ الاولیاء" (۳۰۴/۸)' و"تاریخ بغداد" للخطیب (۳۸۳/۱۴)' و"صفۃ الصفوۃ" (۱۶۶/۳)' و"الثبات عند الممات" ص (۱۵۵)

حضرت ابراہیم بن ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب ابا جان کی وفات کا وقت ہوا میں رو پڑا۔ فرمایا: کیوں روتے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ

تیرے باپ کے چالیس سال ضائع کر دے گا۔ جس میں اس نے ہر رات قرآن کریم کا ایک ختم کیا ہے۔ ”تاریخ بغداد“

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کے چالیس سال کی ہر رات میں جو قرآن ختم ہوئے وہ چودہ ہزار چار سو تھے۔ دن میں بھی کئی ختم کئے ہوں گے اور ان چالیس سال سے پہلے بھی کئی ختم کئے ہوں گے۔ جن کی تعداد کو اللہ جانتا ہے' اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بڑے محدث بھی تھے' امام بخاری وغیرہ نے بھی ان سے اپنی ”صحیح“ میں بہت سی روایات لی ہیں۔

## امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

جب حضرت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا اخیر وقت آیا' تو رونے لگے۔ عرض کیا گیا: اے ابوعبداللہ! اپنے اوپر امید کے پہلو کو غالب رکھو کیونکہ اللہ کا درگزر تمہارے گناہوں سے بہت زیادہ ہے تو فرمایا: کیا میں اپنے گناہوں پر رو رہا ہوں؟ اگر مجھے معلوم ہو کہ میں توحید کی حالت میں مر رہا ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ میں اللہ سے ملاقات کروں جبکہ میری خطائیں پہاڑوں کے برابر بھی کیوں نہ ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری کی وفات میرے ہاں ہوئی۔ جب ان کو موت کی شدت ہوئی تو رونے لگے۔ ان سے ایک شخص نے عرض کیا: اے ابوعبداللہ! میرا خیال ہے آپ کے گناہ بہت ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زمین میں سے کوئی چیز اٹھائی اور فرمایا: خدا کی قسم! میرے گناہ میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ معمولی ہیں۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ موت کے وقت میرا ایمان نہ سلب ہو جائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ہم بڑا زمانہ گناہوں پر روئے۔ اب ہم اسلام

پر رور ہے ہیں (کہ ہم موت کے وقت اسلام سے نہ محروم ہو جائیں)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہوئے۔ اس رات انہوں نے ساٹھ مرتبہ وضو کیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے جب موت کا یقین کر لیا تو اپنے بستر سے اتر گئے اور اپنا رخسار زمین پر رکھا اور فرمایا: اے عبدالرحمٰن! موت کتنی سخت ہے پھر جب آپ فوت ہوئے تو میں نے ان کی آنکھیں بند کر دیں اور لوگ رات کے وقت سے ہی حاضر ہونے لگے اور ان کو پتہ چل گیا۔

محدث عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ موت کی تمنا کرتے تھے تا کہ وہ بعض لوگوں سے محفوظ ہو جائیں۔ جب بیمار ہوئے تو موت کو پسند نہ کیا بلکہ مجھے فرمایا: میرے اوپر سورۃ یٰسٓ پڑھو کیونکہ مشہور ہے کہ اس سے مریض کو تخفیف ہوتی ہے۔ میں نے پڑھی میں ابھی سورۃ یٰسٓ پڑھنے سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ ان کی زندگی کا چراغ گل ہو گیا۔

"سیر اعلام النبلاء" ترجمة سفیان الثوری (۷/۲۲۹، ۲۷۹)

کہا جاتا ہے کہ ان کا جنازہ اچانک بصرہ والوں کے لئے گھر سے نکالا گیا۔ بہت سی مخلوق جمع ہوئی' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن الجبر کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی کیونکہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے مقام ومرتبہ کے مطابق اس کی وصیت فرمائی تھی۔

حضرت قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں جب بھی حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھا میں نے موت کو یاد کیا۔ میں نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ موت کو یاد کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب سے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے موت کو یاد کرنا شروع کیا تو تھوڑے ہی دنوں میں ان کا انتقال ہو گیا۔ جب اس کے بارے میں ان سے پوچھا جاتا تو فرماتے: مجھے معلوم نہیں' مجھے معلوم نہیں۔

حضرت ابو اسامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو میں بصرہ میں تھا۔ میں یزید بن ابراہیم تستری سے ملا تو انہوں نے مجھے بیان کیا کہ مجھے خواب میں کہا گیا ہے کہ آج رات امیر المومنین کا انتقال ہو گیا۔ جس نے مجھے خواب میں بتایا۔ میں نے اسے کہا کیا سفیان ثوری کی وفات ہو گئی ہے؟ حضرت ابو سامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ اسی رات فوت ہوئے تھے۔

حضرت ابراہیم بن اعین بجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بڑے لوگوں میں سے تھے۔ فرمایا کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا: اے ابو عبداللہ! میں آپ پر قربان جاؤں۔ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ فرمایا: میں سفرۃ کے پاس ہوں۔ میں نے کہا سفرۃ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: بڑی شان والے نیکوکار (فرشتے)۔ مقدمہ "الجرح والتعدیل" (۱/۱۲۰)

حضرت امام ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا جبکہ ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ جیسا کہ وہ جنت میں ایک درخت سے کھجور کی طرف اور کھجور سے درخت کی طرف اڑ رہے ہیں اور یہ پڑھ رہے ہیں۔

لمثل هذا فليعمل العاملون (الصفت: ٦١)

ترجمہ: ایسی ہی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے۔

میں نے ان سے پوچھا: آپ کو کس عمل کی وجہ سے جنت میں داخل کیا گیا؟ فرمایا: پرہیزگاری کی وجہ سے پرہیزگاری کی وجہ سے۔

"العاقبة" لعبد الحق الا شبيلي الا ذدی ص (۱۳۱)

## حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

(حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد) امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اپنی تمام عمر میں خواہش رکھتا ہوں کہ ایک سال مجھے عبداللہ بن

مبارک جیسا مل جائے لیکن میں ویسا نہ بن سکا اور نہ ہی مجھے ان کے جیسے تین دن ملے۔ ''تاریخ بغداد'' (۱۶۲/۱۰)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں ان سے اللہ کی رضا کے لئے محبت کرتا ہوں اور میں ان سے محبت کی وجہ سے خیر کا امیدوار ہوں۔ ''تذکرہ الحفاظ'' (۲۷۵/۱)

حضرت احمد بن عبداللہ العجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن مبارک کی وفات کا وقت ہوا تو ایک شخص ان کو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کرنے لگا اور کثرت سے ان کو تلقین کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا: تجھے صحیح طریقہ نہیں آیا، مجھے ڈر ہے کہ تو میرے بعد بھی کسی مسلمان کو اذیت میں مبتلا کرے گا۔ جب تو نے مجھے تلقین کر دی اور میں نے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ دیا۔ اس کے بعد میں نے اور کوئی بات نہیں کی تو مجھے معاف کر دے پھر جب میں کوئی بات کروں تو اس وقت مجھے کلمہ کی تلقین کرنا، حتیٰ کہ یہ میرا آخری کلام ہو جائے۔

کہا جاتا ہے کہ وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور ہنس پڑے اور فرمایا: لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ○ (الصافات:٦١) (ایسی چیزوں کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے)

علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب حضرت ابن مبارک کی وفات کا وقت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے غلام نصر کو فرمایا: میرا سر مٹی پر رکھ دو تو حضرت نصر رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ عرض کیا کہ میں نے آپ کی خوشحالی کے ایام کو یاد کر لیا تھا۔ اب آپ یہاں فقیر اور بے وطن ہو کر فوت ہو رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: خاموش ہو جاؤ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے سعادت مندوں کی زندگی کے ساتھ زندہ رکھنا اور فقراء کی موت عطا فرمانا۔ ''العاقبۃ'' ص (۱۳۵)

حضرت عبدالوہاب بن حکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی، مجھے یہ بات پہنچی کہ امیر المومنین ہارون الرشید نے فرمایا:

مات سیّد العلما (علماء کا سردار فوت ہو گیا)۔"سیر اعلام النبلاء" (۳۹۰/۸)

حضرت عباس بن محمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابو حاتم فربی سے سنا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں جنت کے دروازے پر کھڑے ہوئے ہاتھ میں چابی اٹھائے ہوئے دیکھا۔ میں نے پوچھا: آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ فرمایا: یہ جنت کی چابی ہے۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا کی اور فرمایا ہے میں پروردگار کی زیارت کر کے آتا ہوں تم میرے آسمان میں بھی امین ہو جیسا کہ تم زمین میں میرے امین تھے۔

"سیر اعلام النبلاء" (۳۹۰/۸)

## حضرت آدم بن ابی ایاس العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت آدم بن ابی ایاس رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے۔ سنت کے سختی سے پابند تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو زرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ائمۂ حدیث آپ کے شاگرد ہیں۔

حضرت ابو علی المقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت آدم بن ابی ایاس رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا' تو آپ نے قرآن کریم کا ختم فرمایا جبکہ مردے کی طرح سفید چادر لپیٹ کر سوئے ہوئے تھے۔ پھر یہ دعا فرمائی: الٰہی! آپ سے جو مجھے محبت ہے اس کی قسم آپ اس موت وحیات کی کشمکش میں میرے ساتھ نرمی فرمائیں میں اس دن کے لئے آپ سے پر امید رہا ہوں' پھر اس کے بعد لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا اور انتقال فرما گئے۔"تاریخ بغداد" (۲۹/۷)' "صفۃ الصفوۃ" (۳۰۸/۴)' "الثبات عند الممات" ص (۱۵۹)

## حضرت امام محدث زکریا بن عدی رحمۃ اللہ علیہ

جب آپ کی وفات کا وقت آیا' تو آپ نے یہ کہا:

اللّٰھم انی الیک مشتاق

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے پاس آنے کا اشتیاق رکھتا ہوں۔

حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ موت سے محبت نہیں کرتا اور جو دنیا سے بے رغبت ہوتا ہے وہ اپنے مولیٰ کی ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے۔ ''سیر اعلام النبلاء'' انظر: الترجمۃ (۱۰/۴۴۴، ۴۴۵)

## حضرت امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پاس آئے تو ہمارے مہمان ٹھہرے۔ ابا جان نے مجھے فرمایا: اے بیٹے! میں نوافل کے بدلہ میں اس شیخ سے مذاکرہ کر رہا ہوں۔

محدث اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں ہر وہ حدیث جس کو امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نہ جانیں اس کی کوئی اصل نہیں۔

حضرت ابوجعفر تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم رے کے شہر ''ماشہران'' میں امام ابوزرعہ رازی کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ پر اس وقت موت طاری ہو رہی تھی۔ آپ کے پاس محدث ابوحاتم، محدث محمد بن مسلم، محدث منظور بن شاذان اور علماء کی ایک جماعت موجود تھی۔ ان کو حدیث تلقین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لقنوا موتاکم لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ یاد آیا لیکن ان حضرات کو امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو تلقین کرنے سے شرم آئی اور آپ کو تلقین کرنے کے لئے ہیبت چھا گئی تو کہنے لگے۔ آؤ ہم اس حدیث کو ان کے سامنے بطور مذاکرہ کے پڑھتے ہیں چنانچہ امام محمد بن مسلم نے اس حدیث کی یوں سند پڑھی: حدثنا الضحاک بن مخلد عن عبدالحمیدبن جعفر عن صالح اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئے تو امام ابوحاتم نے اس حدیث کے لئے اپنی سند پڑھی۔ حدثنا بندار حدثنا ابو عاصم عند عبدالحمید بن جعفر عن صالح اور یہ کہہ کر رک گئے اور باقی محدثین خاموش تھے تو حضرت ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موت کی اس کشمکش میں اپنی سند سے اس حدیث کو پڑھا۔

حدثنا بندار حدثنا ابو عاصم حدثنا عبدالحمید بن جعفر عن صالح بن ابی عریب عن کثیر بن مرة الحضر می عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان اخر کلامہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ دخل الجنة (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا آخری کلام لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا) یہ کلمات کہتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوگئی۔

''سیر اعلام النبلاء''(۷۶/۱۳)''تاریخ بغداد''(۳۳۵/۱۰)''الثبات عند الممات''(۱۶۲)

حفص بن عبداللہ باردبیل فرماتے ہیں: میری خواہش ہوئی کہ میں سفر کر کے حضرت ابوزرعہ رازی کے پاس حاضر ہوں تو مجھ سے نہ ہو سکا۔ آپ کی وفات کے بعد میں آپ کے شہر ''رے'' میں داخل ہوا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ پہلے آسمان پر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے کہا: کیا آپ عبیداللہ بن عبدالکریم ہیں؟ فرمایا: ہاں! میں نے پوچھا: آپ اس درجہ تک کیسے پہنچے فرمایا: میں نے اپنے ہاتھوں سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں اور ہر حدیث میں، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: من صلی علی صلوة صلی اللہ علیہ عشرا (جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرتے ہیں) ''تاریخ بغداد''(۳۳۶/۱۰)

## حضرت امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اباجان کے پاس حاضر ہوا، جبکہ آپ نزع کی حالت میں تھے۔ مجھے علم نہیں تھا۔ میں نے آپ سے پوچھا: عقبہ بن عبدالغافر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کیا یہ صحابی ہیں؟ تو آپ نے سر کے اشارے سے فرمایا: نہیں، میں نے اس جواب پر قناعت نہ کی بلکہ یہ بھی کہہ ڈالا کہ میرا خیال ہے کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔ فرمایا کہ یہ تابعی ہیں یہ بات نقل کر کے امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا سب سے بڑا عمل معرفت حدیث اور معرفت

ناقلین حدیث تھا۔ ساری عمر وہ اسی عمل میں مصروف رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات کے وقت بھی یہی چاہا کہ ان کی وفات کے وقت بھی وہی علم ظاہر کرے، جس پر انہوں نے اپنی زندگی گزاری تھی۔

مقدمہ "الجرح والتعدیل" (۱/ ۱۲۷ تا ۱۲۸)

## حافظ الحدیث محمد بن اسحاق ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ

ان کے بارے میں ابو نعیم اصبہانی لکھتے ہیں: پہاڑوں میں سے ایک (علم کا) پہاڑ تھے۔ باطرقانی فرماتے ہیں: میں ابو عبداللہ کے پاس تھا۔ اس رات میں جس میں آپ فوت ہوئے۔ ان کے آخری وقت میں ہم میں سے کسی ایک نے ان کو تلقین کرتے ہوئے کہا: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کو دو تین دفعہ اشارہ کر کے فرمایا: خاموش ہو جاؤ۔ مجھے ایسی بات کہی جا رہی ہے؟" سیر اعلام النبلاء"

نوٹ: علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ بہت سے عقائد کے مسائل میں ان کی رائے فرقہ مشبہہ اور فرقہ مجسمہ جیسی تھی۔ انہوں نے عقائد پر کتاب الایمان کئی جلدوں میں لکھی ہے۔ اس میں کثرت سے ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔

## حضرت حافظ عبدالوہاب انماطی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے زمانہ میں بغداد کے محدث تھے۔ پورا نام عبدالوہاب بن مبارک بن احمد ہے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ سلف کے طریقہ پر چلتے تھے۔ آپ کی مجلس میں کوئی غیبت نہیں سنی گئی اور نہ ہی آپ حدیث سنانے پر اجرت لیتے تھے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں مزید لکھتے ہیں: دن بھر کے لئے آپ نے اپنے آپ کو حدیث سننے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ میں حدیث پڑھتا تھا اور آپ

روتے تھے۔ ان کے آثار کی روایت کے استفادہ کے مقابلہ میں، میں نے ان کے رونے سے زیادہ فائدہ اٹھایا ہے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں ان کی بیماری کے وقت ان کے پاس حاضر ہوا جبکہ جسم لاغر ہو چکا تھا اور خود صبر اور سکون کی حالت میں تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اس کے فیصلے میں متہم نہیں کیا جا سکتا۔ (یعنی اس کے تمام فیصلے ہمارے متعلق اچھے ہیں)۔ ''الثبات عند الممات'' ص (۱۸۰)

## حضرت علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کے تمام کپڑوں کو صدقہ کر دیا جائے۔ ابوالبرکات اسماعیل بن ابوسعد صوفی فرماتے ہیں کہ شیخ ابوبکر بن زہراء صوفی ہماری رباط میں رہتے تھے۔ آپ نے اپنے لیے ایک قبر حضرت بشر حافی کے پہلو میں تیار کر رکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ وہاں جاتے، اس میں سوتے اور اس میں پورے قرآن کی تلاوت کرتے، جب علامہ خطیب بغدادی فوت ہوئے اور وہ وصیت کر چکے تھے کہ حضرت بشر حافی کی قبر کے پہلو میں ان کو دفن کیا جائے تو محدثین ابن زہراء کے پاس حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ وہ حضرت خطیب بغدادی کو آپ کی قبر میں دفن کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اپنی قبر کی ان کے لئے قربانی دے دیں تو انہوں نے فرمایا: نہیں یہ نہیں ہو سکتا اور فرمایا: یہ جگہ میں نے اپنے لئے تیار کی تھی۔ جو مجھ سے چھینی جا رہی ہے۔ پھر وہ حضرت ابن الزہراء کے والد کے پاس گئے اور ان کے سامنے یہ بات ذکر کی تو انہوں نے ابن الزہراء کو بلایا ان کا نام ابوبکر احمد بن علی طریثیثی تھا۔ انہوں نے فرمایا: میں آپ کو یہ نہیں کہتا کہ آپ اپنی قبر ان کو دے دیں بلکہ میں آپ کو یوں کہوں گا کہ اگر حضرت بشر حافی زندہ ہوتے اور آپ ان کے پہلو میں بیٹھے ہوتے پھر حضرت ابوبکر خطیب بغدادی تشریف لاتے تو وہ آپ کو ان سے پیچھے بٹھاتے کیا یہ آپ کو زیب دے گا کہ آپ ان سے آگے بیٹھیں، فرمایا: نہیں بلکہ میں اپنی جگہ پر بیٹھوں گا، تو فرمایا:

اب اس وقت بھی ایسا ہی مناسب ہے تو ان کا دل' خوش ہو گیا اور اجازت دے دی۔

"سیر اعلام النبلاء" (۱۸/۲۷۰'۲۹۷)

## حضرت ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

یہ بڑے محدث تھے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے تھے: ھذا رجل صالح (یہ نیک آدمی ہے)۔

یہ حضرت ابو یحییٰ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک حور چار ہزار قرآن ختم کر کے خریدی ہے۔ جب آخری ختم پورا کیا تو حور سے سنا جو کہہ رہی تھی: آپ نے اپنا عہد پورا کر دیا ہے۔ میں وہ ہوں جس کو آپ نے خریدا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد آپ فوت ہو گئے۔

"مناقب الامام احمد" لابن الجوزی' ص ۲۱۶

## محدث حضرت ابو بکر غلام الخلال عبدالعزیز بن جعفر بن احمد رحمۃ اللہ علیہ

ان کی خوبصورت اور بڑی تصنیفات ہیں۔ ابو یعلیٰ محمد بن الحسین فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبدالعزیز بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیماری کے دنوں میں فرمایا تھا کہ میں تمہارے پاس جمعہ کے دن تک ہوں۔ ان سے کہا گیا: اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت دے گا' تو آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابو بکر خلال سے سنا تھا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر مروزی سے سنا تھا وہ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۷۸ سال زندہ رہے اور جمعہ کے دن فوت ہوئے اور نماز جمعہ کے بعد دفن کئے گئے اور حضرت ابو بکر مروزی بھی ۷۸ سال زندہ رہے اور جمعہ کے دن فوت ہوئے اور جمعہ کی نماز کے بعد دفن کیا گیا اور حضرت ابو بکر خلال بھی ۷۸ سال زندہ رہے اور جمعہ کے دن فوت ہوئے اور نماز جمعہ کے بعد دفن کئے گئے اور میں بھی تمہارے پاس جمعہ کے دن

تک ہوں میری بھی عمر ۸۷ سال ہے۔ چنانچہ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے اور نماز جمعہ کے بعد دفن ہوئے۔

''مناقب الامام احمد'' ص (۲۶۳،۲۹۲)

## امام حافظ ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ

یہ اپنے زمانہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔ ضیاء فرماتے ہیں' میں نے ابوموسیٰ سے سنا کہ میرے والد ربیع الاول میں شدید بیمار ہوئے۔ اٹھنا اور بات کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا اور سولہ دن شدت سے بیمار رہے۔ میں آپ سے اکثر پوچھتا تھا آپ کو کس چیز کی خواہش ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ کہتے' پھر میں آپ کے پاس گرم پانی لایا' آپ نے اپنا ہاتھ لمبا کیا اور میں نے ان کو فجر کے وقت وضو کرایا' پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! اٹھ ہمیں نماز پڑھا' لیکن ہلکی نماز پڑھانا تو میں نے جماعت سے نماز پڑھائی اور آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی' پھر میں آپ کے سرہانے بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: سورۃ یٰسین پڑھو۔ میں نے پڑھ دی تو آپ نے دعا کرنا شروع کر دی اور میں آمین کہتا رہا۔ میں نے کہا یہاں دوا رکھی ہے آپ اس کو پی لیں: فرمایا: اے بیٹے! موت کے سوا اب کچھ نہیں رہا۔ میں نے پوچھا: آپ کی کوئی خواہش؟ فرمایا: میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دیدار کی تڑپ رکھتا ہوں۔ میں نے پوچھا: آپ مجھ سے راضی نہیں ہیں؟ فرمایا: اللہ کی قسم! کیوں نہیں؟ میں نے کہا: آپ مجھے کس چیز کی وصیت کرتے ہیں۔ فرمایا: میرا کسی پر کوئی حق اور قرضہ نہیں اور نہ کسی کا مجھ پر حق اور قرضہ ہے۔ میں نے کہا: آپ مجھے کوئی وصیت کریں۔ فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس کی کہ تم اس کی فرمانبرداری کا خیال رکھنا' پھر آپ کے پاس کچھ لوگ عیادت کے لئے آئے اور سلام کہا تو آپ نے ان کو سلام کا جواب دیا پھر وہ آپس میں باتیں کرنے لگ گئے تو آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اللہ کو یاد کرو اور لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللہُ پڑھو۔ جب وہ اٹھ گئے تو آپ اپنے ہونٹوں سے اللہ کو یاد کرتے رہے اور اپنی آنکھوں

سے اشارہ کرتے رہے، پھر میں اٹھ کر ایک شخص کو مسجد کے کونے میں ایک کتاب دینے چلا گیا جب لوٹا تو آپ کی روح نکل چکی تھی اور یہ ۶۰۰ھ ۲۳ ربیع الاول سوموار کا واقعہ ہے۔ آپ منگل کی رات کو مسجد میں رکھے رہے، صبح کو مخلوق جمع ہوئی تو ہم نے آپ کو "قرافہ" میں دفن کر دیا۔

## وفات کے بعد کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق خواب

ضیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے فقیہ بن احمد بن عبدالغنی سے ۶۱۲ھ میں کہتے ہوئے سنا کہ میں نے گزشتہ رات تمہارے بھائی کمال عبدالرحیم کو خواب میں دیکھا جبکہ وہ اسی سال میں فوت ہوئے تھے اور میں نے کہا: اے فلاں! تم کہاں ہو؟ فرمایا: جنت عدن میں، میں نے پوچھا کون افضل ہے؟ حافظ یا شیخ ابوعمر؟ فرمایا: مجھے معلوم نہیں، لیکن حافظ کے لئے ہر شب جمعہ کو عرش کے نیچے ایک کرسی لگائی جاتی ہے۔ وہ میرے سامنے حدیث پڑھتے ہیں اور آپ پر در و جواہر کی بارش ہوتی ہے۔ پھر اپنی آستین میں کوئی چیز دکھائی اور فرمایا: یہ ان سے میرا حصہ ہے۔ "سیر اعلام النبلاء" (۲۱/۴۷۰)

## محدث شام شیخ الاسلام حضرت امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہر جمعہ ایک قرآن ختم کرتے اور رمضان میں ہر دن ایک ختم کرتے تھے۔ آپ تاریخ دمشق کے مصنف ہیں۔ اپنے زمانہ میں بے نظیر انسان تھے۔ علم و عمل کے امام تھے۔ آپ کی کتاب تاریخ دمشق کی اسی ضخیم جلدیں چھپ چکی ہیں۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تاریخ کی آٹھ صد جلدیں ذکر کی ہیں۔

حضرت ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اس شخص نے بیان کیا جو آپ کے پاس موجود تھا۔ اس نے بتایا کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھی اور عصر کی نماز کے وقت کے متعلق پوچھتے تھے۔ وضو کیا بیٹھے بیٹھے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا:

رضیت باللہ وبالاسلام دینا ومحمد نبیا

ترجمہ: (اللہ کے ساتھ میں رب ہونے پر راضی ہوا اور اسلام کے ساتھ دین ہونے پر راضی ہوا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبی ہونے پر راضی ہوا) اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی حجت کی تلقین کی ہے اور میری لغزش کو معاف کیا ہے اور میری تنہائی پر رحم فرمایا ہے: پھر کہا: وعلیکم السلام تو ہمیں معلوم ہوا کہ موت کے فرشتے آ چکے ہیں' اس کے بعد آپ کی وفات ہوگئی۔ ''سیر اعلام النبلاء''

## حضرت شیخ الاسلام محدث ابوطاہر سلفی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے شیخ علم الدین سخاوی سے سنا۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے محدث ابوطاہر سلفی سے سنا جبکہ انہوں نے اپنے متعلق یہ شعر کہے تھے:

انا من اهل الحديث وهم خير فئة
جزت تسعين وارجوان اجوزن المئة

ترجمہ: ۱- میں محدثین میں سے ہوں اور یہ بہترین گروہ ہے۔

۲- میں نوے سال کی عمر سے گزر چکا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں سو سے بھی ضرور گزروں گا۔

ان سے کہا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی امید کو پورا کیا ہے چنانچہ ان کی عمر ایک سو سال سے بھی اوپر ہوئی۔

### سلفی کی وجہ تسمیہ

سلفہ آپ کے دادا کے دادا ابراہیم کا لقب ہے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ کے دادا کا لقب ہے یہ عجمی لفظ ہے' اس کا معنی ہے تین ہونٹ والا کیونکہ ان کا ایک ہونٹ پھٹ کر دو ہونٹوں میں تبدیل ہوگیا تھا۔ اس کی اصل سلبہ ہے پھر با کو فا سے بدل دیا گیا ہے۔ اسی کی وجہ سے ان کو سلفی کہتے ہیں۔ آپ اصبہان کے رہنے والے تھے' اسی سال سے

زائد عرصہ تک حدیث پڑھاتے رہے۔ (سلفی کی آج کل کی مشہور نسبت مراد نہیں ہے)۔

حافظ ابوطاہر سلفی جمعہ کے دن ۵۷۶ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کے سامنے خمیس کے دن غروب آفتاب تک جس رات میں آپ کی وفات ہوئی تھی۔ حدیث پڑھی جاتی رہی، آپ حدیث پڑھنے والے کی ہلکی ہلکی غلطی کو بھی پکڑ رہے تھے، جمعہ کے دن صبح کی نماز پڑھی اور اس کے بعد اچانک فوت ہوگئے اور جمعہ کے دن کی موت کی فضیلت حاصل کر لی۔

''سیر اعلام النبلاء'' (۲۱/۵_۳۹)

## حضرت حافظ ابوموسیٰ المدینی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ اپنے زمانہ میں مشرق کے محدث تھے۔

ابومسعود کوتازہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابوموسیٰ چھپا ہوا خزانہ ہیں۔

حسین بن یوحن باوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں مدینۃ الخان میں تھا۔ (یہ اصبہان میں ایک جگہ کا نام ہے) مجھ سے ایک شخص نے خواب کی تعبیر پوچھی کہ میں نے دیکھا گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تیرا خواب سچا ہے تو کوئی ایسا امام فوت ہوا ہے جس کی زمانہ میں کوئی مثال نہیں ہے کیونکہ اس طرح کا خواب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت دیکھا گیا تھا، چنانچہ جب شام ہوئی تو ہمیں حافظ ابوموسیٰ المدینی رحمۃ اللہ علیہ کی موت کی اطلاع پہنچی۔

حضرت [illegible] بن محمد انجندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت ابوموسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی، ابھی وہ ان (کے دفنانے) سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ سخت گرمی میں زبردست بارش ہوئی جبکہ اصبہان میں پانی بہت کم تھا لیکن لوگوں کے رش کی وجہ سے بہت کم لوگ ہی اپنی جگہ سے ہٹ سکے تھے جبکہ حافظ ابوموسیٰ المدینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری املاء میں یہ بات لکھوائی تھی کہ جب کوئی ایسا شخص فوت ہوتا ہے جس

کی اللہ کے ہاں شان ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی موت کے دن اس کی مغفرت اور اس کے جنازہ پڑھنے والوں کی مغفرت کی علامت کے طور پر ایک بادل بھیجتے ہیں۔
''سیر اعلام النبلاء'' (۲۱/۱۵۲۔۱۵۹)

## حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے دعا کی تھی کہ ان کو فلسطین کی زمین میں موت آئے تو اللہ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا: صحیح مسلم کی بہترین شرح لکھی۔

حدیث کی معروف کتاب ''ریاض الصالحین'' انہی کی تالیف ہے۔ فقہ شافعیہ کے مسائل کو شاندار کتابوں کی شکل میں جمع کیا۔

جب آپ فوت ہوئے اور ان کے رشتہ داروں اور پڑوسیوں نے آپ کی قبر پر قبہ بنانا چاہا تو آپ اپنے رشتہ داروں میں بڑی عمر کی خاتون (اپنی پھوپھی) سے خواب میں ملے اور ان سے فرمایا: میرے بھائی کو اور دیگر لوگوں کو کہنا کہ جس تعمیر کا انہوں نے ارادہ کر رکھا ہے اس سے باز آ جائیں جو تعمیر بھی کریں گے وہ گر جائے گی۔

تو یہ خاتون گھبرا کر بیدار ہوئیں اور ان کے سامنے اپنا خواب بیان کیا تو وہ قبہ تعمیر کرنے سے رک گئے لیکن ان کی قبر کے اردگرد پتھروں کی دیوار لگا دی تا کہ جانوروں وغیرہ کے روندنے سے قبر محفوظ رہے۔ ''تحفۃ الطالبین فی ترجمۃ الامام محی الدین'' ص (۱۹۵)

## حضرت امام محمد بن ناصر بن محمد السلامی الفارسی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوموسیٰ المدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ محدثین میں بغداد میں اپنے وقت کے پیشوا تھے۔

حافظ ابو محمد بن اخضر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ہر اچھی صفت میں خوبصورت سیرت کے مالک تھے۔ آپ کی شخصیت میں بڑا وقار تھا' ایسے معلوم ہوتا تھا کہ گویا کہ

صحابہ میں سے ایک ہیں۔

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے ابوبکر خضری رحمۃ اللہ علیہ الفقیہ نے بیان کیا کہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور کہا: اے میرے سردار! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو کہا اس نے مجھے بخش دیا ہے اور فرمایا کہ میں نے تیرے زمانہ کے دس حدیث پڑھنے والوں کو بھی بخشا ہے کیونکہ تو ان کا رئیس اور سردار تھا۔

''الذیل علی طبقات الحنابلۃ'' (۱/ ۲۲۷_۲۲۸)

## حضرت امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں عراق میں ان کی مثل کے آدمی نہیں دیکھتا۔

محمد بن اسلم طوسی فرماتے ہیں کہ اگر (امام سفیان) ثوری حیات ہوتے تو وہ بھی حضرت اسحاق (بن راہویہ) کے (علم روایت حدیث میں) محتاج ہوتے۔

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر اسحاق تابعین میں ہوتے تو وہ بھی ان کے علم، یادداشت اور فقاہت کا اقرار کرتے۔

اور محمد بن اسلم طوسی رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں جبکہ حضرت اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ میں کسی کو حضرت اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** (اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں)

حضرت ابوعمرو مستملی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے علی بن سلمہ الکرابیسی نے بتایا کہ میں نے حضرت اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس رات خواب میں دیکھا جس میں آپ فوت ہوئے تھے گویا کہ ایک چاند ہے جو اسحاق بن راہویہ کے دروازہ سے نکل کر زمین سے آسمان کی طرف چڑھ گیا ہے پھر اترا اور اس جگہ گرا جہاں حضرت اسحاق بن راہویہ کو دفن کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ مجھے ان کی وفات کا علم نہیں تھا جب صبح ہوئی تو میں

نے ایک گورکن کو دیکھا جو حضرت اسحاق کی قبر کو اسی جگہ کھود رہا تھا جہاں میں نے چاند کو گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ ''طبقات الشافعیۃ'' للسبکی (۸۸/۲)

## مرکز سلاسل اولیاء حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابن عون سے مروی ہے کہ جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت ہوا تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور اپنی کلائیاں نکال کر ان کو حرکت دی اور فرمایا: صبر واستسلام کی یہی منزلت ہے۔

(''وصایا العلماء عند الموت'' (۷۸٬۷۹)، و''کتاب المحتضرین'' ص (۱۲۱۔۱۲۲)

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت ہوا تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنا شروع کر دیا تو ان کے صاحبزادہ نے اپنا چہرہ ان کے سامنے کر کے عرض کیا: اے ابا جان! آپ نے ہمیں غمگین کر دیا ہے۔ کیا آپ نے کچھ دیکھا ہے؟ فرمایا: یہ میرا نفس ہے اس کی مثل مجھے کوئی مصیبت نہیں پہنچی۔ ''کتاب المحتضرین'' ص (۱۱۷)

حضرت کلثوم بن جبر فرماتے ہیں: جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے درد میں شدت پیدا ہوئی تو آپ رونے لگے۔ ان سے عرض کیا گیا: آپ کیوں رو رہے ہیں۔ فرمایا: کمزوری جان ہے اور معاملہ بڑا بھیانک ہے اور ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہم نے لوٹ کر جانا ہے۔ ''کتاب المحتضرین'' ص (۱۲۷)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: موت نے دنیا کو رسوا کر دیا۔ اس نے عقلمند کے لئے دنیا میں کوئی خوشی نہیں چھوڑی۔

حضرت ہشام بن حسان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم محمد بن سیرین کے پاس جمعرات کو شام کے وقت موجود تھے۔ ہمارے پاس عصر کے بعد ایک آدمی آیا۔ اس نے اطلاع کی کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو چکے ہیں تو حضرت ابن سیرین نے ان کے لئے رحمت کے کلمات کہے اور ان کا رنگ اڑ گیا اور بات چیت کرنے سے رک

گئے پھر غروب آفتاب تک کوئی بات نہیں کی اور حاضرین نے بھی جوان کی کیفیت دیکھی تھی اس کی وجہ سے خاموش رہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت امام محمد بن سیرین بھی زندہ نہ رہے سوائے چند دنوں کے۔

مروی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو غشی طاری ہوئی' پھر کچھ دیر افاقہ ہوا تو فرمایا: تم نے مجھے باغات اور چشموں اور شان والے مقام سے بیدار کر دیا ہے۔ ''السیر''

## حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سریۃ الربیع فرماتی ہیں کہ جب حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت ہوا تو ان کی صاحبزادی رونے لگیں۔ فرمایا: بیٹی! مت رو بلکہ یوں کہہ خوشخبری ہو آج میرا باپ خیر کو پہنچنے والا ہے۔

''حلیۃ الاولیاء'' (۲/۱۱۴) ''الکتاب المصنف'' لابن ابی شیبۃ (۱۳/۴۰۰) و''الثبات عند الممات'' ص (۱۳۷) و''کتاب المحتضرین'' ص (۱۲۰) و''تہذیب الکمال'' (۹/۷۶)

حضرت سعید بن حیان تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا جبکہ ان کے پاس بکر بن ماعز ان کی تیمارداری کر رہے تھے' انہوں نے ان کی داڑھی پر لعاب دیکھا تو منہ چڑھالیا' ان سے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا تم کراہت کر رہے ہو۔ خدا کی قسم! میں پسند نہیں کرتا کہ یہ (نفس) دیلم کے لوگوں سے بھی زیادہ اللہ کے سامنے سرکش بن جائے۔

''طبقات ابن سعد'' (۶/۱۹۰) و''الزہد'' لابن المبارک ص (۳۳) و''حلیۃ الاولیاء'' (۲/۱۱۵)

حضرت عبدالملک بن عمیر فرماتے ہیں کہ حضرت ربیع بن خثیم سے عرض کیا گیا کیا ہم آپ کے لئے کوئی طبیب نہ بلا دیں۔ فرمایا: دیکھو پھر سوچ کر کہا:

وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا ۢ بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا۝

(الفرقان ۳۸)

ترجمہ: اور ہم نے عاد و ثمود اور اصحاب الرس اور ان کے بیچ بیچ میں بہت سی امتوں کو ہلاک کیا۔

اس کے بعد حضرت ربیع نے ان کی دنیا کی حرص اور اس میں رغبت کا ذکر کیا اور بتایا کہ ان میں بھی مریض اور اطباء تھے اور نہ کوئی علاج کرنے والا بچا اور نہ کوئی علاج کرانے والا۔ تعریف کرنے والے بھی مر گئے اور تعریف والے بھی مر گئے۔

''المصنف'' لابن ابی شیبۃ (۱۳/۴۰۰) و''کتاب المحتضرین'' ص (۱۲۱)

## حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابو عبداللہ محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ سچائی کا خزانہ تھے۔ علمائے ربانیین ان کے پاس جمع ہوتے تھے۔ ان کا شمار اکابر قراء میں ہوتا ہے' طویل عمر تک روتے رہے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھتے تو یہ رونے کو اپنے قابو میں نہ رکھ سکتے تھے۔

حضرت عبدالرحمن بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت صفوان بن سلیم حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ موت کی حالت میں تھے۔ انہوں نے پوچھا اے ابو عبداللہ! شاید کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ پر موت گراں ہو رہی ہے' پھر وہ موت کی آسانی بتاتے رہے۔ پھر حضرت محمد بن منکدر وہاں سے ہٹ گئے۔ حتیٰ کہ ان کا چہرہ چراغ کی طرح روشن نظر آنے لگا پھر حضرت صفوان سے حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تو وہ دیکھتا جو میں دیکھ رہا تھا تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں' اس کے بعد ان کی وفات ہو گئی۔

''حلیۃ الاولیاء'' (۳/۱۴۷) و''کتاب المحتضرین

## حضرت ضیغم بن مالک رحمۃ اللہ علیہ

عابد و زاہد ربانی بزرگ تھے۔ خوب روتے تھے' اتنا نماز پڑھی کہ کمر جھک گئی۔ ایک تہائی رات آرام کرتے تھے اور دو تہائی رات کی عبادت میں مصروف رہتے تھے' مضر

فرماتے ہیں: میں نے حضرت ضیغم سے ان کی بیماری میں پوچھا۔ اے ابو مالک! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی عبادت کے لئے کھڑا کر دیں فرمایا: یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت کی لپیٹ میں لے لے۔ پھر انہوں نے آمین کہی۔ خدا کی قسم! اس کے بعد وہ اپنی بیماری سے صحت یاب نہ ہوئے۔ ''کتاب المحتضرین'' ص (۱۲۷)

## حضرت صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابن ابی حازم سے منقول ہے کہ جب حضرت صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت ہوا تو ان کے دوست احباب بھائی جمع ہو گئے تو یہ بستر پر کروٹیں بدلنے لگے۔ انہوں نے عرض کیا: شاید آپ کی کوئی حاجت ہے' کچھ حاضرین نے کہا: ہاں! پھر ان کی صاحبزادی نے فرمایا: ان کو کوئی حاجت نہیں تو ایک شخص نے کہا: ان کو ایک حاجت ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے پاس سے چلے جاؤ تاکہ یہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیں' چنانچہ حاضرین اپنی جگہ سے اٹھ گئے اور یہ اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور نماز شروع کر دی۔ بس اسی وقت گزر گئے تو ان کی بیٹی نے چیخ ماری تو حاضرین اندر آئے اور ان کو اٹھایا' جبکہ وہ فوت ہو چکے تھے۔ ''کتاب المحتضرین'' ص (۱۶۹۔۱۷۰)

## حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں جب سوموار کا دن اور صبح کا وقت ہوا تو میرے بھائی ابو حامد نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور فرمایا کہ میرا کفن لاؤ پھر اس کو لے کر اس کا بوسہ لیا اور اپنی آنکھوں پر رکھ دیا اور فرمایا: موت کے فرشتے کے آنے کو میں منظور کرتا ہوں اور اس کا فرمانبردار ہوں۔ پھر اپنے پاؤں سیدھے کر دیئے اور قبلہ رخ ہو گئے اور اسفار (خوب روشنی ہونے) سے پہلے پہلے فوت ہو گئے۔ ''الثبات عند الممات'' ص (۱۷۸۔۱۷۹)

# شیخ الاسلام حضرت ابوالوقت السجزی رحمۃ اللہ علیہ

نام عبدالاول بن ابی عبداللہ عیسیٰ بن شعیب ہے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت تلاوت کرتے تھے بہت نیک تھے' بہت ذکر کرتے تھے' تہجد گزار تھے۔ اکابر سلف کے طریقہ پر روتے تھے' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موت کے سال میں حج کا ارادہ کیا اور حج کا زادراہ تیار کیا اور فوت ہو گئے۔

شیخ یوسف بن احمد شیرازی اپنی کتاب ''اربعین البلدان'' میں لکھتے ہیں۔ میں ہمیشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اور صحبت میں رہا' حتیٰ کہ بغداد میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے مجھے فرمایا تھا کہ مجھے ''شونیزیہ'' قبرستان میں اپنے اکابر کے قدموں کی جانب دفن کرنا' چنانچہ جب آپ کی وفات کا وقت ہوا تو میں نے ان کو اپنے سینے پر سہارا دے کر بٹھایا۔ آپ خوب ذکر میں مشغول تھے۔ اس وقت آپ کے پاس محمد بن قاسم الصوفی حاضر ہوئے۔ آپ ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کہنے لگے۔ اے میرے آقا! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ آخِرِ كَلَامُهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

ترجمہ: جس کا آخری کلام لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو گا' وہ جنت میں داخل ہو گا۔

تو آپ نے اپنی نگاہ اٹھا کر یہ آیت پڑھی۔

قال یالیت قومی یعلمون ○ بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین ○ (یٰس: ۲۶'۲۷)

(فرمایا کہ کاش میری قوم جانتی ہوتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھے عزت والوں میں سے کر دیا ہے)

تو محمد بن قاسم پر بھی دہشت چھا گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود حاضرین

پر بھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ تلاوت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ سورۃ ختم کی اور کہا: اللہ! اللہ! اللہ! اور فوت ہو گئے' جبکہ آپ جائے نماز پر ہی بیٹھے تھے۔ (آپ ۵۵۳ھ میں فوت ہوئے)۔ "سیر اعلام النبلاء" (۳۱۱/۲۰)

## محبوب سبحانی قطب ربانی
## حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابن سمعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ اپنے زمانہ میں حنبلیوں کے امام اور شیخ تھے۔ فقیہ تھے' بزرگ تھے' کثرت سے ذکر کرنے والے اور دائمی فکر کرنے والے اور جلدی رونے والے تھے۔

فقہ حنبلی کی مشہور کتاب المغنی کے مؤلف' موفق الدین ابن قدامہ فرماتے ہیں: میں نے کسی کے متعلق نہیں سنا کہ ان سے اتنی کرامات صادر ہوئی ہوں' جس کثرت سے شیخ عبدالقدر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے صادر ہوئی ہیں اور میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس کی دینداری کی وجہ سے اتنی تعظیم کی گئی ہو' جس کثرت سے ان کی کی گئی۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت ہوا تو فرمایا: نرمی سے نرمی سے' پھر فرمایا: وعلیکم السلام وعلیکم السلام! میں تمہاری طرف ہی آ رہا ہوں' میں تمہاری طرف ہی آ رہا ہوں۔

## امام الائمہ
## حضرت مصلح الدین محمد بن احمد بن علی بن الحمامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اسی سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے دو دن میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ جب اسی سال سے اوپر ہوئے تو روزانہ ایک مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے تھے' جب رات کو تلاوت کرتے تھے تو تفکر اور تذکر کے ساتھ تلاوت کرتے تھے۔

شیخ محمد بن محمد الخبازی المدینی بڑے نیک آدمی تھے۔ قرآن کی خوب تلاوت کرتے تھے۔ اکثر اوقات مسجد میں رہتے تھے۔ کسی نماز کی جماعت فوت نہیں ہوتی تھی' الا ماشاء اللہ یہ فرماتے ہیں کہ جب مصلح الدین اسی سال کو پہنچے تو فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ مجھے نوے سال تک کی عمر دے دے اور یہ کہ روزانہ ختم قرآن کی توفیق بخشے' چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ روزانہ ایک قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے۔ "الذیل علی طبقات الحنابلۃ" (۱/۳۸۰۔۳۸۱)

## شیخ الاسلام

## عبداللہ بن محمد بن علی ابو اسماعیل الہروی الانصاری رحمۃ اللہ علیہ

ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ سید' امام' عارف' عابد' زاہد' صاحب احوال ومقامات وکرامات ومجاہدات تھے۔ رات کو اکثر جاگتے تھے۔ احیاء سنت میں پیش پیش تھے اور مخالفین کا قلع قمع کرتے تھے۔

آپ جمعہ کے دن عصر کے بعد ۲۲ ذوالحجہ ۴۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ ہفتہ کے دن ہرات کے قریب مقبرہ "کازیارکاہ" میں دفن ہوئے۔ اس دن سخت بارش ہوئی اور بہت کیچڑ ہوئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں کہا کرتے تھے: اگر اللہ نے مجھے گرمی میں موت دی تو بارش سے بچنے کے لئے چھتریاں لے کے چلنا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال کو سچا کیا اور ان کی وفات کے دن سخت گرمی میں خوب بارش ہوئی۔

"الذیل علی طبقات الحنابلۃ" (۱/۵۱۔۶۷)

## سیّدنا بشر بن الحارث الحافی رحمۃ اللہ علیہ

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ آپ سے عرض کیا گیا جبکہ موت ان پر شاق گزر رہی تھی کہ شاید آپ . . . بند کر رہے ہیں تو آپ نے ارشاد

فرمایا: اللہ کے سامنے پیش ہونا بہت مشکل ہے۔ ''احیاء علوم الدین'' (۵۱۳/۴)

## سیّدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لئے آپ کے مرض الموت میں حاضر ہوا اور پوچھا: آپ اپنے آپ کو کیسا پا رہے ہیں؟ فرمایا:

کیف اشکو الی طبیبی مابی
والذی قد اصابنی من طبیبی

ترجمہ: مجھے جو تکلیف ہے اس کی اپنے طبیب سے شکایت کیسے کروں؟ میری حالت جو کچھ ہے میرے طبیب (اللہ تعالیٰ) کی مرہون منت ہے۔

پھر میں نے پنکھا اٹھایا کہ ان کے لئے چلاؤں فرمایا: جس کا اندر جل رہا ہو وہ پنکھے کی ہوا کس طرح پائے گا۔

پھر یہ اشعار کہے:

القلب محترق والدامع مستبق — والکرب مجتمع والصبر مفترق
کیف القرار علی من لاقرار له — مما جناه الهوی والشوق والقلق
یارب ان کان شی فیه لی فرج — فامنن علی به مادام بی رمق

ترجمہ ۱: دل جل چکا ہے' آنسو خشک ہو چکے ہیں' غم بھر چکا ہے' صبر منتشر ہو چکا ہے۔

۲- جس کا کوئی قرار نہ ہو اسے کیونکر قرار آئے' وہ ہوس پرستی' شوق اور قلق کا شکار ہو چکا ہے۔

۳- اے پروردگار! اگر کوئی ایسی شے ہے جو میرے لئے راحت ہے تو جب تک مجھ میں زندگی کی رمق رہے اس کی عنایت فرماتا رہ۔

## سیّدنا کنانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے وفات کے وقت پوچھا گیا: آپ کا نیک عمل کیا تھا؟ فرمایا: اگر میری موت قریب نہ ہوتی تو میں تمہیں کبھی نہ بتاتا۔ میں نے چالیس سال تک اپنے دل کے دروازہ کی نگہبانی کی ہے، جب بھی اس میں کوئی غیر اللہ گزرنا چاہتا تھا میں اس سے اس کو بند کر دیتا تھا۔ ''احیاء علوم الدین'' (۵۱۳/۴-۵۱۴)

## حضرت حکم بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت معتمر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں ان لوگوں میں شریک تھا جو حضرت حکم بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت موجود تھے۔ میں نے دعا کی: اے اللہ! اس شخص پر موت کی سکرات کو آسان کر دے کیونکہ یہ شخص اتنا اچھا تھا اور اتنا اچھا تھا اور میں نے ان کی بہت سی خوبیاں بیان کر ڈالیں۔ جب ان کو افاقہ ہوا تو فرمایا: یہ بات کرنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا: میں، تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ملک الموت نے فرمایا ہے کہ میں ہر سخی سے نرمی سے پیش آنے والا ہوں۔ اس کے بعد آپ کی زندگی کا چراغ گل ہوگیا۔

''احیاء علوم الدین'' (۵۱۳/۴-۵۱۴)

## سیّدنا رویم رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے موت کے وقت کہا گیا: لَآ اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیجئے تو آپ نے فرمایا: مجھے تو اس کے سوا اور کوئی چیز اچھی طرح سے آتی ہی نہیں ہے۔

''احیاء علوم الدین'' (۵۱۴/۴)

## حضرت صالح بن مسمار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صالح بن مسمار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا: آپ اپنی اولاد اور عیال کے لئے کسی کو وصیت نہیں فرمائیں گے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے اللہ سے حیا آتی

ہے کہ میں ان کو کسی اور کی وصیت میں دوں۔ "احیاء علوم الدین" (۵۱۳)

## سیّدنا ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت ہوا تو آپ کے دوست، مریدین حاضر ہوئے اور کہنے لگے: آپ کو بشارت ہو آپ بخشنے والے رب کے پاس جارہے ہیں تو آپ نے ان سے فرمایا: تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ تو اس رب کے سامنے جارہا ہے جو معمولی سی چیز کا حساب لیتا ہے اور کبیرہ گناہ کی سزا دیتا ہے۔

"احیاء علوم الدین" (۵۱۳/۴)

## سیّدنا ابو بکر الواسطی رحمۃ اللہ علیہ

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت ہوا تو ان سے عرض کیا گیا: ہمیں کوئی وصیت فرمائیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اپنی ذات میں حق تعالیٰ کے مطلوب اور مراد کی حفاظت کرو۔

## حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال کے وقت رونا اور ہنسنا

بعض عارفین فرماتے ہیں: حضرت بایزید بسطامی اپنی موت کے وقت پہلے تو روئے پھر ہنس پڑے، پھر رحمت کی دعا فرمائی۔ ان کی وفات کے بعد ان کو خواب میں دیکھا گیا اور عرض کیا گیا: آپ موت سے پہلے کیوں روئے تھے اور اس کے بعد کیوں ہنس پڑے تھے؟ فرمایا: جب میں حالت نزع میں تھا تو ابلیس (اللہ اس پر لعنت کرے) میرے پاس آیا اور کہا: اے بایزید! تو میرے شکنجے سے آزاد ہوگیا ہے تو اس وقت میں اللہ کی طرف متوجہ ہو کر رو پڑا تو میرے پاس آسمان سے ایک فرشتہ اترا اور کہا: اے بایزید! آپ کا رب آپ سے فرماتا ہے تو خوف مت کھا اور غم نہ کر، جنت سے خوش ہو جا تو اس وقت میں ہنس پڑا اور دنیا سے جدا ہوگیا۔

## حضرت داؤد طائی کی توبہ

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ یہ ایک مرتبہ قبرستان میں گئے اور ایک عورت سے قبر کے پاس روتے ہوئے یہ شعر سنے:

تزید بلی فی کل یوم ولیلة وتسال لم تبلی وانت حبیب

مقیم الی ان یبعث اللہ خلقه لقاءك لایرجی وانت قریب

ترجمہ:

(۱) ہر دن رات جسم کو گھلا دینے والا غم بڑھ رہا ہے اور تو پوچھتا ہے کیوں گھلی جارہی ہو؟ حالانکہ تو میرا محبوب ہے (تیرے فراق نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے)۔

(۲) جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو زندہ کھڑا کرے گا تم اس وقت تک یہاں پر رہو گے۔ تمہاری ملاقات کی امید نہیں ہے، جبکہ تم (میرے) قریب بھی ہو۔

انظر صفوۃ الصفوۃ ۳/۱۳۲، والطبقات ص ۴۴ للمصنف وکتاب التوابین ص ۱۹۶۔۱۹۷ الموفق الدین بن قدامہ المقدسی

## عبرت آمیز حکایت

## حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ کی حالت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک دن لوگوں کو وعظ کرنے کے لئے تشریف فرما ہوئے تو لوگ ان کے قریب بیٹھنے کے لئے ان پر جمگھٹا کرنے لگے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے بھائیو! تم میرے قرب کے لئے مجھ پر ٹوٹے جارہے ہو، قیامت کے دن تمہاری کیا حالت ہوگی؟ جب اصحاب تقویٰ کی مجالس قریب کی جائیں گی اور ظالمین کی دور، اور کم گناہوں والوں کو حکم ہوگا تم گزر جاؤ اور گناہوں سے لدے ہوؤں کو حکم ہوگا دوزخ میں جاؤ۔ کاش مجھے علم ہوتا کہ میں گناہوں سے بوجھل لوگوں کے ساتھ دوزخ میں گروں گا یا معمولی گناہ گاروں کے ساتھ دوزخ کو عبور کر جاؤں گا۔ اس کے بعد آپ

رونے لگے گئے' یہاں تک کہ غشی طاری ہوگئی اور آپ کے آس پاس کے حضرات بھی رو پڑے پھر آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پکارا' اے بھائیو! تم دوزخ کے خوف سے کیوں نہیں روتے ہو؟ اس کو اللہ تعالیٰ اس دن دوزخ سے نجات عطا فرما دیں گے جب مخلوقات کو زنجیروں اور طوقوں کے ساتھ گھسیٹا جائے گا۔ اے بھائیو! تم اللہ تعالیٰ کے شوق میں کیوں نہیں روتے ہو؟ سن لو! جو شخص بھی اللہ کے شوق میں روئے گا' کل جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی تجلی فرمائیں گے اور مغفرت کے ساتھ جھانکیں گے اور نافرمانوں پر اس کا غصہ سخت ہوگا' تو اس کو اپنے دیدار سے محروم نہیں رکھیں گے۔

اے بھائیو! تم روز قیامت کی پیاس کے خوف سے کیوں نہیں روتے ہو؟ جس دن مخلوقات کو زندہ کھڑا کیا جائے گا اور اس کے ہونٹ خشک ہو چکے ہوں گے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کے سوا کہیں پانی نہ ملے گا' تو ایک جماعت پانی پئے گی اور ایک کو روک دیا جائے گا۔

سن لو! جو آدمی اس دنیا کی پیاس کے خوف سے رو پڑا' تو اللہ اسے جنت کے چشموں سے سیراب کریں گے۔

پھر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پکار کر فرمایا: میں اس دن خسارہ میں ہوں گا' جب میری پیاس حوض رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بجھائی جائے گی۔

ایک عورت کا قصہ ہے جو یہ کہہ رہی تھی۔

الٰہی! میں نے اپنی زندگی آپ کے شوق اور آپ سے امید کے ساتھ کڑوی کر دی ہے تو میں نے اس عورت سے کہا: اے عورت تو اپنے عمل کو اپنے یقین پر دیکھ رہی ہے؟ تو کہنے لگی' اس کی محبت اور ملاقات کے شوق نے مجھے مسرور کر رکھا ہے۔

تیرا کیا خیال ہے' وہ مجھے عذاب میں ڈال دے گا جبکہ میں اس سے محبت کرتی ہوں؟

پس میں اسی اثناء میں اس سے گفتگو کر رہا تھا کہ میرے رشتہ داروں میں سے ایک

چھوٹا بچہ گزرا' اس نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور بوسہ دے دیا۔

تو وہ عورت مجھے کہنے لگی: کیا آپ اس بچے سے محبت کرتے ہیں؟

میں نے کہا: ہاں!

تو وہ رونے لگ گئی کہ اگر مخلوقات کو پتہ چل جاتا کہ ان کے ساتھ کل کیا ہونے والا ہے تو ان کی آنکھیں کبھی ٹھنڈی نہ ہوں اور نہ ہی دنیا کی کسی شے کے ساتھ ان کے دل لذت اٹھا سکیں۔

فرماتے ہیں: میں اسی حالت میں تھا کہ اس کا بیٹا اس کے سامنے آیا' جس کا نام ضیغم تھا۔ اس کو کہنے لگی: اے ضیغم! تیرا میرے متعلق کیا خیال ہے۔ میں تجھے قیامت کے دن میدان محشر میں دیکھ سکوں گی یا میرے اور تیرے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (یہ بات سن کر) بچے نے ایک چیخ ماری' میں تو سمجھا کہ اس کا جگر پھٹ گیا ہوگا' پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا تو عورت اس پر رونے لگ گئی اور میں اس کے رونے کی وجہ سے رونے لگا۔

جب اس بچے کو ہوش آیا' تو وہ عورت کہنے لگی: اے ضیغم!

تو لڑکے نے کہا: جی اماں

کہنے لگی: تو موت کو پسند کرتا ہے؟

کہا: ہاں

کہنے لگی: میرے بچے کیوں؟

تو اس نے جواب دیا تا کہ میں اس کی طرف لوٹ جاؤں جو تم سے بہتر ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ جس نے مجھے تیرے پیٹ کے اندھیروں میں غذا کھلائی اور تنگ راستوں سے نکالا' اگر وہ چاہتا تو اس تنگ راستہ سے نکلتے وقت مجھے موت دے دیتا' حتیٰ کہ تو بھی

اپنے دردوں کی شدت سے مر جاتی لیکن اس نے اپنی رحمت اور لطف سے مجھ پر بھی اور تم پر بھی اس کو آسان کر دیا۔ کیا تو نے سنا نہیں ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں:

نبی عبادی انی انا الغفور الرحیم ۔ وان عذابی العذاب الالیم (الحجر:۴۹۔۵۰)

ترجمہ: اے نبی! میرے بندوں کو بتلا دیں کہ میں غفور و رحیم ہوں اور میرا عذاب بھی دردناک ہے۔

اور رونا شروع کر دیا اور پکارتا رہا' اگر کل کو میں اللہ کے عذاب سے نجات نہ پا سکا تو ہلاکت ہی ہلاکت ہے اور پھر روتا ہی چلا گیا۔ حتیٰ کہ بے ہوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا تو اس کی ماں اس کے قریب ہوئی اور ہاتھ سے ٹٹولا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ اللہ اس پر رحم فرمائے پھر وہ عورت رونے لگی اور کہنے لگی: اے ضیغم! اے اپنے مولیٰ کی محبت کے مقتول' وہ یہی کہتی رہی حتیٰ کہ اس نے ایک چیخ ماری اور زمین پر گر گئی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس عورت کو ہلایا تو وہ بھی اللہ کو پیاری ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس لڑکے پر اور عورت پر رحمت فرمائے اور ان کے طفیل ہم پر بھی رحمت فرمائے۔

## حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی کرامات

ایک بزرگ فرماتے ہیں: ہم سرزمین عراق سے نکلے۔ ہمارا مکہ اور مدینہ منورہ جانے کا ارادہ تھا۔ ہمارے قافلہ میں بہت سے لوگ تھے' اہل عراق میں سے ایک آدمی ہمارے سامنے آیا اور ہمارے ساتھ چل پڑا' گندم گوں اور سرخ رنگ کا تھا' رنگ پیلا پڑ چکا تھا' کثرت عبادت کی وجہ سے چہرہ کا خون ختم ہو چکا تھا۔ مختلف چیتھڑوں سے بنے ہوئے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے' ہاتھ میں عصا تھا اور ساتھ ہی ایک تھیلی میں معمولی سا توشہ سفر تھا۔

فرمایا کہ یہ عابد زاہد آدمی حضرت اویس قرنی تھے۔ جب اہل قافلہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو پہچان نہ سکے اور ان سے کہنے لگے۔ ہمارا خیال ہے کہ تو غلام ہے!

فرمایا: ہاں (میں غلام ہوں) انہوں نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ تو برا غلام ہے۔ اپنے آقا سے بھاگا ہے اپنے آپ کو کیسا پاتا ہے؟ اور اب تیرا کیا حال ہے؟ اگر تو اس کے پاس رہتا تو تیری یہ حالت نہ ہوتی' واقعی طور پر تو گناہگار اور قصوروار غلام ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم! میں گناہگار غلام ہوں' میرا آقا تو بہترین آقا ہے۔ تقصیر تو میری طرف سے ہے' اگر میں اس کی اطاعت کرتا اور رضا جوئی کرتا تو میرا یہ حال نہ ہوتا' پھر آپ رونے لگے۔ قریب تھا کہ آپ کی روح پرواز کر جاتی۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں: پس لوگوں نے آپ پر ترس کھایا اور انہوں نے یہی سمجھا کہ آپ دنیا کے کسی آقا کے غلام ہیں' حالانکہ وہ آقا سے رب العزت مراد لے رہے تھے۔

قافلہ والوں میں سے ایک آدمی نے ان سے کہا: تم ڈرو نہیں' میں تمہیں تمہارے آقا سے امان دلا دوں گا' تم اس کے پاس جاؤ اور معافی مانگو تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: میں اس کے پاس جانے کو تیار ہوں اور جو کچھ اس کے پاس ہے' اس کا مشتاق ہوں' وہ بزرگ فرماتے ہیں یہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کے لئے سفر فرما رہے تھے۔

پس یہ قافلہ اسی دن روانہ ہو گیا اور تیزی سے سفر کرنے لگا۔ جب رات کا وقت آیا' تو یہ بیابان میں اتر گیا۔ یہ رات ٹھنڈی یخ اور خوب بارش والی تھی۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں: انہیں یہ بات کھٹکی ہو گی کہ دنیاوی معاملات میں کسی مخلوق سے کیوں سوال کروں' ان کی تو تمام حاجات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف تھیں۔

پس اس رات میں آپ کو ایسی شدید ٹھنڈ پہنچی کہ اس کی سختی سے جوڑ جوڑ ہل گئے اور سردی ایسی غالب ہوئی کہ آپ درمیان رات میں انتقال فرما گئے۔ جب صبح ہوئی اور کوچ کا ارادہ کیا تو کسی نے ان کو پکارا۔ اے جوان! کھڑا ہو' لوگ روانہ ہوئے چاہتے ہیں لیکن انہوں نے اس کو کوئی جواب نہ دیا تو آپ کے پاس وہ آدمی آیا اور ہلایا تو آپ کو مردہ پایا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں فرمائے۔ اس نے پکار کر کہا: اے قافلہ والو! وہ آدمی جو اپنے

آقا سے بھاگا ہوا تھا' مر چکا ہے۔ تمہیں جانا مناسب نہیں' اس کو دفن کر کے جاؤ تو انہوں نے کہا: اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔

تو ایک نیک آدمی جوان کے ساتھ تھا' اس نے کہا: یہ آدمی تائب آدمی تھا۔ اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ تھا' جو کچھ اس نے (گناہ) کیئے ان پر شرمندہ تھا' ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہمیں نفع عطا فرمائے۔ وہ اس کی توبہ قبول کر چکا ہے۔ اگر ہم نے اس کو بغیر دفن کیئے چھوڑ دیا تو ہم ڈرتے ہیں کہ ہم سے اس کی باز پرس نہ کی جائے۔ تم پر لازم ہے کہ اس کے لئے قبر کھودو' اور اس کو اس میں دفن کرنے کے لئے صبر کرو' انہوں نے کہا: یہ ایسی جگہ ہے جہاں پانی نہیں ہے تو ایک نے دوسرے سے کہا: کسی جاننے والے سے پوچھ لو تو اس سے انہوں نے پوچھا تو اس نے بتایا' تمہارے اور پانی کے درمیان ایک گھڑی کا فاصلہ ہے تم میرے ساتھ ایک آدمی کو روانہ کرو' جب وہ قافلہ سے نکلا تو وہ ایک پانی کے کنویں کے پاس کھڑا تھا تو اس نے کہا: یہ بڑی عجیب بات ہے' جس کی میں نے کوئی مثال نہیں دیکھی یہ تو ایسی جگہ ہے جہاں کوئی پانی نہیں تھا اور نہ اس کے آس پاس کہیں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔

تو وہ شخص ان قافلہ والوں کے پاس لوٹ آیا اور ان سے کہا: تمہاری مشقت کٹ گئی' تم لکڑیاں جمع کرو تو انہوں نے شدید ٹھنڈ کی وجہ سے پانی کو گرم کرنے کے لئے لکڑیاں جمع کیں۔ جب وہ پانی لینے آئے تو اس کو گرم کھولتا ہوا پایا تو ان کا تعجب مزید بڑھ گیا اور اس شخص کی وجہ سے گھبرا گئے اور کہنے لگے: اس آدمی کا ایک قصہ اور شان ہے۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں: کہ ان قافلہ والوں نے آپ کی قبر کھودنا شروع کی تو مٹی کو جھاگ سے زیادہ نرم پایا اور زمین کستوری کی طرح خوشبو پھیلا رہی تھی۔ انہوں نے ساری دنیا میں اتنی پاکیزہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی تھی۔ پس اس وقت ان کا خوف بڑھ گیا اور رعب و گھبراہٹ سوار ہو گئی۔ جب قبر سے نکلنے والی خاک کو دیکھتے تھے تو اس کی شکل تو خاک جیسی ہوتی' جب سونگھتے تو خوشبو کستوری جیسی ہوتی۔

تو اہل قافلہ نے آپ کے لئے ایک خیمہ لگا دیا اور آپ کو اس میں رکھ دیا اور ان کے کفن دینے میں باہمی کشاکشی میں مبتلا ہو گئے۔ اس قافلہ کے ایک آدمی نے کہا: میں ان کو کفن دوں گا۔ دوسرا کہنے لگا: میں کفن دوں گا' تو ان کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ ان میں سے ہر شخص ایک ایک کپڑا دے دے۔ پھر انہوں نے دوات اور کاغذ لیا اور آپ کی شکل وصورت تیار کی اور کہا کہ ہم جب مدینہ منورہ پہنچیں گے تو امید ہے کہ کوئی نہ کوئی ان کو جانتا ہوگا اور انہوں نے اس تصویر کو اپنے سامان میں رکھ لیا۔

پس جب انہوں نے آپ کو غسل دے لیا اور کفنانے کا ارادہ کیا اور ان کے اوپر سے کپڑے ہٹائے تو ان کو جنت کا کفن پہنے ہوئے دیکھا اور دیکھنے والوں نے اس کی مثل نہیں دیکھا تھا اور آپ کے کفن پر کستوری اور عنبر لگا ہوا پایا۔ جس نے دنیا کی خوشبوؤں کو ماند کر رکھا تھا۔ آپ کی پیشانی پر بھی کستوری کی ایک مہر تھی اور قدموں پر بھی اسی طرح کی مہر تھی۔

تو انہوں نے کہا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ' اللہ عزوجل نے خود ان کو کفن دے دیا ہے اور بندوں کے کفنوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس نیک بندے کی (اس خدمت کی) وجہ سے ہمیں جنت عطا فرمائیں گے اور آپ کو اس (ٹھنڈی) رات میں بے یار و مددگار چھوڑ دینے پر سخت شرمندہ ہوئے۔ جس سے ان کا انتقال ہو گیا۔

پھر ان لوگوں نے آپ کو دفن کرنے کے لئے اٹھایا اور ایک نرم جگہ پر رکھ دیا تاکہ آپ کی نماز جنازہ ادا کریں۔ جب انہوں نے (جنازہ میں) اللہ اکبر کہا تو آسمان سے زمین تک اور مشرق سے مغرب تک تکبیر کی آوازیں سنیں۔ جن سے ان کے کلیجے اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور سخت گھبراہٹ کی وجہ سے اور جو انہوں نے اپنے سروں کے اوپر سے سنا تھا۔ اس کے رعب کے چھا جانے سے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آپ کی نماز جنازہ کیسے ادا کریں۔

اس کے بعد آپ کو قبر کی طرف لانے کے لئے اٹھایا تو ایسے لگا جیسے ان سے آپ کو اچکا جا رہا ہے اور یہ لوگ آپ کا کوئی بوجھ نہیں محسوس کر پا رہے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کو قبر کے پاس لائے تاکہ دفن کر دیں اور دفن کر دیا اور سارا قافلہ آپ کے معاملہ میں حیران ہو کر واپس لوٹا۔ پھر جب ان لوگوں نے اپنا سفر پورا کر لیا اور مسجد کوفہ میں آئے اور آپ کے واقعہ کی اطلاع دی اور آپ کی شکل وصورت بیان کی اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا اور مسجد کوفہ میں (صدمہ میں بے اختیار) رونے کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ اگر یہ صورت پیش نہ آئی ہوتی تو آپ کی موت کا کسی کو بھی علم نہ ہوتا اور نہ آپ کی قبر کا پتہ ملتا' کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو لوگوں سے چھپا رکھا تھا اور ان سے بھاگے ہوئے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ان کی برکات سے ہمیں مالا مال فرمائے۔ (آمین)

(بحر الدموع امام ابن الجوزی)

## اللہ کے ایک محبّ کی موت

حضرت یعقوب بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ وہ ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے جو موت کی حالت میں تھا۔ اس سے کہا گیا کہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو تو اس نے کہا:

اذا انـــا مـــت فـــالهـــوى حشـــر قلبـي

فبـــــداء الهـــوى يـمـــوت الـكـــرم

ترجمہ: جب میں مر جاؤں تو اللہ کی محبت میرے دل کا جزو ہوگی۔ محبت کی بیماری میں ہی شان والے لوگ مرتے ہیں۔

پھر یہ دعا کی:

یامن لایموت ارحم من یموت

ترجمہ: اے وہ ذات جس کو موت نہیں اس پر رحم فرما جو مر رہا ہے۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ وہ فوت ہو گیا۔ "کتاب المحتضرین" ص (۲۱۳)

## اللہ کے ایک ولی کی موت

حضرت بشر بن منصور رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں محدث عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے رقہ میں کسی کو نہیں دیکھا جسے میں بشر بن منصور رحمۃ اللہ علیہ پر تقویٰ میں ترجیح دوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ صالحین میں سے ایک شخص کی موت کے وقت حاضر ہوئے تو وہ رو پڑے۔ ان سے پوچھا گیا آپ کیوں روتے ہیں؟ یہ دنیا تو وہی ہے جس کو آپ حضرات جانتے ہی ہیں؟ فرمایا: میں دنیا پر نہیں رو رہا' بلکہ خدا کی قسم! میں ذکر اور اہل ذکر کی مجالس سے جدائی پر رو رہا ہوں۔ ''کتاب المحتضرین'' ص (۱۵۳)

## مدینہ کے ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی موت

حضرت محمد بن قیس المدنی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے واقعات اور قصص سناتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے ایک شخص پر موت طاری ہوئی تو انہوں نے جزع فزع کی ان سے کہا گیا آپ بھی جزع فزع کر رہے ہیں۔ فرمایا: میں کیوں نہ جزع فزع کروں۔ خدا کی قسم! اگر مدینہ کے گورنر کا کوئی پیغام رساں میرے پاس آئے تو میں اس سے گھبرا جاتا ہوں تو رب العالمین کے پیغام رساں پر کیا کیفیت ہوگی۔ ''المقلق'' لابن الجوزی ص (۵۵) و ''کتاب المحتضرین'' ص (۱۶۰)

## ایک بزرگ کی وفات

حضرت عبداللہ بن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں حضرت عامر شعبی کے ساتھ ایک مریض کی عیادت کے لئے گیا۔ ہم نے اس کو سکرات کی حالت میں پایا۔ ایک آدمی اس کو شہادت کی تلقین کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ لَآ اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ وہ اس کو اس کی کثرت سے تلقین کر رہا تھا۔ اس سے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس سے نرمی کرو تو مریض بول پڑا اور کہا چاہے یہ مجھے تلقین کرے یا نہ کرے۔ میں شہادت کو نہیں چھوڑ سکتا اور یہ آیت پڑھی:

والزمھم کلمۃ التقویٰ و کانوا احق بھا واھلھا (الفتح: ۲۶)

ترجمہ: ان کو کلمہ تقویٰ لازم کیا یہ لوگ اس کے زیادہ حقدار اور اس کے اہل تھے"۔

اس پر امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الحمدللہ الذی نجی صاحبنا۔ (تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمارے ساتھی کو نجات عطا فرمائی)

(''التذکرہ فی الاستعداد لیوم الآخرۃ'' للقرطبی رحمۃ اللہ علیہ' ص ۹۱)

## اللہ کا شوق رکھنے والے ایک صالح

حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک عبادت گزار کے پاس گیا وہ اس وقت مریض تھا۔ میں گیا اور پوچھا کیا حال ہے؟ فرمایا: اچھا حال ہے۔ مہربان کا اسیر ہو چکا ہوں۔ تمام اعضاء سچے مددگاروں کے ساتھ (شریعت کے) پابند ہیں۔ خدا کی قسم! جو تکلیف تم دیکھ رہے ہو اس کی کوئی جزا نہ ہوتی سوائے اس کے جو میرے دل میں اس کی محبت ہے۔ تب بھی میں ہمیشہ اللہ پر راضی رہتا۔ دنیا کیا چیز ہے؟ اور دنیا میں جو مصیبت ہے اس کی اخیر بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی یہی ہو سکتا ہے جو تکلیف آپ دیکھ رہے ہیں اگر اس سے زیادہ بڑھی تو مجھے (آخرت میں) راحت وسرور میں لے جائے گی۔ وہ بیماری بھی کیا خوب ہے جو محب کو محبوب تک پہنچا دے۔ محبوب تک پہنچنے میں بیماری کے طویل سفر نے محب کو غمگین کر دیا ہے۔

''العاقبۃ'' لعبد الحق الاشبیلی'' ص (۶۳)

## ایک جوان کی رحلت کی حالت

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک جوان کی عیادت کے لئے گئے تو اس کو بستر پر پرانی چھوٹی مشک کی طرح کے ڈھانچے کی طرح دبلا پتلا دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے حال پوچھا تو زبان سے جواب دینے کی طاقت بھی نہ رکھتا تھا تو اپنی آنکھ کی

پلک سے اشارہ کیا ہم وہاں موجود ہی تھے کہ ہم نے مؤذن کی آواز سنی تو جوان سے اذان کا جواب سنا جو شہادتوں کے وقت اپنی انگلی سے اشارہ بھی کر رہا تھا' پھر اپنے والد کو وضو کا کہا جب وضو کر لیا تو کہا کہ مجھے قبلہ رخ کر دیں' پھر سو کر اشارے سے نماز پڑھی۔ پھر یہ کہا:

یامالك راحة مع بقاء الایمان یا مالك نعمة لاتعد وبلائوه واحد

ترجمہ: اے مالک (بن دینار) اگر ایمان باقی رہے تو راحت ہی راحت ہے۔ اے مالک (بن دینار) اس کی نعمتیں تو شمار سے باہر ہیں اور دکھ صرف ایک لاحق ہوا ہے۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اس کے یقین اور صبر صدق وفا اور خالص محبت سے حیران رہ گیا' پھر تھوڑی دیر زندہ رہا اور فوت ہو گیا۔

"العاقبة" ص(۶۳)

## ایک دیہاتی کا اپنے رب سے حسن ظن

حضرت ادریس بن عبداللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی بیمار ہوا تو اس سے کہا گیا تو مرنے والا ہے۔ کہا مجھے کہاں لے جایا جائے گا؟ کہا اللہ کی طرف فرمایا کہ پھر مجھے کوئی ناپسندیدگی نہیں۔ پھر تو میں اس کے پاس جا رہا ہوں جس سے میں نے خیر ہی خیر دیکھی ہے۔ "کتاب المحتضرین" ص (۳۸) "حسن الظن باللہ" ص (۴۴)

## ایک نیک شخص کی موت

ابوالفضل ریاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہہ رہے تھے۔ میں ایک دن بصرہ کی جامع مسجد سے باہر نکلا' ابھی اس کی کسی گلی میں تھا کہ اچانک ایک اکھڑ اجڈ دیہاتی سامنے آیا اور اونٹنی پر بیٹھا ہوا اچانک نمودار ہوا اور اپنی تلوار گلے میں لٹکائی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں قوس تھی' قریب ہو کر اس نے مجھے کلام کیا اور کہا کون

سے قبیلہ سے ہو؟ میں نے کہا بنو الاصمع سے کہا تم اصمعی ہو؟ میں نے کہا: ہاں کہا: کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے کہا: اس جگہ سے جہاں کلام الرحمٰن پڑھا جاتا ہے۔ کہا رحمٰن کا بھی کوئی کلام ہے جس کو آدمی پڑھتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! کہا: میرے سامنے بھی کچھ پڑھ کے دکھاؤ۔ میں نے کہا پہلے اپنی اونٹنی سے اترو وہ اترا اور میں نے سورۃ الذاریات شروع کر دی۔ جب اللہ کے ارشاد وفی السماء رزقکم وما توعدون پر پہنچا۔ اس نے کہا: اے اصمعی! یہ رحمٰن کا کلام ہے میں نے کہا: ہاں! اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا یہ اسی کا کلام ہے اس کو اللہ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے۔ اس نے کہا: بس ٹھہر جاؤ۔ پھر اپنی اونٹنی سے اترا اس کو ذبح کیا اس کی کھال اتاری اور کہا: اس کی تقسیم میں میری مدد کرو چنانچہ ہم نے اس کو ہر آنے جانے والے میں بانٹ دیا پھر اپنی تلوار اور قوس اٹھائی اور اس کو توڑ دیا اور اس کو کجاوے کے نیچے کر دیا' پھر رخ موڑ کر دیہات کی طرف چلا گیا اور وہ یہی پڑھ رہا تھا۔ وفی السمآء رزقکم وما توعدون (اور تمہارا رزق اور جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو (جنت وہ بھی آسمان میں ہے) تو میں نے اپنے نفس کو ملامت کی اور کہا تو تو متنبہ نہ ہوا مگر دیہاتی ہو گیا' پھر جب میں ہارون رشید کے ساتھ حج کے لئے گیا اور مکہ میں داخل ہوا میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک ہاتف نے مجھے باریک آواز سے پکارا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ دیہاتی کمزور زرد شکل میں نظر آیا۔ اس نے مجھے سلام کیا اور میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مقام ابراہیم کے پیچھے بٹھایا اور کہا: رحمٰن کا کلام سناؤ' میں نے پھر سورۃ ذاریات سنائی۔ جب وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ پر پہنچا۔ اس دیہاتی نے بلند آواز سے کہا: جو ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا تھا ہم نے اس کو سچا پایا ہے' پھر کہا کچھ اور بھی فرمایا ہے۔ میں نے کہا: ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ۝ (الذریات: ۲۳)

ترجمہ: تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی بے شک یہ قرآن حق ہے

ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو۔

دیہاتی نے چیخ کر کہا: سبحان اللہ کس نے شان والے رب کو غصہ دلایا' حتیٰ کہ اس کو حلف اٹھانا پڑا؟ کیا لوگوں نے اس کی تصدیق نہیں کی کہ قسم کی طرف اس کو مجبور کر دیا۔ یہ بات تین دفعہ کہی اور اسی حالت میں اس کی روح نکل گئی۔

"صفة الصفوة" (۳۸۲/۴) 'كتاب التوابين" لابن قدامة' ص (۲۷۹)

## ایک اور عابد کی وفات

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں بصرہ میں ایک عابد کے پاس گیا۔ اس کے گھر کے لوگ اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے اور وہ موت کی مشقت میں تھا۔ اس کا باپ اس کو دیکھ کر رو پڑا تو اس عابد نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کیوں روتے ہیں؟ کہا: اے بیٹے! میں تیرے اپنے سے جدا ہونے پہ رو رہا ہوں اور اس پر بھی کہ تجھے کتنی مشقت پہنچ رہی ہے' پھر اس کی ماں رو پڑی۔ اس کو کہا: اے والدہ! مشفق و مہربان تو کیوں رو رہی ہے؟ کہا: اے بیٹے! تیری جدائی کے غم میں روتی ہوں اور تیرے بعد وحشت کے پہنچنے پہ روتی ہوں' پھر اس کے گھر والے اور بچے بھی رو پڑے۔ ان کو دیکھ کے پوچھا: اے یتیموں کی جماعت! تھوڑی سی مسافت باقی ہے۔ کیوں روتے ہو؟ کہا ابا جان! ہم تیرے فراق پر اور تیرے بعد یتیمی کے لاحق ہونے پر روتے ہیں۔ اس نے کہا: مجھے بٹھا دو' مجھے بٹھا دو' میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میری دنیا کے لئے رو رہے ہو' تم میں ایسا کوئی نہیں جو میری آخرت کے لئے روئے تم میں ایسا کوئی نہیں جو اس کے لئے روئے کہ مٹی میرے چہرے پر پڑے گی' تم میں ایسا کوئی نہیں جو مجھ سے منکر نکیر کے سوالات کے لئے روئے' تم میں ایسا کوئی نہیں جو میرے رب اللہ کے سامنے میرے کھڑے ہونے کے لئے روئے۔ پھر اس نے چیخ ماری اور فوت ہوا۔ "صفة الصفوة" (۱۸/۴)

## ایک اور عابد کی وفات

حسین بن قاسم الوزان فرماتے ہیں: ہم حضرت سیدنا عبدالواحد بن زید (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس تھے' آپ وعظ کر رہے تھے۔ ان کو ایک شخص نے مسجد کے کونے سے پکارا۔ کف یا ابا عبیدہ! فقد کشفت قناع قلبی۔ (اے ابوعبیدہ! بس کرو' تم نے میرے دل کا حجاب دور کر دیا) لیکن حضرت عبدالواحد نے توجہ نہ کی اور وعظ میں مصروف رہے اور وہ شخص کہتا رہا۔ کف یا ابا عبیدہ فقد کشفت قناع قلبی۔ اور عبدالواحد وعظ کرتے رہے۔ وہ اپنے وعظ کو روکتے ہی نہیں تھے۔ حتیٰ کہ خدا کی قسم! اس شخص کا سانس اکھڑنے لگا اور جان کنی میں چلا گیا' پھر اس کی روح بھی نکل گئی۔ حسین بن قاسم فرماتے ہیں: خدا کی قسم! میں اس دن اس کے جنازہ میں شریک تھا' میں نے بصرہ میں اس دن سے زیادہ لوگوں کو روتے ہوئے نہیں دیکھا۔ "صفۃ الصفوۃ" (۱۸/۴)

## ایک اور عابد کی وفات

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں بصرہ میں داخل ہوا' میں نے اپنے ایک پہچان والے شخص سے کہا: مجھے اپنے عابدوں سے ملواؤ' تو وہ مجھے ایک شخص کے پاس لے گیا جس پر بالوں کا لباس تھا۔ طویل خاموشی کہ اپنا سر بھی کسی کی طرف نہیں اٹھاتا تھا۔ میں اس سے بات کرتا تھا' وہ مجھ سے بولتا نہیں تھا۔ میں اس سے واپس ہوا تو میرے دوست نے کہا: یہاں ایک بڑھیا زادہ ہے۔ آپ اس سے ملنا چاہیں گے؟ پھر ہم اس کے پاس گئے تو بڑھیا نے کہا: میرے بچے کے سامنے جنت اور جہنم کا ذکر نہ کرنا کہ اس کو میرے سامنے ہی قتل کر دو' کیونکہ اس کے سوا میرا کوئی نہیں' چنانچہ ہم اس جوان کے پاس پہنچے اس پر ایسا ہی لباس تھا جیسا کہ پہلے عابد پر تھا' سر جھکایا ہوا طویل خاموشی اپنائی ہوئی' پھر اپنا سر اٹھایا اور ہمیں دیکھا اور کہا سن لو! سب نے ایک میدان میں پیش ہونا ہے' پیش ہونے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوگا' میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے کس کے سامنے

پیش ہوں گے؟ تو اس نے ایک چیخ ماری اور فوت ہو گیا۔

ابن سماک فرماتے ہیں: پھر وہ بڑھیا آئی اور کہا: تم نے میرے بیٹے کو مار ڈالا ہے' جب لوگوں نے جنازہ پڑھا تو میں بھی ان میں شریک تھا۔ "صفۃ الصفوۃ" (۴/۲۰)

## بت پرستی سے توبہ کرنے والا عابد

شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جہاز میں سوار تھا۔ تلاطم امواج سے جہاز ایک جزیرہ میں جا پہنچا' اس جزیرہ میں ہم نے دیکھا کہ ایک شخص بت کی پرستش کر رہا ہے' ہم نے اس سے دریافت کیا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے۔ اس نے بت کی طرف اشارہ کیا ہم نے کہا: تیرا یہ معبود خالق نہیں بلکہ خود دوسرے کا مخلوق ہے اور ہمارا معبود وہ ہے جس نے اسے اور سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اس بت پرست نے دریافت کیا بتاؤ تم کس کی عبادت کرتے ہو۔ ہم نے جواب دیا کہ ہم اس ذات پاک کی عبادت کرتے ہیں جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کی دار و گیر ہے اور زندوں اور مردوں میں اس کی تقدیر جاری ہے اس کے نام پاک میں اس کی عظمت اور بڑائی نہایت بڑی ہے۔ اس نے پوچھا تمہیں یہ باتیں کس طرح معلوم ہوئیں۔ ہم نے کہا: اس بادشاہ حقیقی نے ہمارے پاس ایک سچے رسول کو بھیجا۔ اس نے ہمیں ہدایت کی پھر اس نے پوچھا کہ وہ رسول کہاں ہیں اور ان کا کیا حال ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ جس کام کے لئے خدا نے انہیں بھیجا تھا جب وہ پورا کر چکے تو اس نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ اس نے کہا: رسول خدا نے تمہارے پاس اپنی کیا نشانی چھوڑی ہے؟ ہم نے کہا: اللہ کی کتاب' کہا مجھے دکھاؤ۔ ہم اس کے پاس قرآن شریف لے گئے کہا' میں تو جانتا نہیں تم پڑھ کر سناؤ۔ ہم نے اسے ایک سورۃ پڑھ کر سنائی۔ وہ سن کر روتا رہا اور کہنے لگا جس کا یہ کلام ہے اس کا حکم تو دل و جان سے ماننا چاہئے اور کسی طرح اس کی نافرمانی نہ کرنی چاہئے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ ہم نے اسے دین کے احکام اور چند سورتیں سکھائیں جب رات ہوئی اور ہم سب اپنے اپنے بچھونوں پر لیٹ رہے وہ بولا کہ بھائیو! یہ معبود جس کا تم

نے مجھے پتہ اور صفات بتائیں سوتا بھی ہے۔ ہم نے کہا: وہ سونے سے پاک ہے وہ ہمیشہ زندہ وقائم ہے۔ اس نے کہا: تم کیسے برے بندے ہو کہ تمہارا مولا نہیں سوتا اور تم سوتے ہو۔ اس کی یہ باتیں سن کر ہمیں بڑی حیرت ہوئی۔ مختصر یہ کہ ہم وہاں چند روز رہے جب وہاں سے کوچ کا ارادہ ہوا اس نے کہا: بھائیو! مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ ہم نے قبول کر لیا چلتے چلتے ہم آبادان پہنچے' میں نے اپنے یاروں سے کہا: کہ یہ ابھی مسلمان ہوا ہے اس کی کچھ مدد کرنی چاہئے۔ ہم سب نے چند درہم جمع کر کے اسے دیئے اور کہا: کہ اسے اپنے خرچ میں لانا وہ کہنے لگا: لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ تم تو عجب آدمی ہو۔ تم ہی نے تو مجھے راستہ بتایا اور خود ہی راہ سے بھٹک گئے' مجھے سخت تعجب آتا ہے کہ میں اس جزیرہ میں بت کی عبادت کیا کرتا تھا۔ میں اسے پہچانتا نہ تھا اس وقت بھی اس نے مجھے ضائع نہیں کیا پھر جب میں اسے جاننے لگا' تو اب وہ مجھے کس طرح ضائع کر دے گا۔ تین دن کے بعد ایک شخص نے مجھے آ کر خبر دی کہ وہ نومسلم مر رہا ہے۔ اس کی خبر لو۔ یہ سن کر میں اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ تجھے کیا حاجت ہے؟ کہا کچھ نہیں۔ جس ذات پاک نے تمہیں جزیرہ میں پہنچایا اسی نے میری سب حاجتیں پوری کر دیں۔ خواجہ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: مجھے وہیں بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سرسبز باغ ہے۔ اس میں ایک قبہ ہے اور ایک مکلف تخت بچھا ہوا ہے۔ اس پر ایک نہایت حسین نو عمر عورت جلوہ افروز ہے۔ کہتی ہے خدا کے لئے اس نومسلم کو جلد بھیجو۔ مجھے اس کی جدائی میں بڑی بے قراری اور بے صبری ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھلی تو دیکھا وہ سفر آخرت کر چکا تھا۔ میں نے اسے غسل و کفن دے کر دفن کر دیا۔ جب رات ہوئی تو خواب میں وہی قبہ اور باغ اور تخت پر وہی عورت اور پہلو میں اس نومسلم کو دیکھا کہ وہ یہ آیت پڑھ رہا تھا:

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝

(اور فرشتے ان پر یہ کہتے ہوئے ہر دروازے سے آئیں گے کہ سلامتی ہو تم

پر تمہارے صبر کا بدلہ تو آخرت کا گھر کیا ہی خوب ہے)۔

## نوجوان عابد کی وفات

### عجیب واقعہ:

حضرت ابوقدامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں بعض غزوات میں امیر لشکر تھا۔ میں ایک شہر میں داخل ہوا اور لوگوں کو جہاد کی دعوت دی اور ثواب کی ترغیب دی۔ شہادت کی فضیلت بیان کی اور شہداء کا انعام بیان کیا۔ پھر لوگ بکھرے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے گھر چلا گیا اچانک میں نے ایک حسین ترین عورت کو دیکھا جو پکار رہی تھی اے ابوقدامہ' میں نے کہا: یہ شیطان کا مکر ہے۔ میں چل پڑا اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے کہا: صالح تو ایسے نہیں ہوا کرتے تھے' تو میں رک گیا۔ وہ آئی اور ایک رقعہ اور ایک کپڑے میں بندھا ہوا ٹکڑا میری طرف پھینکا اور روتے ہوئے واپس ہوگئی۔ میں نے رقعہ کی طرف دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔

''آپ نے ہمیں جہاد کی طرف بلایا' ثواب کی ترغیب دی' میں اس پر قدرت نہیں رکھتی' میرے جسم کا جو سب سے خوبصورت ترین حصہ تھا میں نے اس کو کاٹ دیا اور وہ میری دو مینڈھیاں ہیں یہ میں آپ کو دے رہی ہوں تاکہ آپ ان کو اپنے گھوڑے کی رسی میں شامل کرلیں' شاید کہ اللہ میرے بالوں کو اپنے راستہ میں آپ کے گھوڑے کے رسہ میں دیکھ کر مجھے بخش دے''۔

صبح جب قتال کا وقت ہوا تو میں نے اچانک ایک نوجوان کو دیکھا جو صفوں کے درمیان جہاد میں لڑ رہا تھا۔ میں اس کی طرف بڑھا اور کہا: اے جوان! تو تجربہ کار لیکن پیدل ہے' مجھے ڈر ہے کہ گھوڑے جولانی میں آکر اپنے پیروں تلے تجھے نہ روند دیں۔ اس جگہ سے ہٹ جاؤ' کہا آپ مجھے لوٹنے کا حکم دیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا

اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ (الانفال: ۱۵،۱۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دوبدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا اور جو شخص ان سے اس موقع پر پشت پھیرے گا' مگر ہاں وہ جو لڑائی کے لئے پینترا بدلتا ہو یا جو اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو' وہ مستثنٰی ہے۔ باقی اور جو ایسا کرے گا' وہ اللہ کے غضب میں آ جائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

تو میں نے اس کو اپنے ساتھ والے کمزور گھوڑے پر بٹھایا تو اس نے مجھے کہا: اے ابوقدامہ! مجھے تین تیر قرضہ میں دے دو' لیکن وہ میری منت سماجت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ میں نے کہا: ایک شرط پر دیتا ہوں۔ اگر اللہ نے شہادت کا احسان فرمایا تو تم میری شفاعت کرنا' کہا ٹھیک ہے۔ پھر میں نے اس کو تین تیر دیئے۔ اس نے ایک تیر اپنے کمان میں رکھا اور کہا: اے ابوقدامہ! السلام علیکم! پھر وہ تیر مارا تو ایک رومی کو قتل کر دیا۔ پھر دوسرا تیر مارا اور کہا: اے ابوقدامہ! السلام علیکم اور ایک اور رومی کو قتل کر دیا' پھر ایک اور تیر مارا اور کہا: السلام علیک سلام مودع (آپ پر الوداعی سلام ہو) پھر ایک تیر اس کی آنکھوں کے درمیان آ کر پیوست ہوا تو اس نے اپنا سر گھوڑے کی زین کے کوہان پر رکھا' تو میں اس کی طرف بڑھا اور کہا: میرے لئے شفاعت کو نہ بھولنا تو کہا: ہاں ہاں! لیکن مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ جب آپ شہر میں داخل ہوں تو شہر میں میری والدہ کے پاس جانا اور اس کو سلام کہنا اور خبر دے دینا۔ یہ وہی عورت ہے جس نے آپ کو اپنے بال دیئے تھے' تاکہ آپ اپنے گھوڑے کو اس سے باندھ سکیں۔ ان کو سلام کہنا' ان کو پچھلے سال میرے والد کی شہادت کا دکھ پہنچ چکا ہے اور اس سال میرا' پھر وہ فوت ہو گیا۔ میں نے اس کے لئے قبر کھودی اور دفن کیا۔

جب ہم نے اس کی قبر سے مڑنے کا ارادہ کیا تو زمین نے اس کو باہر اگل دیا تو

میرے ساتھیوں نے کہا: یہ نوجوان صالح ہے لیکن شاید یہ اپنی والدہ کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نکلا تھا' میں نے کہا: زمین تو اس سے برے کو بھی قبول کر لیتی ہے۔ پھر میں کھڑا ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ عزوجل سے دعا کی تو ایک آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا: ابوقدامہ! اللہ کے ولی کو چھوڑ دو' لیکن میں اس کے پاس رہا' حتیٰ کہ سفید رنگ کے کچھ پرندے اس کے پاس اترے اور اس کے لاشہ کو کھا گئے۔ جب میں شہر پہنچا تو اس کی والدہ کے گھر گیا' جب میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی بہن میری طرف آئی۔ جب مجھے دیکھا تو لوٹ گئی اور کہا: امی جان! ابوقدامہ ہیں' میرا بھائی ان کے ساتھ نہیں ہے۔ پچھلے سال ہم نے اپنے باپ کا دکھ اٹھایا۔ اس سال اپنے بھائی کا' پھر اس کی والدہ میرے پاس آئی اور پوچھا کیا تعزیت کرنے آئے ہو یا مبارک دینے' میں نے کہا: کیا مطلب؟ کہنے لگی! اگر وہ مر چکا تو مجھے تعزیت کرو۔ اگر شہید ہو چکا تو مجھے مبارک دو' میں نے کہا: نہیں بلکہ وہ تو شہید ہو کر مرا ہے۔ اس نے کہا: اس کی ایک علامت ہے کیا تو نے وہ بھی دیکھی تھی۔ میں نے کہا: ہاں! اس کو زمین نے قبول نہیں کیا تھا۔ پرندے اترے اور انہوں نے اس کے جسم کو نوچ لیا' اس کی ہڈیاں چھوڑ دیں تو میں نے ان کو دفن کر دیا' کہنے لگیں! الحمدللہ۔ میں نے اس کی والدہ کو اس کی گٹھڑی سپرد کی تو اس نے اسے کھولا اور اس سے ایک ٹاٹ اور ایک لوہے کا طوق نکالا اور کہنے لگی۔ جب رات چھا جاتی تھی تو وہ اس ٹاٹ کو پہنتا تھا اور یہ طوق گلے میں ڈالتا تھا اور اپنے رب سے مناجات کرتا تھا۔ اس کی مناجات میں ایک دعا یہ بھی تھی۔ احشرنی من حواصل الطیور۔ (اے اللہ! مجھے پرندوں کے پوٹوں سے قیامت کے دن اٹھانا) اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول فرمالیا ہے۔

''صفۃ الصفوۃ'' (۴/ ۱۹۸۔ ۲۰۱)

## ایک خوفزدہ کی موت

ابوالادیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو ہی خدا سے ڈرنے والا دیکھا۔ میں میدان عرفات میں تھا جب سے لوگ میدان عرفات میں آ کر ٹھہرے اس وقت سے غروب آفتاب تک میں نے ایک نوجوان کو سر جھکائے ہوئے دیکھا۔ میں نے کہا: ارے دعا کے لئے ہاتھ اٹھالو۔ کہا: ڈر لگتا ہے میں نے کہا: یہ گناہوں کی معافی کا دن ہے تو اس نے ہاتھ اٹھائے اور جیسے ہی ہاتھ اٹھائے اسی وقت مردہ ہو کر گر پڑا۔

''صفۃ الصفوۃ''(۴/۴۱۰)

ابن خلکان ذکر کرتے ہیں: کہ حضرت ابوالاسود دولی سے ان کی وفات کے وقت کہا گیا: گناہوں کی مغفرت پر بشارت ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس کو معاف کیا جائے وہ حیا کہاں لے جائے؟ ''وفیات الاعیان''(۲/۵۳۹)

## ایک نوجوان کی وفات

ہم حضرت صالح المری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں موجود تھے۔ آپ گفتگو فرمارہے تھے آپ نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ایک جوان سے فرمایا: اے جوان! تلاوت کرو تو جوان نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت کیا:

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۚ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ○ (سورۃ غافر ۱۸)

ترجمہ: اور آپ ان لوگوں کو ایک قریب آنے والے مصیبت کے دن سے (کہ روز قیامت ہے) ڈرائیے' جس وقت کلیجے منہ کو آ جائیں گے اور غم سے گھٹ گھٹ جائیں گے (اس روز) ظالموں کا نہ کوئی ولی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جس کا کہا مانا جائے۔

تو حضرت صالح المری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو تلاوت سے روک کر فرمایا: ظالم کا

حمایتی یا سفارشی کیسے ہو سکتا ہے جبکہ حق کا مطالبہ کرنے والا خود رب العالمین ہو۔ خدا کی قسم! اگر تو ظالموں کو اور گناہ گاروں کو دیکھ لے کہ وہ بیڑیوں اور طوقوں میں جہنم کی طرف ننگے پاؤں چلائے جائیں گے، ننگے جسم، منہ کالے، آنکھیں پیلی، جسم پگھلے ہوئے، ہائے ہلاکت، ہائے موت، پکارتے ہوئے ہم پر کیا مصیبت پڑی، ہم پھنس گئے، ہم کہاں لے جائے جا رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ فرشتے ان کو آگ کے گرزوں کے ساتھ ساتھ ہانک رہے ہوں گے، کبھی تو ان کو ان کے چہروں کے بل گھسیٹا جائے گا اور کبھی اور صورت میں کبھی ان کو جکڑ کر ہانکا جائے گا، آنسوؤں کے ختم ہونے کے بعد کوئی خون کے آنسو روتا ہوگا اور کوئی چیخ رہا ہوگا اس کا دل اڑا ہوا ہوگا مبہوت ہوگا۔

خدا کی قسم! اگر تو ان کو اس حالت میں دیکھے تو تو ایسا منظر دیکھے گا کہ تیری نگاہ بھی نہیں اٹھ سکے گی اور تیرا ہوش بھی ٹھکانے نہ رہے گا اور اس ہولناک بدحالی سے تیرے قدم نہیں ٹک سکیں گے، پھر روتے رہے۔ چیخیں نکلتی رہیں اور چیخ کر کہا: یاسوء منقلباہ (ہائے برا انجام) پھر رو پڑے اور لوگ بھی رونے لگے پھر ایک ازد قبیلے کا جوان کھڑا ہوا اور کہا: اے ابوبشر! کیا سب (گنہگار اور کافر) قیامت میں ایسے ہوں گے۔ فرمایا: اے بھتیجے اللہ کی قسم! ہاں! یہ کوئی بڑی تکلیف نہیں ہوگی، مجھے تو یہ بات بھی پہنچی ہے کہ وہ جہنم میں اتنا چلائیں گے کہ ان کی آوازیں نکلنا بھی بند ہو جائیں گی۔ صرف اتنی آواز باقی رہے گی جیسے کوئی طویل المرض لاغر ہلکی سی آواز نکال سکتا ہے تو اس جوان کی بھی چیخ نکل گئی اور کہا: انا للہ میں نے اپنے ایام زندگانی میں کیسی غفلت برتی۔ ہائے افسوس! اے میرے سردار! تیری اطاعت میں، میں نے کتنی کوتاہی کی۔ ہائے افسوس! میں نے دنیا میں اپنی عمر کو ضائع کر دیا پھر رو پڑا اور قبلہ رخ ہو کر یہ دعا کی۔

اللّٰھم انی استقبلك فی یومی ھذا بتوبة لایخالطھا ریاء لغیرك اللّٰھم فاقبلنی علی ماکان فی واعف عما تقدم من فعلی واقل عثرتی وارحمنی ومن حضرنی وتفضل علینا بجودك

وكرمك يا ارحم الراحمين لك القيت معاقد الآثام من عنقى واليك انبت بجميع جوارحى صادقا لذلك قلبى فالويل لى ان لم تقبنى

ترجمہ: اے اللہ! میں آج اس دن ایسی توبہ کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ ہوا ہوں جس میں تیرے غیر کے لئے کوئی ریا شامل نہیں۔ اے اللہ میں جس حالت میں بھی ہوں مجھے قبول فرما لے اور جو گناہ مجھ سے سرزد ہو چکے ان کو معاف کر دے اور میرے گناہوں کو کم کر دے۔ مجھ پر رحم فرما اور ان پر بھی جو میرے قریب موجود ہیں۔ ہم پر اپنی سخاوت اور کرم کے ساتھ فضل فرما۔ اے ارحم الراحمین میں نے تیرے لئے اپنی گردن سے گناہوں کے طوق کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کے لئے میں سچے دل سے متوجہ ہوں اگر آپ نے مجھے قبول نہ فرمایا تو میرے لئے ہلاکت ہے۔

اس کے بعد اس کی طبیعت پر غم غالب ہوا اور غش کھا کر گر گیا اور لوگوں کے درمیان سے اس کو بے ہوشی کی حالت میں اٹھایا گیا۔

حضرت صالح المری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دوست کئی دن تک اس کی عیادت کرتے رہے۔ ایک کثیر مخلوق اس کی حالت پر روتی تھی اور اس کے لئے دعا کرتی تھی۔ حضرت صالح اپنی مجلس میں اس جوان کا کثرت سے ذکر کرتے تھے۔

## ایک بزرگ کی حالت

ایک بزرگ کی وفات کا وقت آیا' تو ان کی بیوی رونے لگی۔ آپ نے پوچھا کیوں روتی ہے؟ اس نے کہا: آپ کے غم میں روتی ہوں۔ فرمایا: اگر تو رونا چاہتی ہے تو اپنے اوپر رو میں اس دن (موت) کے لئے چالیس سال تک رویا ہوں۔

"احیاء علوم الدین" (۵۱۳/۴)

# موت کے وقت خدا کے لئے رسوائی پر انعام کی حکایت

ایک بزرگ نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بچے! میری وصیت سن اور میں جیسے کہوں، ویسا کرو، اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ اس نے کہا: اے بیٹے! میری گردن میں ایک رسی ڈال اور میری محراب کی طرف گھسیٹ اور میرے چہرہ کو خاک آلود کر دے اور یہ کہہ:

هذا جزاء من عصى مولاه، وآثر شهوته وهواه، ونام عن خدمة مولاه

جس نے اپنے آقا کی نافرمانی کی، اپنی شہوت وخواہش کو اہمیت دی اور اپنے مولیٰ کی خدمت (عبادت) سے سو گیا، اس کی یہی سزا ہے۔

کہتے ہیں جب اس نے اس سے ایسا کیا تو اس بزرگ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا:

الهي وسيدي ومولاي قد آن الرحيل اليك، وازف القدوم عليك، ولا عذرلي بين يديك، غير انك الغفور وانا العاصي، وانت الرحيم وانا الجاني، وانت السيد وانا العبد، ارحم خضوعي وذلتي بين يديك، فانه لاحول ولا قوة الا بك

ترجمہ: میرے پروردگار! میرے آقا! میرے مولیٰ! آج تیرے پاس کوچ کرنے کا وقت آن پہنچا ہے اور تیرے پاس جانے کا وقت آ گیا، میرا تیرے سامنے کوئی اور عذر بھی نہیں، یہ دوسری بات ہے کہ آپ غفور ہیں اور میں گناہگار، آپ رحیم ہیں اور میں مجرم، آپ آقا ہیں اور میں بندہ، آپ اپنے سامنے میری عاجزی اور مسکینی پر رحم کھائیں کیونکہ آپ ہی قوت اور طاقت کے مالک ہیں۔

کہتے ہیں اسی وقت اس کی روح نکل گئی اور گھر کے کونے سے کسی نے اونچی آواز

سے منادی کی جس کو سب حاضرین نے سنا وہ کہہ رہا تھا:

**تذلل العبد لمولاه واعتذر اليه مما جناه، فقربه وادناه، وجعل جنة الخلد ماواه .**

بندہ نے اپنے مولیٰ کے سامنے اپنے کو ذلیل کیا اور اپنے جرائم کا اعتراف کیا تو اس کو آقا نے اپنا مقرب بنا دیا اور اس کو جنت الخلد کا مکین کر دیا۔ (بحرالدموع امام ابن الجوزی)

## ایک کافر کی موت کے وقت ایمان لانے کی عجیب حکایت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک مجوسی کے پاس گیا جبکہ اس کا موت کا وقت قریب پہنچ چکا تھا' اس کا گھر میرے گھر کے سامنے تھا' وہ پڑوسی بھی اچھا تھا' سیرت بھی اچھی تھی' اخلاق بھی خوب تھے' میں نے اللہ تعالیٰ سے امید کی کہ اسے موت کے وقت اسلام کی توفیق عطا فرما دے۔ تو میں نے اس سے پوچھا: تیرا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا: میرا دل بیمار ہے' صحت مند نہیں ہوں' جسم بیمار ہے' قوت نہیں ہے' قبر وحشت ناک ہے کوئی مونس نہیں ہے' سفر دور کا ہے اور سفر خرچ نہیں ہے۔ پل صراط باریک ہے جس کے عبور کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ آگ گرم ہے جسیم نہیں ہوں' جنت بہت اونچی ہے میرا اس میں کوئی نصیب نہیں ہے اور پروردگار عادل ہے میرے پاس کوئی حجت و دلیل نہیں ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اللہ تعالیٰ سے امید کی کہ وہ اسے (ایمان کی) توفیق بخشے تو میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا کہ ان خطرات سے محفوظ ہو جائے۔ اس نے کہا: اے شیخ! اس کی چابی اللہ کے پاس ہے اور تالا یہاں لگا ہے۔ اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا پھر بے ہوش ہو گیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے میرے سید ی و مولائی! اگر آپ کے پاس اس کی کوئی نیکی مقبول ہے تو جلدی سے اس کی نجات کا دروازہ کرنے

سے قبل اس کے انعام میں جلدی فرمائیں (یعنی اس کے بدلے اس کو ایمان کی دولت نصیب فرمادیں)

تو اس کو بے ہوشی سے افاقہ ہوا اور اپنی آنکھیں کھولیں اور متوجہ ہو کر کہنے لگا: اے شیخ! اللہ نے چابی بھیج دی ہے اپنا ہاتھ بڑھائیں' میں گواہی دیتا ہوں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔اس کے بعد اس کی روح پرواز کرگئی اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف منتقل ہو گیا۔

(بحر الدموع امام ابن الجوزی)

## ایک ولی کی موت کے عجیب حالات

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں حجاز (مکہ اور مدینہ) کے ارادہ سے نکلا اور کسی کو اپنا رفیق سفر نہ بنایا۔ پس میں اسی حالت میں جا رہا تھا کہ بیابان علاقہ میں جا پہنچا تو شہ سفر ختم ہو چکا تھا اور میں ہلاکت کے قریب پہنچ چکا تھا کہ اسی صحراء میں ایک درخت نظر آیا جس کی شاخیں گری ہوئی تھیں اور ٹہنیاں جھکی ہوئی تھیں۔ پتے بھی بہت تھے۔ میں نے دل میں کہا: اس درخت کی طرف چلتا ہوں اور اس کے سایہ میں بیٹھتا ہوں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ موت کا فیصلہ فرمادے' پس جب میں اس درخت تک پہنچا اور اس کے قریب آ گیا اور اس کے سایہ میں بیٹھنے کا ارادہ کیا تو اس کی ٹہنیوں میں سے ایک نے میرے چمڑے کے تھیلے کو پکڑ لیا تو وہ بچا کھچا پانی بھی بہہ گیا جس سے مجھے زندگی کی کچھ امید تھی تو مجھے ہلاکت کا یقین ہو گیا اور میں نے اپنے آپ کو درخت کے سایہ میں ڈال دیا اور ملک الموت کے انتظار میں لگ گیا' تاکہ میری روح قبض کرے تو میں نے اچانک ایک غمگین آواز سنی جو غمگین شخص کے دل سے نکل رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا:

الٰہی' سیدی' مولائی! اگر آپ مجھ سے راضی ہیں تو آپ اس کو مزید بڑھادیں' تاکہ ارحم الراحمین آپ مجھ سے راضی ہو جائیں۔

میں اٹھا اور اس آواز کی طرف چلنا شروع کر دیا تو میں ایک حسین چہرہ' حسین صورت آدمی کے پاس پہنچ گیا جو ریت پر پڑا ہوا تھا اور گدھ اس کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور اس کے گوشت کو نوچنا چاہتے تھے۔ میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا اور مجھے کہا: اے ذوالنون! جب توشہ سفر ختم ہو چکا اور پانی بہہ چکا تو موت اور فنا ہونے کا یقین کر بیٹھا' تو میں اس کے سرہانے بیٹھ گیا اور اس کے رونے پر ترس کھایا اور جو میں نے اس کے ساتھ ہوتے دیکھا اس پر رونے لگ گیا' پس میں اسی حالت میں تھا کہ کھانے کا ایک پیالہ میرے سامنے تھا اور اس نے زمین پر ایڑی ماری تو پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ اس نے کہا: اے ذوالنون! مجھے تم سے ایک کام ہے' اگر اس کو پورا کرو گے تو تمہیں اجر و ثواب ہوگا۔ میں نے کہا: وہ کیا ہے؟ کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دے دینا اور دفن کر دینا اور درندوں اور پرندوں سے چھپا دینا' پھر چلے جانا' جب تو حج ادا کر چکے گا' تو بغداد شہر پہنچے گا اور باب الزعفران سے داخل ہوگا' تو وہاں پر بچوں کو کھیلتا ہوا پائے گا ان پر رنگ برنگے کپڑے ہوں گے اور تو وہاں پر ایک کمسن نوجوان کو بھی ملے گا جس کو کوئی شے بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کر پا رہی ہوگی۔ اس نے ایک کپڑے کے ٹکڑے سے اپنی کمر کسی ہوگی اور ایک کپڑا اپنے کندھوں پر ڈالا ہوگا۔ اس کے چہرے پر آنسوؤں کے آثار سے دو سیاہ لکیریں پڑی ہوں گی جب تو اسے ملے تو یہی میرا بیٹا ہوگا اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا' پس اس کو میرا سلام کہہ دینا۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: جب میں اس کی بات سے فارغ ہوا تو اس کو یہ کہتے ہوئے سنا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور ایک چیخ ماری کہ دنیا کو چھوڑ دیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

تو میں نے کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ میرے پاس میرے سامان میں ایک

قمیض تھا جس کو میں اپنے سے دور نہیں رکھتا تھا' پس میں نے اس کو اسی پانی سے نہلایا اور کفنایا اور خاک میں چھپا دیا اور بیت اللہ شریف کی طرف چل پڑا۔ حج کے اعمال ادا کئے اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے نکل پڑا' جب بچوں کے پاس گیا جو کھیل رہے تھے اور ان پر رنگ رنگ کے کپڑے تھے' پھر میں نے نظر دوڑائی تو وہ نوجوان موصوف بیٹھا ہوا تھا اسے کوئی بھی قیمتی سے قیمتی شے علام الغیوب سے بے توجہ نہیں کر رہی تھی' اس کے چہرے پر صدمے ظاہر تھے اور چہرہ پر آنسوؤں کے آثار سے دو سیاہ دھاریاں تھیں اور وہ کہہ رہا تھا:

الناس کلھم للعید قد فرحوا ۔۔۔ وقد فرحت انا بالواحد الصمد
الناس کلھم للعید قد صبغوا ۔۔۔ وقد صبغت ثیاب الذل والکمد
الناس کلھم للعید قد غسلوا ۔۔۔ وقد غسلت انا بالدمع للکبد

ترجمہ:

(۱) سارے انسان عید کی خوشی منا رہے ہیں اور میں واحد صمد (اللہ تعالیٰ) سے خوش ہوں۔

(۲) سارے لوگ عید کے لئے خوشبوئیں لگا کر آئے ہیں اور میں نے ذلت اور بدلے ہوئے رنگ والے کپڑوں کا رنگ لگا لیا ہے۔

(۳) سارے لوگ عید کے لئے غسل کر کے آئے ہیں اور میں نے دل کو آنسوؤں کے ساتھ غسل دیا ہے۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: میں نے اسے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا اور کہا: میرے والد کے قاصد کے لئے خوش آمدید۔ تو میں نے اسے کہا: آپ کو کس نے بتلایا میں قاصد ہوں اور آپ کے والد کی طرف سے آیا ہوں۔ کہا: اس نے جس نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ تو نے انہیں صحراء میں دفن کیا ہے۔ اے ذوالنون! تو سمجھتا ہے کہ تو نے میرے باپ کو صحراء میں دفن کیا ہے؟ اللہ کی قسم! میرے والد کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اٹھا

لیا گیا ہے' لیکن تم میرے ساتھ میری دادی کی طرف چلو اور اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ اپنے گھر کی طرف چل دیا۔ جب دروازہ تک پہنچا تو ہلکا سا کھٹکایا اور ایک بڑھیا ہماری طرف کو آئی۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگی۔ جس نے میرے حبیب اور آنکھوں کی ٹھنڈک کو دیکھا ہے اس کو خوش آمدید۔ میں نے کہا: آپ کو کس نے بتلایا کہ میں نے اسے دیکھا ہے؟ کہنے لگیں: جس نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ تو نے اسے کفن بھی دیا ہے اور یہ کفن تجھے واپس کر دیا جائے گا۔ اے ذوالنون! مجھے اپنے پروردگار کی عزت وجلال کی قسم! میرے بیٹے کے چیتھڑے پر اللہ تعالیٰ ملاء اعلیٰ میں فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے۔

پھر کہنے لگی: اے ذوالنون! میری آنکھوں کی ٹھنڈک' دل کے ٹکڑے' میرے بیٹے کو تو نے کس طرح الوداع کیا ذرا اس کو بیان تو کر؟

میں نے اسے کہا: میں نے اسے بے آب جنگل میں ریت اور پتھروں کے درمیان اکیلے چھوڑا ہے' جو کچھ اس نے اپنے پروردگار سے امید باندھی تھی' وہ اسے نصیب ہو گئی۔ جب بڑھیا نے سنا تو بچے کو اپنے سینے سے لگا لیا اور مجھ سے غائب ہو گئی اور میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ ان کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا یا زمین میں اتار دیا گیا۔ میں گھر کے کونے چھاننے لگا لیکن ان کو نہ پایا۔

پھر میں نے ایک ہاتف سے سنا: جو یہ کہہ رہا تھا: اے ذوالنون! اپنے آپ کو نہ تھکا' ان کو فرشتوں نے طلب کر لیا ہے لیکن وہ ان کو بھی نہیں مل سکے۔ میں نے کہا: پھر وہ کہاں گئے؟ کہا کہ شہداء مشرکین کی تلواروں سے فوت ہوتے ہیں اور یہ محبین رب العالمین کے شوق میں فوت ہوتے ہیں۔ ان کو قادر مطلق بادشاہ کے سچے مقام کی طرف نور کی سواری میں اٹھا لیا جاتا ہے۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: پس میں نے چمڑے کا جو برتن گم پایا تھا وہ بھی مل گیا اور کفن جو میں نے اسے پہنایا تھا۔ اس کو بھی اسی طرح برتن میں لپٹا ہوا پایا جس طرح

سے پہلے لپٹا ہوا تھا۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور ان کی برکات سے ہمیں نفع پہنچائے۔

بحر الدموع امام ابن الجوزی

## تین بزرگوں کی عبادتوں کے مختلف تین انعامات

حضرت احمد بن عبد الفتح فرماتے ہیں: میں نے حضرت بشر بن حارث کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک باغ میں تشریف رکھتے ہیں۔ ان کے سامنے دستر خوان رکھا ہوا ہے اور وہ اس سے تناول فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے ابونصر! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ فرمایا: رحم فرمایا ہے اور بخشش فرما دی ہے۔ ساری جنت کو میرے لئے حلال کر دیا ہے اور فرمایا ہے اس کے پھلوں سے کھاؤ۔ اس کی نہروں سے پیو اور جو کچھ اس میں ہے سب سے نفع اٹھاؤ۔ جیسا کہ تو نے دنیا میں خواہشات سے اپنے نفس کو روکا تھا (آج اس کا یہ انعام ہے) میں نے پوچھا: آپ کے بھائی حضرت امام احمد بن حنبل کہاں ہیں؟ فرمایا: وہ جنت کے دروازہ پر ان اہل سنت کی شفاعت کر رہے ہیں جو یہ کہتے تھے قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے۔

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت معروف کرخی سے کیا معاملہ فرمایا: تو انہوں نے اپنے سر کو حرکت دی اور فرمایا: وہ بہت دور ہیں، بہت دور ہیں ہمارے اور ان کے درمیان کئی پردے ہیں۔ حضرت معروف نے جنت کے شوق سے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی تھی اور نہ دوزخ کے خوف سے عبادت کی تھی بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے عبادت کی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو رفیق اعلیٰ میں بلند کر دیا اور اپنے اور ان کے درمیان سے پردہ کو ہٹا دیا ہے۔

یہ مجرب تریاق ہے، جس کی اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو وہ حضرت معروف کرخی کی قبر پر آئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ انشاء اللہ اس کی دعا قبول کی جائے گی۔

بحر الدموع امام ابن الجوزی

# ایک بزرگ کی کیفیت اور ماں کی تڑپ

ایک عابد سے منقول ہے' فرماتے ہیں: میں نے طاقت کے زمانہ میں تیری نافرمانی کی اور کمزوری کے زمانہ میں تیری اطاعت کی' جب میں موٹا تازہ تھا تو میں نے تجھے غصہ دلایا اور جب دبلا پتلا ہوا تیری عبادت کی' کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ آپ نے مجھے میرے خوف سمیت قبول فرمالیا ہے یا میرے جرم کے سپرد کر دیا ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں: پھر ان پر غشی طاری ہوگئی اور زمین پر گر پڑے اور ان کی پیشانی پھٹ گئی تو ان کی ماں ان کی طرف اٹھی اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور پیشانی کو پونچھا اور روتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی: دنیا میں میری آنکھ کی ٹھنڈک' آخرت میں میرے دل کا ثمرہ' اپنی بوجھل بڑھیا (ماں) سے گفتگو تو کر اور پریشان ماں کو جواب تو دے۔ وہ بزرگ بیان کرتے ہیں: یہ نوجوان اپنی بیہوشی سے ہوش میں آیا اور اپنے ہاتھ جگر پر رکھے ہوئے تھا اور روح جسم میں تڑپ رہی تھی' آنسو اس کے رخسار اور داڑھی پر لگاتار بہہ رہے تھے تو اس نے بڑھیا سے کہا: اے ماں! یہ وہی دن ہے' جس سے تو مجھے ڈرایا کرتی تھی اور یہی وہ اکھاڑہ ہے جس سے مجھے خوف دلاتی تھی۔ یہ ہولناکیوں کا میدان ہے اور بوجھ اترنے کی جگہ ہے۔ ہائے گزرے ہوئے زمانوں پر افسوس اور ان طویل زمانوں پر افسوس جن میں' میں نے اپنے بخت نہیں سنوارے۔

اے اماں! مجھے اپنی جان کی فکر ہے کہ میں طویل مدت تک دوزخ میں نہ پڑا رہوں۔ میں گھبراتا ہوں' اگر مجھے اس میں سر کے بل پھینک دیا جائے۔ میں اس کے صدمہ میں ہوں' اگر اس میں ہی میرے سانس ٹوٹ گئے۔

اے اماں! میں جو کہوں ویسا کر دو۔

ماں نے کہا: میرے بچے جان تم پر قربان۔ کیا چاہتے ہو؟

کہا: میرا رخسار مٹی پر رکھ دے اور اپنے پاؤں سے اس کو روند دے' تاکہ میں دنیا

میں ذلت کا مزہ چکھ لوں اور اپنے آقا و مولیٰ کی لذت پالوں' شاید وہ مجھ پر ترس کھائے اور شعلہ مارتی ہوئی دوزخ سے نجات بخشے۔

اس کی ماں کہتی ہے کہ میں اسی وقت اٹھی اور اس کے رخسار کو خاک سے لتھیڑ دیا اس وقت اس کی آنکھوں سے پرنالہ کی طرح آنسو جاری تھے اور میں نے اپنے قدم سے اس کے رخسار کو لتاڑا تو وہ کمزور آواز سے کہنے لگا' جو گناہ کرتا ہے اور نافرمان بنتا ہے اس کی یہی سزا ہے' جو خطاء کرتا ہے اور برائی کرتا ہے اس کی یہی جزاء ہے۔ اس کی یہی سزا ہے جو اپنے مولیٰ کے دروازہ پر نہیں آتا' اس کی یہی سزا ہے جو خداوند برتر و بالا کے حضور حاضر نہیں ہوتا۔

ماں کہتی ہے: پھر اس نے اپنا رخ قبلہ کی جانب کیا اور کہا:

لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ' لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ

ترجمہ: میں حاضر ہوں' حاضر ہوں' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ پاک ہیں' میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔

وہ بزرگ بیان کرتے ہیں' پھر وہ جوان اسی جگہ پر انتقال کر گیا' بعد میں اس کی ماں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے جو بادل سے نمودار ہوا ہو' تو اس سے پوچھا' اے بیٹے! تیرے ساتھ تیرے مولیٰ کا معاملہ کیسا رہا؟ کہا: میرا مرتبہ بلند کر دیا' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب بخشا تو ماں نے پوچھا: اے بیٹے! وہ بات جو میں نے تیری موت کے وقت سنی تھی وہ کیا تھی؟ کہا: اے ماں! ایک ہاتف نے پکارا تھا اور مجھے کہا تھا: اے عمران! اللہ کے قاصد کے پاس آ جا تو میں نے اس کو جواب دیا تھا اور اپنے رب عزوجل کے سامنے لبیک کہی تھی۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

(بحر الدموع امام ابن الجوزیؒ)

باب نمبر 6

# اسلاف کی وصیتیں

## اقوال صحابہ کا مقام

صحابی کا وہ قول جس میں رائے اور اجتہاد کا دخل نہ ہو وہ بالاتفاق استدلال میں سنت کا درجہ رکھتا ہے اور وہ حکم مرفوع میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر شعبان محمد اسمٰعیل رقمطراز ہیں:

''صحابی کا وہ قول جس میں رائے اور اجتہاد کا دخل نہ ہو اور وہ حکماً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہی سمجھا جاتا ہے استدلال و حجیت ہونے میں وہ سنت کا ہی درجہ پاتا ہے۔ (قول الصحابی واثرہ فی الفقہ الاسلامی ۵۵)

لیکن جو قول اجتہادی ہو اس کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام اعظم، امام مالک اور امام احمد ان تینوں کی رائے یہی ہے کہ کسی مسئلہ میں اگر کتاب و سنت خاموش ہوں تو قیاس کے بجائے قول صحابی پر عمل کیا جائے گا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استنباط مسائل کے لئے جو ضابطہ پیش نظر رکھا ہے وہ یہ تھا اگر مجھے مسئلہ کتاب اللہ اور سنت رسول میں مل جائے تو فبہا ورنہ

میں صحابہ میں کسی قول کو لوں گا خواہ وہ کسی کا ہو ان کے قول کے ہوتے ہوئے کسی کا قول نہیں لوں گا۔ (تاریخ بغداد ۱۳: ۳۲۳)

امام مالک علیہ الرحمہ نے حضرت لیث بن سعد کو ایک خط لکھا جس میں انہیں آداب فتویٰ کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

آپ کو اپنی ذات پر خوب خوف طاری کرنا چاہئے اور ان کی اتباع کرنی چاہئے جن کی اتباع میں نجات کی امید ہے کیونکہ اللہ نے اپنی کتاب مبارک میں فرمایا ہے:

''اور مہاجرین وانصار میں سے سبقت اور اولیت لے جانے والے''۔

(اعلام الموقعین' ۴: ۲۲)

امام شافعی کے بارے میں ابن قیم کی تحقیق یہی ہے کہ وہ صحابی کے اجتہادی قول کو بھی حجت تسلیم کرتے ہیں۔ (الشافعی لابی زہرہ: ۳۲۲)

یاد رہے جن وصایا کا ذکر ہم کر چکے ہیں ان میں اکثر غیر اجتہادی ہیں مثلاً حضور پر نور' مکی مدنی سرکار' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک میرے کفن میں رکھ دینا' آپ کے ناخن شریف میری آنکھوں پر رکھنا' مجھے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس پسینہ سے معطر کرنا' میری قبر کے پاس کچھ دیر ٹھہرے رہنا' میری قبر کے پاس تلاوت قرآن کرنا گویا یہ اقوال تمام ائمہ امت کے ہاں بغیر کسی اختلاف کے حجت ہوں گے۔

## وصیت کا مفہوم

اردو میں لفظ وصیت فقط انسان کی اس نصیحت پر بولا جاتا ہے جو اپنی زندگی کے آخری لمحات میں ورثاء کو کرتا ہے۔ یہاں ہماری مراد بھی یہی ہے۔ باقی عربی زبان میں اس کا اطلاق ہر نصیحت پر بھی ہوتا ہے کتاب وسنت میں یہ لفظ کثرت کے ساتھ نصیحت کے لئے مستعمل ہے۔

۱- اللہ کا تقویٰ کے بارے میں ارشاد گرامی ہے:

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ (النساء: ۱۳۱)

بلاشک ہم نے تم سے پہلے اہل کتاب کو اور تمہیں نصیحت کی کہ اپنے رب کے حقوق ادا کرو۔

۲- وراثت کی تقسیم کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۖ (النساء: ۱۱)

اللہ تمہیں اولاد کے بارے میں وصیت فرما رہا ہے۔

۳-اگلی آیت میں وراثت کے حکم میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ؕ (النساء:۱۲)

یہ اللہ کی طرف سے نصیحت ہے اور اللہ علم و حلم والا ہے۔

۴-والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ان مبارک الفاظ میں عطا فرمایا:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ (العنکبوت:۸)

اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔

۵-کامیاب لوگوں کی چار صفات بیان فرمائیں: ایمان، عمل صالح اور

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ؕ (العصر:۳)

وہ حق کی تلقین اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

موت کے وقت انسان اپنے ورثاء کو جو نصیحت اور تاکیدی بات کہتا ہے اس معنی میں بھی قرآن میں یہ لفظ مستعمل ہے۔

1-بندوں کو موت کے وقت حسب ضرورت وصیت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨالْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (البقرہ:۱۸۰)

تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں کسی کو موت کا وقت آئے اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے۔

2-سورۂ مائدہ میں فرمایا:

اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ (المائدہ:۱۰۶)

جب تم میں کسی کو موت آئے وصیت کرتے وقت تم میں کے دو معتبر شخص ہیں۔

## وصیت کا مقام

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والے کو یہ تلقین فرمائی کہ اپنی موت سے پہلے اپنی زندگی اور دیگر معاملات کے بارے میں ورثاء کو وصیت کر جائیں مثلاً اگر کوئی حج نہیں کر سکا زندگی میں نمازیں رہ گئیں روزے چھوٹ گئے تو ان کے بدل کے طور پر صدقہ کرنے کی وصیت کرے ورثاء کو کسی صدقہ جاریہ کے بارے میں کہیے تاکہ آئندہ برزخی زندگی میں بھی اسے ثواب حاصل ہوتا رہے کسی کا قرض دینا لینا ہے اسی کے بارے میں بتا جائے۔

قرآن مجید میں وصیت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۚ الْوَصِيَّةُ (البقرہ:۱۸۰)

جب تم میں سے کسی پر موت آئے اگر کچھ مال چھوڑے جائے تو تم پر وصیت فرض کر دی دی گئی ہے۔

مدینے کے سلطان آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کے وصیت کے بارے میں متعدد ارشادات عالیہ ہیں۔

1۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب شے کی وصیت کرنا مسلمان پر لازم ہوا تو اس کی دو راتیں بھی اس طرح نہیں گزرنی چاہیے کہ وہ وصیت اس کے پاس تحریری طور پر موجود نہ ہو“۔(المسلم کتاب الوصایا)

2۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”محروم ہے وہ شخص جو وصیت سے محروم رہا“۔(میزان الاعتدال 26:2)

3-حضرت قرۃ بن الیاس اعزنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اللہ کے رسول نے فرمایا جس شخص کے موت کے وقت کتاب اللہ کے مطابق وصیت کی۔

''زندگی میں ادائیگی زکوٰۃ میں جو اس سے کمی رہ گئی اس کا یہ کفارہ بن جائے گی''۔

(ابن ماجہ 5-27)

## حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیتیں:

آپ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں حضور سیّد دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام مسلمانوں سے آپ کی ذات افضل ہے ان کے وصال کا سبب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجر و فراق ہے۔

حضرت ابو بکر کے وصال کا سبب حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، فخر بنی آدم، مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجر و فراق تھا ان کا جسم لاغر ہوتا گیا حتیٰ کہ وصال ہو گیا۔(المستدرک 3:66)

## کل کا انتظار نہ کرنا:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وقت وصال قریب آ گیا تو آپ نے پوچھا۔

الی یوم ھذا قالوا یوم الاثنین ۔

آج کون سا دن ہے، عرض کیا گیا آج پیر کا دن ہے۔

فرمایا اگر میں آج رات فوت ہو جاؤں تو آنے والے دن کا انتظار نہ کرنا کیونکہ مجھے وہ دن اور راتیں زیادہ محبوب ہیں جو حضور سیّد دو عالم، فخر بنی آدم، مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہیں۔(مسند احمد ج1 ص16)

## مجھے انہی ہاتھوں سے غسل دینا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان ہے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے مجھے بلایا اور یہ وصیت کی کہ مجھے اپنے ان ہاتھوں سے

غسل دینا جن سے حضور پُر نور، تمام نبیوں کے سردار، سلطان بحرو بر صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا"۔ (کنزالعمال 538:12)

## میرے لباس میں مجھے کفن دیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ نے کفن کے بارے میں پوچھا۔

تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا کفن دیا تھا؟

عرض کیا گیا تین سفید کپڑے نہ ان میں قمیض تھا نہ عمامہ، فرمایا:

"یہ میرے دونوں کپڑوں کو دھو کر انہیں میں مجھے کفن دے دینا"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی

اے پیارے ابا جان! اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دے رکھا ہے ہم آپ کو نیا کفن پہنائیں گے۔

آپ نے فرمایا: "میری وصیت کی وجہ غربت و امارت نہیں بلکہ زندہ آدمی میت سے کہیں بڑھ کر نئے کپڑے کا ضرورت مند ہوتا ہے"۔ (ابوبکر الصدیق للطنطاوی 24)

انہی کپڑوں میں کفن دینے کی حکمت محدثین نے یہ بیان کی ہے کہ

اس میں تبرک کا حصول تھا کیونکہ وہ لباس آپ کو حضور پرنور تمام نبیوں کے سردار، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملا تھا۔ (فتح الباری ۳:۱۹۷)

ابن سعد نے قاسم بن محمد سے انہوں نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

"مجھے انہی کپڑوں میں کفن دینا جن میں نماز ادا کرتا رہا ہوں"۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ آپ نے مجھے پوچھا

تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا میں نے عرض کیا آپ کا مبارک کفن تین کپڑوں پر مشتمل تھا فرمایا: مجھے بھی اتنے ہی کپڑوں میں کفن دینا۔

(المستدرک ۳:۶۵)

یہاں یہ بات نہایت قابل توجہ ہے کہ معلوم ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں تو اس کی متعدد حکمتیں بیان ہوئی ہیں۔

1-اس کے تذکرہ سے برکت حاصل کرنا مقصود تھا۔

2-اگرانہیں معلوم نہیں تو بتا دیا جائے تا کہ اس کے مطابق عمل کریں۔

## مجھے محبوبِ خدا کے پہلو میں دفن کرنا:

ابن سعد حضرت عروہ اور قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وصال کے وقت آپ نے اپنی بیٹی ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی کہ مجھے حضور پرنور نبی مکرم رسولِ اکرم شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنا جب ان کا وصال ہو گیا تو ان کی قبر اس طرح تیار کی گئی کہ ان کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے مبارک کے برابر تھا روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ وصیت فرمائی مجھے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنا جب ان کا وصال ہوا تو ان کی قبر اس طرح بنائی گئی کہ ان کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے کے برابر تھا۔ (تاریخ الخلفاء،۸۵)

روایت میں یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف میں لے جانا اگر اندر تدفین کی اجازت مل جائے تو وہاں دفن کر دینا ورنہ جس جگہ چاہیں دفن کر دیں امام فخر الدین رازی ام حسبت ان اصحاب الکھف کے تحت لکھتے ہیں۔

جب سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھا کر حضور پرنور نبی مکرم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف میں رکھا گیا اور عرض کیا گیا السلام علیک یا رسول اللہ ابوبکر در پر حاضر ہے دروازہ کھل گیا اور مزار اقدس سے آواز آئی دوست کو دوست سے ملا دو۔ (تفسیر کبیر،۲۱:۸۷)

## تیری دوسری ہمشیرہ بھی پیدا ہوگی:

حضرت سیّدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے مجھے فرمایا:

تمام مال ورثاء کا ہے اور کتاب اللہ کی تقسیم کے مطابق اپنے دو بھائیوں اور دو بہنوں کے درمیان تقسیم کر دینا میں نے عرض کیا: میری ہمشیرہ لا تو فقط اسماء ہی ہے دوسری ہمشیرہ کون سی؟ فرمایا: میری اہلیہ بنت خارجہ حاملہ ہے اس کے ہاں بچی کی ولادت ہونے والی ہے۔ (مؤطا باب الا یجوز من النحل)

ابن سعد کے الفاظ ہیں۔

مجھے القا کیا گیا ہے کہ وہ بچی ہوگی پھر آپ کی بیٹی ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

## پانچواں حصہ مال صدقہ کر دینا:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ نے مجھے فرمایا:

"میرے مال سے اتنا صدقہ کر دینا جو میرے ربّ نے مال غنیمت سے پسند فرمایا ہے یعنی پانچواں حصہ۔ (طبقات لابن سعد ۳:۱۹۴)

## آپ نے بعد میں آنے والوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے:

آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ بھی فرمایا: بیٹی ہمیں مسلمانوں کا امیر بنایا گیا تھا ہم نے حسب ضرورت کھانے اور پینے کے علاوہ ایک درہم یا دینار نہیں لیا لہٰذا اب ہمارے پاس بیت المال کی طرف سے یہ غلام اونٹ اور یہ کپڑا ہے۔ جب میں مر جاؤں تو انہیں حضرت عمر کے سپرد کر دینا' جب یہ چیزیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچائیں گی تو انہوں نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تم پر رحمتوں کی برسات نازل کرے۔ آپ نے ہر بعد میں آنے والے کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔ (الصواعق الحرقۃ ۱۳۱)

## میرے طبیب نے دیکھ لیا ہے:

حضرت ابوالمفسر کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے حاضر ہوا وہاں حاضر لوگوں نے عرض کیا کسی معالج وطبیب کو بلائیں تاکہ وہ آپ کے

مرض کا علاج کرے فرمایا:

''طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے''۔

عرض کیا اس نے کیا کہا آپ نے بتایا: میرے طبیب نے فرمایا ہے:

''جو میں چاہتا ہوں وہ ہی ہوتا ہے''۔ (کنز العمال ۱۲: ۵۳۲)

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت

آپ کا یہ مقام ہے کہ آپ کی زبان پر حق جاری ہوا آپ کے سایہ سے شیطان بھاگ اٹھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تربیت فرمائی کہ تاریخ اسلام میں ان جیسا عادل حکمران نہیں مل سکا۔

## وصال کے وقت مجھے زمین پر حالتِ سجدہ میں ڈال دینا شاید اللہ رحم فرما دے:

اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ''جب میرے وصال کا وقت قریب آجائے تو مجھے چہرہ کے بل زمین پر ڈال دینا شاید اللہ رحم فرما دے''۔

اس موقع پر لوگوں نے کہا: اے عمر! آپ تو جنتی ہیں اور خدمات کا تذکرہ کرنے لگے آپ فرمانے لگے اے عمر! اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف نہ فرمایا تو تیرا کیا بنے گا؟''۔

(مجمع الزوائد ۹: ۷۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وصال کے وقت آپ پر بے ہوشی کا عالم تھا میں نے آپ کا سر مبارک اٹھا کر جھولی میں رکھ لیا ہوش آیا تو فرمایا: میرے کہنے کے مطابق میرے سر کو زمین پر ڈال دو۔

میں نے عرض کیا ابا جان میری گود اور زمین میں کوئی فرق نہیں۔

فرمایا: میرے کہنے کے مطابق میرے سر کو زمین پر رکھ دے میں نے پیشانی زمین پر رکھ دی آپ نے مٹی پر پیشانی رگڑتے ہوئے فرمایا' میں نے عمر ہلاک کی' اگر اللہ نے معاف نہ فرمایا۔

(کنز العمال ۱۲: ۶۹۵)

## خلافت کا فیصلہ:

خلافت کے بارے میں آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ میرے بعد یہ چھ افراد خلافت کا فیصلہ کریں حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم' یہ جس کو خلیفہ مقرر کریں اس کی اطاعت کرنا۔ اتنے میں ایک انصاری نوجوان داخل ہوا اس نے آپ کے بارے میں تعریفی کلمات کہے آپ قدیم الاسلام ہیں' آپ نے زمین پر نظام عدل قائم فرمایا اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے آپ نے سن کر فرمایا:

''اے میرے بھائی! افسوس میں کچھ نہ کر سکا اب میرے لئے اتنا ہی کافی ہے نہ مجھے نقصان ہو اور نہ فائدہ یعنی اللہ کے ہاں نجات ہو جائے تو مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔

## خلیفہ بننے والے کو وصیت:

یہ چھ رکنی کمیٹی جسے خلیفہ چننے کے لئے نامزد کیا ہے مہاجرین سے خوب بھلائی سے پیش آئے ان کے حق اور مقام کو پیش نظر رکھے انصار کے احسان کو یاد رکھے ان کی کوتاہیوں سے درگزر سے کام لے میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ذمہ داری کی نصیحت کرتا ہوں لوگوں کے ساتھ کئے گئے وعدوں کو پورا کرے' رعایا کو تحفظ دے اور ان کی طاقت سے بڑھ کر ان پر کوئی حکم نافذ نہ کرے۔

(البخاری باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

## میرے نزدیک سب سے اہم امر حضور کے پہلو میں دفن ہونا ہے:

اے عبداللہ! حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں جاؤ میرا اسلام کہو اور عرض کرو' عمر بن خطاب کی خواہش ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر کے پہلو میں دفن ہوں۔ فقط میرا نام لینا امیر المؤمنین نہ کہنا۔ کیونکہ میں آج امیر المؤمنین نہیں رہا۔ حضرت ابن عمر جب ام المؤمنین کی خدمت میں آئے تو آپ اپنے حجرے میں بیٹھی رو رہی تھی سلام کیا اور والد گرامی کا پیغام پہنچایا آپ نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! وہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی مگر آج میں عمر کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں''۔

حضرت ابن عمر نے آ کر خوشخبری دی کہ ام المؤمنین نے اجازت مرحمت فرما دی ہے تو آپ نے فرمایا:

''میرے نزدیک اس مقام کے حصول سے بڑھ کر کوئی معاملہ نہ تھا''۔

اے عبداللہ! جب میں فوت ہو جاؤں تو میری چارپائی کو حجرہ انور کے سامنے رکھ دینا کہ ام المؤمنین سے یہ کہتے ہوئے اجازت لینا عمر داخلہ کی اجازت چاہتا ہے اگر سیّدہ اجازت دے دیں تو مجھے روضۂ اقدس میں دفن کر دینا اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ (البخاری باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

شارح البخاری امام ابن حجر عسقلانی نے اس وصیت کے تحت فوائد ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''قبور میں صالحین کے نزدیک رہنے کا سبق ہے کیونکہ جب صالحین پر رحمت نازل ہوگی تو پڑوسی کو بھی اس کی برکت نصیب ہوتی ہے اسی طرح جب کوئی اہل خیر دعا کرنے کے لئے آئے گا' تو اس دعا سے بھی حصہ نصیب ہوگا''۔ (فتح الباری ۳:۲۰۰)

## مجھے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں موت عطا فرما:

یاد رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے۔

"اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک وارزقنی موتا فی بلد حبیبک"۔

''اے اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت اور اپنے حبیب کے شہر میں موت نصیب فرما۔'' (شرح شفاء ۱:۱۶۶)

ابن سعد میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: حجرہ عائشہ تنگ ہے لہٰذا میرے

پاس عصا لاؤ آپ نے اپنا جسم ماپا اور فرمایا: ''اس کے مطابق قبر بناؤ''۔
(کنز العمال۱۲: ۶۸۹)

## میرا جنازہ حضرت صہیب پڑھائیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت تھی آپ زخمی ہوئے تو یہ وصیت فرمائی ''میرا جنازہ صہیب پڑھائیں اور جب تک خلیفہ کا فیصلہ شوریٰ نہیں کر لیتی نماز بھی وہی پڑھائیں''۔ (اسد الغابہ۳: ۳۹)

## میرے کفن کو خوشبو نہ لگانا:

ابن سعد نے حضرت فضیل بن عمر سے نقل کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت فرمائی کہ ''میرے جنازہ کے ساتھ آگ نہ لانا نہ ہی کسی عورت کو آنے دینا اور نہ ہی میرے کفن کو خوشبو لگانا''۔ (کنز العمال۱۲: ۶۹)

## میرے کفن میں اعتدال سے کام لینا:

مجھ پر جو کفن ڈالو اس میں اعتدال سے کام لو کیونکہ اگر اللہ کے ہاں میرے لئے اچھا بدلہ ہوا تو مجھے اس سے کہیں بہتر بدلہ عطا فرما دے گا اور اس کے برعکس فیصلہ ہوا تو یہ بھی مجھ سے فی الفور چھین لیا جائے گا۔

## میری قبر معتدل بنانا:

قبر بھی نہ اتنی کشادہ ہو اور نہ تنگ وجہ یہ ہے کہ ''اگر اللہ کے ہاں میرے لئے بہتر بدلہ ہوا تو تاحد نگاہ قبر کشادہ ہو جائے گی اور اگر اس کے برعکس معاملہ ہوا تو یہ مجھ پر اتنی تنگ کردی جائے گی کہ میری پسلیاں ادھر ادھر ہو جائیں گی۔

## جو وصف میرے اندر نہیں وہ بیان نہ کرنا:

میرے جنازہ کے ساتھ کوئی خاتون نہ چلے اور جو وصف مجھ میں نہیں وہ بیان نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ میرے احوال سے خوب آگاہ ہے۔

## مجھے جلدی لے کر چلنا:

جب تدفین کے لئے مجھے لے کر چلو تو تیز چلنا کیونکہ

"اگر اللہ کے ہاں میرے لئے بہتر جزا ہوگی تو وہاں جلدی پہنچا دینا اور اگر معاملہ ایسا نہ ہوا تو تمہاری گردنیں اس شر سے جلدی خلاصی پائیں گی"۔

(ابن سعد ۳:۳۵۸)

## میرے رخسار اور زمین کے درمیان کوئی شے نہ ہو:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے والد گرامی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت فرمائی تھی۔

جب مجھے لحد میں رکھو تو میرے رخسار کو زمین پر اس طرح رکھنا کہ اس کے اور زمین کے درمیان کوئی شے حائل نہ ہو"۔ (کنز العمال ۱۲:۶۹۰)

## مجھ پر نوحہ نہ کرنا:

آپ کی وصیت میں یہ بھی تھا کہ کوئی شخص مجھ پر نوحہ نہ کرے۔ (کنز العمال ۱۲:۶۸۸)

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیتیں:

امیر المؤمنین سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور علیہ السلام کے چچا زاد بھائی اور بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہجرت کی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر لیٹ جانے والے آپ ہی ہیں۔

آپ کا لقب اسد اللہ (اللہ کا شیر) ہے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت:

امام حسن فرماتے ہیں مجھے والد گرامی نے سحری کے وقت بلا کر بتایا آج مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی میں نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی امت کی طرف سے مجھے یہ تکالیف اور پریشانیاں ہیں آپ نے فرمایا: علی تم ان کے خلاف دعا کرو تو میں نے یہ دعا کی:

''اے اللہ! مجھے ان کے شر کے عوض خیر کی صورت میں بدلہ عطا فرما اور انہیں شر کی سزا دے''۔ (ابن سعد ۳: ۳۶)

## انہیں چھوڑ دو یہ:

حسن بن کثیر اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں حضرت علی وصال کے دن نماز فجر کی ادائیگی کے لئے گھر سے مسجد جانے لگے تو بطخیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور چیخ و پکار شروع کر دی۔

ہم نے انہیں بھگانے کی کوشش کی تو آپ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو یہ نوحہ کر رہی ہیں''۔ (اسد الغابہ ۴: ۱۱۸)

## اگر میں زندہ رہا تو:

آپ کے قاتل ابن ملجم کو پکڑ کر اس کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس کے بارے میں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا اسے اچھا کھانا اور نرم بستر دو اگر زندہ رہا تو میں اپنے خون کا مالک ہوں چاہوں معاف کر دوں یا قصاص لوں اگر فوت ہو جاؤں تو اسے بھی آگے میرے ساتھ بھیج دو اس کا مقدمہ رب العالمین کے حضور پیش کروں گا۔ (اسد الغابہ ۴: ۱۲۰)

## صرف میرے قاتل ہی کو قتل کیا جائے:

وصیت کرتے ہوئے آپ نے بنو عبدالمطلب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہیں ایسا نہ ہو تم کسی اور کو بھی قتل کر و تم پر لازم ہے کہ فقط تم میرے قاتل ہی کو قتل کرنا۔ (ذخائر العقبی ۱۹۶)

## اسے مثلہ نہ کرنا:

فرمایا: اسے قتل کرو مگر اسے مثلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ''مثلہ کرنے سے بچو خواہ کاٹنے والا کتا ہی کیوں نہ ہو''۔ (ذخائر العقبی ۱۲۶)

## میرے کفن و جسم کو یہ خوشبو نہ لگانا:

حضرت ابو وائل حضرت علی کے بارے میں روایت کرتے ہیں ان کے پاس خوشبو

تھی فرمایا اس کے ساتھ کفن کو معطر کیا جائے اور ساتھ فرمایا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کو لگائی گئی خوشبو سے بچی ہوئی ہے"۔ (المستدرک ۱:۵۱۵)

حافظ ابن اثیر نے یہی وصیت ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بچی ہوئی خوشبو تھی وصیت کرتے ہوئے فرمایا میرے کفن کو یہی خوشبو لگائی جائے"۔

(اسد الغابہ ۴:۱۲۲)

امام بدرالدین عینی نے میت کو خوشبو لگانے پر دلائل دیتے ہوئے اس وصیت کا ذکر بھی کیا ہے۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوشبو لگانے کی وصیت کی اور فرمایا یہ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بچی ہوئی ہے یہی مجھے لگائی جائے"۔

(عمدۃ القاری ۸:۴۱)

## حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو وصیت:

وصال کے وقت دونوں شہزادوں کو بلا کر درج ذیل وصیتیں فرمائی:

"میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے بروقت قیام نماز پر موقع پر ادائیگی زکوٰۃ' کامل وضو کی وصیت کرتا ہوں اور نماز بغیر طہارت کے مقبول نہیں اور تمہیں غلطی معاف کرنے اور غصہ پی جانے' صلہ رحمی' جاہل کے مقابل حلم وحوصلہ' دین میں رسوخ احکام خداوندی پر استقامت' قرآن کے ساتھ دائمی تعلق' پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک' نیکی کا حکم' برائی سے روکنے اور برائیوں سے بچنے کی وصیت بھی کرتا ہوں"۔

اس کے بعد آپ نے اپنے صاحبزادے محمد بن حنفیہ کی طرف دیکھا اور فرمایا ان دونوں بھائیوں کو جو میں نے وصیت کی تم نے سن لی ہے عرض کیا: جی ہاں' میں نے سنی ہے۔ فرمایا: یہی وصیت ہے اپنے دونوں بھائیوں کا احترام کرنا کیونکہ ان کا تم پر بڑا حق

ہے۔

پھر حسین سے فرمایا یہ تمہارا بھائی ہے تم جانتے ہو میں اس سے کتنی محبت کرتا ہوں سب ایک دوسرے کے ساتھ خوب حسن سلوک سے پیش آؤ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱:۱۰۱)

## صلح کروانا نماز اور روزہ سے افضل ہے:

آپ نے تمام اہل ایمان کو وصیت ارشاد فرمائی اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس طرح اسلام پر قائم رہو کہ حالت موت بھی اسی پر آئے اللہ تعالیٰ کی رسی کو اجتماعی طور پر تھامے رکھو افتراق وانتشار نہ پیدا کرو' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا دو کے درمیان صلح پیدا کرنا' نماز اور روزے سے افضل ہے''۔ (المعجم الکبیر ۱:۱۰۱)

## میرا جنازہ حضرت زبیر پڑھائیں:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پڑھائیں اور انہوں نے ہی وصیت کے مطابق جنازہ پڑھایا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اور انہیں آپ نے اس کے بارے میں نصیحت فرمائی'۔ (الصواعق المحرقہ ۱۷۲)

## سیّدہ عالم حضرت فاطمۃ الزہرہ کی وصیتیں:

آپ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری صاحبزادی ہیں آپ ہی سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل مبارک کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جتنی دیر زندہ رہیں آپ نے ہنسنا ترک کر دیا اور اکثر آنسو بہاتیں۔ (اتحاف السائل للمناوی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو سیّدہ فاطمہ نے پر درد لہجے میں فرمایا: ''تمہارے دلوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنا کے لئے پسند کر لیا؟ (اسد الغابہ ۲۲۶)

## میرا لباس نہ اتارنا:

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مرض وصال میں مجھے آپ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا وصال کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کہیں گھر سے باہر گئے تھے سیّدہ نے مجھے فرمایا: پانی لا دو تا کہ میں غسل کرلوں میں نے پانی رکھا آپ نے غسل کیا اور فرمایا میرے نئے کپڑے لاؤ' میں نے پیش کئے آپ نے پہن کر فرمایا گھر کے درمیان میرے لئے بستر بچھاؤ میں نے بستر بچھایا آپ اس پر پہلو کے بل قبلہ رخ ہو کر اس طرح لیٹیں کہ ہاتھ رخسار کے نیچے تھا' پھر فرمایا: ''میں اب فوت ہونے والی ہوں میں نے غسل کرلیا ہے اب میرا لباس کوئی نہ کھولے''۔ (اسد الغابہ ۷:۳۴۴)

طبقات ابن سعد میں راویہ کا نام سلمہ کی بجائے سلمیٰ ہے۔ (الطبقات ۸:۲۷)

امام عبدالرؤف مناوی اس روایت کے بارے میں رقم طراز ہیں۔

یہ روایت غریب ہے مگر اس کی سند جید ہے ہاں اس میں ابن اسحٰق راوی ضعیف ہیں البتہ اس کے شواہد موجود ہیں۔ (اتحاف السائل ۹۳)

اس کے بعد امام مذکور عبداللہ بن محمد بن عقیل سے ایک مرسل روایت ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

''سیّدہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو حضرت علی سے کہا پانی رکھو آپ نے وضو کیا غسل کیا اور کفن کے کپڑے منگوائے سخت اور کھردرے کپڑے پیش کئے گئے آپ نے کفن پہنا اسے خوشبو لگائی اور فرمایا میرے وصال کے بعد لباس کو نہ اتارا جائے اور انہی کپڑوں میں اسی حالت میں مجھے دفن کرایا جائے۔ (اتحاف السائل ۹۳)

## مجھے پالکی میں لے جانا:

ام ابی جعفر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ نے وصال سے پہلے حضرت اسماء بنت عمیس کو بلوایا اور فرمایا جس طرح خواتین کا جنازہ لے جایا جاتا ہے مجھے ہرگز پسند نہیں۔ حضرت اسماء نے عرض کیا میں نے دیکھا ہے خواتین کے لئے کھجور کی شاخوں کو ملا کر اور

ان پر کپڑا ڈال کر پالکی کی طرح بنایا جاتا ہے' شہزادیٔ رسول رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے بنا کر دکھاؤ انہوں نے بنا کر دکھایا تو آپ نے نہایت ہی پسند کرنے کے بعد فرمایا یہ بہت ہی خوب ہے اس سے عورت اور مرد کے جنازے میں امتیاز ہو جاتا ہے۔

(ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوالقربیٰ ۶۳)

## مجھے آپ اور علی غسل دیں:

اور فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے آپ اور علی غسل دیں اور کسی کو وہاں داخل نہ ہونے دیں۔ ''مجھے تم اور علی غسل دیں اور کوئی وہاں داخل نہ ہو''۔

## آپ کی وصیت اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

آپ کو غسل دیا جا رہا تھا تو اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں حضرت اسماء نے داخل ہونے کی اجازت نہ دی آپ نے واپس آ کر والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اسماء نے مجھے داخل نہیں ہونے دیا اور فاطمہ کے لئے انہوں نے پالکی کی طرح کچھ بنایا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے دروازے پر کھڑے ہو کر اسماء سے پوچھا۔

کیا وجہ؟ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو یہاں سے داخل ہونے سے منع کر دیا ہے اور سیّدہ کے لئے پالکی کیوں بنائی گئی ہے؟

حضرت اسماء نے کہا یہ سیّدہ کی وصیت کے مطابق سب کچھ کیا گیا ہے۔

آپ نے جب یہ سنا تو فرمایا: 'جو انہوں نے حکم دیا ہے' اس کے مطابق کرو'۔

(الاستیعاب ۴:۳۷۹)

مذکورہ دونوں روایات میں اگرچہ تضاد ہے کیونکہ پہلی روایت میں آپ وصال سے پہلے غسل کر کے لیٹ گئیں تھیں اور اس میں ہے آپ کو حضرت اسماء اور حضرت علی نے غسل دیا میں تطبیق یوں بھی ممکن ہے کہ غسل دیا ہو مگر لباس نہ اتارنے کا حکم دیا ہو واللہ اعلم ورسولہ اعلم۔

## مجھے رات کو دفن کرنا:

سیّدہ عالم رضی اللہ عنہا نے اپنی تدفین کے بارے میں فرمایا:

''مجھے رات کو دفن کرنا''۔ (اسد الغابہ ۷:۲۲۶)

## امام حسن رضی اللہ عنہ کی وصیتیں:

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے نواسے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد چھ ماہ تک آپ نے خلافت کی ذمہ داری نبھائی اس کے بعد دستبرداری کا اعلان فرما دیا۔

## معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا:

حضرت قتادہ سے منقول ہے امام حسن نے مرضِ وصال میں اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے تین دفعہ زہر دیا گیا مگر اس دفعہ جو زہر دیا گیا ہے اس نے میرے جگر کو کاٹ ڈالا ہے امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ زہر کس نے دیا ہے؟ آپ نے پوچھا تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو' کیا اسے قتل کرنا چاہتے ہیں؟

پھر فرمایا: ''میں نے یہ معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے''۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

''اگر معاملہ میرے گمان کے مطابق ہے تو اللہ تعالیٰ سب سے سخت انتقام لینے والا ہے اور اس کے علاوہ ہے تو میں اسے اپنی رائے کی بنیاد پر قتل نہیں کرنا چاہتا''۔ (ذخائر العقبیٰ:۱۵۱)

## مجھے رسول اللہ کے پہلو میں دفن کرنا:

جب مرض شدید ہو گیا تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا اگر اجازت ہو' تو میں آپ کے حجرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تدفین چاہتا ہوں' سیّدہ نے جواباً فرمایا: آپ کی تمنا و آرزو کی تکمیل میرے لئے سعادت ہے۔ اس کے بعد آپ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو بطور وصیت فرمایا: ''جب فوت ہو

جاؤں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کرنا مجھے حضور پرنور، مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کی اجازت دیجئے میں نے آپ سے اجازت چاہی تو انہوں نے قبول کر لی تھی ممکن ہے میری حیاء ہوا گر وہ اجازت دے دیں تو ان کے حجرہ میں دفن کر دینا اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کچھ لوگ وہاں میری تدفین نہیں ہونے دیں گے، اگر ایسا ہو، تو جھگڑا نہ کرنا مجھے بقیع میں دفن کر دینا۔

## اُم المومنین کی اجازت، مگر مروان کا انکار

جب آپ کا وصال ہو گیا تو حسب وصیت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ بھائی جان نے آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت طلب کی تھی جو آپ نے منظور فرمائی تھی لیکن انہوں نے فرمایا تھا وصال کے بعد دوبارہ پوچھ لینا اس بارے میں ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ جواباً آپ نے یہی کلمات فرمائے۔

"ہاں، میرے لئے یہ سعادت ہوگی"۔ (اسد الغابہ ۲:۱۶)

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

"یہ میں خود چاہتی ہوں اور یہ میرے لئے سعادت ہے"۔ (ذخائر العقبی:۱۵۲)

مروان کو پتا چلا تو اس نے یہ اعلان کر دیا حکومت امام حسن (رضی اللہ عنہ) کو وہاں دفن نہیں ہونے دے گی۔ قریب تھا کہ لوگ مروان کے خلاف مسلح ہو کر لڑائی کرتے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! امام حسن (رضی اللہ عنہ) کو نانا جان کے ساتھ دفن نہ ہونے دینا ظلم کی انتہا ہے اللہ کی قسم، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے اور نواسے ہیں"۔ (الاستیعاب ۱:۳۷۷)

پھر امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور عرض کیا مروان فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے آپ اسے ناکام بنائیں چونکہ امام حسن نے وصیت کے وقت یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر لوگ رکاوٹ بنیں تو مجھے بقیع میں دفن کر دینا۔

لہٰذا آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

(الاستیعاب ۱: ۳۷۷)

## مجھے دادی صاحبہ کے پاس دفن کرنا:

بعض روایات میں آپ کی وصیت یوں ملتی ہے اگر نانا جان کے پاس دفنانے میں رکاوٹ ہو تو پھر مجھے "میری دادی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے پاس دفن کر دینا امام ابن حجر مکی لکھتے ہیں مدینہ طیبہ کے گورنر حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی دادی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے مشہور گنبد (قبہ) میں دفن کر دیا گیا۔ (الصواعق المحرقہ ۲۱۷)

## مسجد نبوی کی چھت پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اعلان:

ابن اسحٰق نے مساوری السعدی سے نقل کیا جب امام حسن رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو میں نے دیکھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کی چھت پر روتے ہوئے بلند آواز سے یہ اعلان کر رہے ہیں" اے لوگو! آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کا وصال ہو گیا اس پر آنسو بہاؤ"۔ (سیر اعلام النبلاء ۳: ۲۷۷)

## ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وصیتیں:

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اور امت کی ماں کے درجہ پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے!

"نبی محترم مؤمنین کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور ان کی بیویاں اہل ایمان کی مائیں ہیں"۔

## اب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن نہ کرنا:

امام شعبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: حضور مختار کل کائنات مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے

وصال کے بعد مجھ سے کچھ کوتاہیاں سرزد ہوئی ہیں میں نہیں جانتی میرا حال آپ کے ہاں کیسا ہے؟ مجھے آپ کے پہلو میں دفن نہ کرنا کیونکہ میں اپنے آپ کو اس حال میں آپ کے پڑوسی ہونے کے قابل نہیں سمجھتی۔ (اتحاف السادۃ المتقین ۱۰٬ ۳۳۳)

کسی نے عرض کیا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہوتیں تو بہتر تھا فرمایا اگر ایسا ہوا تو پچھلا عمل جاتا ہے اور میں نیا عمل شروع کرلوں۔ (مؤطا امام محمد٬ باب النوادر)

## میرے نیچے سرخ چادر نہ بچھانا:

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے سیّدہ نے وصال کے وقت یہ بھی فرمایا تھا "مجھے سرخ اونی کپڑے پر اٹھا کر نہ لے جانا"۔ (ابن سعد ۸:۷۶)

## مجھے رات کو ہی دفن کردیا جائے:

حضرت سالم کا یہ بیان ہے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وصال سترہ رمضان المبارک کو نماز وتر کے بعد ہوا آپ نے وصیت فرمائی مجھے رات ہی دفن کردیں صبح کا انتظار نہ کیا جائے۔ (ابن سعد ۸:۷۷)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قمیص اور عذاب قبر سے نجات:

اس کے بعد آپ نے فرمایا: یہ حضور مختار کل کائنات٬ فخر بنی آدم٬ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک قمیص ہے اس مبارک کرتے کو میرے سینے پر رکھ دینا شاید میں اس کی برکت سے عذاب قبر سے نجات پاؤں۔ (اتحاف السادۃ المتقین: ۱۰٬ ۳۳۳)

## حضرت اسماء کی وصیت:

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ نے فوت ہوتے وقت وصیت فرمائی جب میں فوت ہو جاؤں میرے کپڑوں اور جسم پر خوشبو لگاؤ مگر میرے کفن پر خوشبو نہ لگانا۔ (الطبقات ۸:۲۵۴)

## ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وصیتیں:

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے سب سے زیادہ سخاوت کرنے والی خاتون حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہیں۔

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان جلوہ افروز تھے' آپ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جس کا ہاتھ لمبا ہے وہ تم میں سے پہلے فوت ہوگی''۔

آپ کے وصال کے بعد اکٹھی ہوئیں تو ایک دوسری سے ہم ہاتھ ماپا کرتی تھیں جب سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو ہمیں پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل ہاتھ سے مراد کثرتِ صدقہ تھا۔ (الطبقات لابن سعد ۸:۱۰۸)

## ایک کفن صدقہ کر دینا:

حضرت قاسم کا بیان ہے کہ آپ نے وصال کے وقت فرمایا ''میں نے کفن تیار کر رکھا ہے اگر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کفن بھیجیں تو ایک کفن صدقہ کر دینا''۔

(سیر اعلام النبلا ۲، ۲۱۷)

حضرت عمرۃ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے پانچ اقسام کا کپڑا بھیجا تاکہ ان میں سے جو آپ پسند فرمائیں اسے کفن بنایا جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھیجے ہوئے کپڑے میں آپ کو کفن دیا گیا اور جو خود تیار کیا تھا اسے آپ کی ہمشیرہ حمنہ نے راہِ خدا میں صدقہ کر دیا۔

نوٹ: اس سے اندازہ کیجئے مسلمانوں کا بیت المال ولادت سے لے کر وفات تک کس طرح انسانیت کی خدمت کرتا ہے کاش یہ نظام ہمیں پھر دیکھنا نصیب ہو۔

## میری چادر صدقہ کر دینا:

آپ نے اپنی چادر کے بارے میں فرمایا اگر ورثاء کو طاقت ہو' تو مجھے دفن کر دینے

کے بعد اسے صدقہ کر دینا۔ (سیر اعلام النبلاء ۲: ۲۱۷)

## مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار پائی پر باپردہ لے جانا:

محمد بن ابراہیم التیمی آپ کے مرض وصال کے احوال میں بیان کرتے ہیں آپ نے مجھے وصیت فرمائی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی چار پائی پر لے جانا اور اس پر پالکی کی شکل بنالینا۔

## میرے جنازہ کے ساتھ آگ نہ لے جانا:

حضرت ابن کعب بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازہ کے ساتھ آگ مت لے جانا۔ (ابن سعد ۸: ۱۰۹)

## ام المؤمنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی غریب یہودی بھانجے کے لئے وصیت:

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے منقول ہے ام المؤمنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو وراثت میں ایک لاکھ درہم حاصل ہوئے تھے جب آپ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے اپنے بھانجے کے لئے تہائی مال کی وصیت کی۔ آپ کے دیگر ورثاء نے بھانجے کو تہائی مال دینے سے انکار کر دیا تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ پیغام بھیجا۔

"اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور بھانجے کو وصیت کے مطابق دو"۔ (ابن سعد ۸: ۱۰۸)

نوٹ: اندازہ کیجئے اسلام کتنا عظیم دین ہے کہ وہ غیر مسلم کے حق میں بھی کی گئی وصیت کو جائز رکھتا ہے۔

## میرا جنازہ سعید بن زید پڑھیں:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ وصیت فرما رکھی تھی میرا جنازہ سعید بن زید پڑھائیں جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

امام ذہبی نے یہ وصیت نقل کر کے کہا کہ حضرت سعید کا وصال آپ سے کئی سال

پہلے ہو چکا تھا۔

ممکن ہے انہوں نے کسی ایسی بیماری کے وقت یہ وصیت کی ہو جس کے بعد انہیں صحت ہو گئی اور حضرت سعید کا وصال ہو گیا ان کے وصال سے پہلے۔ واقدی نے امام نافع سے روایت کیا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ (سیر اعلام النبلا ۲:۲۱۰)

## حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وصیت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے صحابہ کرام کی رائے یہ ہے کہ آپ معمولات میں ہم سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے دن ہمیں جس حال میں چھوڑا ہم میں اس کے بعد تبدیلی آگئی مگر عمر اور عبداللہ میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ (المستدرک ۳:۶۴۱)

## دیکھنے والا مجنون سمجھتا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے آثار سے پیار کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا آپ کو مجنون تصور کرتا حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اگر تم ابن عمر رضی اللہ عنہما کو آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے دیکھتے تو کہتے یہ تو کوئی دیوانہ ہے۔ (المستدرک ۳:۶۴۷)

## ان درختوں کو پانی دیتا ہوں تا کہ محبوب کی یادیں تازہ رہیں:

آثار رسول سے محبت و پیار کی ایک جھلک بھی ملاحظہ کر لیجئے کہ آپ ان درختوں کو ہمیشہ پانی دیا کرتے جن کے بارے میں یہ علم ہوتا کہ ان کے نیچے سرکار دو عالم تشریف فرما ہوئے پوچھنے پر بیان کرتے یہ اس لئے کرتا ہوں تا کہ میرے آقا کی یادیں تازہ رہیں، صحیح ابن حبان میں ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک کیکر کے درخت تک زیارت کے لئے

جاتے جس کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اس کے نیچے بیٹھے اور پانی دیتے کہ کہیں یہ سوکھ نہ جائیں۔

کنز العمال میں ابن عساکر کے حوالے سے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہجر وفراق کی وجہ سے ان کے اپنے معمولات زندگی کی عجیب کیفیت تھی، حضرت عمر بن دینار کا بیان ہے مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا۔

"میں نے وصال حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی تعمیر کی اور نہ ہی کوئی کھجور کا درخت لگایا ہے"۔ (ابن سعد ۴: ۱۷۰)

یعنی ہجر محبوب میں اپنے پودے لگانے ترک کر دیئے مگر محبوب کی یادوں کو ہرا رکھنے کو اپنا مشغلہ بنالیا۔

## مجھے حرم سے باہر دفن کرنا:

آپ کے بیٹے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے والد گرامی نے وصیت کی تھی کہ مجھے حرم سے باہر دفن کرنا مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے تو آپ کو مقبرہ مہاجرین میں مقام فخ پر دفن کیا۔ (المستدرک ۳: ۶۴۳)

الطبقات میں اس کی وجہ کا بھی ذکر ہے۔

اے بیٹے جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے حرم سے باہر دفن کرنا کیونکہ میں اس جگہ تدفین پسند نہیں کرتا جہاں سے میں نے ہجرت کر لی تھی۔ (ابن سعد ۴: ۱۸۸)

## اب میں اولاد کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کر سکتا:

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے وصال کے وقت لوگوں نے وصیت کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

"جو کچھ اپنے مال میں زندگی بھر کرتا رہا اس کا معاملہ اللہ کے سپرد مگر اب میں

جائیداد میں اولاد کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرسکتا"۔ (ابن سعد ۴: ۱۸۵)

## تین حسرتیں لے جا رہا ہوں:

جناب سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مرضِ وصال میں اس بات کا اظہار کیا کہ دنیا سے تین چیزوں کی حسرت لئے جا رہا ہوں "اب دن کو روزہ رکھنا اور رات کو قیام نصیب نہ ہوگا اور میں ان باغیوں کے خلاف کیوں نہ لڑا۔"

(ابن سعید ۴: ۱۸۵)

## خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وصیتیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو عرصہ دس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل ہوا' ان کی والدہ حضرت ام سلیم نے انہیں پیش کرتے ہوئے عرض کیا تھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چاہتی ہوں یہ آپ کی خدمت کرے اس کے لئے دعا فرمائیں' ان کے لئے آپ نے یہ چار دعائیں فرمائیں۔

"اے اللہ ان کے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما اور ان کی عمر لمبی فرما اور ان کے گناہ معاف فرمادے"۔

حضرت انس کہتے ہیں میری اولاد میں اتنی برکت ہوئی کہ میں سو سے زائد پوتے پوتیوں کو دفن کر چکا ہوں میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہے تین دعاؤں کا صلہ عملاً دیکھ چکا ہوں اور چوتھی کا امیدوار ہوں۔

## موئے محبوبِ خدا میری زبان کے نیچے رکھ کر دفن کرنا:

حضرت انس کے شاگرد حضرت ثابت البنانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے وصیت کی: اے ثابت! یہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بال لے لو جب میں فوت ہو جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ کر مجھے دفن کرنا۔

''میرے آقا کا بال مبارک ہے جب میں فوت ہو جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا میں نے آپ کی وصیت کے مطابق وہ بال آپ کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور آپ کو اس حال میں دفن کیا گیا کہ بال آپ کی زبان کے نیچے تھا''۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۱:۷۱)

### پسینہ محبوب سے کفن کو معطر کرنا:

امام محمد بن عبداللہ انصاری اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ثمامہ نے حضرت انس سے بیان کیا کہ میری والدہ حضرت ام سلیم آپ کا بچھونا بچھاتیں اور پسینہ مبارک ایک شیشی میں جمع کر لیتی تھیں جب حضرت انس کے وصال کا وقت آیا تو وصیت کی کہ میرے کفن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محفوظ پسینہ سے خوشبو لگائی جائے لہٰذا ان کی وصیت کے مطابق پسینہ مبارک کو ہی خوشبو کے طور پر کفن پر لگایا گیا۔

(بخاری کتاب الاستیذان رقم 5925)

طبقات میں روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

''میرے جسم و کفن کو اس خوشبو سے معطر کرنا جس میں آپ کا پسینہ اور بال شریف ہیں''۔ (ابن سعد ۲۵)

### مصطفیٰ کے پسینہ کی کیا بات ہے:

یہ طریقہ مبارک آگے بھی جاری رہا امام محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے بھی حضرت انس کی والدہ مبارک کے پسینہ کا عظیم تحفہ حاصل کیا۔

میں نے حضرت ام سلیم سے وہ خوشبو مانگ لی انہوں نے مجھے اس میں حصہ عطا فرمایا۔

حضرت ایوب کا بیان ہے کہ میں نے مبارک پسینہ امام محمد بن سیرین سے حاصل کیا۔

میں نے وہ پسینہ حضرت امام محمد بن سیرین سے طلب کیا تو انہوں نے مجھے حصہ عطا

فرمایا جواب تک میرے پاس محفوظ ہے۔

## امام محمد بن سیرین تابعی کا کفن بھی اسی پسینہ سے معطر ہوا:

اس کے بعد فرماتے ہیں جب امام محمد بن سیرین کا وصال ہوا تو ان کے کفن کو اس پسینہ سے معطر کیا گیا۔ (سیر اعلام النبلاء ۲: ۳۰۷)

## حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھڑی مبارک میرے ساتھ دفن کرنا:

سنن بیہقی اور ابن عساکر میں امام محمد بن سیرین سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے۔

ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک چھڑی تھی جو ان کے ساتھ ان کے پہلو اور قمیص کفن کے درمیان دفن کر دی گئی۔ (کنز العمال ۱۳: ۲۸۹)

## مجھے کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا:

حضرت انس بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو میں وہاں موجود تھا آپ نے فرمایا:

"مجھے کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا پھر آپ کلمہ طیبہ مسلسل پڑھتے رہے یہاں تک کہ وصال ہو گیا"۔

## مجھے محمد بن سیرین غسل دیں اور میرا جنازہ پڑھائیں:

حضرت ابن عون سے مروی ہے کہ وصال سے پہلے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی: "مجھے محمد بن سیرین غسل دیں اور میرا جنازہ پڑھائیں تو محمد بن سیرین نے آ کر غسل و کفن دیا نماز جنازہ پڑھائی اور پھر قید خانہ کی طرف لوٹ گئے حتیٰ کہ اپنے گھر بھی نہ گئے اس معاملہ میں تعاون پر ہمیشہ عمرو بن یزید کے شکر گزار رہے"۔

## حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وصیتیں:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت جب قریب آیا تو دیوار کی طرف منہ کر کے بہت روئے بیٹے نے عرض کیا ابا جان! کیوں پریشان ہوتے ہیں کیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بہت سی بشارتیں نہیں دی تھیں؟ فرمایا: بیٹے مجھ پر تین طرح کے احوال گزرے ہیں ایک وہ دن تھے جب مجھے اللہ کے رسول سے شدید بغض وعداوت تھی میں چاہتا تھا العیاذ باللہ آپ کو شہید کروں اگر اس حال میں میری موت آ جاتی تو میں ہمیشہ دوزخ میں جاتا پھر اللہ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈالی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا ہاتھ عنایت فرمائیں تاکہ میں بیعت کروں آپ نے ہاتھ آگے بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا آپ نے فرمایا: اے عمرو! کیا وجہ ہے؟ عرض کیا میں ایک شرط پر بیعت کرنا چاہتا ہوں فرمایا: کون سی شرط؟ عرض کیا گناہوں پر معافی کی، فرمایا: عمرو تجھے علم نہیں اسلام لانے سے قبل کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد میری حالت یہ ہو گئی کہ حضور شہنشاہ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مجھے کوئی محبوب نہ رہا میری نگاہوں میں آپ سے بڑھ کر کوئی حسین ہستی نہ رہی ادب وتعظیم کی وجہ سے مجھ میں آپ کو نظر بھر کر دیکھنے کی طاقت کہاں تھی اب کوئی مجھ سے آپ کے سراپا کے بارے میں سوال کرتا تو میں بیان نہ کر سکتا تھا کیونکہ میں نظر بھر کر آپ کو دیکھ نہیں سکا۔

اسی حال میں اگر دنیا سے رخصت ہو جاتا تو امید تھی میں جنت میں جاتا مگر اس کے بعد بہت سے معاملات کی ذمہ داری ہم پر آئی ان میں میرا حال کیسا رہا میں نہیں جانتا۔

## نماز عید سے پہلے میرا جنازہ پڑھ لینا:

امام حاکم نے آپ کی وصیت ان الفاظ میں نقل کی ہے اے بیٹے! میں فوت ہو جاؤں جب غسل وکفن دے لو تو مجھے جلدی لے چلو جب عیدگاہ میں لے جاؤ (آپ کا وصال عید الفطر کی رات ہوا تھا) تو تمام راستوں کو دیکھنا جب تمام لوگ اکٹھے ہو جائیں کوئی باقی نہ رہ جائے تو پہلے میری نماز جنازہ ادا کرنا اس کے بعد عید ادا کرنا۔

## مٹی ڈالنے میں میرے دائیں بائیں کا خیال نہ کرنا:

جنازے کے بعد جب مجھے دفنانے لگو۔

جب مجھے لحد میں رکھو تو ہر طرف سے مٹی بیک وقت ڈالو کیونکہ اب میں دائیں' بائیں سے مٹی کا زیادہ حقدار نہیں۔ (المستدرک ۳:۵۱۲)

## میری قبر میں لکڑی اور پتھر نہ رکھنا:

اور یہ بھی خیال رکھنا' میری قبر میں لکڑی اور پتھر ہرگز نہ رکھنا۔ (اسد الغابہ ۴:۲۴۷)

## میری قبر پر ٹھہرنا تاکہ میں جواب دے سکوں:

جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت نہ چلے اور نہ آگ ساتھ لائی جائے جب مجھے دفن کیا جائے تو مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا' پھر میری قبر کے پاس اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جائے تاکہ میں تم سے اُنس حاصل کروں اور پورے ذوق کے ساتھ اپنے رب کے بھیجے ہوئے ملائکہ کو ان کے سوالات کے جواب دے سکوں۔ (المسلم)

## رازدانِ رسول حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وصیتیں:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان صحابی ہیں انہیں سرور دو عالم نے منافقین کے بارے میں آگاہ فرمایا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: منافقین کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے آپ ہی ہیں۔ (المستدرک ۳:۴۲۹)

اسی لئے ان کا لقب "صاحب سر رسول" ہے۔

## اگر حضرت حذیفہ جنازہ میں شریک ہوتے تو:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی شخص فوت ہوتا تو اس کے جنازہ میں اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شریک ہوتے تو آپ اس جنازہ میں شرکت

کرتے اور اگر اس میں حضرت حذیفہ شریک نہ ہوتے تو آپ بھی شرکت نہ کرتے۔

جب کوئی شخص فوت ہوتا تو حضرت حذیفہ کے بارے میں پتہ کرواتے اگر وہ نماز جنازہ میں ہوتے تو آپ جنازہ میں شرکت کرتے اور اگر حضرت حذیفہ جنازہ میں شریک نہ ہوتے تو آپ بھی جنازہ میں شرکت نہ کرتے۔

## حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیتیں

### یہ بال مبارک میرے منہ اور ناک میں رکھ دینا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو کہنے لگے ایک دفعہ میں صفاء کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال مبارک کٹوانے کا ارادہ فرمایا میں نے قینچی لے کر آپ کے بال بنائے اور بال مبارک حاصل کر لئے، جب میں فوت ہو جاؤں تو ان بالوں کو میرے منہ اور ناک پر رکھ دینا۔

(تاریخ ابن عساکر ترجمہ: معاویہ ابن ابی سفیان)

### یہ ناخن مبارک میری آنکھوں پر رکھ دینا:

اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ناخنوں کے تراشے پاس رکھے ہوتے تھے ان کے بارے میں وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ''ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناخن اور بال کاٹے میں نے انہیں جمع کر لیا جب میں فوت ہو جاؤں تو انہیں میرے ناک اور منہ میں رکھ دینا میں نے ایک شیشی میں آپ کے ناخن آج کے لئے محفوظ کئے تھے میری موت کے بعد انہیں میری آنکھوں پر رکھ دینا اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ان کی برکت سے مجھ پر رحم فرمائے گا۔'' (تاریخ الاسلام للذہبی ۲:۳۹۳)

### ناخن پیس کر انہیں میری آنکھوں کا سرمہ بنا دینا:

امام شمس الدین محمد بن عثمان الذہبی نے آپ کی یہی وصیت یوں بیان کی ہے: میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروایا کرتا تھا آپ نے اپنا قمیص مبارک اتار کر مجھے پہنا دیا میں نے وہ قمیص اور آپ کے ناخن مبارک اپنے پاس محفوظ کر لئے تھے جب میں فوت ہو جاؤں۔ ''قمیص مبارک کو میرے جسم پر رکھ دینا اور ناخن مبارک کو پیس کر انہیں میری آنکھوں کا سرمہ بنا دینا امید ہے اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے مجھ پر رحم فرمائے گا۔''

(سیر اعلام النبلاء ۳:۱۶۰)

## ناخن مبارک رکھ کر مجھے سپرد خدا کر دینا:

امام نووی نے آپ کی یہی وصیت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن مبارک تھے انہوں نے یہ وصیت کی کہ انہیں پیس کر میری آنکھوں اور روضہ پر رکھ دینا اور کہا ایسا کر کے مجھے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے کے سپرد کر دینا۔ (تہذیب الاسماء واللغات ۲:۱۰۳)

## یہ قمیص رسول کفن کے نیچے جسم پر رکھ دینا:

حضرت امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کے لئے تشریف لے گئے میں پانی کا کوزہ لے کر حاضر ہو گیا آپ نے جسم اقدس کا ایک کپڑا مجھے پہنا دیا میں نے اس کپڑے کو آج کے دن کے لئے محفوظ کر لیا تھا۔ (الیوم الاستیعاب ۳:۳۹۹)

امام نووی نے اسے ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کے لئے تشریف لے گئے میں پانی کا کوزہ لے کر حاضر ہو گیا تو آپ نے اپنے جسم اقدس کا ایک کپڑا مجھے پہنا دیا میں نے اس کپڑے کو آج تک کے دن کے لئے محفوظ کر لیا تھا۔ (الیوم الاستیعاب ۳:۳۹۹)

امام نووی نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے

وصال کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت کرتے ہوئے کہا مجھے اس قمیص میں کفن دینا جو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنائی تھی اور اسے میرے جسم سے ملا کر رکھا۔

(تہذیب الاسماء ۲:۱۰۳)

امام ابن عبدالبر نے وصیت کے یہ الفاظ ذکر کئے ہیں۔

''اس قمیص کو میرے کفن کے پیچھے جسم سے متصل کر کے رکھنا۔

## اگر بنی تو ان سے بنے گی:

بلکہ وہاں پر اگر بنی تو ان میں سے کوئی شے وسیلہ بنے گی ورنہ اللہ تعالیٰ ہی معاف فرمانے والا ہے۔

اگر کوئی نفع مند چیز ہے تو یہی ہے ورنہ اللہ ہی معاف فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (الاستیعاب ۳:۳۹۹)

## میرا نصف مال بیت المال کو دے دیا جائے:

محمد بن حکم سے روایت ہے کہ آپ نے وصال کے وقت یہ بھی وصیت کی تھی ''میرے ذاتی اموال کا نصف اسلامی بیت المال میں داخل کر دینا گویا وہ ازراہِ احتیاط اپنے مال کو صاف کرنا چاہتے تھے''۔ (البدایہ والنہایہ ۸:۱۶۱)

## معلم امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیتیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کائنات میں یہ شرف حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک اٹھاتے تھے رحمت کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو یہ نعلین ایک تھیلے میں ڈال کر سینے سے لگائے بیٹھ جاتے جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھتے آپ نعلین پیش کرتے اور بعض اوقات پہنانے کا بھی شرف حاصل کرتے۔

## میرا جنازہ حضرت زبیر پڑھائیں:

ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ آپ نے جنازہ کے بارے میں فرمایا میرا جنازہ حضرت

زبیر پڑھائیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۱:۴۹۹)

## مجھے دوسو درہم کا کفن دیا جائے:

جب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ اب جلد ہی وہ اپنے رب سے جاملیں گے تو انہوں نے حضرت زبیر بن العوام اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنی اولاد اعمال اور تجہیز و تدفین کے متعلق چند وصیتیں کیں ان میں پہلی یہ تھی۔

"مجھے دوسو درہم کے کپڑوں کا کفن دیا جائے"۔ (طبقات ابن سعد)

## کیا خواہشیں ہیں رحمت ربّ کی:

ابوظبیہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے اور پوچھا:

ما تشکی؟ — کیا پریشانی ہے

فرمایا:

ذنوبی — گناہوں کی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فما تشھی — کیا خواہش ہے؟

فرمایا:

رحمة ربی — اپنے رب کی رحمت

فرمایا:

الا امر لك بطبيب؟ — کسی طبیب کو بلاؤں؟

فرمایا

الطبيب امرضنی — طبیب ہی نے بیمار کیا ہے

(سیر الاعلام النبلاء ۱:۴۹۸)

## فارغ اوقات اپنے گھر رہو اور اپنے گناہوں پر رویا کرو:

محدث نورالدین ہیثمی: اسماعیل بن ابی خالد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے ابوعبیدہ کو نصیحت کرتے ہوئے تین باتوں کا حکم دیا۔

"اللہ کے احکام کی پیروی کرنا، فارغ اوقات گھر میں رہو اور اپنے گناہوں پر روتے رہو"۔

## مجھے عثمان بن مظعون کے پہلو میں دفن کرنا:

آپ کے مذکورہ صاحبزادہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے والد گرامی نے وصیت فرمائی تھی، مجھے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کرنا۔

## حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی وصیت:

صحابہ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر کی تصویر تھے نہایت ہی کھرے اور دنیاوی مصلحت سے بہت دور تھے۔ ۳۲ ہجری میں ربذہ کے مقام پر اپنی بیوی اور لڑکی کے ساتھ قیام پذیر تھے مرض وصال شروع ہو گیا حج کے موسم کی وجہ سے تھوڑے بہت لوگ یہاں رہتے تھے۔ وہ بھی مکہ معظمہ روانہ ہو گئے آپ کی بیوی نے یہ دیکھ کر کہ آپ کی زندگی کا بہت کم وقت رہ گیا ہے گاؤں کے لوگ بھی حج کو چلے گئے ہیں اس ویرانے میں میری بیٹی اس جاں گداز واقعہ کو کس طرح برداشت کرے گی میں کفن ودفن کے فرض سے کیسے عہدہ برآء ہوں گی۔ جنازہ کا کیا بنے گا؟ اس رنج وفکر میں آپ رونے لگیں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے نہایت اطمینان وسکون میں اس سے فرمایا ہر گز فکر نہ کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی جماعت (جس میں میں بھی تھا) سے فرمایا:

"تم میں سے ایک شخص سنسان وادی میں فوت ہو گا لیکن اس کے جنازہ کے لئے مسلمانوں کا ایک گروہ آئے گا۔"

میں دیکھ رہا ہوں اس مجلس میں جتنے بھی لوگ تھے وہ سب کے سب انتقال کر چکے صرف میں ہی رہ گیا ہوں اس سنسان وادی میں ضرور ایک معزز گروہ آئے گا تم سڑک پر

جاؤ اور دیکھو کہ کون لوگ آ رہے ہیں، بیوی نے جواباً کہا آج آٹھ ذوالحجہ ہے جس نے مکہ جانا تھا وہ مکہ پہنچ چکا اب راستہ سنسان ہے۔

آپ نے فرمایا: میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے جو فرمایا تھا وہ پورا ہو کر رہے گا تم سڑک پر جا کر دیکھو ضرور بالضرور کچھ لوگ میرے جنازے میں شرکت کے لئے آ رہے ہیں؟ آپ کی بیوی بیان کرتی ہے میں راستے پر گئی دیکھتی ہوں ایک قافلہ چلا آ رہا ہے مجھے تنہا اور پریشان دیکھ کر قافلے والوں نے اونٹ روک دیئے مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا: ایک مسلمان کا آخری وقت ہے اس کے کفن ودفن کا معاملہ در پیش ہے قافلہ والوں نے پوچھا وہ کون ہیں؟ جواب ملا صحابی رسول اللہ ابوذر غفاری! یہ سنتے ہی قافلہ میں ایک شور برپا ہو گیا بیک آواز بولے ان پر میرے ماں باپ قربان! روتے ہوئے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت ابوذر غفاری نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت دی۔

جب آپ نے بیوی کو قافلہ والوں کی تلاش میں بھیجا تو اپنی صاحبزادی کو حکم دیا ایک بکری ذبح کر کے اس کا گوشت چولہے پر چڑھا دو کیونکہ مہمان آ رہے ہیں۔

## کوئی کھانا کھائے بغیر نہ جائے:

اور بیٹی کو وصیت کی کہ جب وہ قافلہ والے میری تجہیز و تدفین سے فارغ ہو جائیں تو انہیں کہنا ابوذر نے تمہیں قسم دی ہے کہ جب تک تم کھانا نہ کھا لو اپنی سواریوں پر سوار نہ ہونا۔ (تاریخ طبری ۵:۵۸۱)

آپ نے اہل قافلہ سے مخاطب ہو کر بھی فرمایا:

''اگر میرے پاس اتنا کپڑا ہوتا جو کفن بن سکتا تو مجھے اسی میں کفن دیا جاتا''۔

## میرے کفن دفن میں کوئی صاحب منصب شریک نہ ہو:

اور اہل قافلہ کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دیتے ہوئے یہ وصیت کی میری تجہیز و تدفین میں ہر وہ شخص شریک نہ ہو جو حکومت کے کسی بھی منصب پر ہو، خواہ امیر ہو یا نقیب

محاسب ہو یا پیغام رساں ایک انصاری نوجوان کھڑا ہوا عرض کیا آپ کی تمام شرائط میرے اندر موجود ہیں میرے پاس چادریں ہیں جو میری والدہ نے بنائی ہیں آپ نے فرمایا: تو ہی میرا دوست ہے تو ہی مجھے کفن دے گا۔ (مسند احمد ۵:۱۶۶)

فرمایا: میرا رخ قبلہ کی طرف کردو حکم کی تعمیل کرتے ہی روح محوِ پرواز ہوگئی۔

## غسل وکفن کے بعد جنازہ پڑھانے والے کا انتظار:

طبقات ابن سعد میں ہے کہ آپ نے اپنی بیوی اور غلام کو وصیت فرمائی تھی مجھے غسل وکفن دے کر راستہ کے کنارے رکھ دینا جو پہلا سوار وہاں سے گزرے اسے بتاؤ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوذر ہیں۔

انہوں نے وصیت کے مطابق جنازہ سڑک کے کنارے رکھ دیا کیا دیکھتے ہیں معلم امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں سمیت عمرہ کا احرام باندھے چلے آرہے ہیں، چونکہ آپ کو اپنے قدیم دوست اور رفیق کا آخری حق ادا کرنا تھا اس لئے حضرت ابن مسعود عین اس وقت ربذہ پہنچے جب حضرت ابوذر کا جنازہ سڑک پر رکھ دیا گیا تھا یوں سرِ راہ جنازہ دیکھ کر آپ اور آپ کے ساتھی ٹھٹھک گئے اور انہوں نے اپنی سواریوں کو روک کر پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے بتایا گیا حضرت ابوذر کا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر زار وقطار رو دیئے۔

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا: ابوذر اکیلا زندگی بسر کرے گا، اکیلا فوت ہوگا اور روزِ قیامت اکیلا ہی اٹھایا جائے گا''۔ (ابن سعد ۴: ۳۲۴)

## میرے مرنے پر نوحہ نہ کرنا:

حضرت مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنو تمیم کے سردار جب حضرت قیس بن عاصم المنقری رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو یہ وصیت فرمائی۔

مجھ پر ہرگز نوحہ نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوحہ سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا۔ (المستدرک، کتاب الجنائز)

## یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے جسم کے ساتھ مس کرنے والے کپڑے میں کفن دیجئے:

طبرانی' ایوب مخزومی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ولید بن ولیدؓ مکہ میں محبوس تھے انہوں نے ہجرت کے وقت سارا مال بیچ دیا اور حضرت عیاش بن ربیعہؓ کے ساتھ پیدل ہجرت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

''میری تمنا ہے جب فوت ہو جاؤں تو آپ مجھے اپنے مبارک جسم سے مس ہونے والے کپڑے میں کفن دیں''۔

جب اس صحابی کا وصال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قمیص میں کفن دیا۔ (الاصابہ ۳:۶۴)

باب نمبر 7:

# حقیقت موت وفضیلت موت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ

(پ۲۹ الملک آیت ۲)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے موت وحیات کو اس لئے تخلیق فرمایا کہ تم میں سے بہترین عمل کون کرتا ہے“۔

دوستو! اس قادر مطلق اور خالق برحق نے موت کو بے شک ہماری آزمائش کے لئے پیدا کیا تاکہ ہم اس چندروزہ زندگی میں اپنے اعمال کو نیکی اور یاد خدا سے آراستہ کر کے اس مالک کی رضا کے مطابق موت کے بعد حیات جاوید سے لطف اندوز ہوسکیں۔

بلاشبہ موت ایک ہولناک شے ہے اور اس کی ہولناکیوں اور تباہیوں کے خوف سے ہی ہم اپنے اعمال کو درست کر سکتے ہیں اور موت کی طاقت وعظمت سے تو فرشتے بھی خوف کھاتے ہیں۔

## تخلیق موت:

موت کی تخلیق کے بارے میں حقائق الاخبار میں ص ۴ پر مرقوم ہے کہ خالق حقیقی نے موت کو پیدا کر کے اسے ایک ہزار پردوں میں چھپا دیا پھر اس تباہ کار کو آسمانوں اور زمینوں سے بھی زیادہ قوت عطا فرما کر ایسی مضبوط اور طویل زنجیروں سے جکڑ دیا کہ ہر ایک زنجیر کا طول ایک ہزار سال کی مسافت کے برابر تھا چونکہ موت کو حجاب میں رکھا گیا

تھا اس لئے فرشتے نہ اس کے مکان سے واقف تھے
نہ اس کی آواز سن سکتے تھے اور نہ ہی اس کی عظمت وحقیقت سے آگاہ تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے عزرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ تجھے موت پر مسلط کیا جاتا ہے اس کو اپنے قبضے میں کر لو فرشتوں نے جب موت کا نام سنا تو اللہ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے کہ اے خالق! موت کیا چیز ہے اور اسے تو نے کہاں چھپا رکھا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موت کو ظاہر کرنے کے لئے اسے حکم دیا کہ اے موت اپنے پردے دور کر دے اس پر موت نے اپنے تمام پردے ہٹا دیئے تب فرشتوں نے موت کو دیکھا اور نگاہ پڑتے ہی بے ہوش ہو گئے اور ایک ہزار سال تک اسی بے ہوشی میں رہے ہزار سال کے بعد جب ہوش آیا تو عرض کی کہ

"یا ربنا اخلقت خلقا اعظم من هذا قال نعم وانا اعظم من هذا"۔

"اے پروردگار کیا تو نے اس سے بڑی کوئی چیز پیدا کی ہے تو ارشاد ہوا ہاں اس سے میں کہیں بڑا ہوں"۔

پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار موت تو بہت زبردست ہے میں اس پر کیسے قابو پا سکتا ہوں' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس قدر قوت عطا فرمائی کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے موت کو پکڑ کر بحکم الٰہی اپنے قبضے میں کر لیا اور اس پر موت نے ایک چیخ ماری اور اللہ کے حضور عرض کی کہ اے رب العزت مجھے اجازت دے کہ میں آسمان میں اپنا اعلان سنا سکوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی اور موت نے اپنا اعلان اس طرح سے شروع کیا۔

"میں موت ہوں' اور وہ موت ہوں جو ماؤں اور بیٹیوں میں جدائی ڈالتی ہوں"۔

"میں وہ موت ہوں جو بھائی اور بہنوں میں جدائی ڈالتی ہوں"۔

"میں وہ موت ہوں جو خاوند اور بیوی میں جدائی ڈالتی ہوں"۔

''میں وہ موت ہوں جو گھروں اور محلوں کو برباد کرتی ہوں''۔

''میں وہ موت ہوں جو قبروں کو آباد کرتی ہوں''۔

''میں وہ موت ہوں جو تم کو ڈھونڈتی ہوں تو پالیتی ہوں خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو''۔

''اور مخلوق میں ایسا کوئی نہ رہے جو میرا ذائقہ نہ چکھے''۔

چنانچہ ربّ العزت نے واضح فرمادیا ہے کہ کل نفس ذآئقة الموت کہ ہر ذی روح کو ایک نہ ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا ہے''۔

دوستو! ہر جاندار خواہ وہ جن ہو یا بشر' انسان ہو یا حیوان' بادشاہ ہو یا گدا' امیر ہو یا غریب نبی ہو یا ولی مرد ہو یا عورت' بچہ ہو خواہ بوڑھا ہو یا جوان وقت مقرر پر ضرور اس حیات مستعار سے ہاتھ دھوئے گا' خواہ وہ خلوت میں ہو یا جلوت میں یعنی موت کا ہاتھ اسے بند کمروں میں بھی نہیں چھوڑے گا خواہ وہ زمین کو چھوڑ کر چاند پر جانے میں کامیاب ہو جائے۔

یہ دنیا آخر فانی ہے اور موت بھی اک دن آنی ہے۔

لاجرم جب مرنا ہی ہے تو ہمیں ہر وقت اس بات کا خیال ہونا چاہیے کہ جو کام بھی ہم کر رہے ہیں وہ اللہ کی نظروں سے پوشیدہ نہیں اور موت سے ہمارا بچاؤ نہیں ایک روز اپنے اعمال کا حساب چکانا ہی پڑے گا' تو انشاءاللہ ہم برائیوں سے بچ کر نیک راہ اختیار کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں اور فلاح آخرت حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ انسان موت کو یاد کرے اور اپنے اعمال کا حساب لے کیونکہ موت سے فرار ممکن نہیں اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

"قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝"۔ (پ ۲۸ س جمعہ)

ترجمہ: ''اے محبوب! فرمادیجئے کہ جس موت سے تم فرار ہوئے وہ تمہیں ضرور ملے گی اور تمہیں اس کی طرف لوٹنا ہے جو سب ظاہر و باطن کا علم رکھتا

ہے پھر تمہیں بتا دے گا جو تم نے کیا تھا۔"

## ذکر موت:

اگر یہ بات یاد رہے کہ موت لازم اور کسی صورت اس سے بچا نہیں جا سکتا تو انسان اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوگا نہ اعمال خیر سے غافل ہوگا بلکہ اعمالِ حسنہ کی طرف راغب ہو گا اسی لئے تو حضور سرورِ دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ موت کو یاد کیا کرو چنانچہ مشکوٰۃ شریف صفحہ 140 پر ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ سے روایت ہے کہ حضور مختارِ کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"اکثروا من ذکر ھادم اللذات الموت"

"موت کا کثرت سے ذکر کیا کرو یہ لذات کو مٹانے والی ہے"۔

## ذکر موت کا درجہ:

کیمیائے سعادت میں ص 734 پر اور نزہۃ المجالس میں صفحہ 15 پر ایک روایت میں بتلایا گیا ہے کہ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے حبیب خدا! کیا کوئی شخص شہیدوں کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا موت کو دن میں بیس بار یاد کیا کرو شہادت کا مرتبہ حاصل ہوگا۔

## جانور موت کے حال سے واقف نہیں:

جس طرح ہم موت کے حال سے واقف ہیں اور اس بات کا ادراک رکھتے ہیں کہ ہمیں کسی نہ کسی وقت اس عالم فانی سے کوچ کرنا ہے اور پھر یوم حساب اپنے اعمال کا حساب چکانا ہے اس طرح سے جانور موت کا ادراک نہیں رکھتے اگر وہ موت کے حال سے واقف ہوتے تو دنیا میں یہ پرندوں اور چرندوں کی رونق دکھائی نہ دیتی اور وہ اس غم میں گھلتے رہتے چنانچہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اگر جانور موت کے حال سے اس طرح واقف ہوتے جس طرح کہ تم ہو تو کسی انسان کے کھانے میں فربہ گوشت نہ آتا

یعنی جانور موت کے خوف سے لاغر ہو جاتے"۔ (کیمیائے سعادت ص 724)

## حکایت:

نزہۃ المجالس میں ص 53 پر ایک حکایت درج ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک شخص کے پاس سے گزر ہوا جو اونٹ چرا رہا تھا آپ نے ایک موٹے تازے اونٹ کو دیکھا مستی میں آ کر دوسرے اونٹوں کو کاٹ رہا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے کان سے پکڑ کر فرمایا کہ ایک دن بے شک تجھے مرنا ہے جب اونٹ نے یہ الفاظ سنے تو موت اس کو یاد آ گئی اور ساری مستی ختم ہو گئی' موت کے غم میں کھانا پینا بھول گیا اور لاغر ہوتا گیا چند دنوں کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر پھر اس طرف سے ہوا تو اس اونٹ کو دیکھا کہ دبلا پتلا ہے اور دوسرے اونٹوں سے الگ کھڑا ہے آپ نے چرواہے سے اس اونٹ کا حال دریافت کیا تو وہ عرض کرنے لگا یا روح اللہ! مجھ اس سے زیادہ علم نہیں کہ ایک روز اللہ کے ایک بندے کا یہاں سے گزر ہوا اور اس نے اس کے کان میں کچھ کہا اور چلا گیا اور اس وقت سے اس اونٹ نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور اس کی یہ حالت ہو گئی ہے۔

افسوس ہے کہ ہمیں انسان ہوتے ہوئے موت کا خیال نہیں اور حالانکہ ہم اس بات کا ادراک رکھتے ہیں کہ ہمیں ضرور مرنا ہے اور ہمارے سامنے روزانہ کئی جنازے اٹھتے ہیں اس کے باوجود ہم برے کام کرنے سے باز نہیں آتے' ہر قسم کا گناہ کرنے سے عار محسوس نہیں کرتے اور اگر کوئی یہ بات کہہ دے کہ خدا کا خوف کھاؤ ایک دن مرنا ہے تو ہمیں بجائے خوف کھانے کے موت کا نام لینے والے پر غصہ آنے لگتا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ موت کا نام لینے والے نے کوئی بہت بڑا الزام لگایا ہے حالانکہ یہ سچ ہے اور موت سے فرار ممکن نہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ (پ 28' جمعہ آیت 8)

"میرے محبوب فرما دیجئے کہ جس موت سے تم فرار ہوئے ہو وہ ضرور تمہیں آئے گی"۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ موت سے فرار ناممکن ہے تو ہمیں اس بات کا غصہ کیوں ہو کہ موت ہمیں بھی آئے گی۔ ہم موت سے کہاں بچ سکتے ہیں کہاں بھاگ کر جا سکتے ہیں موت کا پنجہ تو بہت سخت ہے وہ ہمیں بند کوٹھڑیوں اور مضبوط ترین قلعوں میں بھی نہیں چھوڑے گا۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِی بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ"

"تم خواہ مضبوط قلعوں میں بھی چھپ جاؤ موت تمہیں تلاش کرتی رہے گی"۔

دقائق الاخبار میں صفحہ 807 پر ایک حکایت یوں رقم ہے کہ

## حکایت

حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار پر ایک روز حضرت عزرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے وہاں ایک نوجوان بھی بیٹھا تھا حضرت عزرائیل علیہ السلام نے اسے تعجب کی نگاہ سے دیکھا تو وہ جوان کانپ اٹھا اور عزرائیل علیہ السلام کے جانے کے بعد عرض کرنے لگا یا حضرت مجھے بہت خوف آنے لگا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا اور وہ جوان ملک چین میں پہنچ اور وہاں سے اس کی روح قبض کر لی گئی۔

پھر ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت کیا کہ اے ملک الموت تم اس نوجوان کو اتنے تعجب سے کیوں دیکھ رہے تھے۔ بولے: یا نبی! مجھے تو اس جوان کی روح ملک چین میں قبض کرنے کا حکم ملا تھا لیکن میں اس کو آپ کے پاس بیٹھا دیکھ کر تعجب میں تھا کہ یہ جوان چین میں اتنی جلدی کیسے پہنچ جائے گا حالانکہ آج میں نے اس کی روح ملک چین میں قبض کرنی ہے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے بتلایا کہ وہ چونکہ خوفزدہ ہو گیا تھا اس لئے ہوا کے ذریعے چین بھیج دیا گیا۔

اللہ عزوجل نے اس نوجوان کے لئے کیا کیا اسباب پیدا کئے آخر موت کے پنجے

نے اسے جائے مقررہ پر دبوچ لیا۔

جب آخر موت ہی کا لقمہ بننا ہے تو دانائی تو یہی ہے کہ انسان موت کو یاد رکھے اور اس بات کو بھی دل سے فراموش نہ ہونے دے کہ قبر کی تاریک کوٹھڑی میں اس کا مکان ہو گا جہاں خاک کا بچھونا ہوگا اینٹوں کا تکیہ' بچھو سانپ اور کیڑے مکوڑوں کی رفاقت نصیب ہو گی اور منکر نکیر امتحان لیں گے پھر عذاب قبر اور بات یہیں ختم نہیں ہو گی محشر کو جب حساب قائم ہوگا' تو اپنے اعمال کا حساب چکانا ہوگا اگر اعمال حسنہ غالب آئیں گے تو بے شک جنت کا حقدار ہوگا اور اگر نیکیوں کا پلڑا اہلکا ہوا تو دوزخ ہاویہ میں ٹھکانہ ہوگا فرمان خداوندی ہے:

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ o فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ o

(پ30 القارعۃ' آیت 6-7)

''جس کا نیکیوں والا پلڑا بھاری ہوگا وہ دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا''۔

وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ o فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ o

(پ30 القارعۃ آیت 8-9)

اور جس کا نیکیوں کا پلڑا اہلکا رہا اور اس کا ٹھکانہ ہاویہ میں ہوگا''۔

جب اتنے امتحانوں سے گزر کر ہی منزل مقصود کو پانا ہے تو انسان کیوں نہ اپنے اعمال کو درست کرے اور کیوں نہ اپنے نفس پر قابو رکھنے کی کوشش کرے۔

## نفس پر قابو پانے کا طریقہ:

دین و دنیا میں فلاح حاصل کرنے کے لئے نفس پر قابو پانا لازم ہے اور نفس پر قابو پانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم موت اور اس کے بعد کے انجام کو کسی وقت بھی فراموش نہ کریں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال کا بھی محاسبہ کرتے رہا کریں۔

شرح الصدور میں صفحہ 8 پر اور کیمیائے سعادت میں صفحہ 234 پر فرمان نبوی یوں درج ہے۔

عقلمند وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع و قابو کر لیا اور موت کے بعد حساب و کتاب کیلئے عمل کر لئے۔

## موت ایک واعظ ہے:

موت کو یاد رکھنے والا انسان عذاب الٰہی سے ڈرتے ہوئے گناہوں سے بچتا ہے او اللہ سے ہر وقت اپنے پچھلے گناہوں کی معافی کا طلب گار رہتا ہے اور دنیا و مافیہا کو ہیچ خیال کرتا ہے اور معبود حقیقی کی عبادت کی طرف حضور دل سے راغب ہوتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ موت سے انسان بہت کچھ نصیحت حاصل کرتا ہے۔

چنانچہ شرح الصدور میں صفحہ 8 پر یہ حدیث بھی مرقوم ہے کہ

**كفى بالموت واعظاً ۔**

''موت پورا پورا واعظ (ناصح) ہے''۔

## موت کی یاد دل کی سختی کو دور کرتی ہے:

انسان اگر موت کی سختی اور موت کے بعد عذاب قبر' حساب' یوم حشر اور دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ کا خیال دل میں لائے تو انسان کا دل دہل جاتا ہے اور وہ اللہ کے عذاب کے خوف سے لرز کر نیک اعمال کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے چونکہ خود رحم کا خواہاں ہوتا ہے اس لئے دل میں دوسروں کے لئے رحم و کرم کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔اس طرح دل کی سختی دور ہو جاتی ہے۔شرح الصدور میں صفحہ 9 پر ایک روایت میں ہے کہ

ایک دفعہ ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر دل کی سختی کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا: موت کو یاد کیا کر اس طرح سے تیرا دل نرم ہو جائے گا۔

## موت کی تیاری:

دوستو! اس جہاں فانی میں نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے اور نہ رہے گا یہاں ہر نازنیں کو موت کے سانپ نے ڈسا جس نے زندگی کے پھول چنے اسے موت کے خار نے زخمی کیا جس

نے شرابِ ہستی کو پینے کی کوشش کی اسے خمارِ موت نے بے ہوش کر دیا جس نے دنیا میں خوشبو کا گنج پایا اسے موت کا رنج ضرور ملا غرض کہ اس چمن کے ہر نہال کو خزاں کے ہاتھ نے نیست و نابود کر دیا کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ہر ذی روح کے لئے موت کو لازم قرار دے دیا۔ فرمایا

"كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ"

ترجمہ: ہر ذی روح موت کے منہ میں جائے گا۔"

جب موت سے بچا نہیں جا سکتا تو کیوں نہ ہم اس ناپائیدار دنیاوی زندگی میں آخرت کا کچھ سامان کر لیں چونکہ ہمارا اصل ٹھکانہ یعنی منزل مقصود موت کے بعد ہی حاصل ہوگی اس لئے ہمیں چاہیے کہ اس دنیا کو مثل راہ گزر جانیں اور دنیا کی زندگی کو ایک سفر سمجھ کر ایک مسافر کی حیثیت سے زندگی بسر کریں کہ جس کی نظریں اپنی منزل مقصود پر لگی رہتی ہے مشکوٰۃ شریف میں صفحہ 139 پر لکھا ہے کہ حضور پرنور محبوب ربّ العزت مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دونوں بازو پکڑ کر فرمایا:

"كن فى الدنيا كانك غريب اوعا بر السبيل"۔

ترجمہ: "دنیا میں ایسی زندگی اختیار کر جیسے کہ غریب الوطن راہگیر ہو"۔

ایک اور جگہ بخاری شریف کی یوں روایت ہے کہ حضور پرنور مجبور ربّ العزت مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

"اذا امسيت فلا تنظير الصباح واذا اصحبت فلا تنتظر المساء وخذمن صحتك لمر ضك ومن حيوتك لموتك".

(رواہ البخاری مشکوٰۃ ص 139)

ترجمہ: "جب تجھے شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب تجھے صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کر اپنی صحت کے وقت اپنی مرض کا سامان کر اور زندگی میں موت کا

سامان کر"۔

## موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے:

موت کو یاد رکھنا اور اس کا خیال دل میں لانا اعمال کی درستی کے لئے بے شک ضروری ہے لیکن موت کی تمنا کرنا منع ہے کیونکہ ممکن ہے کہ انسان کے لئے اس کی زندگی کسی بھی صورت میں نفع بخش ہو۔ مشکوٰۃ شریف میں بخاری کی رویت ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**"لا یتمنی احد کم الموت اما محسنا فلعله ان یزداد خیراً واما مسیئا فلعله ان یستعتب"** ۔ (رواہ البخاری مشکوٰۃ ص 139)

ترجمہ: "تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہوگا' تو اس کی نیکی بڑھے گی اور اگر گناہگار ہو' تو ہو سکتا ہے کہ گناہوں سے توبہ کر لے"۔

تذکرہ الموتیٰ والقبور میں صفحہ 5 پر مرقوم ہے کہ حضرت امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک آدمی شہید ہوا اور اس کے ایک سال بعد اس کا بھائی بھی مر گیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں ان کو دیکھا کہ شہید کا بھائی اس سے جنت میں آگے ہے آپ اس بات سے متعجب ہوئے اور خواب میں ہی اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مرتبہ کو بڑھا دیا کیونکہ اس نے ایک ماہ رمضان کے روزے میں رکھے اور پورے سال کی نمازیں پڑھیں وہ کیوں نہ اپنے پہلے مرنے والے بھائی سے بڑھ جاتا۔

اس لئے موت کی تمنا کرنا سخت لازم ہے ہاں اگر کسی فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو' تو موت کے لئے دعا کر سکتے ہے۔

کیونکہ ایک اور مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یوں ہے۔

**لا یتمنین احد کم الموت من ضر اصابه فان کان لا بدا**

فاعلا فليقل اللهم احيى ما كانت الحيوٰة خير الى وتدقبنى اذا كانت الوفاة خير الى" .(مشکوٰۃ ص139)

ترجمہ "کسی مصیبت کی وجہ سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے اگر خواہ مخواہ کرنی ہے تو کہے اے اللہ جب تک میرے لئے حیات اچھی ہے تو مجھے زندہ رکھ اگر وفات میرے لئے بہتر ہے تو مجھے وفات دے دے"۔

باب نمبر 8:

# وقتِ موت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ٥(۷:۳۴)

ترجمہ ''تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی پیچھے ہو گی اور نہ آگے''۔

سب تعریفیں اس خالق و مالک کو سزاوار ہیں جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا اور دنیا میں جس کو زندگی دی اس کے لئے موت کو بھی لازم کر دیا ہزاروں اور کروڑوں سلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جس کے نور کو اللہ نے سب سے پہلے پیدا کر کے ساری کائنات وجود کا سبب ٹھہرایا لیکن انسان کے امتحان کے لئے اسے دنیاوی زندگی بخشی جس کا اختتام موت کی صورت میں ہے۔

جس وقت انسان اپنے مالک حقیقی کے حکم کے مطابق اس دنیا کی زندگی سے محروم ہونے کو ہوتا ہے' یعنی حالت نزع میں جب قوت ناطقہ ختم ہو جاتی ہے یعنی انسان بول نہیں سکتا۔ اس وقت ایک فرشتہ اس کے سامنے آ کر کہتا ہے کہ اللہ کے بندے السلام علیکم میں تیرے رزق کا موکل ہوں آج میں نے مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک ساری زمین پر تیرے لئے رزق تلاش کیا لیکن تیری قسمت کا ایک لقمہ بھی نہ مل سکا پھر ایک اور فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خدا کے بندے میں تیرے ٹھنڈے پانی کا موکل ہوں اور تجھے خبر دینے آیا ہوں آج میں نے روئے زمین کے تمام کنوؤں چشموں' دریاؤں نہروں اور تالابوں کو دیکھا لیکن تیری قسمت کا ایک گھونٹ پانی بھی نہیں ملا۔ اس فرشتے کے جانے کے بعد ایک فرشتہ حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ السلام علیکم یا عبد اللہ میں تیرے سانسوں کا مؤکل ہوں اور تجھے بتانے آیا ہوں کہ آج تیرے سانس ختم ہو

چکے ہیں اور روئے زمین پر تو مزید سانس نہ لے سکے گا یہ کہہ کر فرشتہ چلا جاتا ہے تو چوتھا فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ کے بندے السلام علیکم تیری عمر ختم ہو چکی ہے اور زندگی کا کوئی لمحہ تیرے لئے باقی نہیں ہے آج تیری روح کا شہباز جس سے تیرے قالب کی رونق تھی تیرے اس قفس عنصری سے پرواز کر جائے گا اور اپنے اصل ٹھکانے کی طرف لوٹ جائے گا۔ (الدار الحسان ص ۹ قصائص الاخبار ص 13 نزہۃ المجالس ص 52-53)

## کراماً کاتبین کا آنا:

قصائص الاخبار صفحہ 4 اور الدار الحسان صفحہ 9 پر رقم ہے کہ اسی اثناء میں کراماً کاتبین عالم اجسام میں ہو کر آتے ہیں اور اجل رسیدہ سے کہتے ہیں اے اللہ کے بندے السلام علیک ہم تیری نیکیوں اور بدیوں کے لکھنے والے تھے، آج تیری نیکیوں اور بدیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا اور دفتر اعمال مکمل ہو گیا جو احکم الحاکمین جل شانہ کے دربار میں پیش کیا جائے گا یہ کہہ کر دائیں طرف والا فرشتہ ایک سیاہ رنگ کا صحیفہ اس کے سامنے رکھتا ہے اور پڑھنے کو کہتا ہے اور اجل رسیدہ اپنی اس قدر برائیوں کو دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہے اور اس کے ہوش اڑ جاتے ہیں وہ بدحواس ہو کر ادھر ادھر دائیں بائیں دیکھنے لگتا ہے پھر کراماً کاتبین اس صحیفے کو اس کے سرہانے رکھ کر غائب ہو جاتے ہیں۔

## دنیا کے حال کا ظاہر ہونا:

قصائص الاخبار میں صفحہ 6 پر ہے کہ اجل رسیدہ کے سامنے اس لمحے دنیا کا حال ایک بڑھیا کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور یوں گویا ہوتا ہے کہ اے گناہ گار! تجھے اپنے پروردگار سے شرم نہ آئی کہ تو نے میری طلب میں عمر صرف کر دی اور جائز و ناجائز طریقے اختیار کئے اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہو کر نفسانی خواہشات کے تحت گناہوں میں مشغول رہا حلال و حرام میں تمیز نہیں کی کیا تیرا خیال تھا کہ کبھی نہیں مرے گا آج میں تجھ سے اور تیرے برے اعمال سے بیزار ہوں تو مجھے ناجائز طور پر کماتا رہا نہ خود خرچ کیا نہ فقراء و مساکین میں تقسیم کر سکا، دیکھ آج میں تیرے دشمنوں کے قبضے میں ہوں جواب پل بھر بھی

تجھے اپنے پاس رکھنا گوارہ نہیں کریں گے۔

یہ وہ وقت ہوگا جب کہ مرنے والے کا نہ مال کام آ سکے گا اور نہ اولاد کیونکہ فرمان الٰہی ہے کہ

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ (۲۶:۸۸،۸۹)

ترجمہ ''آج کے دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد مگر (صرف وہی کام آ سکتا ہے) جو اللہ کی راہ میں قلب سلیم کے ساتھ دیا''۔

اور اجل رسیدہ عرض کرے گا۔

رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ط

(۲۳:۹۹،۱۰۰)

''اے میرے پروردگار! مجھے واپس (دنیا میں) بھیج دے تاکہ جو کچھ میں چھوڑ آیا ہوں اس میں بھلائی کماؤں''۔

لیکن جواب ملے گا کہ ہرگز نہیں اب واپس ہونے کی کوئی صورت نہیں کیا دنیا میں تجھے یہ نہیں کہا گیا تھا کہ

''اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے ربّ تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا اور ہرگز اللہ کسی کی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آ جائے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے''۔ (پ 29-س منافقون آیت 10-11)

نیز اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا نہیں بتایا تھا کہ

اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

''جب تو ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے ہوگی نہ آگے''۔

## شیطان کا دھوکہ:

شیطان انسان کا ازل سے دشمن ہے اور آخر تک دشمنی کرنے سے باز نہیں آئے گا۔ طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے انسان کو نار جہنم کا ایندھن بنانے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے جیسا کہ کلام پاک میں فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ (پ۲۲ سورۂ فاطر آیت ۶)

"بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ تو اپنے گروہ کو اسی لئے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں"۔

شیطان انسان کو ہر حیلے سے اپنے گروہ میں شامل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور آخری دم تک انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتا وہ چاہتا ہے کہ مرتے وقت بھی یہ انسان اپنے ساتھ ایمان کی دولت نہ لے جا سکے لیکن ایمان والے ہمیشہ ثابت قدم رہتے اور شیطان لعین کے اس داؤ میں نہیں آتے جیسا کہ تیرہویں پارے کی سورۂ ابراہیم میں ارشاد الٰہی ہے:

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ۙۗ وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ۝

(پ13 ابراہیم آیت 27)

"اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت میں حق بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے لیکن شیطان انسان کو گمراہ کرنے اور اللہ کی طرف سے بہکانے کی پوری جدوجہد کرتا ہے"۔

دقائق لاخبار صفحہ 9 پر ایک روایت میں ہے کہ جب انسان قریب المرگ ہوتا ہے تو قدرتی طور پر اس پر پیاس غالب آجاتی ہے اور پیاس کی شدت اس قدر ہوتی ہے کہ

زمین بھر کے دریاؤں کا پانی بھی پی لے تو سیر نہ ہو۔

ایسے وقت میں انسان کا ازلی دشمن یعنی ابلیس لعین ٹھنڈے پانی کا بھرا ہوا پیالہ لے کر مرنے والے کے سرہانے پہنچ جاتا ہے اور اسے ٹھنڈے پانی کا پیالہ دکھاتا ہے قریب المرگ کو چونکہ علم نہیں ہوتا کہ میرا دشمن شیطان لعین ہے وہ اس مردود سے پانی مانگتا ہے تو شیطان جواب میں کہتا ہے کہ خدا کا منکر ہو جا تو یہ پانی تجھ کو پلاتا ہوں اس پر آدمی خاموش ہو جاتا ہے پھر شیطان آدمی سے کہتا ہے کہ تو اپنے رسول سے بیزار ہو جا تو یہ پانی تجھ پلاتا ہوں لیکن انسان مؤمن اور پختہ ایمان والا ہو' تو شیطان کے دھوکے میں نہیں آتا اور کہتا ہے کہ اے مردود دفع ہو جا تو مجھے گمراہ کرنے آتا ہے مجھے ایسے پانی کی ضرورت نہیں جو مجھے میرے خدا اور رسول سے دور کر دے۔

## حکایت:

اسی صفحہ پر راوی آگے بیان کرتا ہے کہ

زکریا نام کے ایک مشہور زاہد پر جب سکرات موت کا وقت آیا تو ان کے ایک دوست نے ان کو کلمہ طیبہ کی تلقین کی تو انہوں نے منہ پھیر لیا پھر انہوں نے کلمہ طیبہ کی تلقین کی تو دیکھا کہ پھر بھی منہ پھیر لیا جب تیسری مرتبہ کلمہ پڑھنے کو کہا تو سنا کہ آپ فرماتے ہیں میں نہیں کہتا دوست کو یہ سن کر بہت صدمہ ہوا۔

جب آپ کو کچھ افاقہ ہوا تو آپ نے پوچھا کہ کیا تم لوگ مجھے کوئی بات کہتے تھے حاضرین نے جواب دیا کہ ہم نے تین دفعہ آپ کو کلمہ پڑھنے کے لئے کہا لیکن آپ نے دو مرتبہ منہ پھیر لیا لیکن تیسری بار فرمایا کہ میں نہیں کہتا یہ سن کر آپ نے فرمایا: اصل بات یہ ہے کہ میرے پاس شیطان پانی کا پیالہ لے کر آیا تھا اور میرے دائیں طرف کھڑے ہو کر پانی کی پیشکش کی جب میں نے پانی مانگا' تو کہنے لگا کہ صرف اتنا کہہ دو کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے اس پر میں نے منہ پھیر لیا پھر وہ پاؤں کی طرف آیا اور پانی کا پیالہ دکھاتے ہوئے بولا کہ پانی پیو گے میں نے کہا ہاں تو بولا کہ صرف یہ کہو دو کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے تو تجھے پانی

پلا دوں گا لیکن میں نے اس بات سے پھر منہ پھیر لیا تو وہ لعین پھر سامنے آ کر بولا صرف اتنا کہہ دو کہ خدا کوئی نہیں ہے تو میں تجھے پانی پلا دیتا ہوں اس پر میں نے کہا کہ میں نہیں کہتا یہ سن کر اس نے پیالہ توڑ دیا اور بھاگ گیا یہ میرا منہ پھیرنا اور کہنا شیطان سے تھا نہ کہ تم لوگوں سے پھر آپ نے بلند آواز سے پڑھا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پھر آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

## قریب الموت کی تلقین:

جیسا کہ آپ کو علم ہو چکا ہے کہ شیطان لعین انسان کا دشمن مبین ہے اور ہر وقت اسے گمراہ کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے حتیٰ کہ آخری دم بھی وہ اسے بے ایمان کی موت مرنے پر آمادہ کرتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ مرنے والے کو کلمے کی تلقین کریں نہ صرف اسے ہی تلقین کریں بلکہ خود باآواز بلند پڑھیں تاکہ اجل رسیدہ اس طرف رجوع کرنے اور پڑھنے کی کوشش کرے اور کلمہ طیبہ کے ساتھ اپنا ایمان باحفاظت لے جائے کیونکہ حضرت مسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

'لقوا اموتا کم لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اپنے اجل رسیدہ کو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی کلمہ پڑھنے کی تلقین کرو''۔

مشکوٰۃ شریف میں صفحہ 141 پر ابوداؤد کی روایت ہے کہ فرمایا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

"من کان آخر کلامه لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ دخل الجنة"۔

جس کا آخری کلام کلمہ طیبہ یعنی لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

تذکرۃ الموتی والقبور میں ہے کہ ابن عساکر نے عبدالمجاری سے روایت کی ہے کہ ایک شخص قریب المرگ تھا جب اس کو کلمہ کی تلقین کی گئی تو اس نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا

جب ہوش میں آیا تو اس سے کلمہ نہ پڑھنے کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے بتایا کہ میں ایسی قوم کے ساتھ محبت رکھتا تھا جو مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وعمر فاروق رضی اللہ عنہ کو برا کہنے کا حکم دیتی تھی اس سے ظاہر ہے کہ اللہ اور اس کے بندوں کے دشمنوں کی مجلس میں بیٹھنا بھی نقص ایمان کا سبب ہے۔

صفحہ 141 پر مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن معطر رضی اللہ عنہ کی رویت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اجل سیدہ پر یہ کلمات پڑھو۔

لقتوا موتا کم لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اطیح کریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ ربّ العالمین٥

تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر زندہ پر پڑھیں تو کیسا ہے؟

فرمایا:

اجود-اجود بہت ہی اچھا ہے نہایت اہم ہے۔

تذکرۃ الموتی والقبور میں حاکم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی مکرم، مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چالیس دفعہ مرض الموت میں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھے اور اس مرض میں مرجائے تو شہادت کا درجہ پائے گا اور اگر صحت یاب ہو گیا تو گناہوں سے پاک ہو جائے گا۔ (تذکرۃ الموتی والقبور ص 10)

## سورۂ یٰسین کی تلاوت:

مشکوٰۃ شریف صفحہ 141 پر احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ حضرت مغفل بن یسار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم شفیع معظم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی ہے کہ

"اقرواء سورہ یٰس علی موتا کم"۔

"اپنے قریب المرگ پر سورۂ یٰسین تلاوت کرو"۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ سورۂ یٰسین میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قیامت و بعثت کا حال ہے اس لئے قریب المرگ اس سے انس حاصل کرے گا اور جان کنی کی آسانی ہوگی۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکمت بیان کی ہے کہ اجل رسیدہ کی زبان چونکہ قبض ہو چکی ہوتی ہے لیکن قلب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس لئے سورۂ یٰسین جو کہ قرآن حکیم کا دل ہے تلاوت کرنی چاہیے تاکہ قریب الموت کے دل کو تقویت ہو۔

شرح الصدور میں صفحہ 15 پر حضرت احمد کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من میت یقرء ندراسه یٰسین الا هون الله علیه .

"جس میت کے سرہانے سورۂ یٰسین پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس پر موت آسان فرماتا ہے"۔

شرح الصدور کے اسی صفحہ پر اور تذکرۃ الموتی والقبور میں صفحہ 11 پر کی جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت درج ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قریب الموت کے پاس سورۂ رعد پڑھنے کو درست رکھتے تھے کیونکہ اس سے جان کنی میں آسان ہوتی ہے اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ سرکار دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے مشکوٰۃ شریف صفحہ 140 پر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اذا حضرتم المریض او المیت فقولوا خیر فان الملائکة یومنون علی ما یقولون (رواہ المسلم ومشکوٰۃ ص140)

"جب تم مریض یا میت کے پاس حاضر ہو تو نیک بات کہو کیونکہ فرشتے اس بات پر آمین کہتے ہیں"۔

معلوم ہوا کہ مریض یا میت کے پاس کوئی بے ہودہ اور بے معنی دنیاوی بات یا کوئی بُری بات نہیں کہنی چاہیے بلکہ میت کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔

مشکوٰۃ شریف ص 141 پر مسلم کی روایت ہے کہ حضور نبی مکرم مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک صحابی حضرت ابوسلمہ کے پاس وقت مرگ تشریف لے گئے اور ان کے لئے دعائے خیر کی۔

"اللھم اغفر لابی سلمة وارفع درجته فی المھدیین واخلفه فی قبرہٖ ونور له فیه ۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص 141)

مسئلہ 1:

درمختار میں ہے جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو سنت ہے کہ دہنی کروٹ لٹا کر میت کا رخ قبلہ رو کر دیا جائے یا قریب الموت کو چت لٹا کر پاؤں قبلہ کی طرف کردیئے جائیں اور سر اونچا کر دیا جائے اس طرح بھی مرنے والے کا منہ قبلہ رخ ہوگا اگر ایسا کرنے سے قریب المرگ کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت میں ہو اسی میں رہنے دیں۔

مسئلہ 2:

بہارِ شریعت میں صفحہ 130 پر ہے کہ تلقین کرنے والا کوئی نیک شخص ہو کہ نیک اور پرہیزگار لوگوں کا اجل رسیدہ کے پاس ہونا اچھی بات ہے سورۂ یٰسین کی تلاوت کی جائے اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔

مسئلہ 3:

موت کے وقت حیض ونفاس والی عورتیں حاضر ہوسکتی ہیں لیکن جن کا حیض منقطع ہو گیا اور ابھی غسل نہ کیا ہو یا جب کو اجل رسیدہ کے پاس نہیں آنا چاہیے اس کے علاوہ مکان میں کوئی تصویر یا کتا وغیرہ ہو تو ایسی چیزوں کو نکال دیا جائے کہ ایسی جگہوں پر رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

مسئلہ 4:

بہارِ شریعت میں صفحہ 132 پر ہے کہ میت کے پاس تلاوت قرآن مجید اس وقت

جائز ہے جبکہ اس کا تمام بدن کپڑے سے ڈھکا ہوا ہو لیکن تسبیح اور ذکر واذکار میں کوئی حرج نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ 5:

بہارِ شریعت صفحہ 131 پر ہے قریب المرگ کے ذمے جو قرض وغیرہ ہو اسے جلد ادا کر دیا جائے کیونکہ حدیث میں ہے کہ میت اپنے دین میں مقید ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک دین نہ ادا کیا جائے اس کی روح معلق رہتی ہے۔

مسئلہ 6:

جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے سر کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ دے دیں تاکہ منہ کھلا نہ رہے، آنکھیں بند کر دیں اور یہ دعا پڑھیں۔

"بسم الله وعلى ملة رسول الله اللهم يسر عليه امره وسهل عليه ما بعده واسعده بلقائك واجعل ما خرج اليه خيرا مما خرج عنه"۔

انگلیاں ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیں اور میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں۔

باب نمبر 9:

# ملک الموت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ○ (پ 21 سجدہ آیت 11)

"فرما دیجئے کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقررہ ہے تمہیں وفات دیتا ہے پھر تم اپنے ربّ کی طرف لوٹ جاتے ہو"۔

اسی طرح قرآن کے 21 ویں پارے میں سورۂ سجدہ میں ارشاد الٰہی ہے کہ

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ

"فرما دیجئے کہ موت کا فرشتہ تم پر مقررہ ہے جو تمہیں وفات دیتا ہے"۔

اس فرشتہ کا نام عزرائیل ہے جو انسان کی روح قبض کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور روح قبض کرنے میں بہت سے فرشتے اس کے معاون ہیں جو روح قبض کرنے میں کسی قسم کا قصور نہیں کرتے۔

قرآن پاک میں ہے:

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ○

"یہاں تک کہ تم میں سے جب کسی کو موت آتی ہے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کو وفات دیتے ہیں اور وہ اپنے فرض میں قصور یا کوتاہی نہیں کرتے"۔

## ملک الموت کے نزدیک دنیا کی حیثیت:

حضرت عزرائیل علیہ السلام کے لئے یہ وسیع و عریض دنیا ایسے ہے جیسے کسی انسان

کے سامنے کوئی طشتری یا تھالی پڑی ہوئی ہو اور اس میں سے جو کچھ چاہے اور جتنا چاہے اٹھالے ابو نعیم وغیرہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جعلت الارض لملك الموت مثل الطشت يتناول من حيث شاء وجعل له اعوان يتومنون الانفس ثم يقبضها فهم" .

(شرح الصدور ص 18 تذکرہ الموتی ص 14)

"ملک الموت کے لئے زمین ایک طشت کی مانند بنائی گئی ہے کہ جہاں سے چاہے پکڑ لے اور اس کے لئے مددگار فرشتے بنائے گئے ہیں جو کہ روح نکالتے ہیں (یعنی وفات دیتے ہیں) اور پھر ان سے روح لے کر اپنے قبضے میں کر لیتا ہے"۔

یعنی دنیا میں ایک ہی وقت میں لاکھوں روح کے قبض کر لینے پر حضرت عزرائیل علیہ السلام کو قدرت دی گئی ہے کیونکہ دنیا اس کے لئے مثل ایک تھال کے ہے اور وہ جتنی جانوں پر چاہے ہاتھ ڈال سکتا ہے اس کے علاوہ اس کے معاون فرشتے روح قبض کرتے ہیں اور پھر روح حضرت عزرائیل علیہ السلام کے حوالے کر دیتے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے زبیر بن محمد سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملک الموت تو ایک ہے اور شرق وغرب میں لوگ جنگوں میں لاتعداد مرتے ہیں (ان کی روح موت کا فرشتہ ایک وقت میں کیسے قبض کرتا ہے) تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ملک الموت کے لئے ایک تھال کی مانند جمع کر دیا ہے۔(شرح الصدور صفحہ 14)

شرح الصدور صفحہ 19 پر ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ دو شخصوں کی روح ایک ہی وقت میں نکل جاتی ہے حالانکہ ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہوتا ہے فرمایا کہ تم زمین و آسمان والے ملک الموت کے سامنے ایسے ہو جیسے کسی کے سامنے دستر خوان ہوتا ہے جہاں سے چاہے لقمہ اٹھائے۔

شرح الصدور کے اسی صفحہ پر ابن ابی الدنیا نے ابن عماد اور انہوں نے حکم سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ملک الموت سے پوچھا کیا تو ہر شخص کی روح قبض کرتا ہے ملک الموت نے کہاہاں تو آپ نے فرمایا تو اس وقت میرے لئے تمام زمین اس طرح مسخر کردی ہے جیسے تم میں سے کسی کے سامنے تھال رکھا جائے اور اس تھال سے جس طرف سے جو چیز چاہے پکڑ لے اسی طرح تمام دنیا میرے سامنے ہے۔

## ملک الموت کی شکل

ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنا خلیل بنایا تو ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ یا الٰہ العالمین اگر اجازت ہو تو میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں اس کی بشارت پیش کروں اللہ سے اجازت لے کر حضرت ملک الموت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو بشارت دی اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائے اور ملک الموت سے پوچھا کہ تو کافروں کی روح کس طرح قبض کرتا ہے ملک الموت نے کہا آپ اس کے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے آپ نے فرمایا: رکھتا ہوں تو ملک الموت نے کہا آپ میری طرف سے منہ پھیر لیں چنانچہ آپ نے منہ پھیر لیا...... اور پھر دیکھا تو ملک الموت ایک سیاہ فام آدمی کی شکل میں تھے کہ ان کا سر آسمان سے لگ رہا تھا اور تمام مرد کے بالوں کی صورت تھی منہ اور مساموں سے آگ شعلے نکل رہے تھے یہ دیکھ کر آپ پر غشی طاری ہوگئی افاقہ ہوا تو ملک الموت کو اصل حالت میں دیکھا اور فرمایا کہ اے ملک الموت! اگر کافر کو دنیا میں کوئی رنج اور مصیبت نہ ہو تو صرف تیری اس صورت کا دیکھنا اس کے لئے باعث ذبح وغش ہے پھر فرمایا کہ اب بتاؤ مؤمن کی روح کس شکل میں قبض

کرتا ہے اور ملک الموت کہنے پر اپنا منہ دوسری طرف پھیرا دیکھا تو ملک الموت کو ایک خوبصورت جوان کی صورت میں پایا جو سفید اور معطر لباس پہنے ہوا تھا یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا اے ملک الموت! اگر مسلمان کو مرنے کے وقت دوسرا عیش و آرام نہ ہو تو صرف تیری صورت کا دیکھنا ہی کافی ہے۔

(شرح الصدور ص 18 کیمیائے سعادت ص ۴۳ے تذکرہ الموتی والقبور ص ۱۳)

## حکایت:

احمد، بزار اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور پر نور مختار کل کائنات کا ارشاد ہے کہ ملک الموت یہی زمانے میں ظاہر شکل میں لوگوں کے پاس آتا تھا لیکن جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس روح قبض کرنے کے لئے آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک تھپڑ مارا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ نکل گئی ملک الموت نے واپس جا کر بارگاہ اللہ تعالیٰ میں عرض کیا کہ یا ربّ العالمین تیرے بندے موسیٰ علیہ السلام نے میری آنکھ پھوڑ دی تو اللہ نے فرمایا کہ میرے بندے کے پاس جاؤ اور اس سے کہہ دے کہ وہ اپنا ہاتھ سر کی جلد پر پھیرے جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اس کی زندگی اتنے سال ہو جائے گی۔

چنانچہ ملک الموت نے یہ پیغام حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تو آپ نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوگا ملک الموت نے کہا کہ موت تو آپ نے فرمایا کہ جب آخر موت ہی ہوگی تو ابھی اپنے مالک حقیقی سے ملنے کے لئے تیار ہوں، اس پر حضرت ملک الموت نے آپ کی روح مبارک قبض کر لی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ واپس لوٹا دی اس کے بعد اب ملک الموت لوگوں کے پاس پوشیدہ آتا ہے۔ (شرح الصدور ص 20)

## اجل رسیدہ سے گفتگو:

جب موت کا وقت بالکل قریب ہوتا ہے تو موت کا فرشتہ قریب المرگ کے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے قریب المرگ اس کی ہیبت ناک شکل دیکھ کر گھبرا جاتا ہے اور اس سے

پوچھتا ہے کہ تو کون ہے کیا چاہتا ہے تو موت کا فرشتہ جواب دیتا ہے کہ میں ملک الموت ہوں اور تیری جان قبض کرنے کے لئے آیا ہوں اب تیری اولاد یتیم ہو جائے گی تیری عورت بیوہ ہو جائے گی اور تیرا مال ان لوگوں میں تقسیم ہوگا جن کو تو اپنی زندگی میں دینا پسند نہیں کرتا تھا تو نے اپنے لئے کوئی نیکی نہیں کی جسے ساتھ لے جانا ہے جب قریب المرگ یہ باتیں سنتا ہے تو اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیتا ہے لیکن فرشتہ اس طرح بھی سامنے ہوتا ہے اور پھر دوسری طرف منہ پھیرتا ہے تو اس طرف بھی فرشتہ موت کو موجود پاتا ہے حتیٰ کہ ملک الموت کہتا ہے کہ تو نہیں جانتا ہے میں وہ فرشتہ ہوں جس نے تیرے سامنے والدین کی جان قبض کی اور تو جو کچھ نہ کر سکا آج تیری باری ہے اور میں تیری جان قبض کروں گا لیکن تیری طرح تیری اولاد رشتہ دار اور دوست واحباب دیکھتے رہیں گے اور کچھ نہ کر سکیں گے میں نے ایسے لوگوں کو ختم کیا ہے جو تجھ سے کہیں زیادہ طاقت رکھتے تھے اور مال واولاد میں بھی تجھ سے کہیں بڑھ کر تھے پھر ملک الموت اجل رسیدہ سے پوچھتا ہے کہ تو نے دنیا کو کیسا پایا تو مرنے والا کہتا ہے کہ میں نے دنیا کو آزمایا ہے لیکن اس بے ثبات دنیا کو مکار اور ناوفادار ہی پایا جو کسی کا ساتھ نہیں دیتی۔

(الدار الاحسان ص 7 دقائق الاخبار صفحہ 6)

ہمیں ہر وقت موت کا منتظر رہنا چاہیے کیونکہ موت کے وقت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور ہمیں فرما ضرور مرنا ہے اللہ کے بندے تو ہر وقت اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے موت کے فرشتے کے منتظر رہتے ہیں ان کو ایک دن بھی زندہ رہنے کی امید نہیں ہوتی۔

کیمیائے سعادت میں صفحہ 240 پر ایک روایت میں ہے کہ حضور پرنور مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت میں بھی تیمم فرمالیا کرتے تھے جبکہ پانی حاصل کرنا ممکن ہوتا کیونکہ آپ کا خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کہیں پانی تک پہنچنے سے پہلے ہی جان نکل جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسود رضی اللہ عنہ نماز ادا فرماتے تھے اور ساتھ ادھر

ادھر دیکھتے جارہے تھے لوگوں نے اِدھر اُدھر دیکھنے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ
''میں ملک الموت کے انتظار میں ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کس طرف سے آتا ہے''۔(کیمیائے سعادت ص 741)

لیکن ہم ہیں کہ موت کو بھلائے بیٹھے ہیں کہ شاید موت کبھی نہ آئے گی اور دل میں یہ خواہش لئے بیٹھے ہیں کہ خدا کرے ہماری عمر ہزار برس سے بھی اوپر ہو''۔

کیونکہ ارشاد خداوندی ہے:

**یو د احدهم لو یعمر الف سنة** (البقرہ:۹۶)

''اوران میں سے ہر ایک ہزار برس زندہ رہنا پسند کرتا ہے''۔

لیکن مومن کی یہ شان نہیں کہ دنیا کی زندگی سے محبت رکھے بلکہ مومن تو موت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تحفہ خیال کرتا کیونکہ دنیا کی زندگی کے اس پردے کو اپنے اور خالق حقیقی کے درمیان سے ہٹا دینے کا خواہاں ہوتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں صفحہ 140 پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

''**تحفة المؤمن الموت**''

''موت مومن کے لئے تحفہ ہے''۔

باب نمبر 10:

# سکرۃ الموت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

وَ جَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِيۡدُ○

(پ26)

"موت کی سختی کا آنا برحق ہے اور یہ وہ (تکلیف) ہے جس (کو برداشت کرنے سے) تو بھاگتا ہے"۔

سب تعریفیں اس خالق برحق کے لئے مختص ہیں جس نے موت اور حیات کو پیدا فرمایا کہ انسان خواہ ہزاروں برس زندہ رہنے کی تمنا کرے آخراسے پنجہ موت ایک دن ضرور آ کر دبائے گا قرآن کریم میں ایسے لوگوں کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا ہے جو ہزاروں برس زندہ رہنے کی تمنا رکھتے ہیں کہ

"یو د احد ھم لو یعمر الف سنة" ۔

لیکن اگر یہ ہزار برس کی زندگی مل ہی جائے اور پھر مرنا لازم ہے تو ایسی زندگی کس کام کی مؤمن کے لئے تو زندگی قید خانے کی مانند ہے وہ دنیا کی زندگی سے گھبراتا ہے اور موت کو ترجیح دیتا ہے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ

"تحفة المؤمن الموت" ۔ (مشکوۃ ص 141)

مومن کے لئے موت تحفہ ہے۔

اور یہ تحفہ اپنی تمام لذتوں اور تلخیوں کے ساتھ ملتا ہے کیونکہ موت کے ساتھ سختی کا آنا لازم ہے اور برحق قرار دے دیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝

(پ26)

''موت کی سختی برحق آئی اور وہ یہ تکلیف ہے جس سے تو بھاگتا ہے''۔

موت کی تکلیف لازم ہے تو ہمیں موت کو بھلا کر دنیا کی خوشیوں اور مسرتوں سے ہمکنار ہونا نامناسب ہے بھلا جس شخص کو اس بات کا علم ہو کہ اس پر کوئی ناگہاں مصیبت آنے والی ہے وہ بھلا کب چین سے سوئے گا نہ اس کا کھانے پینے میں دل لگے گا نہ کسی دوسرے کام میں لیکن جب موت کا یقین ہے تو پھر ہم اس ناپائیدار دنیا میں کیوں دل لگا کر بیٹھ رہیں ہم کیوں نہ آخرت کا سامان بنائیں کیوں نہ اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں التجائیں کریں تاکہ ہماری موت کی سختی میں کچھ آسانی ہو' فرمایا: حضور مختار کل کائنات' مدینے کے سلطان صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ موت کی سختی اس قدر ہے کہ

''اس کی تکلیف اتنی ہوگی جتنی کہ تین بار تلوار لگنے سے ہوتی ہے''۔

شرح الصدور کے اس صفحہ پر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے مرنے والے کو بند کر لیتے ہیں اگر فرشتے اس کو بند نہ کرتے تو وہ موت کی سختی کی وجہ سے جنگلوں میں بھاگ جاتا۔

شرح الصدور کے اسی صفحہ پر ہے کہ امام مروزی رضی اللہ عنہ نے میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر موت کی سختی کا ایک قطرہ بھی زمین و آسمان کے رہنے والوں پر رکھا جائے تو سب کے سب فوراً مر جائیں۔

## ملک الموت پر سختی:

شرح الصدور کے صفحہ 14 پر ہے کہ ابن ابی الدنیا نے محمد بن کعب قرظی علیہ الرحمہ سے بیان کیا ہے کہ سب سے آخر میں ملک الموت کے مرنے کی باری آئے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ملک الموت مر جا تو موت کا فرشتہ موت کی سختی کی وجہ سے ایک ایسی چیخ مارے گا کہ اگر وہ چیخ زمین و آسمان کے ذی روح سن لیں تو گھبرا کر سب مر جائیں۔

## حکایت:

روایت ہے کہ ایک مرد خدا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک حدیث سنی ہے کہ آپ کا فرمان ہے کہ مؤمن کی جان ایسے "نکلتی ہے جیسے خمیر کے آٹے سے بال" نکلتا ہے آپ نے فرمایا: بے شک ایسا ہی ہے اس نے عرض کیا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ یوں ہے۔

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ وَقِيْلَ مَنْ سکتہ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝
وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِ الْمَسَاقُ ۝

(پ29 القیمۃ آیت 26 تا 30)

"تو کلام اللہ اور حدیث میں موافقت کیسے ہوگی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بات کا جواب سورۂ یوسف سے مل سکتا ہے"۔

چنانچہ اس مرد خدا نے صبح بیدار ہو کر سورۂ یوسف سے اپنے سوال کی تلاش شروع کر دیا لیکن کچھ سمجھ میں نہ آیا آخر ایک عالم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا اور کہا مجھے اپنے خواب کی تعبیر نہیں ملی اس پر اس نے بتلایا کہ تیرے سوال کا جواب سورۂ یوسف کی اس آیت میں موجود ہے۔

فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا
بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝ (پ12 یوسف آیت 31)

اللہ اللہ جمال یوسفی میں وہ مصری عورتیں اس قدر محو ہوئیں کہ بجائے لیموں کاٹنے کے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور انہیں اس امر کا احساس تک نہ ہوا کہ وہ اپنے ہاتھ کاٹ رہی ہیں یا پھل ان کی نظریں حضرت یوسف علیہ السلام کے مقدس و مبارک اور حسین و جمیل چہرے پر تھیں زبانیں آپ کی مدح میں مصروف تھیں یعنی ان کی توجہ خالص حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف تھی اور وہ بے خودی میں یہ نہ محسوس کر سکیں کہ ان کے ہاتھ کٹ رہے ہیں یا پھل نہ چیزوں پر کوئی اثر نمایاں ہوا اور نہ ہی کوئی کرب ناک آواز نکلی بلکہ وہ

جمال یوسفی میں کھو جانے کی وجہ سے خوش تھیں۔

دوستو! ذرا اپنی انگلی پر سوئی چبھو کر تو دیکھو کہ تم میں اتنی سی تکلیف برداشت کرنے کی جرأت موجود ہے یا نہیں ہاں مؤمن جب مرتا ہے تو جمال مصطفیٰ میں کھو جاتا ہے اسے دنیا و مافیہا کی خبر نہیں ہوتی تو اسے اپنی جان کے نکلنے کی تکلیف کا احساس کہاں وہ تو حضور پرنور، سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال پر فدا ہو رہا ہوتا ہے یہاں تک کہ اسے موت تک کا احساس نہ ہوا۔

اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ فرشتے نہایت نرمی اور محبت سے پیش آتے ہیں امام احمد، ابوداؤد وغیرھما سے مروی ہے کہ حضور پرنور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مؤمن قریب المرگ ہوتا ہے تو آفتاب کی طرح روشن چہروں والے فرشتے آسمان سے آتے ہیں جن کے پاس جنت کے کفن اور خوشبو ہوتی ہے وہ مرنے والے کے اردگرد آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور ملک الموت اس کے سرہانے آ کر بیٹھ جاتا ہے اور فرماتا ہے۔

يٰـاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○
فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ○ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ○ (پ 30 س الفجر، آیت 30)

''اے (خدا کے ذکر سے) سکون حاصل کرنے والی جان اللہ کی رضا اور بخشش کی طرف نکل آ، مومن کی روح اس کلام کی لذت سے اس قدر آسانی سے نکلتی ہے جیسے کہ مشکیزے سے پانی کا قطرہ نکل آئے''۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکی مدنی سرکار آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

''ملک الموت اجل رسیدہ مومن کے ساتھ اس طرح مہربانی سے پیش آتا ہے جیسے ماں اپنے بچے کے ساتھ کیونکہ یہ روح اللہ کی رضا چاہنے والی ہوتی ہے ملک الموت اس روح کو بدن سے اس طرح کھینچتا ہے کما تسل الشعرة من العجين ○ جیسے آٹے

میں سے بال کو کھینچتے ہیں اور جو فرشتے روح کے اردگرد ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ ○ تم پر سلامتی ہو خوش ہو جاؤ۔

روح جسم سے کہتی ہے۔ حق تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر دے کہ تو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں جلدی کرنے والا تھا اور اللہ کی نافرمانی سے دور رہنے والا تھا تجھے مبارک ہو کہ تو نے خود نجات پائی اور مجھے بھی نجات دی اور جسم بھی روح سے اسی طرح کہتا ہے۔

ابویعلیٰ اور لابن ابی الدنیا نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن کی موت کے وقت اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے کہ میرے دوست کے پاس جا اسے میرے پاس لا کیونکہ میں نے اس کا امتحان لیا ہے اور اسے اپنا دوست پایا ہے ملک الموت پانچ سو فرشتوں کے ساتھ آتا ہے ان کے پاس ایسے گلدستے ہوتے ہیں کہ ان کی جڑ کے ایک سرے پر بیس رنگ کے پھول کھلتے ہیں اور ہر پھول کی خوشبو علیحدہ ہوتی ہے اس اجل رسیدہ کے لئے بہشت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اسے جنت کی نعمتوں مثلاً میووں اور حور و غلمان کی طرف راغب کیا جاتا ہے اور اس کی روح نکلنے کے لئے جلدی کرتی ہے اس وقت ملک الموت کہتا ہے: "يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ○ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ○ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ○ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ○ (الواقعہ)

اے نفس مطمئنہ بغیر کانٹوں والی بیری کی طرف گھنی ٹہنیوں والے درخت کی طرف لمبے سائے کی طرف اور بہتے پانی کی طرف نکل۔

## مومن کی روح کی اہل حدیث ارواح سے ملاقات:

مشکوٰۃ شریف میں صفحہ 142 پر فرمان نبوی ہے کہ جب کسی مومن کی روح قبض کی جاتی ہے تو اس کی مومنوں کی ارواح سے ملاقات ہوتی ہے اور وہ اس سے دنیا کے حالات کے بارے میں پرسش کرتے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پس اس (مومن کی روح) کو دوسرے مؤمنوں کی روح کے پاس لاتے ہیں۔ انہیں اس قدر زیادہ خوشی ہوتی ہے جیسے تم کسی عزیز کے سفر وغیرہ سے واپس آنے پر خوش ہوتے ہو اور وہ اس کا استقبال کرتی ہیں اور اس سے پوچھتی ہیں کہ فلاں کیسا ہے اور فلاں کا کیا حال ہے وہ کہتی ہیں کہ اسے چھوڑ دو ابھی یہ دنیا کے غم میں ہے اور وہ روح جواب میں کہتی ہے کہ وہ تو مر گیا کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا تو وہ روحیں جواب دیتی ہیں کہ پھر اس کو موت اس کی ماں یعنی دوزخ ہاویہ کی طرف لے گئی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اگر کسی کا بیٹا پہلے مر چکا ہو اور پھر جب اس کا باپ مرتا ہے اور اس کی روح آسمان کی طرف پرواز کرتی ہے تو اس کے بیٹے کی روح اس کا استقبال کرتی ہے جیسے تم کسی عزیز کی آمد پر استقبال کرتے ہو جو سفر وغیرہ سے آ چکا ہو۔

(تذکرۃ الموتی والقبور ص135)

## کافر کی روح کا نکالنا:

کافر کو وقت آمیز موت نصیب ہوتی ہے اور اس کی روح کے نکلنے کا نظارہ نا قابل دید ہوتا ہے کیونکہ اللہ کے شداد فرشتے کافر کی روح کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں اور نفرت وحقارت کا اظہار کرتے ہیں قرآن مجید کے تیسویں پارے میں ارشاد ہے:

"اور اگر تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں وہ ان کے چہروں اور پیٹھ پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں آگ کا عذاب چکھو"۔

ابو یعلیٰ اور ابن ابی الدنیا نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب کافر کی موت کی گھڑی قریب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے کہ میرے اس دشمن کی طرف جا اور اسے میرے پاس لے آ میں نے دنیا میں اس کے رزق کو فراخ کیا اور اپنی نعمتوں سے اسے آرام پہنچایا، مگر اس نے سوائے نافرمانی کے اور میرے لئے کچھ نہیں کیا جا اسے لے آ تا کہ اسے اس کی نافرمانی کا بدلہ دے دوں تو ملک الموت اس کافر کے پاس ایسی کریہہ شکل میں جاتا ہے کہ کبھی ایسی بری

شکل اس آدمی نے نہ دیکھی ہوگی ملک الموت کے پاس آگ کے کوڑے ہوتے ہیں ملک الموت جب اس آگ کی سیخ سے اس قریب المرگ کافر کو مارتا ہے تو اس سیخ کا ہر کانٹا اس کے رگوں میں پہنچ جاتا ہے اور ملک الموت اس کو کھینچتا ہے۔

تو اللہ کا دشمن بے ہوش ہوتا ہے اور فرشتے اس کی پیٹھ اور چہرے پر کوڑے مارتے ہیں پھر اس کی روح اس کی کمر تک کھینچی جاتی ہے اور پھر سینے اور حلق تک فرشتے دوزخ کی آگ اور دھواں اس کی ٹھوڑی کے نیچے بچھا دیتے ہیں پھر ملک الموت کہتا ہے کہ

**"اخرجی ایها النفس اللعینة الملعونة الی سموم وحمیم وظل من یحموم لابارد ولا کریم"۔**

اے لعین وملعون جان گرم لو گرم پانی اور دھویں کے سائے کی طرف نکل جس میں نہ ٹھنڈ ہے نہ تری ولطافت جب ملک الموت روح کو قبض کرتا ہے تو روح جسم سے کہتی ہے کہ خدا تجھے سزا دے کہ تو گناہوں کی طرف جلدی کرتا تھا اور اطاعت کی طرف دیر کرنے والا تھا تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاک کیا۔ پھر ایسے ہی روح جسم سے کہتی ہے وہ کافر خبیث زمین کے جس حصہ پر گناہ کرتا تھا وہ اس پر لعنت بھیجتا ہے اور ابلیس کے کارندے اسے خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم نے فلاں شخص کو دوزخ میں پہنچانے کا کارنامہ کیا ہے۔ (تذکرۃ الموتی والقبور ص 25-26)

## کافر کی روح کے ساتھ سلوک:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کافر مرتا ہے تو سیاہ چہروں والے خوفناک فرشتے ٹاٹ کا لباس لے کر میت کے گرد بیٹھ جاتے ہیں اور ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھ کر کہتا ہے۔

**ایها النفس الخبیثة اخرجی الی سخط من اللہ**

"اے خبیث جان اللہ تعالیٰ کے غضب کی طرف نکل"۔

یہ سن کر وہ روح چھپتی پھرتی ہے اور ملک الموت اسے ایسے کھینچتا ہے کہ جیسے گیلی

ریشم کے ساتھ گرم سیخ کھینچی جائے ملک الموت اسے ایسے کھینچتا ہے۔ عذاب کے فرشتے اسے پکڑ لیتے ہیں اور ٹاٹ میں لپیٹ کر آسمان کی طرف لے جاتے ہیں جب ان کا گزر فرشتوں کی ایک جماعت سے ہوتا ہے تو وہ روح کی مردار جیسی بو سے بیزار ہو کر کہتے ہیں کہ یہ کس خبیث کی روح ہے تو ان کو بتلایا جاتا ہے کہ یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اس فرمان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ (پ8 اعراف)

"ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہو سکیں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر جائے۔"

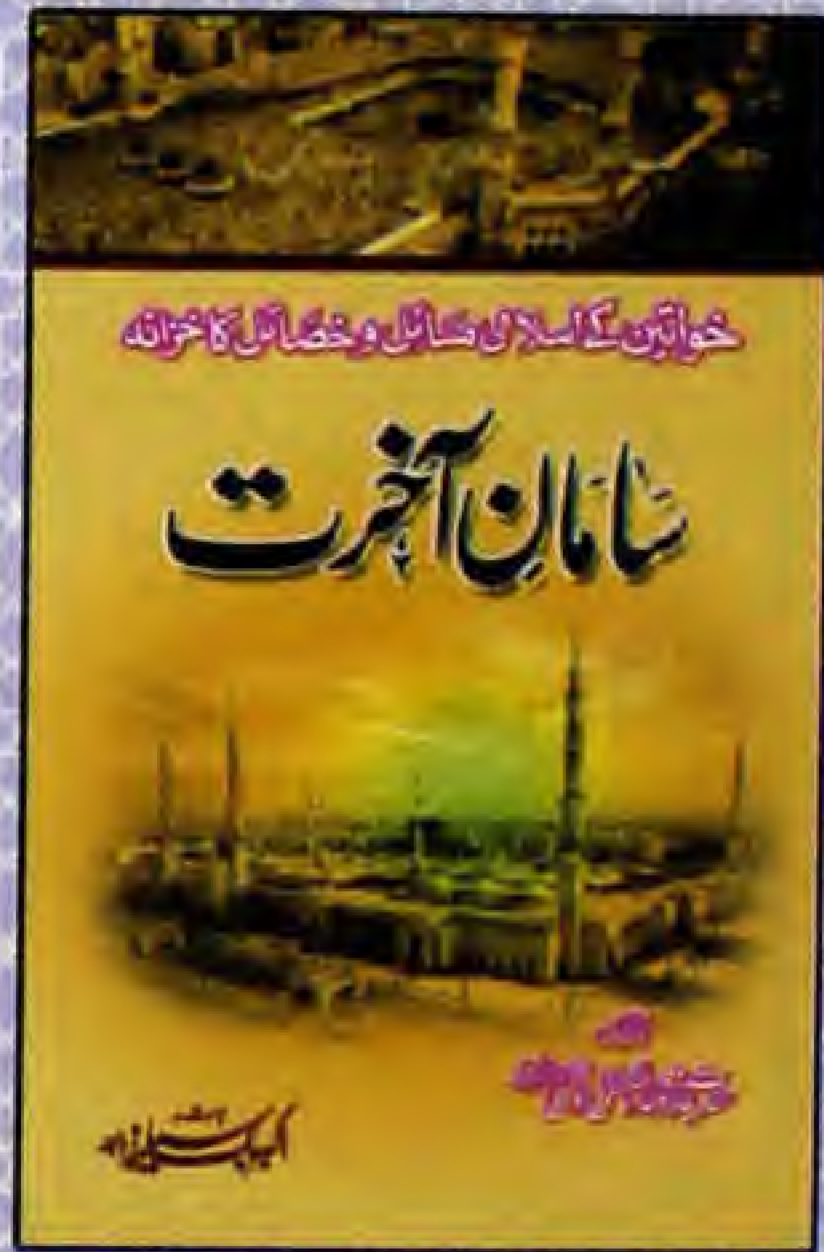
ہم آپ نے اس آیہ مبارک کی تلاوت سے روح کا وہ حال بیان فرمایا کہ مرنے والا گویا۔

فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ (مشکوٰۃ ص 43-142)

"مرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا تو اس کو پرندے اٹھا لے گئے یا ہوا نے اسے کسی دور دراز جگہ پر گرا دیا"۔

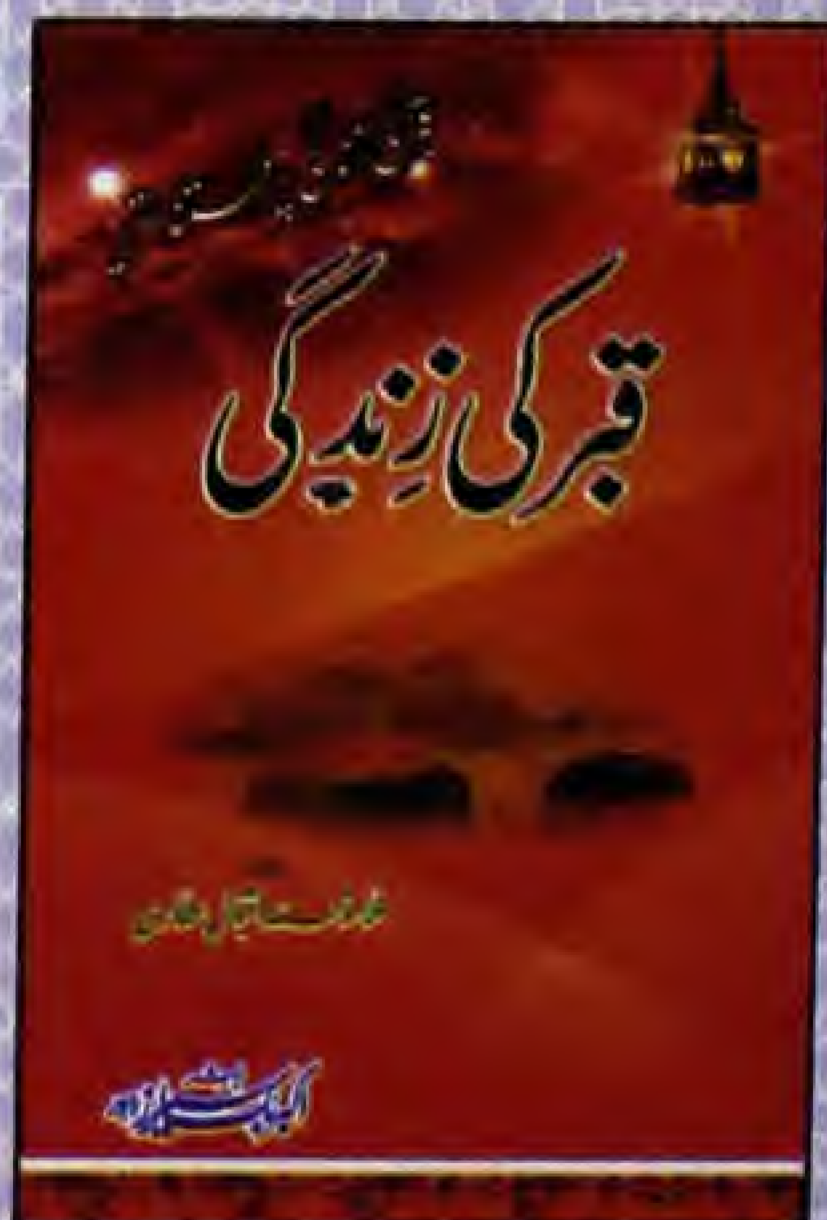
اللہ تعالیٰ سب کو ایمان اور ایقان عطا فرمائے دین اسلام پر مداومت اور اپنے عذاب سے بچائے۔ (آمین)

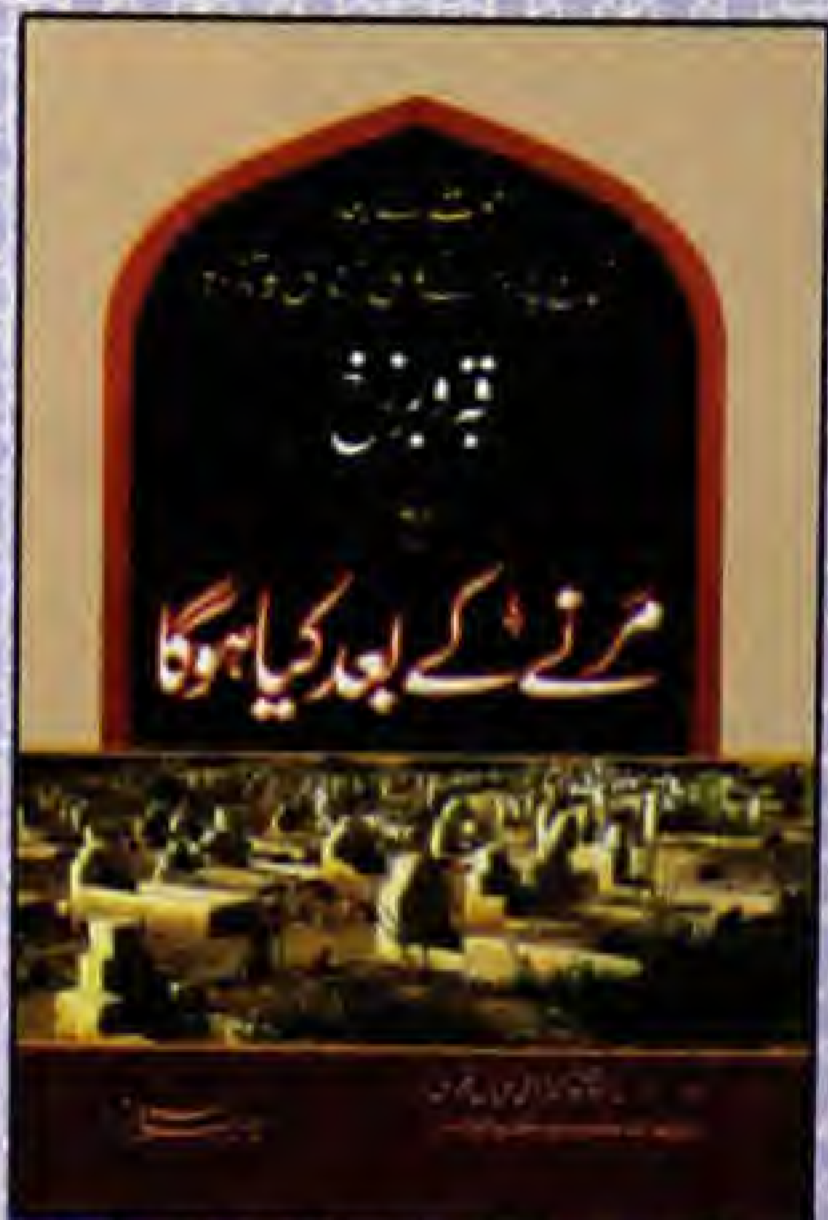
# ہماری چند دیگر مطبوعات










ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور Ph: 37352022